۱۱۵

خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تالیف

پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

تخریج وحواشی

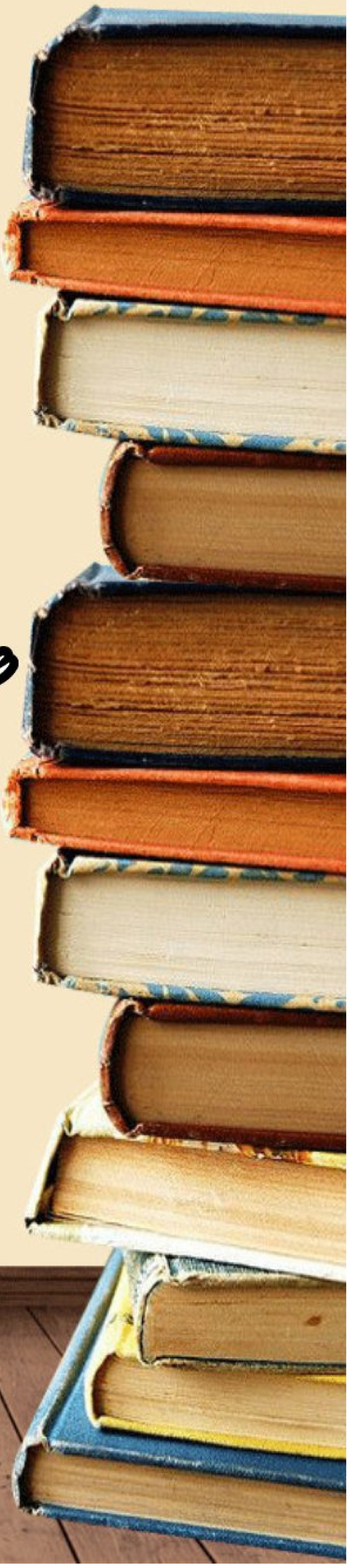
حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ النعیمی دامت برکاتہم العالیہ

(رئیس دار الافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان)

جمعیّت اشاعت اہلسنّت پاکستان

نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net
Cell : 0321-3885445 Website : www.ishaateislam.com



خُدا چاہتا ہے

رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

تألیف

پیر طریقت رہبر شریعت

حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدظلہ العالی

تخریج و حواشی

حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم

رئیس دارالافتاء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، فون:32439799

نام کتاب	:	خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
مؤلف	:	حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدّ ظلّہ
تخریج وحواشی	:	حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی دامت برکاتہم
نظر ثانی	:	حضرت علامہ مولانا محمد عرفان ضیائی مدّ ظلّہ
		حضرت مولانا محمد عابد قادری
اشاعت سوم	:	دسمبر 2012ء/صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
تعدادِ اشاعت بارِ اول	:	3000
تعدادِ اشاعت بارِ دوم	:	1000
تعداد اشاعت بارِ سوم	:	1000
قیمت	:	-/360روپے
طابع	:	شاہ پرنٹرز Cell: 0321-9207270
ناشر	:	جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون:32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

کتاب کے حصول کے لئے رابطہ کریں

حکیم سید محمد طاہر نعیمی 0321-3885445

انتساب

بندہ اِس کاوِش کو

فخرِ کائنات، سرکارِ اعظم، نُورِ مجسم،

رحمتِ عالم وعالمیاں، مُحسنِ انسانیت ﷺ کے نام

اور آپ کے اصحاب کرام واہلِ بیت اطہار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

اور تمام سلسلہائے طریقت کے کاملین اولیاء کرام

خصوصاً سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مُجدّدیہ

کے کاملین کے نام کرتا ہے

جن کے فیض سے بندہ حقیر اس خوشہ چینی کے قابل ہوا۔

گدائے مدینہ

فقیر محمد اشرف نقشبندی مجدّدی

پیش لفظ

وہ ذات جو سلطنتِ الٰہیہ کی متولّی، دربارِ خُدا کی جانب سے مقرر شُدہ حاکم، کون و مکاں کے معاملات اور احکام جن کے سپرد، کوئی سلطنت جن کی مملکت و سلطنت سے زیادہ وسیع نہیں، وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مختارِ کُل بنایا، جنہیں شفاعت کا تاج پہنایا، جن پر درود و سلام اللہ تعالیٰ کی رضا و قرب کا ذریعہ، جن پر کثرت سے درود و سلام پڑھنے والے کے کام آسان ہوں، گناہ بخشے جائیں، سیرت پاکیزہ ہو، دل روشن ہو، جو آقا اپنے امتی کے سلام کا جواب ارشاد فرمائیں، جن پر درود پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ رحمتیں نازل فرمائے، اسی پیارے آقا کا ذکر کیے اور سُنے بغیر مؤمن رہ نہیں سکتا، اس سلسلہ کی ایک کڑی پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدّ ظلہ العالی کی تالیف ہے جسے آپ نے امام عشق و محبت امام اہلسنّت امام احمد رضا کے مشہور شعر کے ایک مصرعہ "خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ" کا عنوان دیا اور اسے ہی بنیاد بنا کر ایک مجموعہ تیار کیا جس کی تصحیح و تعلیق و تخریج کا کام ہمارے ادارے کے دار الافتاء کے سربراہ اور ہمارے مدرسہ "جامعۃ النور" کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلّہ نے بڑی محنت سے انجام دیا ہے۔ یہ کتاب چار قسطوں مارچ، اپریل، مئی، جون 2010ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں تین تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی، کتاب کی اہمیت اور افادیت اور عوام کے اصرار کو مدنظر رکھتے ہوئے سید محمد طاہر نعیمی مدّ ظلّہ نے اسے ایک جلد میں شائع کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ لہٰذا اب یہ کتاب اعلیٰ کاغذ اور خوبصورت جلد میں شائع ہو کر آپ کے سامنے ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مؤلف اور محشّی اور سید صاحب قبلہ اور اراکین ادارہ کی اس سعی کو قبول فرمائے۔ اور اسے عوام و خواص کے لئے نافع بنائے۔ آمین

محمد عرفان المانی

فہرست مضامین

☆ ﴿امام ربانی رضی اللہ عنہ کے چالیس ارشادات﴾

تقریظ

استاد العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدّ ظلہ

استاذ الحدیث ورئیس دار الافتاء ومہتمم دار العلوم انوار المجدّدیۃ النعیمیہ

محلّہ غریب آباد، ملیر توسیعی، کالونی، کراچی

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم
حامداً مصلّیاً و مسلّماً

الحمد للّٰہ کتاب المسمّیٰ بہ ''خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' نظر نواز اہوئی۔ جو عزّت مآب صوفی باصفا پیرِ طریقت روشن ضمیر صوفی محمد اشرف نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف منیف ہے، اس کے مختلف مقامات پڑھے بہت ہی اچھا پایا، حضرت نے بڑی عرق ریزی اور بڑی کاوش، بڑی محنت، بڑے خلوص سے تصنیف فرمائی ہے مختلف مضامین دینیہ پر مشتمل ہے اور محبتِ رسول اور عشقِ رسول کے اَنوار سے مُزیّن ہے، بالخصوص تیسرے حصہ میں عقائد باطلہ پر نشاندہی فرمائی ہے اور دلائل آیات اور احادیث رسول ﷺ سے آراستہ اور پیراستہ ہے اور چوتھا حصہ امام ربّانی قندیل نورانی حضرت مُجدّدِ الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ النورانی کے مکتوبات اور فرمودات جو کہ ایمان افروز ہیں اور روحانی حقائق پر مشتمل ہیں سے مُزیّن ہے۔ اور پھر فاضل نوجوان علامہ مفتی محمد عطاء اللّٰہ نعیمی سلّمہٗ نے بڑی محنت کے ساتھ اس کتاب میں مذکور آیات واحادیث اور عبارات فقہاء وعلماء کی تخریج اور اس پر جامع حواشی تحریر کر کے اس کی اہمیت وافادیت کو بڑھا دیا ہے۔ اس کتاب مستطاب کا اِس پُرفتن دَور میں ہر مسلمان کے پاس ہونا از حد ضروری ہے جس کے مطالعہ سے ایمان کی حفاظت اور عقائد صحیحہ کی محافظت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ صوفی صاحب قبلہ اور کارکنان جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کی محنت اور کاوش کو اپنی بارگاہِ اقدس میں مقبولیت اور محبوبیت کا شرف بخشے اور تادیر اہلِ ایمان، اہلِ اسلام اِس سے مستفید اور مستفیض ہوتے رہیں۔

آمین دعا از من واز جملہ جہان آمین باد

۱۹ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ/ 31 اگست 2010ء

احقر محمد احمد النّعیمی غفرلہ

تقریظ

پیر طریقت حضرت علامہ مولانا سید شاہ تراب الحق قادری مدّ ظلہٗ

امیر جماعت اہلسنّت (پاکستان)، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

حضور رحمت عالم ﷺ پر اللہ تعالیٰ کا جو فضل و کرم اور جو کمالات آپ کو عطا فرمائے گئے عقلیں اُن کو سمجھے اور زبانیں انہیں بیان کرنے سے قاصر ہیں، حضور کی خوشی اور رضا اللہ تبارک وتعالیٰ کو اتنی عزیز ہے کہ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفار نے طعنہ دیتے ہوئے کہا کہ محمد (ﷺ) کو اُن کے ربّ نے چھوڑ دیا ہے اور مکروہ جانا۔ یہ سُن کر نبی کریم ﷺ کی طبیعت مبارکہ میں بتقاضائے بشریت کچھ ملال سا پیدا ہوا تو آپ کی رضا اور دل جوئی کے لئے قرآن نازل ہوا، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

چاشت (کے طرح چمکتے ہوئے چہرے) کی قسم اور رات (کی مانند شانوں کو چھوتی ہوئی زُلفوں) کی جب پردہ ڈالے کہ تمہیں تمہارے ربّ نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (سورۂ ضحیٰ، آیت ۱ تا ۵)

نیز حدیث قدسی میں ارشاد فرمایا:

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رِضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ (نزهة المجالس، ۲/۳۸۹)

اے پیارے مصطفیٰ ﷺ! ہر ایک میری رضا کا طالب ہے اور میں تیری رضا چاہتا ہوں۔

اسی مضمون کو اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت امام شاہ احمد رضا خاں مُحدّث بریلوی علیہ الرحمہ نے ایک شعر میں یوں ڈھالا ؎

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

زیرِ نظر کتاب ''خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' میں پیرِ طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدظلّہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی مدحت میں وارد چالیس آیات مبارکہ، کئی احادیث مقدسہ، اکابر علماء کے اقوال اور حضرت مُجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمہ کے چالیس اقوال جمع کئے ہیں اور اس پر حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہ نے گراں قدر حاشیہ تحریر فرما کر کتاب میں مزید حُسن پیدا کر دیا ہے۔

پیر صاحب موصوف نے اس کتاب کو لکھ کر، مُحشّی نے اِس پر حاشیہ لکھ کر اور جمعیت اشاعت اہلسنّت نے اِسے شائع کر کے نبی کریم ﷺ سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اس محبت کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ/۴/اگست 2010ء　　　سید شاہ تراب الحق قادری

تقریظ

ڈاکٹر محمد مظہر فرید شاہ
استاذ الحدیث جامعہ فریدیہ، ساہیوال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن وسنّت اور مَرویاتِ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اُمورِ تکونیہ وتشریعیہ میں مرکزی حیثیت کا حامل قرار دیا ہے۔

مرکزیتِ مصطفیٰ ﷺ پر بہت سی مبسوط کُتب شائع ہو چکی ہیں۔ صوفی باصفا پیر طریقت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم العالیہ کی تالیف بہ عنوان ''خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' کلام کے اختصار وایجاز طباعت کی تمام تر خوبیوں مزید یہ کہ مفتیٔ اہلِ سنّت حضرت مولانا محمد عطاء اللہ نعیمی (رئیس دار الافتاء جمعیت اشاعتِ اہلِ سنّت پاکستان) کی تخریج وحاشیہ آرائی نے عنوان سمجھنے میں مزید وُسعت پیدا کر دی ہے اور جذباتی کیفیتوں کو تحقیقی رنگ سے ہم آہنگ کر دیا ہے۔

موصوف نے عنوان کی ضمنی اَبحاث کو بھی ایسی خوبصورتی کے ساتھ تدوین کر دیا ہے کہ قاریٔ کتاب خود کو عقیدۂ ''خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' کے ساتھ ساتھ فقہ وتصوف کے مُتلاطم سمندر کا غوّاص محسوس کرتا ہے۔ ربّ قدوس اپنی بارگاہ میں اس مؤثّر سعی کو قبول فرمائے، مُتلاشیانِ حقیقت وطریقت، اور سالکانِ راہِ شوق وخشیت کو اِستفادہ کی توفیق بخشے۔ آمین

صلّی اللّٰہ تعالٰی علی سیّدنا محمد و اٰلہ و صحبہ و سلّم

مظہر فرید شاہ
جامعہ فریدیہ ساہی وال

30-7-2010

تقریظ

ڈاکٹر ناصرالدین صدیقی قادری

شعبہ اسلامک لرننگ، کراچی یونیورسٹی

بحمد اللہ تعالیٰ ''خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' (چار حصے) تالیف حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مُجدِّدی مدّ ظلہ وتخریج وحواشی حضرت مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب باصرہ نواز ہوئے۔

کل 416 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں تعظیم رسول، حُبِّ رسول اور تقاضائے حُبِّ رسول پر قرآن وسنّت اور اقوالِ اسلاف پر مبنی ایسے نکات بیان کئے گئے ہیں جو نہ صرف اُمتِ مُسلمہ بلکہ غیر مسلموں کے لئے برضا ورغبت قبولیت کے لائق ہیں۔

حدیثِ قُدسی جو اِس موضوع پر وارد ہے، اُس کے بارے میں امام اہلسنّت مُجدِّدِ دین و ملّت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان مُحدِّث بریلوی علیہ الرحمہ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

لہٰذا مسلمانوں کو اِس کتاب کو خرید کر پڑھنا چاہئے اور اعزا واقربا کو تحفے میں بھی دینا چاہئے، اِس طرح جذبۂ حُبِّ رسول ﷺ فروغ پائے گا اور آنے والی نسلیں ناموسِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ کا فریضہ انجام دے سکیں گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اِس کتاب کے مؤلف، مُحشّی ومتعلقین کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین

5 جولائی 2010ء   احقر ناصرالدین صدیقی قادری غفرلہ

تقریظ

مفتی عبدالمجید سعیدی رضوی

دارالعلوم جامعہ غوث اعظم، شاہی روڈ، رحیم یار خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علی
رسولہ الکریم و الہٖ و صحبہٖ اجمعین

بقیۃ السّلف، سرمایۂ ملک وملّت، عمدۃُ السّالکین، صوفی باصفا حضرت میاں محمد اشرف صاحب نقشبندی مجدّدی دامت برکاتہم

وعلیکم السلام ثم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جناب کی تالیف منیف مع مکتوب گرامی موصول ہوکر باصرہ نواز ہوئی۔ کثرت مشاغل کے باعث بالاستیعاب مطالعہ نیز اس کے دلائل کے مأخذ کے ساتھ موازنہ وغیرہ کی فرصت تو نہیں مل پائی، صرف سرسری طور پر ہی دیکھ سکا ہوں، میں حیث المجموع بہت حسین کاوش ہے۔ زبان بہت سلیس اور انداز انتہائی دلنشین ہے۔ اور ذات بابرکات حضور رسالتمآب ﷺ کے ذکر خیر کے مواقع پر آپ نے ادب آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپ کی جس تعظیم وتکریم اور حسن ادب کا مظاہرہ فرمایا ہے، نہایت درجہ ایمان افروز ہے اور لائق صد تحسین۔ جس سے تمام قارئین کو حضور کی عظمت ورفعت کا پتہ چلتا اور آپ کی شان کا درس ملتا ہے۔

حضرت امام ربانی قدس سرہ النورانی کے ارشادات عالیہ کا اضافہ کرکے آپ نے وقت کے اہم تقاضا کو پورا فرمایا ہے۔ آئندہ ایڈیشن میں حضرت شیخ مُجدِّد کی وہ تعریفیں جو امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کُتب میں فرمائی ہیں، شاملِ اشاعت کردی جائیں تو بہت مفید ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دارین میں اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے، آمین

بجاہ النبی الکریم علیہ و علیٰ الہ الصلاۃ و التسلیم

۲۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ — الفقیر عبدالمجید سعیدی رضوی بقلمہٖ

تقدیم

از پروفیسر ڈاکٹر ظفر اقبال
چیئرمین شعبہ اردو، کراچی یونیورسٹی

پاک ہے وہ ذات کہ جس نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو مبعوث کیا اور بابرکت ہیں وہ شخصیات کہ جنہوں نے اپنے قلم کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی مدح میں مصروف رکھا۔ ''وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ'' سے عشقِ نبوی ﷺ کی جو تحریک شروع ہوئی تھی وہ آہستہ آہستہ افراد و اقوام کے قُلوب و نفوس کو متاثر کر رہی ہے۔ اس تحریک کے نتیجے میں دنیا کی بیشتر زبانوں میں سیرت النبی ﷺ کا کچھ نہ کچھ ذخیرہ وجود میں آچکا ہے۔ تاہم عربی، فارسی اور اردو میں سیرتِ نبوی ﷺ کا مہتم بالشان ذخیرہ پایا جاتا ہے اور اس میں روز بروز اضافہ ہوتا جاتا ہے، ہمارے سیرت نگار عشقِ نبی ﷺ کے تقاضوں سے مغلوب ہو کر اس حوالے سے نئے نئے عنوانات اور تازہ بہ تازہ موضوعات پر تحریریں پیش کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت چلتا رہے گا۔

سیرت النبی ﷺ کے مختلف پہلوؤں پر یوں تو ہر صاحبِ نظر، صاحبِ علم اور صاحبِ بصیرت نے کچھ نہ کچھ ضرور لکھا ہے لیکن سلاسل صوفیاء میں صوفیائے نقشبند کی خدمات نہایت نمایاں ہیں۔ نقشبندی سلسلے کے بزرگوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت کو چند ملبوسات اور چند رنگوں میں محدود نہیں رکھا، بلکہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کا معاصر معاشرت اور زندگی کے عناصر سے مقابلہ کر کے ان کی فضیلت، ضرورت اور اَبدیت پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مجددّ الف ثانی سے لے کر خواجہ محمد اشرف نقشبندی تک جن مبارک شخصیات نے سیرتِ نبوی ﷺ کو موضوعِ بحث بنایا ہے تو چند اُصول ہمیشہ اُن کی رہنمائی کرتے رہے۔ ان اُصولوں میں مرکزی نکتہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا انسان ہونا، انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا جانا اور تمام نبوی تعلیمات میں فطرت کا اتباع شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی ہی تحریریں جدید اذہان اور قلوب کی کامل تشفی کر سکتی ہیں۔

خواجہ محمد اشرف نقشبندی صاحب نے بھی "خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ" کے عنوان سے سیرتِ نبوی ﷺ پر ایک اعلیٰ علمی کتاب تصنیف کی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس کتاب کے حواشی اور تخریج مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب نے کی ہے جو نوجوان ہونے کے باوجود اپنے تبحرِ علمی اور تدبّر دنیاوی کے لحاظ سے روز بروز ترقی کرتے جارہے ہیں۔

یہ کتاب جن جن خصوصیات کی حامل ہے اُن کا کامل اِدراک تو کتاب کے مطالعے کے بعد ہی ہوسکتا ہے تاہم اس کتاب کی چند خصوصیات کہ جنہوں نے مجھے متاثر کیا درج ذیل ہیں:

سیرت نبوی ﷺ کے عمومی ذخیرے کا جائزہ لیں تو پتا چلتا ہے کہ بیشتر افراد نے سیرت کے پردے میں انشاء پردازی کے جوہر دکھائے ہیں اور لفظوں کا اسراف بے جا کیا ہے، واضح ہو کہ سیرت کے حوالے سے اگر کوئی تحریر دل کی روشنائی میں ڈبو کر اور عقل کی رہنمائی میں شرابور ہو کر نہیں لکھی جاتی تو وہ بہت جلد قصۂ پارینہ تو بن جاتی ہے، وظیفۂ حیات نہیں بن پاتی۔

خواجہ محمد اشرف صاحب نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے بیشتر گوشوں پر نہایت اختصار لیکن جامعیّت کے ساتھ جو کچھ بیان کر دیا ہے، عموماً ضخیم کُتب اس سے محروم رہتی ہیں، فی زمانہ ضرورت اس امر کی ہے کہ سیرت نبوی ﷺ کے حوالے سے کم ضخامت کی کتابیں تیار کی جائیں، تاکہ زمانے اور معمولاتِ حیات کی تبدیلی کے ساتھ قِلّتِ اوقات کا شکار معاشرہ ایسی کتابیں پڑھ کر معمولاتِ زندگی میں باآسانی رہنمائی حاصل کر سکیں۔

چونکہ سرکارِ دو عالم ﷺ کا لایا ہوا دین اور شریعت قیامت تک کے لئے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرتِ طیبہ ایک زندہ مثال ہے جو ہر زمانے پر محیط ہے، لہٰذا ضرورت اس اَمر کی ہے سیرتِ طیبہ کو اس طرح بیان کیا جائے کہ وہ ہر عہد کے انسان کی تشنگیوں کو سیراب کر سکے، ہر زمانے کے مسائل کے حل میں کلیدی کردار ادا کر سکے اور ہر ہر بے اطمینانی کے شافی حل کے طور پر سامنے آسکے، ایسی سیرت کو زندہ سیرت کہا جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ تمام زمانوں کے لئے زندہ سیرت اور ہدایت والی شخصیت پر لکھی جانے والی تحریریں بھی ایسی ہی ہونی چاہئیں۔

خواجہ محمد اشرف نقشبندی نے سیرت کے بیان کے لئے جو اُسلوب اختیار کیا ہے وہ کسی

بھی گنجلک، پیچیدگی اور ثقالت سے پاک ہے، قلمکاروں میں یہ صفت تب پیدا ہوتی ہے جب کہ اُن کا ذہن زیرِ بحث موضوع پر بالکل صاف اور ہر قسم کے ابہام واشکال سے مبرا ہوتا ہے، انہوں نے کسی بھی موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے شفاف، سادہ، دلنشین اور منطقی اُسلوب اختیار کیا ہے، ان کی تحریر کی ایک اور خصوصیت اس کا ایجاز واختصار ہے۔ انہوں نے اپنی تحریر میں علمیت کا غیر ضروری اظہار نہیں کیا اور نہ ہی موٹے موٹے الفاظ اور ثقیل اصطلاحات استعمال کی ہیں، ان کی تحریر ایک صاف وشفاف چشمے کے پانی کی مانند رواں دواں نظر آتی ہے اور قارئین کے دل ودماغ کو سیراب کرتی چلی جاتی ہے۔

علمائے کرام کا عمومی وصف رہا ہے کہ وہ اپنی تحریروں میں اظہار ذات کے بجائے نفیِ ذات کرتے ہیں، موجودہ کتاب میں بھی یہی وطیرہ اختیار کیا گیا ہے، مناسب ہوتا کہ کتاب کے آغاز میں خواجہ محمد اشرف کی سوانح اور علمی کارناموں کا مختصر تعارف بھی دے دیا جاتا، اُمید ہے کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کمی کو دُور کر دیا جائے گا۔[1]

ڈاکٹر ظفر اقبال

---

1. الحمد للہ اس ایڈیشن میں مصنف کتاب پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی مدّ ظلّہ اور محشی ومخرج حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ مدّ ظلّہ کا تعارف "بے مثال مصنف اور باکمال محشی" کے عنوان سے شامل کیا گیا ہے، جسے مشہور قلمکار، ممتاز عالم دین حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری مدّ ظلّہ نے تحریر کیا ہے۔ (ادارہ)

بے مثال مصنِّف، باکمال محشّی

حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری مدّ ظلہ

3 اپریل 2010ء بروز ہفتہ کراچی جانے کا اتفاق ہوا، محترم صوفی توفیق احمد عطاری، مولانا محمد عبدالکریم قادری اویسی کی معیت میں فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت مولانا الحاج مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی نقشبندی مدظلہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، رات ڈھل چکی تھی، تاہم جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے کارکن جامع مسجد نور کاغذی بازار میٹھادر، کراچی میں میرے منتظر تھے۔

جیسے ہی راقم نے مسجد میں قدم رکھا میرے حضرت مفتی صاحب مدّ ظلہٗ نے اپنے رفقاء کے ہمراہ بڑی محبت اور بہترین مٹھاس سے میرا خیر مقدم کیا، گو براہِ راست یہ اُن سے میرا پہلا تعارف یا پہلی ملاقات تھی مگر اِن عالی قدر حضرات کی والہانہ محبت اور پُر تپاک استقبال سے یوں محسوس ہوا کہ بارہا اِن کرم فرماؤں سے مل چکا ہوں، چائے اور دیگر لوازمات سے نوازا گیا۔ الحمد للہ

اِن حضرات کی تحریری، تعمیری، صُوری، معنوی اور اشاعتی وطباعتی سرگرمیوں سے آگاہی ہوئی، ''جامعۃُ النور'' کا معائنہ ومشاہدہ کیا، حضرت مفتی صاحب مدّ ظلہٗ کے علمی ذوق وشوق اور قدیم کُتب سے عشق کی شہادتیں نادِر و نایاب قلمی کتابیں اور بیشتر کی فوٹو کاپیاں دے رہی تھیں، تقریباً ایک گھنٹہ نشست ہوئی اور اس تھوڑے سے وقت میں مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کے لئے جو عملی اقدام فرما چکے ہیں اُس کا عکس جمیل فردوسِ نظر تھا۔

جمعیت اِشاعت اہلِ سنت (پاکستان) کی خوبصورت شائع کردہ کتابوں کا ایک سیٹ بطور ارمغانِ محبت میرے ساتھ کیا، رات دو بجے راقم اپنی قیام گاہ واپس پہنچا، گو اپنے تأثرات رجسٹرڈ کر دیئے تھے مگر آج تک اُس پیار بھری ملاقات کے نقوش قلب تابش میں محفوظ ہیں۔

عطاء فرمودہ کتابوں میں ایک روح پرور، ایمان افروز اور نہایت دلپذیر کتاب

"خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ" بھی تھی، جسے پیر طریقت رہبر شریعت حضرت خواجہ میاں محمد اشرف صاحب نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے بڑی محبت، محنت اور عشقِ کامل سے تصنیف فرمایا ہے، جس سے آپ کا حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء سے عشقِ صادق بادِ بہاری بن کر قارئین کرام کے ایمان وایقان کی کھیتی کو سرسبز وشاداب بنا رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے شعر

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

کے دوسرے مصرعے کی اِس شان سے تشریح فرمائی کہ ساڑھے چار صد سے زائد صفحات قلم اشرف کے احاطہ میں آ چکے ہیں۔ پھر "نُورٌ علیٰ نُور" یہ کہ حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی مدظلہٗ نے ایک ایک لفظ، کلمہ، جملہ، واقعہ کو مستند حوالہ جات سے مؤکّد فرما کر محققین کے لئے تحقیق کی راہیں آسان کر دیں، بلاشبہ مفتی صاحب نے تخریج کا حق ادا کر دیا، یہ تصنیف منیف ایسی اثر انگیز ہے کہ اسے جو بھی خوش نصیب عقیدت سے پڑھے گا، یقیناً وہ عشقِ خیرالانام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی دولت بے پایاں سے سرفراز ہوگا۔ اِن شاءاللہ العزیز

اِس لئے مناسب سمجھا کہ ان دونوں بلند مرتبت شخصیات کا جامع سا تعارف شامل کر دیا جائے تاکہ مستقبل کا مؤرِخ جب ایسی علمی، روحانی ہستیوں کی تاریخ مرتب کرنے لگے تو استفادہ کر سکے، بناءً علیہ راقم نے اپنے اس مقالہ کا یہ عنوان منتخب کیا ہے

"بے مثال مُصنِّف، باکمال مُحشّی"

لہٰذا بے مثال مُصنِّف کے احوال وآثار کو پہلے ملاحظہ فرمایئے اور پھر باکمال مُحشّی کی ذات والا برکات کے حالات سے استفاضہ کریں۔

بے مثال مُصنِّف دامت برکاتہم العالیہ

پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ میاں محمد اشرف صاحب نقشبندی مُجدّدی مدظلہٗ

1935ء میں چک نمبر 82 رسول پور آرائیاں ضلع شیخوپورہ پنجاب میں پیدا ہوئے، گھریلو ماحول شریعت وطریقت کے اُنوار سے منوّر تھا، نسلاً بعد نسلٍ آباء واجداد شریعت محمدیہ علیہ التحیۃ و الثناء اور مَسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی آبیاری فرماتے آرہے تھے، خاص طور پر محرم اسرار خفی وجلی، شہسوار روحانیت حضرت میاں الٰہی بخش صاحب علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات تو کمالاتِ ظاہری و باطنی کا مجموعہ تھی، اُن کی زبان اقدس ہمیشہ ذکر بالجہر سے تر رہتی کلمہ طیبہ کچھ ایسی درد وسوز آواز سے بلند فرماتے کہ کُفّار کے سینوں کو بھی نرم کردیتا اور اُن کی زبان پر بے ساختہ جاری ہوجاتا ''لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' اور وہ زمرۂ اسلام میں داخل ہوجاتے۔

اِس خاندان عظمت نشان کے اسلاف کا معمول صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور رزقِ حلال کی حفاظت، کبھی کسی بے نمازی کے گھر کا کھانا وغیرہ نہیں کھایا، گھریلو ماحول کو پاکیزہ ومنزّہ رکھنے کے لئے ذکرواذکار کا وِرد جاری رہتا، نیز جب چکی پر آٹا پیسنے کے لئے دانے لے جاتے تو چکی کو ازسرنو صاف کرایا جاتا تاکہ کسی دوسرے کے دانے شامل نہ ہوجائیں، نیز کسی بے نمازی عورت سے بھی کھانا تیار نہ کراتے، یہی وجہ تھی کہ گاؤں کی بچیاں بھی نماز کی پابندی کرتی تھیں۔

حضرت پیر طریقت میاں محمد اشرف نقشبندی مجدّدی مدّ ظلّہٗ کی تعلیم وتربیت کی کیفیت کچھ اِس طرح ہے، آپ کے بیان کے مطابق تین جماعتیں تو آپ نے اپنے گاؤں چک نمبر 82 میں پاس کیں، بعدہٗ آپ کے والد میاں غلام نبی ولد ثانی نے چک نمبر 116/N-P تحصیل اللہ آباد (لیاقت پور) ضلع رحیم یار خان میں زمین خریدی تو آپ کے والد ماجد اپنے چند رفقاء کے ساتھ (جن میں میاں عمرالدین، برادر معظّم حضرت میاں غلام رسول، اُن کے چچا میاں نظام الدین اور میاں نور محمد، علیہم الرحمہ) چک نمبر 116 میں آباد ہوگئے جس کے باعث دو تین سال تک پڑھائی نہ ہوسکی، آخر ترنڈہ میر خان پرائمری اسکول میں داخلہ لیا اور تعلیمی سلسلہ جاری ہوا۔

اِسی دوران حضرت استاذ العلماء مولانا علامہ الحاج الحافظ محمد فیض احمد اویسی صاحب مدّ ظلّہٗ قرآن مجید اور کچھ ابتدائی فارسی، عربی کتابیں ہمارے استاذ مکرم مولانا کریم بخش

صاحب کے والد مولانا اللہ بخش علیہ الرحمہ سے پڑھ رہے تھے، بہر حال آپ نے پرائمری کا امتحان ترنڈہ میر خان پرائمری اسکول سے پاس کیا پھر مڈل سکول خان بیلہ میں داخل ہوئے یہ اسکول آپ کے گاؤں سے سات آٹھ میل پر واقع تھا روزانہ پیدل وقت پر پہنچتے، ذرا سی دیر ہوتی تو استاد صاحب سختی کرتے مڈل کے بعد ساہیوال (منٹگمری) تشریف لائے اور اسلامیہ ہائی اسکول سے میٹرک کیا اس وقت آپ چک نمبر 99/6-R میں رہائش پذیر رہے، اس گاؤں میں عاشقِ رسول اکرم، صوفی باصفا عمدۃ الاصفیاء حضرت میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ جلوہ افروز تھے جو نسباً آپ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔

استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد فیض احمد اویسی مدّ ظلہٗ نے سندِ فراغت اور دستارِ فضیلت کے حصول کے بعد اپنے گاؤں حامد آباد میں درس نظامیہ کا سلسلہ قائم کیا، تو جمعۃ المبارک پڑھانے کے لئے چک نمبر 116 میں تشریف لایا کرتے تھے یوں حضرت خواجہ صاحب مدّ ظلہٗ کا اُن سے خصوصی تعلق پیدا ہوتا چلا گیا، آپ فرماتے ہیں تعطیلاتِ گرما میں جب میرا گھر جانا ہوا تو علامہ اویسی صاحب سے قرآن کریم کی تعلیم کے لئے رابطہ کیا، تو آپ سے پانچ پارے پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی اور پھر ایسی برکت ہوئی کہ باقی پورا قرآن کریم از خود مکمل کیا، اسکول کا کام بھی ساتھ ساتھ جاری رکھا، میٹرک کے بعد گورنمنٹ کالج ساہیوال میں داخلہ لیا یوں تعلیمی سلسلہ چلتا رہا۔

حضرت میاں غلام رسول صاحب نقشبندی مجدّدی علیہ الرحمہ بعد نمازِ عصر مکتوبات امام ربانی مُجدّدِ الف ثانی علیہ الرحمہ کا اپنے دولت خانہ پر درس دیا کرتے تھے، کالج سے واپسی پر میں بھی درس میں شامل ہو جاتا، حضرت میاں صاحب علیہ الرحمہ کی زبان حق ترجمان سے کلمات نورانی موتیوں کی طرح برآمد ہوتے تو میرے دل پر نور کی برسات سے کم نہ ہوتے۔

کرم بالائے کرم کہ منبع جود وسخا، مرکز مہر و وفا حضرت الحاج میاں شہاب الدین صاحب علیہ الرحمہ اکثر اوقات میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں تشریف لایا کرتے تھے، اُن کی نگاہ کیمیا اثر نے میرے قلب پر ایسا اثر کیا میں انہیں کا ہو کر رہ گیا، یعنی میں نے اُن کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف پایا۔

رحمتِ خداوندی نے اپنی توحیدی معرفت کے اسرار و رُموز سے پردے اٹھائے اور میں اُسی دن سے نماز تہجد اور دیگر اوراد و وظائف نقشبندیہ میں مشغول ہو گیا آپ کا معمول تھا بعد نماز تہجد شجرہ طریقت نقشبندیہ پڑھا جاتا جب فقیر (خواجہ محمد اشرف صاحب) حضرت کی غلامی میں آیا تو شجرہ مبارک بوقت تہجد مجھے ہی پڑھنے کا شرف حاصل رہا اور یہ سلسلہ بدستور حضرت قبلۂ عالم منبعِ فیوض و برکات میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ کی حیات طیبہ تک جاری رہا۔

حضرت خواجہ محمد اشرف صاحب فرماتے ہیں حالات کی مجبوری کے باعث والد ماجد نے چک نمبر 116 کی اراضی فروخت کر کے چک نمبر 362/T.B.A ضلع لیّہ (مظفر گڑھ) میں زمین خرید لی، چنانچہ میں بھی ایف۔اے (F.A) کے بعد لیّہ منتقل ہو گیا، اور کپڑے کی دکان ڈال لی مگر کپڑے کے کاروباری حضرات کی جھوٹی قسموں سے دل اُچاٹ ہو گیا، کیونکہ میری فطرت میں تو جھوٹ سے کُلّی نفرت تھی، جب کہ سچ پر لوگ بھی کم اعتماد کرتے تھے لہٰذا اس کاروبار کو خیر باد کہہ دیا۔

حضرت خواجہ صاحب مدّ ظلّہ فرماتے ہیں چونکہ پیر طریقت، منبع جود و سخا حضرت میاں شہاب الدین صاحب علیہ الرحمہ کا اکثر چک نمبر 99/6.R حضرت الحاج صوفی میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ کے ہاں آنا جانا تھا جیسے ہی مجھے معلوم ہوتا مُرشد ارشد تشریف لائے ہوئے ہیں، میں بھی لیّہ سے وہاں حاضر ہو جاتا اور یہ وظیفہ ہمیشہ جاری رکھا، پیر بھائی بھی اِس ربط و تعلق سے حیران ہوتے مگر ع

رحمتِ حق بہانہ می جوید بہا نمی جوید

کے مصداق، مجھ پر دو حضرات کی کرم نوازیاں مسلسل جاری رہیں، حالانکہ میری ان کے سامنے حیثیت ہی کیا تھی، مگر نوازشات کی بارش حسب معمول مجھ پر برستی رہی، پنجابی کہاوت ہے ۔

جدوں قسمت سوّلی آن ہوندی
کھیت اُگ پیندے بھجے دانیاندے

اصلاح وفلاح کے سلسلے میں حضرت میاں صاحب فرمایا کرتے خواہشاتِ نفسانیہ سے بندہ جب منہ موڑ لیتا ہے تو خالق حقیقی سے پیوستہ ہو جاتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی شیطانی شرّ سے حفاظت فرماتا ہے، مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو شخص اللہ کا مخلص بندہ بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کا بن جاتا ہے، شیطان انسان کا کُھلا دشمن ہے کرم خداوندی شامل حال نہ ہو تو اس کی کاروائی سے بچنا محال ہو جاتا ہے ﴿اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ﴾ حضرت خواجہ محمد اشرف صاحب مدّ ظلّہٗ فرماتے ہیں شیطان نے چند عورتوں کے ذریعے مجھ پر اپنی مکاری کا جال پھینکا مگر ؎ جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے

آپ فرماتے ہیں وار بڑا کاری تھا مگر اللہ تعالیٰ کے فضل، نبی کریم ﷺ کے نگاہِ رحمت اور مُرشد ارشد کی نظر کیمیا اثر نے ان کی مکاری سے بالکل بچالیا، تو زبان حال سے اپنے آپ کو پکارتے ہوئے بے ساختہ سمجھایا۔

ظلم نہ کر اپنی جندڑی تے کر کجھ کر نیک کمائی
اُلفت نبی دی دل وِچ بھر تے کر کجھ نیک کٹائی
نفس شیطان تیرا ڈاہڈا اُس دے آکھے نہ لگ بھائی
یا ربّ اشرف دی کریں حفاظت تیری قوت دُون سوائی

حضرت خواجہ محمد اشرف فرماتے ہیں جب لیّہ میں دکانداری سے ہاتھ کھینچ لیا تو چند پیر بھائی صاحبان نے مشترکہ طور پر سندھ میں زمین خریدنے کا عندیہ دیا اُن میں سب سے بڑھ کر محترم جناب حاجی عطاء محمد فرزند ارجمند میاں نور محمد کا حصہ ہے، موصوف نے انتہائی محبت اور خلوص سے اس بیڑے کو ساحل مراد تک پہنچایا۔

چنانچہ خواجہ صاحب مدّ ظلّہٗ نے دیھ انڈو تحصیل گھوڑی ضلع ٹھٹھہ میں اراضی حاصل کر لی، وہاں کی تمام تر ذمہ داری آپ کی ذات اقدس اور حاجی عطاء محمد کے سر پر تھی، چونکہ دنیوی معاملات میں صرف گھر کی چار دیواری تک ہی وابستگی نہیں رہتی بلکہ بعض اوقات عدالتوں کے چکر بھی کاٹنے پڑتے ہیں، اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں عدالتی دوڑ دھوپ اور باہر کے کام

کاج حاجی عطاء محمد کے سپرد تھے اور دیگر ذمہ داریاں سے مَیں عہد برآ ہو رہا تھا۔

ساتھ ہی ساتھ عام و خاص، خصوصاً اپنے احباب کی اصلاح و فلاح اور دینی تعلیم و تربیت، صوم وصلوٰۃ کے لئے مکتوباتِ امام ربّانی مُجدّد الف ثانی علیہ الرحمہ کے درس کا سلسلہ شروع کر دیا، جس کے بہترین ثمرات سے وہ لوگ خُوب مستفیض ہوئے اس کی مختصر روئیداد ''اسرار ربانی'' میں بھی مرقوم ہے۔

حج وزیارت:

حضرت خواجہ محمد اشرف مدّ ظلّہٗ فرماتے ہیں، 1974ء میں حاجی عطاء محمد، حاجی محمد شفیع، حاجی عمرالدین علیہم الرحمہ بمع اہل وعیال حج وزیارت کے لئے درخواستیں گزار چکے تھے لیکن میں بامر مجبوری درخواست نہ دے سکا، میرے والد ماجد میاں غلام نبی مرحوم نے تیسرے دن فرمایا بیٹا ''محمد اشرف'' حج کے لئے درخواست دیتے تو کیا اچھا ہوتا؟ میں نے عرض کیا ''اباجی'' وسائل نہیں، والد ماجد علیہ الرحمہ نے فرمایا بیٹا جایئے اللہ تعالیٰ جلّ وعلیٰ اسباب مہیا فرمادے گا، چنانچہ جب میں کراچی پہنچا تو کام مکمل ہو چکا تھا، فارم پُر کیا اور درخواست اسلام آباد ارسال کر دی، کرم پر کرم یہ کہ میری منظوری بھی مذکور الصّدر احباب کے ساتھ آگئی اور ہم جملہ ساتھ حج وزیارت کے لئے روانہ ہوئے، حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً و تعظیماً میں حاضری کی نعمت سے شاد کام ہوئے، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی زیارت کا شرف کائنات میں سب سے بڑی نعمت ہے، وہ اُمّتی کتنے خوش نصیب ہیں جنہیں وہاں کی حاضری کے مواقع میسر آئے۔

حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں اِسی اثناء میں میرے بڑے بھائی حاجی محمد شریف صاحب نے بھی حج کی درخواست دی جو منظور ہوئی اور وہ بھی مکہ مکرمہ میں ہمیں آملے، وجہ یہ تھی کہ ہمارا سفر بذریعہ بحری جہاز تھا جب کہ موصوف ہوائی جہاز کے ذریعے سرزمین حجاز مقدس پر اُترے۔ الحمد لله علی منّه و کرمه تعالیٰ اِس سفرِ مقدس کا ذکرِ خیر حضرت میاں غلام رسول علیہ الرحمہ نے ''اسرار ربانی'' میں اپنے منظوم کلام میں شامل فرمایا، بطور نمونہ

ایک مصرعہ ملاحظہ فرمائیے

میں ٹُٹّے پھُٹّے لفظاں اندر گل مُکائی مُکدی

خلافت

حضرت خواجہ محمد اشرف مدّ ظلّہٗ اپنے پیر و مرشد حضرت الحاج میاں شہاب الدین نقشبندی مُجدّ دی علیہ الرحمہ سے بیعت کی نعمت حاصل تھی مگر جب وہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۹۴ھ کو دار فانی سے راہی بقا ہوئے تو حضرت الحاج میاں غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ (متوفی ۲۸ جمادی الأ خریٰ ۱۴۲۶ھ بمطابق 4 اگست 2005ء) نے سندِ خلافت سے نوازا، جبکہ آپ پر پہلے ہی ان کی عنائیات بے پایاں تھیں لیکن اب تو کرم کی انتہا ہوگئی اس لئے کہ اب آپ کو میاں صاحب نے فرمایا صوفی صاحب اپنے تمام پیر بھائیوں کی تربیت کا ذمہ اب تمہارے سپرد ہے، البتہ تمہاری نگہبانی میں خود کرتا رہوں گا۔

''خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' کی پہلی طباعت کے حصہ چہارم صفحہ ۷،۸ پر عنوان حالاتِ مؤلّف کے تحت محمد شریف ولد عمر الدین نقشبندی نے لکھا کہ تقریباً آخری دس سال اس طرح گزرے کہ میاں صاحب علیہ الرحمہ کی خدمت میں جو بھی کوئی خوش بخت مرید ہونے کے لئے حاضر ہوتا، آپ حضرت خواجہ محمد اشرف صاحب سے فرماتے اسے مرید بنا لو، اس کے بارے میں حضرت خواجہ صاحب قبلہ فرماتے ہیں باوجودیکہ میں نے کسی ادارے میں بقاعدگی سے علم بھی حاصل نہیں کیا تھا مگر یہ امتحان میاں صاحب علیہ الرحمہ کی نگاہِ کرم نے آسان بنا دیا۔

آپ کی نگاہِ کرم نے میرا سینہ انوار و تجلّیاتِ عِلمیہ سے منور فرما دیا گویا من لُدنّا عِلمًا کی نعمت بیکراں سے آپ سرفراز ہو چکے تھے، تحدیثِ نعمت کے طور پر یہ راز آؤٹ کرنے میں سکون محسوس کرتا ہوں کہ میں نے جس کتاب کا بھی مطالعہ کیا وہ میرے قلب کی تختی پر نقش کالحجر کی مصداق بن گئی چنانچہ مجھے چند کتابیں لکھنے کی بھی سعادت نصیب ہوئی، جن میں ''فیوض ربانی'' بھی ہے جو برادرانِ طریقت کی اصلاح و فلاح پر مبنی ہے۔

قارئین کرام، حضرت خواجہ میاں محمد اشرف صاحب نقشبندی مُجدّدی مدّ ظلّہٗ کی

زیب نظر تصنیف لطیف جو ہزار ہا خوبیوں سے مُرصّع ہے، ایک نرالے اور اچھوتے عنوان

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

کو اپنے دامن میں سموئے ہوئے ہے، جو اہلِ عشق ومحبت کے لئے عدیم المثال تحفہ ہے آپ اس کے متعلق فرماتے ہیں، ممکن ہے میری یہ تصنیف میری مغفرت وبخشش کا ذریعہ ثابت ہو، اس لئے کہ اسے میں نے فقط محبوب ربّ العالمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ علیہ التحیّۃ والثناء کی رضا وخوشنودی کے حصول کے پیش نظر تصنیف کیا ہے، لہٰذا میرا ایمان گواہی دیتا ہے کہ اس کتاب سے مصطفیٰ کریم ﷺ کی رضا حاصل ہوگی بلکہ خالقِ محبوب جلّ مجدہٗ الکریم کی رضا میسر ہوگی، راقم السطور نے عرض کیا ہے ۔

ہو جسے مطلوب خالق کی رضا چاہے وہ تیری رضا یا مصطفیٰ ﷺ (تابش قصوری)

حضرت پیر طریقت الحاج خواجہ محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی دامت برکاتہم العالیہ کے احوال مبارکہ کے چند گوشے قلمبند کئے ہیں، یوں تو آپ کے حالات اتنے دلچسپ اور سبق آموز ہیں کہ اگر تمام ضبط تحریر میں لائیں جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو، مگر اختصار ملحوظ خاطر ہے، لہٰذا قارئین کرام انہیں پر اکتفاء کریں۔

باکمال مُحشّی دامت برکاتہم العالیہ

قارئین کرام۔ گذشتہ صفحات میں آپ کتاب لاجواب

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

کے بے مثال مُصنّف دامت برکاتہم کے حالات مبارکہ سے قدرے استفادہ فرما چکے ہیں اب اِسی ایمان افروز، رُوح پرور کتاب کے باکمال مُحشّی، عالم جلیل فاضل نبیل حضرت مولانا علامہ الحاج مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی نقشبندی مدظلّہٗ کے احوال وآثار کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے، جنہوں نے نہایت عرق ریزی، دقّتِ نظر، نورانی بصیرت، ایمانی فراست اور دولتِ عشقِ مصطفیٰ ﷺ سے کام لیتے ہوئے، مسلکِ حق کی جامع تائید وتوثیق

پر مبنی کتاب کو نہایت جاندار اور تحقیقی حوالہ جات سے جدید دور کے تقاضہ کے مطابق تخریج وتحقیق کی خوبصورت عمارت سے آراستہ، پیراستہ فرمایا ہے۔

خاندانی پس منظر

حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی بن میاں محمد شریف بن میاں عمرالدین بن میاں کرم الٰہی بن میاں کریم بخش، آرائیں خاندان کے چشم وچراغ ہیں، براعظم ایشیاء میں آرائیں خاندان برادریوں میں پھیلا ہوا ہے۔اس خاندان عظمت نشان کے اسلاف واخلاف نے دین اسلام کی جس انداز میں خدمات سرانجام دی ہیں وہ تاریخ کے کئی سنہری ابواب میں رقم ہیں، اِس خاندان کے ہر طبقہ میں علماء وفضلا، اصفیاء، اتقیاً، اولیاء، اغیاث، ابدال، عارفین، کاملین، صالحین، محسنین، شہداء اور غازی پیدا ہوئے، شریعت وطریقت کی مسانید کی زینت بنے اور ظاہری علوم وفنون کے ماہرین نے بھی قوم وملّت کی ہر شعبۂ حیات میں نمائندگی کی، اسکول ٹیچر سے لیکر سربراہِ مملکت کے مَنصَب پر بھی فائز ہوتے آئے۔

راقم الحروف (تابش قصوری) بھی آرائیں خاندان کا ایک ادنیٰ سا فرد ہے جو اپنے آباؤ اجداد کی علمی ظاہری وراثت کو درس وتدریس، تعلیم وتعلم اور تحریر وتقریر کے ذریعے جہاں تک ممکن ہے تقسیم کرتا آرہا ہے۔''الجنس یمیل الی الجنس'' کے تحت جس وقت حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہٗ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا تو فطرتاً مجھے ان میں آرائیں خاندان کی خوشبو محسوس ہوئی بعد میں پتہ چلا کہ آپ آرائیں خاندان میں ایک ممتاز علمی حیثیت سے جاننے پہچانے جاتے ہیں تو پہلی ہی ملاقات میں میری محبت نے یوں پرواز کی۔

کند ہم جنس با ہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

خیر یہ تو بطور جملہ معترضہ چند کلمات زیرِ قلم آگئے، اصل بات تو موصوف کے علمی وعملی کام ومقام سے ہے، جو بفضلہٖ تعالیٰ خاص حد تک آپ کو نصیب ہے، بہرحال آپ کا خاندان بڑی بڑی بلند مرتبت علمی وروحانی شخصیات پر مشتمل ہے جن کے اصلاحی، رفاحی اور روحانی فیضان سے زمانہ

مستفیض ہوتا آرہا ہے، پیشِ نظر مضمون میں چند جھلکیاں دکھانے کی کوشش کی جائے گی۔

ولادت باسعادت

حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدظلہٗ محترم جناب میاں محمد شریف صاحب کے ہاں ۳ دسمبر ۱۹۶۸ء کو بمقام ٹھٹھ سندھ میں پیدا ہوئے، خاندانی بزرگوں نے آپ کا نام محمد عطاء اللہ رکھا جو بعد میں واقعۃً عطائے محمد اور عطیۂ الٰہی ثابت ہوا۔

تعلیم وتربیت

قرآن مجید تو آپ کے والد ماجد جناب میاں محمد شریف صاحب نے ازخود مکمل کرایا، پھر آپ نے اسکول کی طرف رُجوع کیا تو چار کلاسیں پرائمری اسکول گوٹھ حاجی عطا محمد، دیھ انڈ وتحصیل گھوڑا باری ضلع ٹھٹہ میں پڑھیں، ۱۹۷۹ء/۱۹۸۰ء میں گورنمنٹ پرائمری سکول ٹھٹہ سے پانچویں پاس کی بعدہٗ چھٹی سے میٹرک تک گورنمنٹ ہائی سکول ٹھٹہ کے ہاسٹل میں رہے، فرسٹ ائیر میں جامعہ ملیہ کالج کراچی میں داخل ہوئے یہاں سے وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج گلشن اقبال میں جانا ہوا۔ ایف ایس سی میں تھے کہ پیر طریقت منبع جُود وسخا حضرت میاں غلام رسول نقشبندی مُجدّدی علیہ الرحمہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد احمد صاحب نعیمی نقشبندی کی نگاہِ کرم اور دعائے مستجاب نے رنگ دکھایا تو دینی علوم وفنون کے حصول کا جذبہ بیدار ہوا تو شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی مدّ ظلّہ کی خدمت اقدس میں ۱۹۸۷ء کو حضرت موصوف کے قائم کردہ دارالعلوم "انوارالمجددیہ النعیمیہ" محلہ غریب آباد ملیر توسیعی کالونی کراچی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے شروع کر دیئے اور اسی سال آپ استاذ مکرم کی معیت میں ماہِ رمضان المبارک کے عمرہ مبارکہ کی نعمتِ عظمیٰ نصیب ہوئی، تاہم دینی علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم کے حصول میں کمی نہ آنے دی عمرہ شریف سے واپسی پر آپ نے انٹر کا امتحان پاس کیا، علامہ اقبال کالج کراچی سے ریگولر B.A کیا، پھر سندھ یونیورسٹی جامشور سے ریگولر M.A عربک کا امتحان یونیورسٹی بھر میں ٹاپ کیا۔

علوم دینیہ کا آغاز حسب معمول فارسی، عربی کُتُب سے ہوا، شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب نقشبندی نعیمی دامت برکاتہم العالیہ نے بیک وقت فارسی، عربی کتابیں شروع کرادیں اور اس وقت آپ کے استاذ گرامی موصوف آٹھ بجے اپنے ادارے ''انوارالمجد دیہ النعیمیہ'' میں پڑھاتے اور پھر مفتی اعظم سندھ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی عبداللہ نعیمی نقشبندی شہید علیہ الرحمۃ کے دارالعلوم ''مُجدّ دیہ نعیمیہ'' میں تشریف لاکر دَورۂ حدیث شریف پڑھاتے اور ساتھ ہی ساتھ فتاویٰ بھی تحریر فرماتے۔

بعد از ظہر تا عصر پھر اپنے ادارے میں تعلیمی اُمور پوری تندہی سے مکمل فرمایا کرتے اور یہ ذمہ داری حضرت مفتی اعظم سندھ کی شہادت سے لے کر تقریباً ۱۹۹۳ء تک جاری رہی۔ آپ کے صاحبزادگان حضرت مولانا غلام محمد شہید علیہ الرحمۃ اور حضرت مولانا مفتی محمد جان نعیمی نقشبندی مُجدّ دی مدّ ظلّہٗ وغیرہما نے بھی شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہٗ کی خدمت میں زانوئے تلمذ طے کر کے علوم وفنون کی دولت بے پایاں سے بہرہ مند ہوئے یہ حضرت کے تفردات میں ہے کہ آپ نے بہت سے پیرانِ عظام اور علماء کرام کے صاحبزادوں کو علم دین کے زیور سے آراستہ فرمایا ہے، حضرت مولانا محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلّہٗ نے معقولات کی اکثر کُتُب حضرت علامہ قاری جان محمد صاحب رضوی سے اور دَورۂ حدیث شریف مکمل طور پر استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیہ سے پڑھا اور افتاء کی تربیت کُلّی طور پر آپ سے ہی پائی، اور دامادی کا شرف بھی انہیں سے رکھتے ہیں۔

اساتذہ کرام

حضرت مولانا مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی مدّ ظلّہٗ نے جن اساتذہ کرام سے دینی علوم وفنون کی دولتِ عظمٰی سے مستفیض ہوئے اُن کے اسمائے گرامی بطور تبرک درج کئے جاتے ہیں۔

☆ استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد صاحب نعیمی نقشبندی دامت برکاتہم بانی ومہتمم دارالعلوم ''انوارالمجدّ دیہ النعیمیہ'' کراچی۔

☆ حضرت علامہ مولانا علی محمد صاحب نعیمی نقشبندی علیہ الرحمۃ برادر اصغر اور شاگرد شیخ

الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی نقشبندی مدّ ظلہٗ

☆ حضرت مولانا سید محمد ہاشم شاہ صاحب نعیمی نقشبندی، شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی احمد نعیمی مدّ ظلہٗ

☆ حضرت مولانا عبدالعزیز نعیمی ماندھریو، شاگرد رشید شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدّ ظلہٗ

☆ حضرت علامہ قاری جان محمد صاحب رضوی شاگرد رشید استاذ العلماء جامع المعقول و المنقول حضرت علامہ عطا محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ

آپ ۱۹۸۷ء سے ۱۹۹۳ء کے اوائل تک استاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی صاحب سے خُوب پڑھا اور انہیں کی تربیت خاصہ تھی کہ آپ مسندِ تدریس وافتاء کی شان کو دوبالا کررہے ہیں، انہیں کی معیت میں عمرہ شریف اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضری کی سعادت تو ۱۹۸۷ء میں حاصل کر چکے تھے اور پھر حج وزیارت کی سعادت کا تسلسل ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۸ء، ۲۰۰۹ء سے قائم ہے دُعا ہے یہ نعمت تاحیات میسّر رہے میں نے بھی بارگاہِ رحمتِ عالم ﷺ میں استغاثہ پیش کرتے ہوئے یوں گذارش کی ہے، یارسول اللہ ﷺ

میرا مسکن مدینہ ہو میرا مدفن مدینہ ہو
میرا سینہ مدینہ ہی بنا دو یا رسول اللہ
میری نظر تمہاری دید کی طالب ہے مدّت سے
رُخِ پُرنور سے پردہ اُٹھا دو یا رسول اللہ
یہی ہے آرزوئے زندگی تابش قصوری کی
دمِ آخر رُخِ زیبا دکھا دو یا رسول اللہ ﷺ

یہ استغاثہ بارگاہِ حبیب کریم ﷺ میں باریابی کا شرف پاچکا ہے چنانچہ اس کے پیش کرنے کے بعد راقم الحروف کو تین بار حج کعبہ اور مصطفیٰ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی زیارت کا شرف نصیب ہو چکا ہے مگر تمنا کچھ اس طرح سے ہے۔

مشرف گرچہ شُد سہ بار تابش
ہے حسرت حاضری کی مثلِ جامی

شادی خانہ آبادی اور اولاد امجاد

آپ کی شادی خانہ آبادی کا مرحلہ ۱۹۹۷ء میں قائم ہوا، آپ کے استاذ مُشفِق شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدظلہٗ کی دختر نیک اختر سے عقد ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ایک فرزندار جمند عطاء المصطفیٰ اور ایک بیٹی اُمّ رومان کی نعمت سے نوازا، خیال رہے کہ آپ کے دو بھائی محمد ثناء اللہ اور محمد عنایت اللہ جبکہ تین بہنیں ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

عملی زندگی

جیسے ہی آپ نے علومِ جدیدہ وقدیمہ سے بظاہر فراغت حاصل کی تو آپ نے ہر دو طرف تدریس کا آغاز فرمایا دسمبر ۱۹۹۲ء میں محکمہ تعلیم سندھ میں معلّم عربی کی حیثیت سے ملازمت میں قدم رکھا جو معاشی ضروریات میں کفالت کا ایک ذریعہ ہے، مگر آپ نے اِسی پر اکتفاء نہیں فرمایا کہ روزی کا ذریعہ تو بن چکا ہے اور کیا کرنا، چونکہ آپ اپنے آباؤ اجداد و اساتذہ کی روحانی وراثت کے بھی مالک ہیں اس لئے بزرگوں کی رُوحانیت نے آپ کو دینی علوم وفُنون کے متعدّد شعبہ جات میں خدمات سرانجام دینے کی راہ پر گامزن فرما رکھا ہے وہ یوں کہ آپ نے فراغت کے بعد ۱۹۹۳ء سے ہی مادر علمی دارالعلوم ''انوار المجددیہ النعیمیہ'' میں تدریس کا آغاز فرمایا اور اپنے مُشفِق ومہربان استاد شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد احمد نعیمی مدّ ظلہٗ کی زیرِ نگرانی سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ تک اکثر کُتب پڑھانے اور دارالافتاء میں حضرت کی نیابت کی سعادت حاصل رہی اور یہ سلسلہ ۱۹۹۷ء کے اختتام تک جاری رکھا، پھر ۲۰۰۰ء میں حضرت مولانا علامہ محمد عرفان صاحب زید علمہٗ وعملہٗ کی عرفانی نگاہ نے اُن کی معرفت حاصل کی اور انہیں ''جمعیت اشاعت اہلِ سنّت'' (پاکستان) کی علمی

سرپرستی کے لئے مجبور کیا اور یہاں تشریف لاکر "جامعۃ النور"، نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر کراچی تدریس وافتاء کو چار چاند لگا دیئے۔ آپ کے قلم سے چھوٹی بڑی متعدد کتابیں اس اشاعتی ادارے کی طرف سے شائع ہو کر مفت تقسیم ہو رہی ہیں۔ جن میں چند کے نام یہ ہیں:

تصنیفات وتالیفات

☆ "طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم" یہ کتاب 2008ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں دو ہزار کی مقدار میں شائع ہو کر ملک کے کونے کونے تک پہنچی، پھر کچھ اضافے کے ساتھ 2008ء میں مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی سے شائع ہوئی اور پھر 2010ء میں اسی مکتبہ کی طرف سے شائع ہوئی اور یہ کتاب اپنے موضوع پر ایک مکمل تصنیف اور غیر مقلّدین کے باطل نظریے کا کامل ردّ ہے جو عوام وخواص خصوصاً اہلِ تحقیق کے ہاں بہت مقبول ہوئی۔

☆ فتاویٰ حج وعمرہ (حصہ اول) 160 صفحات پر مشتمل ہے جو نومبر 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔

☆ فتاویٰ حج وعمرہ (حصہ دوم) 156 صفحات پر مشتمل ہے جو دسمبر 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔

☆ فتاویٰ حج وعمرہ (حصہ سوم) 151 صفحات پر مشتمل ہے جو جنوری 2008ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلہ مفت اشاعت میں تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا۔ پھر تینوں حصوں کو یکجا کر کے ایک جلد کی صورت میں محترم جناب آصف مدنی صاحب نے 500 کی تعداد میں مکتبہ دار السّلام سے شائع کیا۔

☆ "ضبطِ تولید کی شرعی حیثیت" یہ رسالہ 112 صفحات پر مشتمل ہے جو اکتوبر 2008ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوا اور ایک ہزار کی تعداد میں علامہ سید محمد طاہر نعیمی صاحب نے اسے سیل کے لئے اسی ادارے سے شائع کیا۔

☆ فتاویٰ حج وعمرہ (حصہ چہارم)160 صفحات پر مشتمل ہے جسے نومبر 2008ء جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے 3500 کی تعداد اپنے سلسلۂ مفت اشاعت میں شائع کیا۔

''طلاق ثلاثہ کا شرعی حکم'' اور ''فتاویٰ حج وعمرہ'' دو ایسے تصنیفی کام ہیں کہ جن کا مقام جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے کاموں میں نمایاں حیثیت اور بلند مقام ہے اور دونوں تصانیف کی ترتیب کا سہرا بانی جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) حضرت علامہ مولانا محمد عرفان صاحب ضیائی مدّ ظلّہٗ کے سر ہے جس سے آپ کے علمی ذوق و دینی جذبہ کا بخوبی علم ہو جاتا ہے۔

☆ ''علیہ السّلام اور رضی اللہ عنہ کے استعمال کا شرعی حکم'' یہ رسالہ 80 صفحات پر مشتمل ہے جو ستمبر 2009ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں 3500 کی تعداد میں شائع ہوا اور ایک ہزار کی تعداد میں اسی ادارے کی طرف سے سیل کے لئے بھی شائع کیا گیا۔

☆ ''نسب بدلنے کا شرعی حکم'' یہ رسالہ 62 صفحات پر مشتمل ہے، جو نومبر 2009ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت سلسلۂ اشاعت میں 3500 کی تعداد میں شائع ہوا اور اسی ادارے کی طرف سے اسے ایک ہزار کی تعداد میں سیل کے لئے بھی شائع کیا گیا۔

☆ ''عورت کی اقتداء'' یہ رسالہ 48 صفحات پر مشتمل ہے جو اپریل 2005ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت کے سلسلۂ مفت اشاعت میں شائع ہوا۔

☆ ''اولاد کو زندگی میں ہبہ کرنے کا طریقہ'' یہ رسالہ 112 صفحات پر مشتمل ہے جو جون 2005ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں شائع ہوا، اور یہ اپنے موضوع پر ایک مکمل اور تحقیقی تصنیف ہے۔

☆ عورتوں کے ایام خاص میں نماز روزہ کا شرعی حکم'' کے نام سے یہ رسالہ 64 صفحات پر

مشتمل ہے جو مئی 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں 2500 کی تعداد میں شائع ہوا پھر ایک ہزار کی تعداد میں اسی ادارے کی طرف سے سیل کے لئے شائع بھی ہوا۔

☆ ''دعا بعد نمازِ جنازہ'' 40 صفحات پر مشتمل یہ مختصر رسالہ جون 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں 2500 کی تعداد میں شائع ہوا، اور ایک ہزار کی تعداد سیل کے لئے شائع ہوا۔

☆ ''قادیانیوں کا مسلمانوں کے ساتھ کیا تعلق؟'' 96 صفحات پر مشتمل مفتی صاحب کی تصنیف ہے جو ستمبر 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں شائع ہوئی۔

تراجم

☆ شیخ محقق عبد الحق مُحدِّث دہلوی کی تصنیف ''کشف الالتباس فی استحباب اللباس'' کا اردو حضرت نے فرمایا ترجمہ جو ''دار احیاء العلوم'' نے ایک ہزار کی تعداد میں شائع کیا اور اس کے ساتھ اصل فارسی رسالہ بمعہ تخریج بھی شائع ہوا جس کی تخریج کے فرائض حضرت کے تلمیذ مولانا محمد فرحان قادری نے انجام دیئے اور 2003ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے اسے اپنے سلسلۂ مفت اشاعت میں شائع کیا۔

☆ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی مناسک حج پر کتاب ''حیاۃ القلوب فی زیارۃ المحبوب'' کا اردو ترجمہ تخریج وحواشی، جو ہنوز شائع نہیں ہوا۔

حواشی

☆ پیرِ طریقت حضرت علامہ سید شاہ تراب الحق قادری مدّ ظلّہٗ کی ''تخلیق پاکستان میں علماءِ اہلسنّت کا کردار'' کے نام سے تصنیف پر مفتی صاحب نے نہایت جامع و مفید حواشی اور

شاہ قبلہ کی عبارات کے حوالہ جات تحریر کیے جو اگست 2007ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت کے سلسلۂ مفت اشاعت میں 2200 کی تعداد میں شائع ہوئے، اس کے بعد دوسرا ایڈیشن 1100 کی تعداد میں، تیسرا ایڈیشن 1100 کی تعداد میں شائع ہوا اور حال ہی میں جمعیت اشاعت اہلسنّت کی سیل والی کُتب کے انچارج علامہ سید محمد طاہر نعیمی صاحب نے چوتھا ایڈیشن شائع کیا ہے۔

☆ مُلّا علی قاری کی تصنیف ''مجمع الأربعین فی فضائل القرآن المبین'' کے اردو ترجمہ پر مختصر حواشی جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں شائع ہوئے۔

☆ پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجدّدی مدّ ظلّہ کی اس مایہ ناز تصنیف پر مفتی صاحب نے مبسوط حواشی تحریر کیے جو چار حصوں میں مارچ 2010ء، اپریل 2010ء، مئی 2010ء اور جون 2010ء میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) کے سلسلۂ مفت اشاعت میں تین تین ہزار کی تعداد میں شائع ہوئے اور اب ایک جلد کی صورت میں اسی ادارے سے شائع ہو رہے ہیں۔

تخریج

☆ امام جلال الدین سیوطی کے رسالہ ''انباء الأذکیاء بحیاۃ الأنبیاء'' (مترجم حضرت علامہ فیض احمد اویسی مدّ ظلّہ) کی تخریج مفتی صاحب نے فرمائی جسے علامہ اویسی مدّ ظلّہ کے ایک مرید محمد یوسف اویسی نے شائع کیا، بعد میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے اسے دسمبر 2005ء میں اسے اپنے سلسلۂ مفت اشاعت میں شائع کیا۔

☆ مُلّا علی قاری کی تصنیف ''مجمع الأربعین فی فضائل القرآن المبین'' کہ جس کا ترجمہ ''جامعۃ النور'' کے مہتمم حضرت علامہ محمد مختار اشرفی مدّ ظلّہ نے فرمایا اور احادیث کی تخریج مفتی صاحب نے کی۔

☆ پیر طریقت حضرت خواجہ محمد اشرف نقشبندی مجدّدی مدّ ظلّہٗ کی کتاب ''خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' کی مکمل تخریج جس کا پہلا ایڈیشن چار حصوں میں جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) سے شائع ہو چکا ہے اور دوسرا ایڈیشن ایک جلد کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔

بیعت

آپ پڑھ چکے ہیں کہ یہ خاندان روحانی وراثت کا امین چلا آ رہا ہے، لہٰذا اسی وراثت کی حفاظت کے لئے یہ ضروری تھا کہ اس خاندان عظمت نشان کے اِس گلِ سرسبز کو بھی طریقت، حقیقت کی تبلیغ کے لئے مُرصّع کیا جائے چنانچہ سنّتِ اسلاف کے پیش نظر ۱۴۰۷ھ/1987ء میں پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت میاں غلام رسول صاحب نقشبندی مُجدّدی علیہ الرحمہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مُجدّدیہ میں بیعت کا شرف حاصل کیا۔ شعبان المعظم میں ولی کامل عارف باللہ حضرت میاں الٰہی بخش نقشبندی مُجدّدی علیہ الرحمہ کے مبارک عُرس پر چک R-6/A-99 ساہیوال اور محرم الحرام میں اپنے دادامُرشد حضرت میاں شہاب الدین علیہ الرحمہ کے عُرس مقدس کی تقریب سعید میں (نمبر 48 منڈی یزمان کڈ والا بنگلہ) حاضر ہونا آپ کا سالانہ معمول ہے، واضح ہو کہ آپ کا نام محمد عطاء اللہ قطب الوقت حضرت میاں شہاب الدین علیہ الرحمہ نے ہی رکھا تھا جن کی برکات سے آج زمانہ خُوب مستفیض ہو رہا ہے۔

آپ فرماتے ہیں کچھ عرصہ عرس شریف بامر مجبوری حاضری نہ ہو سکی مگر جب حاضر ہوا اور مولانا محمد انوار الحق نعیمی میرے ہمراہ تھے تو میرے پیر و مُرشد حضرت میاں غلام رسول نقشبندی مجدّدی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اے بیٹا! میں نے ایک عرصے تک دعائیں مانگ کر تجھے اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے جب تم نہیں آتے تو مجھے دُکھ ہوتا ہے، اور میری خوشی تو تمہارے آنے پر منحصر ہے، سبحان اللہ استاذ گرامی فقیہ اعظم مولانا الحاج مفتی ابو الخیر محمد نور اللہ نعیمی صاحب فتاویٰ نوریہ، بانی دارالعلوم ''حنفیہ فریدیہ'' بصیر پور شریف نے ایک مرتبہ مجھے بھی ایسے فرماتے ہوئے کہ کلمات مبارکہ ارشاد فرمائے۔

دیدنِ روئے عزیزاں روئے جاں تازہ کند

آپ کے پیرو مُرشد نسبی طور پر آپ کے دادا جان کے برادر اصغر تھے یوں وہ دادا جان بھی ہوئے، حضرت پیر صاحب آپ پر نہایت شفقت فرماتے، شرعی معاملات میں بہت سخت تھے، آپ سے مسائل دریافت فرماتے اور پھر حضرت مُریدین کو اُن پر عمل کرنے کا فوری حکم دیتے، آپ فرماتے ہیں مجھے ہر طرح کامیاب دیکھنا چاہتے تھے، یہی وجہ ہے کہ طالب علمی کے زمانہ میں جب حاضر ہوتا تو مجھے تقریر کرنے کا بڑی پابندی سے حکم فرماتے، اکثر اوقات نمازوں میں امامت کا حکم دیتے اور مُریدین کو وضو و نماز کے مسائل بتانے کا حکم بھی فرماتے، آپ کے خاندان میں بڑی بڑی علمی شخصیات پیدا ہوئیں جن میں حضرت صاحب علیہ الرحمہ کے بھانجے حاجی عطاء محمد مرحوم کے چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا محمد امین صاحب نعیمی اور حضرت بھتیجے، میرے تایا زاد بھائی اور بہنوئی حضرت علامہ محمد انوار الحق نعیمی صاحب، اول الذکر تو اس وقت فاضل تھے جب کہ میں نے مدرسے کا منہ بھی نہیں دیکھا تھا، اور مؤخر الذکر کو آپ سے "ہدایہ شریف" اور دیگر کتابیں پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔

مرحلۂ شوق

حضرت مولانا علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی صاحب کی شبانہ روز کاوشوں کا احاطہ کرنا میرے بس کی بات نہیں جب راقم نے یہ پڑھا اور سُنا کہ آپ اپنے دن کے تدریسی اور خانگی فرائض سرانجام دیتے ہیں تو وہ آرام وراحت کی طرف دھیان دینے کی بجائے اپنا موٹر سائیکل سنبھالتے ہیں اور عشاء کے وقت ۲۶، ۲۵ کلومیٹر کی مسافت طے کرتے ہوئے ملیر سے جامع مسجد نور، دفتر جمعیت اشاعت اہلِ سنّت پاکستان پہنچ کر رات ایک بجے تک نوجوان کالجیٹ طلباء کی دینی روحانی تربیت فرماتے ہیں، یہ تکلیف دہ مرحلہ یوں ہی طے نہیں ہو جاتا اس میں سراسر جذبۂ صادقہ اور عشق کاملہ کارفرما ہے، مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت کی ترویج واشاعت اور عُروج و ترقی کے لئے ایسی ہی شخصیات ہوتی ہیں جنہیں ہر آرام وراحت سے زیادہ عزیز اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب ﷺ کی رضا وخوشنودی مطلوب ہوتی ہے

کیا خوب فرمایا حضرت مولانا نبی بخش صاحب حلوائی صاحب تفسیر نبوی نے۔

سچے عشق جہناں دے دل وچہ چنگ چواتی لائی
چین، آرام، حرام انہاں نوں جگ دی خوشی بھولائی
کرکر یاد سجن نوں رودن، لُوں لُوں حُب سمائی
سُن کلام سدا دلبر دا وہ عاشق سودائی

ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

حفاظت پھول کی ممکن نہیں ہے اگر کانٹوں میں ہو خوئے حریری
فولاد کب رہتا ہے شمشیر کے لائق پیدا اگر اس کی طبیعت میں حریری

آفرین صد آفرین حضرت علامہ مفتی محمد عطاء اللہ صاحب نعیمی کی ذات والا برکات پر جنہوں نے دین اسلام کی آبیاری کے لئے اپنے آپ کو وقف کر رکھا ہے انشاء اللہ العزیز آج جن صبر آزما مراحل کو خندہ پیشانی سے برداشت کر رہے ہیں یہی صبر ان کے لئے دو جہاں کی راحت باعث ہوگا وعدہ ربی ہے "فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْراً"

گزر کر دشت وصحرا سے کہیں گلزار آتے ہیں
کہ شاخِ گل میں پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں

خوش نصیب ہیں حضرت مولانا محمد عرفان ضیائی مدّ ظلہٗ جنہیں ایسی بلند مرتبت علمی شخصیت سے رابطہ و تعلق پیدا ہوا، اور موصوف کے قلم سے نکلنے والی کتابوں کے ابتدائیے لکھنے کا موقعہ میسر آیا، اور خوش بخت ہیں حضرت مولانا محمد مختار اشرفی (مہتمم جامعۃ النور) جنہیں ایسے باہمت باذوق علم دوست کا ساتھ میسر آیا، جمعیت اشاعت اہلِ سنّت (پاکستان) کا ایک ایک کارکن لائق صد مبارک باد ہے کہ انہوں نے مسلکِ حق کی آبیاری کے لئے بڑا حسین راستہ اختیار کیا اور ایک عمدہ ٹیم بنانے میں کامیاب ہوئے، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور (انڈیا) میں جب جذبات سے معمور ٹیمیں میدان میں آئیں تو تحریری طور پر پاک و ہند میں سُنّی کاز کو خُوب بڑھایا اور دیکھتے ہی دیکھتے بڑے بڑے علماء کرام

پروفیسر حضرات میدانِ عمل میں کود ے اور کام کا جہاں آباد کر دیا، یوں ہی جمعیت اہلِ سنّت پاکستان علامہ محمد عرفان ضیائی صاحب کی قیادت، علامہ محمد مختار اشرفی صاحب کی رفاقت اور حضرت مفتی صاحب کی سرپرستی میں انشاء اللہ العزیز خُوب پھلے، پھولے گی، جہاں تک ممکن تھا مہیا کردہ معلومات کے مطابق کتاب مستطاب کے لیئے مثال مصنّف اور باکمال محشّی دامت برکاتہما کے احوال قارئین کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں۔ اُمید ہے کہ قارئین پسند فرما کر دعاؤں سے نوازیں گے، آخر میں حصولِ برکت کے لئے اس ایمان افروز اور سکون بخش کتاب کے مبارک نام سے استفادہ کرتے ہوئے اپنا ایک شعر پیش کرتا ہوں ؎

ہیں رضا جوئے ربّ دوجہاں، رب مگر
چاہے تیری رضا خاتم الانبیاء ﷺ

اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا مُحدِّث بریلوی علیہ الرحمۃ کے اس شعر کو تبرّکاً درج کرتے ہوئے اِس کتاب کے بے مثال مُصنِّف اور باکمال محشّی دامت برکاتہما کی خدمت اقدس میں ہدیۂ عقیدت و محبت پیش کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اِصَالَتِ کُلّ اَمَامَتِ کُلّ سَیَادَتِ کُلّ اِمَارت کُلّ
حکومتِ کُل وِلایتِ کُل خُدا کے یہاں تمہارے لئے

دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کی اِس تصنیف لطیف کو قبولیت کا شرف عطا فرمائے اور زمانہ ہمیشہ اِس سے مستفیض ہوتا رہے۔ آمین ثُمَّ آمِین بِجَاہِ طٰہٰ و یٰسٓ صلّی اللہُ تعالیٰ علَیْہ و علٰی آلِہ و صَحْبِہ و بَارِک وَ سَلّم

فقط طالبِ دعا

محمد منشا تابش قصوری

مریدکے، شیخوپورہ

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

۴ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ / 17 جولائی 2010ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علٰی رسولہٖ الکریم

حمد اُسی پروردگارِ عالَم کو لائق ہے، جس نے اَمرِ کُن سے تمام جہان پیدا فرمائے۔ ہر ذی رُوح، حجر و شجر، چرند و پرند، حیوانات و نباتات، غرض یہ کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوق کو اپنا ذکر عطا فرمایا۔ ہر ایک اُس کی یاد میں مشغول و مصروف ہے، انسان کی رہنمائی کے لئے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا، سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے پیارے محبوب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ کو اپنی معرفت کا ذریعہ بنایا۔ درود لامحدود ہوں اُس محبوبِ ربّ پر اور اُس کی آل اور اُس کے اصحاب پر کہ جس محبوب کا وجودِ مسعود کائنات کی پیدائش کا سبب ہے، (۱) آدم و آدمیاں، عالم و عالمیاں جس دولہا کے براتی اور طفیلی ہیں۔ (۲)

اللہ تعالیٰ نے جنہیں اپنی تمام تر عطائیں عطا فرمائیں۔ اور زمین و آسمان کے خزانوں کی کُنجیاں عطا فرما کہ اُن کا مالک و مُختار بنا دیا، تقسیمِ نعمت کا حق اُنہیں عطا فرما دیا، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

"وَ اللّٰهُ الْمُعْطِيْ أَنَا قَاسِمٌ" (۳)

یعنی، اللہ تعالیٰ دینے والا ہے میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

امامِ اہلسنّت ارشاد فرماتے ہیں:

۱۔ حدیث قدسی ہے کہ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ (مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۲۲، ص ۱۲۸) یعنی، "(اے محبوب!) اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا"

۲۔ امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

۳۔ صحیح البخاری، کتاب العلم، باب "مَن يُرد الله بهِ خيراً يُفقّهْهُ في الدّين"، برقم: ۷۱، ۲۷/۱ بلفظ "إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَ اللّٰهُ يُعْطِيْ" ۔و کتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالى: ﴿فَإِنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ﴾ (الأنفال: ۴۱/۸)، برقم: ۳۱۱۶، ۳۰۵/۲ بلفظ "وَ اللّٰهُ الْمُعْطِيْ وَ أَنَا قَاسِمٌ" و کتاب الاعتصام بالكتاب و السُّنّة، باب قول النّبيّ ﷺ: "لَا تزال طائفة الخ" برقم: ۷۳۱۲، ۴۲۲/۴ بلفظ "و إِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ و يُعْطِي اللّٰهُ"

خلق کے حاکم ہو تم رزق کے قاسم ہو تم
تم سے ملا جو ملا تم پہ کروڑوں درود
(حدائقِ بخشش)

ظاہرو جودِ محبوبِ ربّ العالمین کا اور جلوہ نمائی ربّ کریم جلّ مجدہٗ کی، جس پر قرآن شاہد ہے:

﴿وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (٤)

ترجمہ: اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنزالایمان)

دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ﴾ (٥)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ (کنزالایمان)

۲ وہ جو اللہ جلّ سبحانہٗ کی ذات کے مظہرِ اتم ہیں۔ حدیثِ قُدسی ہے کہ:

اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل کے ساتھ میرے قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں جب میں اُسے اپنا محبوب بنالیتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سُنتا ہے اور میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور میں اُس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر مجھ سے مانگتا ہے تو میں اُسے ضرور دیتا ہوں، اگر میرے پاس پناہ لیتا ہے تو میں ضرور اُسے پناہ دیتا ہوں اور میں توقّف اور دیر نہیں کرتا۔ الخ (٦)

٤۔ سورة الأنفال: ١٧/٨ ٥۔ سورة الفتح: ٤٨/١٠

٦۔ صحيح البخاري، كتاب الرّقاق، باب التّواضع، برقم: ٦٥٠٢، ٤/٢١٠۔
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب الدّعوات، باب ذكر الله عزّ و جلّ و التّقرّب إليه، الفصل الأول، برقم: ٢٢٦٦، ١/٢-٤٢٣

جب عام بندہ اللہ تعالیٰ کے قُرب سے اُس ذات وَحدہٗ لاشریک لہٗ کا مظہر بن جاتا ہے، تو نبی کریم ﷺ بدرجہ اَولیٰ اُس ذات کے مظہر اُتم ہوئے۔ جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے:

"مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَأَی الْحَقَّ" (۷)

یعنی، جس نے مجھے دیکھا گویا کہ اُس نے حق کو دیکھا۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

من رانی قد رأ الحق جو کہے　　　کیا بیان اُس کی حقیقت کیجئے

(حدائق بخشش)

اور مولانا حسن رضا خان علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:

جلوۂ شانِ الٰہی کی بہاریں دیکھو　　　قد رأ الحق کی ہے شرح زیارت ان کی

نبی کریم ﷺ خُدا نہیں، خُدا کے شریک نہیں۔ آپ ﷺ تو اللہ تعالیٰ کی ذات کے آئینہ ہیں، جیسا کہ فرمایا:

"أَنَا مِرْآةُ جَمَالِ الْحَقِّ" (۸)

یعنی، میں تو حق کے جمال کا آئینہ ہوں۔

شیشہ میں جو نُور نظر آئے گا وہ سورج کا نُور ہوگا، اور مصطفیٰ کریم ﷺ میں نُور، علم، قدرت نظر آئیں گے۔ وہ نُور، علم، قدرت اللہ تعالیٰ جلّ شانہ کی ہوں گے، جیسے چاند کو دو ٹکڑے کر دینا، سورج کو واپس لوٹا دینا، یہ سب قدرت اللہ تعالیٰ کی تھی جو نبی کریم ﷺ کے دستِ مبارک سے ظاہر ہوئی، اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ظہور نبی کریم ﷺ کی ذات سے فرما

۷۔ صحیح البخاری، کتاب التّعبیر، باب من رأی النّبیّ ﷺ فی المنام، برقم: ۶۹۹۶، ۶۹۹۷، ۴/۳۳۸۔
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الرُّؤیا، باب قول النّبیّ علیہ الصّلاۃ والسّلام: "من رآنی الخ"، برقم: ۲۲۶۷، ص ۱۱۱۴۔
أیضاً سُنَن الدّارمی، کتاب الرّؤیا، باب فی رؤیۃ النّبیّ ﷺ فی المنام، برقم: ۲۱۴۰، ۲/۱۰۴۔
أیضاً المسند للإمام أحمد، ۵/۲۰۶

۸۔ مقالات کاظمی، مقصود کائنات ﷺ، ۳/۳۴۳

رہا ہے۔(۹)

قرآن کریم میں ہے کہ:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۱۰)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔(کنزالایمان)

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (۱۱)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تم کو دوست رکھے گا۔(کنزالایمان)

رسول کریم ﷺ کا حکم ماننا اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہوا، نبی کریم ﷺ کی محبت اللہ تعالیٰ کی محبت ہوئی، نبی ﷺ کو ارشاد ہوا کہ اے محبوب! آپ میرا کلام اپنی زبانِ اقدس سے سُناؤ۔ کہ کوئی انسان تیری غلامی وفرمانبرداری کے سوا موَحِد نہیں بن سکتا، اس لئے کلمہ طیبہ کا نام تو ہے کلمۂ توحید مگر اُس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ''محمد رسول اللہ'' بھی ہے۔ جُزاوّل میں توحید اور جُز دوم میں (توحید سکھانے والے کا نام نامی) ''محمد رسول اللہ'' ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت نبی کریم ﷺ کے سوا نہیں ہو سکتی، اِس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے پیارے محبوب رحمۃٌ لِلّعالمین ﷺ کی ذات کی طرف متوجہ فرما رہا ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب تک نبی کریم ﷺ کا غلام نہیں بن جاتا اللہ تعالیٰ کا بندہ کہلانے کا حقدار نہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ يٰعِبَادِیَ﴾ الآية (۱۲)

۹۔ اور اسے علامہ کاظمی علیہ الرحمہ یوں بیان فرماتے ہیں شیشے میں جو نُور نظر آئے گا وہ آفتاب کا نُور ہو گا اور مصطفیٰ ﷺ میں جو نُور نظر آئے گا وہ خدا کا نُور ہو گا، پس میں یہ کہتا ہوں کہ حضور ﷺ میں جو علم نظر آیا وہ حضور کا نہیں بلکہ خُدا کا علم ہے، جو قدرت حضور میں نظر آئی وہ حضور کی نہیں وہ خُدا کی ہے، اگر حضور میں خُدا کی قدرت کا ظہور نہ ہوتا تو یہ کیسے ممکن تھا کہ جبلِ ابوقبیس پر حضور ﷺ نے چاند کو انگلی کا اشارہ فرمایا اور چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، یہ حضور کی قدرت نہ تھی بلکہ خُدا کی قدرت کا ظہور تھا۔ (مقالات کاظمی، مقصود کائنات ﷺ، ۳/۳۴۳، ۳۴۴)

۱۰۔ سورة النّساء: ٤/٨٥

۱۱۔ سورة آل عمران: ۳/۳۱

۱۲۔ سورة الزّمر: ۳۹/۵۳

ترجمہ: آپ فرمادیجئے اے میرے بندو!

اِس کا کمالِ ظہور اِس آیت کریمہ سے روشن ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (١٣)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو (اے محبوب) تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

سبحان اللہ! کیا شان ہے محبوب مکرم ﷺ کی، گناہ تو اللہ تعالیٰ کا کیا، لیکن معافی کے لئے درِ محبوب ﷺ کے دَر پر حاضری ضروری، جونہی شفاعت کے لئے لب کشائی ہوئی گناہ معاف ہو گئے، درجہ بلند ہوا، ستارہ چمک اٹھا، جہنم کے لائق بندہ جنت کا حق دار بن گیا۔

تماشا تو یہ ہے جنت کو دیکھو بنائے خُدا اور بسائے محمد ﷺ

(ڈاکٹر اقبال)

حدیثِ قُدسی ہے:

"کُلُّهُم يَطْلُبُوْنَ رَضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رَضَاكَ يَا مُحَمَّدُ ﷺ" (١٤)

١٣۔ سورة النّساء: ٤/٦٤

١٤۔ "نزهة المجالس" میں ہے کہ ابن جوزی نے ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی طرف وحی فرمائی: یا مُحَمَّدُ كُلُّ اَحَدٍ يَطْلُبُ رَضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رَضَاءَكَ (باب فی مناقب سيد الأولين و الآخرين الخ، ٣٨٩/٢) یعنی، "اے پیارے! ہر ایک میری رضا کا طالب ہے اور میں تیری رضا کا طالب ہوں" اور امام فخر الدین رازی شافعی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا﴾ (البقرة: ١٤٤/٢) ترجمہ: "تو ہم ضرور تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے"۔ اور یہ نہیں فرمایا اس قبلہ کی طرف جس میں میری خوشی ہے، اور اس میں اشارہ کہ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یا مُحَمَّدُ! كُلُّ اَحَدٍ يَطْلُبُ رَضَائِيْ وَ اَنَا اَطْلُبُ رَضَاكَ فِي الدَّارَيْنِ" یعنی، اے پیارے! ہر ایک میری رضا طلب کرتا ہے اور میں دارین میں تیری رضا چاہتا ہوں"۔ دنیا میں (رضا چاہنا) وہ جو ہم نے ذکر کیا اور آخرت میں تو (اس کے لئے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (الضحى: ٩٣/٥) ترجمہ: "اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے"۔ (التفسير الكبير للرّازي، سورة البقرة: ١٤٢، ٢/٤/٨٢)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　　　خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

اسی طرح شیخ کبیر ابن عربی اپنی ''تفسیر'' میں فرماتے ہیں، حدیث پاک میں ہے:

وَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَحَبَّ إِلَيَّ وَ أَكْرَمَ لَدَيَّ مِنْكَ، بِكَ أُعْطِي وَ بِكَ آخُذُ وَ بِكَ أُثِيبُ وَ بِكَ أُعَاقِبُ (۱۵)

یعنی، میں نے آپ کو محبوب ترین بنانا، آپ ہی کو اپنے تمام خلق میں مکرم تر گردانا، آپ ہی کی خاطر ہوں اور آپ ہی کی خاطر دیتا ہوں، آپ ہی کے لئے ثواب سے نوازتا ہوں، آپ ہی کے لئے سزا و عتاب دیتا ہوں۔

اِس سے ثابت ہوا اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے اپنے پیارے محبوب مکرم ﷺ کو اپنے فضل و کرم سے اپنی ربوبیت میں مُختارِ کُل بنایا اور ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾(۱۶)) کا تاج پہنا کر مبعوث فرمایا، جس ذات کی تعریف خود مالکُ المُلک اللہ وحدہٗ کرے اُس کی تعریف اِس ناچیز سے کب ہو سکتی ہے، لیکن محبوب رب العالمین ﷺ کی رحمت سے پروردہ اس کے بغیر رہ بھی نہیں سکتا کہ اپنے کریم آقا ﷺ کی تعریف و توصیف نہ کرے، جس کا کھائیں اُس کا گائیں، اُن ہی کی عطا سے اُن ہی کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

طلب دلیل تینوں کی دساں نہ کجھ طلب میری نہ خیال میرا
ڈھونوں ڈھ تھیں منگیاں عشق ڈھ دے غیر دلیل نہ غیر خیال میرا
فانی جسم ایہہ سب نشان فانی، فانی ہے ایہہ نفس ضلال میرا
اشرف باجھ ڈھ دے نہیں نہ اے ہوسی اے ایہو سمجھ ایہو خیال میرا

اللہ تعالیٰ سے اُس کے پیارے نبی مکرم ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے دعا ہے کہ اے اللہ! اپنے حبیب کریم ﷺ کا ادب نصیب فرما، اُن کی بے ادبی سے بچائے رکھ، اُن کی محبت میں اُن کی شان کے شایان خوشہ چینی کرنے کی توفیق عطا فرما، یہی محبت میرے لئے سرمایۂ اُخروی بنا دے، دنیا میں نام پیدا کرنے کی تمنا کوئی نہیں، صرف اور صرف شانِ محبوبِ ربّ العالمین

۱۵۔　مقدمہ عید میلاد النّبیؐ، نصر اللہ خان بحوالہ تفسیر ابن عربی، ۱/۲

۱۶۔　سورۃ الأنبیاء: ۲۱/۱۰۷، ترجمہ: اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر سارے جہان کے لئے رحمت بنا کر

ﷺ کا اظہار مطلوب ہے۔

مُختارِ کُل، ذاتِ باری تعالیٰ کے مظہرِ اتم اپنے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں جو نذرانۂ عقیدت پیش کر رہا ہوں اُس کا نام ''خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ'' تجویز کیا ہے۔

اے میرے کریم ربّ، محبوب ﷺ کے صدقہ مجھے حق اور سچ کہنے کی توفیق عطاء فرما۔ میرے لئے آسانیاں پیدا کر دے، میرے سینے کو کھول دے، اور میری اِس اَدنیٰ کاوش کو میرے اور قارئین کے لئے ذریعہ نجات بنا دے۔

صدقہ اپنے پیارے محمد (ﷺ) سَدا بخش دے کُل خطائیں
دیویں موت شہادت وِچ مدینہ کر منظور دعائیں

فقیر اتنا علم نہیں رکھتا کہ آقا ﷺ کی شانِ اقدس کے لائق کچھ عرض کر سکے، لیکن عشق و محبت نے تڑپایا، مالک کے در کا غلام اگر آقا کی توصیف بیان نہ کرے تو کیا کرے، بس اسی محبت کا یہ ظہور ہے کہ چند کلمات سپردِ قلم ہو کر اہلِ بصیرت کے حضور حاضر ہو رہے ہیں۔

صاحبِ علم حضرات سے مؤدّبانہ عرض ہے، اگر اس تحریر میں کوئی جملہ یا لفظ ایسا نگاہ میں آئے جو محبوبِ کبریاء ﷺ کی شان کے لائق نہ ہو۔ اُس کو درست فرما کر فقیر پر احسان کریں تاکہ اِس سے میری اصلاح ہو سکے اور آئندہ کے لئے توبہ کرتا رہوں، اے کریم مولیٰ! جو بھی مجھ سے دانستہ و نادانستہ تیری اور تیرے محبوب ﷺ کی ذات کے بارے میں نامناسب کلمات نکلے ہیں تو انہیں معاف فرما دے میں توبہ کرتا ہوں، تُو میری توبہ قبول فرما لے، آئندہ کے لئے میری زبان کو ایسے کلمات سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔ اور مجھے اپنے پیارے نبی کی سنتوں کا آئینہ دار بنا دے۔

بندہ فقیر محمد اشرف بن غلام نبی نقشبندی مجدّدی چالیس ارشاداتِ ربّانی نقل کرتا ہے جیسا کہ بزرگانِ دین میں چالیس کا چلّہ معمول و مشہور ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو انتالیس (۳۹) مرد و عورت مسلمان ہو چکے چالیسویں (۴۰) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے بھی چالیس (۴۰) راتیں کوہِ طور پر گزاریں۔ اِن بزرگ ہستیوں، مقبول بندوں کا صدقہ اللہ تعالیٰ میری اِس کاوش کو

اپنی اور اپنے حبیب کی بارگاہ میں منظور و مقبول فرما لے۔

اے اللہ کے محبوب کریم ﷺ! اللہ تعالیٰ آپ سے ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ﴾ (۱۷)

ترجمہ: اور منگتا کو نہ جھڑکو۔ (کنز الایمان)

بندۂ خطا کار آپ کے در پر حاضر ہے، اِسے اپنی آغوشِ رحمت میں چُھپا لیجئے۔

شہا بیکس نوازی کُن طبیبا چارہ سازی کُن
مریضِ دردِ عصیانم اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
اگر رانی وگر خوانی غلامم انت سلطانی
دِگر چیزے نمی دانم اغثنی یا رسول اللہ ﷺ
بکہف رحمتم پرور زِ قطمیرم منہ کمتر
سگِ درگاہ سلطانم اغثنی یا رسول اللہ ﷺ

(حدائق بخشش)(۱۸)

نوٹ: بندۂ ناچیز کی اس تحریر کو پڑھنے سے پہلے اپنے دل کو بُغض، حسد، کینہ، تعصُّب و عداوت سے پاک وصاف کرلیں تاکہ آپ اِس سے مستفیض ہو سکیں، نبی کریم ﷺ کی محبت کے سوا علم وعمل سب بے کار ہیں۔ دل میں عشقِ محبوبِ خُدا ﷺ پیدا کریں۔ کیونکہ

بغیر عشقِ نبی کے جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بُخار اُن کو آتی نہیں بخاری

۱۷۔ سورۃ الضُّحیٰ: ۹۳/۱۰

۱۸۔ اے شاہ! بے کس کو نوازیئے، اے طبیب! چارہ سازی کیجئے، گُناہوں کے درد کا مریض ہوں میں اے اللہ کے رسول ﷺ! میری فریاد رسی فرمایئے، اگر آپ ٹھکرا دیں یا بُلا لیں میں تو آپ کا غلام ہوں آپ میرے بادشاہ ہیں میں اور کچھ نہیں جانتا، اے اللہ کے رسول! میری فریاد رسی فرمایئے اپنی رحمت کے غار میں مجھے پالئے، قطمیر سے مجھے کم تر رکھئے، میں اپنے سلطان کی درگاہ کا کتا ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ! میری فریاد رسی فرمایئے (ترجمہ از صاحبزادہ محمد عثمان نعیمی زید مجدہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

عشقِ رسالت ﷺ سے سرشار ہستیاں قرآن مجید کو نعتِ محبوب ﷺ سے تعبیر کرتی ہیں جیسا کہ مفتی احمد یار خان نعیمی لکھتے ہیں:

> حقیقت یہ ہے کہ اگر قرآن کریم کو بنظرِ ایمان دیکھا جائے تو اس میں اول سے آخر تک نعتِ سرورِ کائنات علیہ الصّلوٰۃ والسّلام معلوم ہوتی ہے۔(۱۹)

قرآن کبھی سیّدِ عالم کی نبوّت و رسالت کا اعلان کرتا ہے، کبھی کُفّار و مشرکین کو آپ پر ایمان لانے کی تلقین فرماتا ہے، قرآن کبھی حضور ﷺ کو "والضحیٰ" کے پیار بھرے کلمات سے پکارتا ہے، کبھی محبوب کی عنبریں زلفوں کا ذکر فرماتا ہے، کبھی طٰہٰ کے محبت بھرے خطاب سے یاد فرماتا ہے، کبھی آپ کے جود و سخا کی بات، کبھی آپ کے دستِ عطا کا ذکر، کبھی محبوب کی رضا کی باتیں، کبھی آپ کے قلبِ اطہر کی کیفیات کو موضوعِ سخن بناتا ہے، کبھی محبوب کے حُسنِ خُلق کے چرچے فرماتا ہے، کبھی آپ کی رفعتِ ذکر کا بیان فرماتا ہے، کبھی احترامِ رسول ﷺ کا تذکرہ کرتا ہے، کبھی مومنین کو محبوب ﷺ کی عزت اور آپ کے احترام کی بجا آوری کا سبق دیتا ہے، اور کبھی حضور ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے والوں کو آدابِ رسالت سے آگاہ کرتا ہے، کبھی انہیں آپ کی محفل میں بات کرنے کا سلیقہ سکھاتا ہے، کبھی رسول ﷺ کے در پر سرِ تسلیم خم کرنے کو کمالِ ایمان سے تعبیر کرتا ہے، یہی قرآن کبھی گُناہگاروں کے لئے آپ کی ذاتِ اقدس کو پناہ قرار دیتا ہے، آپ کی شفاعت کو اللہ کی معافی کا باعث قرار دیتا ہے، کبھی ربّ کریم قرآن میں فرماتا ہے: "میں اور میرے فرشتے محبوب پر درود بھیجتے ہیں، اہلِ ایمان کو حکم دیتا ہے کہ تم بھی محبوب پر کثرت سے درود و سلام بھیجو"، کبھی محبوب کی عمر مبارک کی قسم، کبھی کلام کی قسم بیان فرماتا ہے، قرآن کبھی محبوب ﷺ کے کُل جہانوں کے لئے رحمت ہونے کا ذکر فرماتا ہے، کبھی

۱۹۔ شانِ حبیب الرحمٰن، ص ٦

ساری اُمتوں پر محبوب کے گواہ ونگہبان بنائے جانے کی بات کرتا ہے، کبھی محبوب کے مقامِ محمود پر فائز کئے جانے کا ذکر دلنواز کرتا ہے۔

الغرض قرآن کے ورق ورق پر محبوب ﷺ کے محاسن بیان کئے گئے ہیں، اگر محبوب کا وِردِ قرآن ہے تو قرآن کا وظیفہ شانِ مصطفیٰ ﷺ ہے، جیسا کہ امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

جیسے قرآن ہے ورد، اس گُلِ محبوبی کا
یونہی قرآن کا وظیفہ ہے وقارِ عارض

۱۔ ﴿قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط﴾ (۲۰)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں، بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا، تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے، ابھی اپنا منہ پھیر دو، مسجد حرام کی طرف۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول: سیّدِ عالَم ﷺ کو کعبہ کا قبلہ بنایا جانا پسندِ خاطر تھا حضور اِس اُمید میں آسمان کی طرف نظر فرماتے تھے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۲۱)

جونہی یہ آیت لے کر جبریل نازل ہوئے حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نماز کی حالت میں تھے، دو رکعت نماز بیت المقدس کی طرف رُخِ انور کر کے ادا فرما چکے تھے، بقیہ دو رکعت آپ نے کعبہ کی طرف رُخِ انور فرما کر ادا فرمائیں، آپ کے ساتھ خوش قسمت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُسی حالت میں آپ کی اقتداء میں کعبہ کی طرف مُڑ گئے۔

اِس ارشادِ خداوندی سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب مکرم ﷺ کی رضا بہت محبوب ہے۔ جو محبوب چاہتا ہے وہی عطا فرما دیا جاتا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و مُحِبّ میں نہیں میرا تیرا (حدائق بخشش)

۲۰۔ سورۃ البقرہ:۲/۱٤٤

۲۱۔ تفسیر البغوی، سورۃ البقرۃ، ۱/۱۲۰

أیضاً تفسیر الخازن، سورۃ البقرۃ، ۱/۱۲۰

حالانکہ اس سے پہلے بیت المقدس کی طرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے نمازیں پڑھی جاتی تھیں۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی تمنا یہ تھی کہ میرے لئے وہی قبلہ بنا دیا جائے جو حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا تعمیر کردہ، جو اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے بار بار اپنے رُخِ انور کو آسمان کی طرف اُٹھانے پر آپ کی خواہش پوری فرمادی۔

کعبہ قبلہ کیوں بنا؟:

حدیث پاک میں ہے:

عن ابن عباس رضی الله عنهما، أصلُ طِينَةِ رَسولِ الله ﷺ مِن سُرّةِ الأرض بمكّةَ (٢٢)

یعنی، نبی پاک ﷺ کا خمیرِ مبارک زمین کی ناف (یعنی کعبہ) کی جگہ سے لیا گیا۔ (٢٣)

یعنی کعبہ معظمہ جس جگہ موجود ہے اُس جگہ سے نبی پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے وُجود مبارک کے لئے مٹی پاک لی گئی۔ ہر شئے اپنے اصل کی طرف رُخ کرتی ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلّیات کے ظُہور کا مرکز نبی کریم ﷺ کی ذات ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کا تعلق اِس جگہ سے ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کو کعبہ بنا دیا تا کہ تمام مخلوق اُس طرف رُخ کر کے اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ:

لـمّـا خـاطبَ اللهُ السمٰوات والأرضَ بقوله: ﴿ ائْتِيَا طَوْعاً اَوْ كَرْهاً ۖ قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ﴾ (٢٤) أجابَ موضعُ الكعبةِ الشّريفةِ، و من السّماء ما يُحاذِيها فالمُجيبُ مِن الأرضِ ذاتُ محمدٍ ﷺ و من الكعبة دُحِيتِ الأرض

٢٢۔ المواهب اللّدنية، المقصد الأول، تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ٣٥/١

٢٣۔ امام ابن حجر ہیتمی لکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اُس مٹی سے پیدا کئے گئے کہ جس سے کعبہ کو بنایا گیا۔ (الجوهر المنظّم، الفصل الرّابع، تنبيه، ص١٠٣)

٢٤۔ سورة فُصّلت:١١/٤١

یعنی، جب اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو ﴿ائتِیَا طَوعاً اَوْ کَرْھاً﴾ ''آوٴ خود بخود یا مجبوراً'' کا خطاب فرمایا تو زمین کے اُس خطہ نے جواب دیا جہاں اب کعبہ ہے۔ اور آسمان کی اُس جگہ نے جواب دیا جو کعبہ کے مقابل ہے۔ اور زمین سے جواب دینے والی حضور ﷺ کی ذات تھی اور کعبہ سے جہاں سے زمین بچھائی گئی۔

قال بعض العلماء: هذا يُشعر بأنَّ ما أجَابَ مِن الأرضِ إلا دُرّة المُصطفى محمدٍ ﷺ، و مِن موضع الكعبةِ دُحِيَتِ الأرضُ فصار رسول الله ﷺ هو الأصلُ في التّكوِين، و الكائنات تبعٌ له (٢٥)

یعنی، بعض علماء کرام نے فرمایا کہ یہ (اثرِ ابن عباس) خبر دیتا ہے کہ زمین سے نہ جواب دیا مگر اُس نے جس سے رسول اللہ ﷺ کا جسد مبارک تیار ہوا، اور وہیں سے ہی زمین بچھائی گئی۔ پس رسول اللہ ﷺ تکوین کی اصل ہیں اور کائنات آپ کے تابع ہے۔

مذکور اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا مدفن مکہ معظّمہ ہو جیسا کہ حدیث پاک ہے، انسان کے خمیر کی مٹی جس جگہ سے لی جائے اُس کا مدفن بھی وہاں ہی ہوتا ہے لیکن محققین فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ کے خمیر کو طوفانِ نوح علیہ السّلام کی مَوج سے اُس مقام پر پہنچایا گیا جہاں اب مدینہ طیبہ ہے جیسے کعبہ کو آپ ﷺ کے خمیر کی برکت سے شرف ملا ایسے ہی مدینہ طیبہ کی اس جگہ کو شرف حاصل ہوا جو آپ کے جسدِ اطہر سے مَس ہو رہی ہے، اس کی برکت سے تمام مدینہ بلکہ پوری زمین مستفیض ہو رہی ہے۔(٢٦)

فائدہ: آپ کے مبارک خمیر کو اس لئے منتقل کیا گیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و تکریم مکہ معظّمہ کے طفیل نہ ہو، کیونکہ آپ کسی کے طفیلی نہیں، بلکہ کُل کائنات آپ ﷺ کے طفیل قائم و

٢٥۔ المواهب اللّدنية، المقصد الأول تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ١/٣٥

٢٦۔ اسی قسم کا جواب امام قسطلانی نے شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے، دیکھئے: المواهب اللّدنية، المقصد الأول، تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ١/٣٥

دائم ہے، آپ ہی کی برکت سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ ''بخاری شریف'' میں ہے، مومنوں کی ماں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باعثِ تخلیقِ کائنات ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

"مَا أَرَىٰ رَبَّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ" (۲۷)

یعنی، میں تو یہ دیکھتی ہوں کہ آپ کا ربّ آپ کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔

حق یہی ہے، **خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

۲۔ ﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ط وَ اللّٰهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾ (۲۸)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گُناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: کلبی نے ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں نے جب کہا کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی، مقاتل بن سلیمان نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے جب کعب بن اشرف یہودی اور اُس کے ساتھیوں کو اسلام کی دعوت دی، تو کہنے لگے کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اُس کے چہیتے ہیں جس کی طرف آپ بلاتے ہیں ہم اُس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی محبت رکھتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ محمد بن اسحاق نے ''مغازی'' میں محمد بن جعفر ابن الزبیر سے بیان کیا کہ یہ آیہ کریمہ

۲۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب: ﴿تُرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ......﴾، برقم: ٤٧٨٨، ٣/٢٦١
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الرّضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضّرتها، برقم: ١٤٦٤، ص ٦٨٦
أيضاً سُنَن النّسائي، كتاب النّكاح، باب ذكر أمر رسول الله ﷺ في النكاح و أزواجه، برقم: ٣١٩٩، ٣/٦/٤١
أيضاً سُنَن ابن ماجة، كتاب النّكاح، باب التي وهبت نفسها لنبيّ ﷺ، برقم: ٢٠٠٠، ٢/٤٩٣، ٤٩٤
أيضاً المسند للإمام أحمد، ٦/١٣٤

۲۸۔ سورة آل عمران: ٣/٣١

نجران کے نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی وہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کی تعظیم کے لئے حضرت مسیح کی تعظیم کرتے ہیں اور اُن کی عبادت کرتے ہیں۔

ابن جریج نے کہا کہ عہدِ رسالت ﷺ میں بعض لوگوں نے گمان کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہیں اور کہا کہ اے محمد! ہم اپنے ربّ سے محبت رکھتے ہیں تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اتباع و پیروی کو اپنی محبت کی نشانی بنا دیا۔(۲۹)

اور ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ قریش کے پاس ٹھہرے، جنہوں نے خانہ کعبہ میں بُت نَصَب کئے ہوئے تھے، اور انہیں سجا سجا کر اُن کو سجدہ کر رہے تھے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے گروہِ قریش! خُدا کی قسم تم اپنے آباء حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل (علیہما السّلام) کے دین کے خلاف ہو گئے۔ قریش نے کہا کہ ہم اِن بتوں کو اللہ کی محبت میں پوجتے ہیں، تاکہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کریں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۳۰)

اس آیت مبارکہ سے ثابت ہوا کہ محبتِ الٰہی کا دعویٰ سیّدِ عالَم ﷺ کی اتباع و فرمانبرداری کے بغیر قابلِ قبول نہیں، جو اس دعویٰ کا ثبوت دینا چاہے وہ نبی کریم ﷺ کی غلامی کرے، یہی محبت کی نشانی ہے۔ ''صحیح بخاری'' (۳۱) و ''صحیح مسلم'' (۳۲) کی حدیث میں ہے:
''جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی''۔

۲۹۔ العجاب فی بیان الأسباب، برقم: ۱۹۱، ۲/۶۷۸

۳۰۔ العجاب فی بیان الأسباب، برقم: ۱۹۱، ۲/۶۷۷، ۶۷۸۔ اور شانِ نُزول کے بارے میں آخری قول کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ یہ سورۃ مدنی ہے جب کہ مذکورہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ مکرمہ کا ہے اور اس واقعہ کے بارے میں جو آیۂ کریمہ نازل ہوئی وہ شاید سورۃ الزمر کے اوائل میں ہے۔ (العجاب، ۲/۶۷۸)

۳۱۔ صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قولِ اللہ تعالیٰ ﴿ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ أَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ...... ﴾ برقم: ۷۱۳۷، ۴/۳۷۴

۳۲۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، باب وُجوبِ طاعۃِ الأمراء فی غیر معصیۃٍ الخ، برقم: ۱۸۳۵، ص ۹۱۳

کمالِ ایمان اور محبت رسول ﷺ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک میں اُس کی طرف، اُس کی اولاد اور اُس کے والد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں“۔(۳۳)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیا بے شک میرے نزدیک آپ سوائے اِس اپنی جان کے جو دو پہلوں کے درمیان ہے، ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں، تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”تم میں سے کوئی اُس وقت تک مومن ہو ہی نہیں سکتا، جب تک وہ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب نہ جانے“۔ اُسی وقت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی، یقیناً آپ میری اِس جان سے بھی جو میرے دونوں پہلوؤں کے درمیان ہے، زیادہ محبوب ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا: ”اب اے عمر“ (تم کامل مومن ہو گئے)۔(۳۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پوچھنے لگا کہ یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ”تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟“ عرض کرنے لگا کہ میرے پاس اُس کے لئے نہ نمازوں کی کثرت ہے، نہ

۳۳۔ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب حبِّ الرّسول ﷺ من الإیمان، برقم:۱۵، ۱/۱۲
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب محبّةِ رسولِ الله ﷺ أکثر مِن الأهلِ و الوَلدِ و النّاسِ أجمعین الخ، برقم:٤٤، ص ٥٠
أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب الإیمان و شرائعه، بابُ علامةِ الإیمان، برقم:۵۰۱۳، ٤/٨/٨٣
أیضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۱۸۷
أیضاً سُنَن إبن ماجة، المقدمة، باب فی الإیمان، برقم:٦٧، ١/٦٣۔ اور ایمان کی تکمیل کے لئے طبعی محبت کافی نہ ہوگی چنانچہ امام خطابی اس حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ یہاں محبت سے مراد اختیاری محبت ہے نہ کہ طبعی محبت (المواهب اللّدنیة، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۲/٤٧٩)

۳٤۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فی لزوم محبّته ﷺ، ص ۲٤٦
أیضاً المواهب اللّدنیة، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۲/۲۷۹

روزہ وصدقہ ہے، لیکن میں اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں، تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اس کے ساتھ ہے جس کو تُو محبوب رکھتا ہے''۔(۳۵)

امام فخر الدین رازی نے ''تفسیر کبیر'' میں ''بسم اللہ'' کے تحت ایک روایت نقل فرمائی کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی انگوٹھی عطاء فرمائی اور فرمایا کہ ''اس پر کسی نقاش سے'' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ '' لکھوادو''، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے نقاش کے پاس لے گئے، اور فرمایا کہ اِس پر لکھ ''لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ''، نقاش نے یہی لکھ دیا، جب انگوٹھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش ہوئی تو اُس پر لکھا تھا: ''لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ أبو بکر صدیق''، ارشاد فرمایا ''یہ زیادتی کیسی؟'' عرض کیا یارسول اللہ! (آپ کے نام کو تو میں نے بڑھایا تھا) میں نے چاہا کہ ربّ اور آپ کے نام میں جُدائی نہ ہو جائے، لیکن اپنا نام میں نے نہیں بڑھایا، (یہ عرض معروض ہو رہی تھی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرمند ہوئے تو) جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! صِدّیق کا نام میں نے لکھا ہے، کیونکہ صِدّیق اِس سے راضی نہ ہوئے کہ آپ کا نام خُدا کے نام سے علیحدہ ہو تو خُدا تعالیٰ اس سے راضی نہ ہوا کہ صِدّیق کا نام آپ سے علیحدہ ہو، اللہ تعالیٰ نے ایسی محبت اور اتباع کی توثیق کردی۔(۳۶)

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو محبوب کی رضا پسند ہے، **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

۳۔ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ط ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا﴾ (۳۷)

۳۵۔ صحیحُ البخاری، کتاب الأدب، باب علامة الحُبّ فی الله، برقم: ۶۱۷۱، ۴/۱۲۷
أیضاً صحیحُ مسلم، کتاب البرّ و الصّلة، باب المرءُ مَعَ مَن أَحَبَّ، برقم: ۲۶۳۹، ص۱۲۶۶
أیضاً المسند للإمام أحمد، ۳/۱۶۸

۳۶۔ التّفسیرُ الکبیر، الباب الحادی عشر فی بعض النّکت المستخرجة من قولنا ﴿بِسْمِ اللّٰہ......﴾ ۱/۱/۱۵۳

۳۷۔ سورة النّساء: ۴/۵۹

ترجمہ: اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور ان کو جو تم میں حکومت والے ہیں، پھر اگر تم میں سے کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اُسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو، اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور اس کا انجام سب سے اچھا ہے۔ (کنز الایمان)

شانِ نُزول: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک لشکر کے امیر بنائے گئے، اُسی لشکر کے ایک سپاہی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما بھی تھے، جس مقام پر حملہ ہونا تھا، وہاں کے باشندوں کو حملہ کی خبر ہو گئی، وہ لوگ اپنا مال لے کر راتوں رات بھاگ گئے، اور وہ علاقہ خالی ہو گیا، صرف ایک شخص باقی رہ گیا، جو رات کے اندھیرے میں حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا، اُس نے بتایا کہ وہ مسلمان ہو چکا ہے اور اُس کی قوم بھاگ گئی ہے، اور وہ صرف تنہا رہ گیا ہے۔ لیکن اُس کا اسلام لانا مفید ہو گا یا نہیں؟

حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرا اِسلام تجھ کو نفع دے گا، لہٰذا تو اطمینان سے رہ، میں ضمانت دیتا ہوں، وہ شخص مطمئن ہو گیا، صبح جب لشکرِ اسلام نے اُس بستی پر حملہ کر لیا، تو سوائے اُس شخص کے کسی کو نہ پایا، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کو گرفتار کر لیا اور اُس کا مال اپنے قبضہ میں لے لیا، جب حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام صورت حال سے آگاہ فرمایا، حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: امیرِ لشکر میں ہوں، اَمان کا حق مجھے ہے۔ اِس پر حضرت خالد اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اختلاف ہو گیا، جب یہ دونوں حضرات مدینہ طیبہ پہنچے تو معاملہ دربارِ رسالت ﷺ میں پیش ہوا، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فیصلہ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فرمایا اور اُس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو اَمان نہ دیا کریں، حضور ﷺ کے اِس فرمان پر یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عمار جیسے غلام کو میرے مقابلہ کی اجازت ہے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: ''جو عمار کو بُرا کہے، اللہ تعالیٰ اُس کو بُرا کرے، جو عمار سے بُغض رکھے، اللہ اس سے ناراض ہو''۔ حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ

عنہ بارگاہِ نبوّت سے فیصلہ لے کر چلے، حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے پیچھے پیچھے چلے اور دامن پکڑ کر لیٹ گئے، اور اُن کو راضی کر لیا۔(۳۸)

اللہ تعالیٰ نے حضور شافع یوم النشور ﷺ کے فیصلہ پر آیت مبارکہ نازل فرما کر واضح کر دیا کہ **خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

حضور ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

صحیح بخاری(۳۹)، صحیح مسلم(۴۰)، سنن نسائی(۴۱)، سنن ابن ماجہ(۴۲)اور مسند امام احمد (۴۳) میں حدیث ہے، حضور ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی''۔ اور یہ بھی ارشاد ہے: ''جس نے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی، جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی''۔

حضرت سہل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی وِلایت و حکومت تمام حالت میں نہیں دیکھتا اور اپنی جان کو اپنی مِلک جانتا ہے، تو وہ حضور ﷺ کی سنّت کی شرینی کو نہ چکھے گا، کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا:

۳۸۔ أسباب النّزول للواحدی، سورة النّساء، ص۸۸، ۸۹
أیضاً تفسیر الطّبری، سورة النّساء، الآیة:۵۹، ۱۵۱/۴
أیضاً روح المعانی، سورة النّساء، الآیة:۵۹، ۸۶/۵
أیضاً تفسیر ابن کثیر، سورة النّساء، الآیة: ۵۹، ۶۷۸/۱، ۶۷۹
أیضاً تفسیر الحسنات، سورة النّساء، ۷۷۷/۱

۳۹۔ صحیح البخاری، کتاب الجهاد و السّیر، باب یقاتل من وراء الإمام الخ، برقم:۲۹۵۷، ۲۶۲/۲

۴۰۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیّة الخ، برقم:۱۸۳۵، ص۹۱۲

۴۱۔ سُنَن النّسائی، کتاب البیعة، باب التّرغیب فی طاعة الإمام برقم:۴۱۹۳، ۱۱۰/۷/۴

۴۲۔ سُنَن ابن ماجة، کتاب الجهاد، باب طاعة الإمام، برقم:۲۸۵۹، ۳۹۵/۳

۴۳۔ المسند للإمام أحمد، ۲۵۲/۲

لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْهِ مِنْ نَفْسِهٖ (٤٤)
یعنی، ''تم میں سے وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جس کے نزدیک میں اس کی جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں'' ۔ ﷺ

سچ ہے، خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۴۔ ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا﴾ (٤٥)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہ بھیجا مگر اِس لئے کہ اللہ کے حکم سے اُس کی اطاعت کی جائے اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے پاس حاضر ہوں، پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں۔ اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول (۱): یہ ہے کہ پہاڑوں پر سے آنے والا پانی جس سے باغوں میں آب رسانی کرتے ہیں، اس میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک انصاری کا تنازعہ ہوگیا، مقدمہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں پیش ہوا، حضور ﷺ نے فیصلہ دیا کہ ''زبیر اپنے باغ کو پانی دے کر اپنے ہمسایہ کی طرف پانی چھوڑ دیں''۔

یہ فیصلہ انصاری کو گراں گزرا اور اُس کی زبان سے یہ کلمہ نکل گیا کہ زبیر حضور ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی ہیں، حضور ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انصاری کے ساتھ احسان کرنے کی ہدایت فرمائی تھی، لیکن انصاری نے اُس کی قدر نہ کی، حضور ﷺ نے دوبارہ حکم دے دیا کہ ''زبیر اپنا باغ سیراب کر کے پانی روک لو، بتقاضۂ انصاف تم ہی بوجہ قرب کے مستحق ہو''، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (٤٦)

٤٤۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فی لزوم محبّته ﷺ، ص٢٤٦
أیضاً المواهب اللّدنیة، المقصد السّابع، الفصل الأول، ٢/٤٩٤

٤٥۔ سورة النّساء: ٤/٦٤

٤٦۔ حدیثِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' کے کتاب المساقات، باب

شانِ نُزول (۲): حضرت ابوبکر عاصم فرماتے ہیں، کہ کچھ منافقوں نے حضور ﷺ کو ایذاء پہنچانے کی نیت کی، جب یہ لوگ بُری نیت سے حاضر ہوئے تو دربارِ رسالت ﷺ میں مہاجرین وانصار کا مجمع تھا، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا کہ ''کچھ لوگ اِس مجلس میں بُری نیت سے آئے ہیں، جس میں وہ کامیاب نہ ہوسکیں گے، وہ کھڑے ہوکر اخلاص سے اپنے ربّ کے حضور توبہ کریں، ہم بھی دعائے مغفرت کریں گے''، پھر دوبارہ ارشاد فرمایا، پھر بھی یہ لوگ نہ اٹھے، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے نام لے کر محفل سے نکل جانے کا حکم دیا، یہ بارہ (۱۲) تھے، انہوں نے معذرت چاہی، اُن کی توبہ قبول نہ ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی۔(۴۷)

عطائے مصطفیٰ ﷺ

یہ تو وہ بارگاہ ہے جو ایمان والا آیا وہ بخشا گیا اور گُناہوں کی بخشش کے لئے حاضری کا حکم حضور ﷺ کی صرف ظاہری حیات مبارکہ کے لئے نہ تھا بلکہ آپ ﷺ کے وصال باکمال کے بعد قیامت تک جو ایمان والا بھی اس بارگاہ میں حاضری دے گا اور اپنے گُناہوں کے لئے استغفار کرے گا رسول اللہ ﷺ اُس کی سفارش فرمائیں گے اور اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے گا۔

سکر الأنهار، برقم: ۲۳۶۰، ۸۷/۲ میں اور امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب وجوب اتباعه ﷺ، برقم: ۲۳۵۷، ص ۱۱۴۶۔ امام اَبوداوٗد نے اپنی "سُنَن" کے کتاب الأقضيه، أبواب من القضاء، برقم: ۳۶۳۷، ۳۵/۴۔ امام ترمذی نے اپنی "سُنَن" کے کتاب الأحكام، باب ما جاء في الرّجلين يكون أحدهما أسفل من الآخر في الماء، برقم: ۱۳۶۳، ۳۵۰/۲، ۳۵۱ میں، امام ابنِ ماجہ نے اپنی "سُنَن" کے المقدمة، باب تعظيم حديث الرّسول ﷺ و التّغليظ على من عارضه، برقم: ۱۵، ۲۳/۱ میں اور امام نسائی نے "سُنَن المُجتبیٰ" کے کتاب القضاء، باب إشارة الحاكم بالرّفق، برقم: ۵۴۱۶، ۱۷۸/۸/۴ میں روایت کیا ہے اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نے مندرجہ بالا آیت اور اس کے بعد والی آیت ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ﴾ الآية کے تحت حدیثِ زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کی ہے جیسا کہ "تفسیر المظهری"، (سورة النّساء، ۳۷۲/۲، ۳۷۳) میں ہے اور علامہ علاؤالدین خازن لکھتے ہیں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انصاری کے معاملہ میں آیہ کریمہ ﴿فَلَا وَ رَبِّكَ﴾ الآية نازل ہوئی جیسا کہ "تفسير الخازن" (۵۵۵/۱) میں ہے۔

۴۷۔ تفسير الحسنات، سورة النّساء، آية: ۶۴، ۷۸۳/۱

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی سیّد عالم ﷺ کے وصال باکمال کے تین روز بعد روضہ اطہر پر حاضر ہوا اور قبر مبارک کی خاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: (٤٨)

٤٨۔ علامہ اثیر الدین اور علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ اعرابی نے یہ اشعار کہے:

یَاخَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْبَقَاعِ أَعْظُمُہٗ   فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ و الْأَکَمُ

نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاکِنُہٗ   فِیْہِ الْعِفَافُ وَ فِیْہِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

یعنی، جن جن کی مبارک ہڈیاں میدانوں میں دفن کی گئی ہیں اور اُن کی خوشبو سے وہ میدان و ٹیلے مہک اٹھے، اے اُن تمام میں سے بہترین ہستی! میری جان اُس قبر انور پر صدقے ہو جس کے ساکن آپ ہیں جس میں پارسائی سخاوت اور کرم ہے، ممتاز عالم دین استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد اشفاق قادری رضوی مدظلہ نے اِن دو اشعار کی بہت اچھی تشریح کی ہے اور وہ یہ ہے کہ

یَاخَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْبَقَاعِ أَعْظُمُہٗ   فَطَابَ مِنْ طِیْبِھِنَّ الْقَاعُ و الْأَکَمُ

کہ یارسول اللہ ﷺ! یہاں تو ایک بالکل بیابان علاقہ تھا جہاں آپ کی تدفین ہوئی اور آپ قبر میں جلوہ فرما ہیں۔ پہاڑی علاقہ جہاں کوئی آب و گیاہ کا انتظام نہیں مگر حضور آپ کی برکات سے آج پہاڑوں سے بھی خوشبوئیں آرہی ہیں، ٹیلوں سے بھی خوشبوئیں آرہی ہیں، اتنی آپ کی برکت ہے۔

نَفْسِیْ الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاکِنُہٗ   فِیْہِ الْعِفَافُ وَ فِیْہِ الْجُوْدُ وَ الْکَرَمُ

میری تو جان قربان ہے اُس قبر پر جس میں آپ ﷺ تشریف فرما ہیں اور لفظ کیا بولا "أَنْتَ سَاکِنُہٗ" جس کے معنی ہیں آپ ساکن ہیں، یعنی صحابی کا یہ عقیدہ نہیں معاذ اللہ! نبی پاک ﷺ مر کے مٹی میں مل گئے ہیں، اب آپ فوت ہو گئے ہیں، ختم ہو گئے ہیں، نہیں بلکہ فرماتے ہیں پہلے آپ ﷺ اِس دنیا پر ظاہری ان مکانوں میں ساکن تھے اور اب بھی آپ ﷺ اس قبر میں ساکن، حیات کے ساتھ جلوہ گر ہیں بلکہ وہ حیات جو ہے دنیا والی حیات سے بھی اعلیٰ ہے اور کہا کہ یہ وہ قبر انور ہے کہ جہاں عفاف ہے، الحمد للہ ہر طرح کی عفت، پاک دامنی اور معافی بھی ہے اور جُود اور کرم بھی ہے، آج بھی یہاں سے سخاوت کے چشمے پھوٹ رہے ہیں، کرم نوازیاں ہو رہی ہیں گویا کہ صحابی نے اقرار کیا کہ یہی نہیں کہ صرف ظاہری حیات میں سرکار ﷺ سے فیض حاصل ہوتا تھا بلکہ آج بھی پردہ فرمانے کے بعد نبی ﷺ فیض کے خزانے لُٹا رہے ہیں الخ (درِ حبیب ﷺ کی حاضری جنت کی ضمانت ہے، ص ۱۳، ۱۴)

اور کسی نے اُس اعرابی کے اِن دو اشعار کو اُردو میں اِس طرح نظم کیا ہے:

اے وہ جو زمین کے مدفونین میں سب سے بہتر ہیں   جن کی خوشبو سے زمین اور ٹیلے خوشبو دار ہو گئے

میری جان اُس قبر پر فدا ہو جس کے آپ ساکن ہیں   اُس میں عفو ہے اُس میں سخاوت ہے اور لطف و کرم ہے

اور امام نووی نے کتاب "الایضاح" میں اِن دو کے علاوہ دو اشعار مزید لکھے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ:

أَنْتَ الشَّفِیْعُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ   عَلَی الصِّرَاطِ إِذَا مَا زَلَّتِ الْقَدَمُ

یارسول اللہ! جو آپ نے فرمایا وہ ہم نے سُنا، اور جو آپ پر نازل ہوا اُس میں یہ آیت بھی ہے: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ﴾ میں نے اپنی جان پر ظلم کیا، اور میں آپ کے حضور بخشش مانگنے حاضر ہوا ہوں، تو اب آپ میرے ربّ سے میرے گناہوں کی بخشش کرا دیجئے۔ اس پر قبر اطہر سے آواز آئی: ''اعرابی جا تیری بخشش کی گئی''۔(۴۹)

اِس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گُناہوں کو معاف کرانے کا طریقہ بتایا جا رہا ہے، اِس سے شانِ مصطفیٰ ﷺ کس قدر ظاہر ہو رہی ہے سبحان اللہ۔ توبہ قبول ہونے

وَ صَاحِبَاكَ فَلَا أَنْسَاهُمَا أَبَدًا مِنِّي السَّلَامُ عَلَيْكُمْ مَا جَرَى الْقَلَمُ

یعنی، آپ ہی وہ شفیع کہ جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے پُل صِراط پر جب قدم پھسلیں گے، آپ کے دو صاحب (یعنی ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میں نے اُن کو کبھی نہیں بھلایا۔ آپ سب کو میرا اسلام ہو جب تک قلم چلتے رہیں۔ (کتاب الإیضاح للنووی، الباب السّادس، ص ٤٥٥)

اور سب نے اِسے حضرت علی کے حوالے سے بیان کیا اور لکھا کہ قبرِ انور سے آواز آئی: ''اعرابی جا تیری بخشش ہوگئی''، مگر ابن کثیر نے اِسے عتبی کے حوالے سے بیان کیا اور لکھا کہ اعرابی اپنی معروضات پیش کر کے چلا گیا، عتبی کہتے ہیں کہ مجھے نیند آگئی تو میں خواب میں حضور ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عتبی! اس اعرابی کے پاس جا کر اُسے خوشخبری دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی''۔ اور بعض نے نقل کیا ہے کہ قبر انور سے آواز آئی کہ ''تیری بخشش ہوگئی'' جیسا کہ ''تفسیر النّسفی''، ''مصباح الظّلام'' (ص ۲۲، ۲۳)، ''القری'' (الباب التاسع و الثلاثون، ص ۶۲۸، ۶۲۹)، ''دلیل الناسك'' (باب الزّیارة، ص ۱۴۰، ۱۴۱)، أیضاً بغیة النّاسك (الخاتمة، الفصل الأول، ص ۱۴۷، ۱۴۸) وغیرہا میں ہے۔

۴۹۔ تفسیر النّسفی المسمّی بمدارك التّنزیل و حقائق التّأویل، ۱/۱/۲۳۴
أیضاً الجامع لاحکام القران، سورة النّساء، الآیة: ۶۴، ۳/۵/۲۶۵، ۲۶۶
أیضاً تفسیر ابن کثیر، سورة النّساء، الآیة: ۶۴، ۶۵، ۱/۶۸۱
أیضاً کتاب الإیضاح فی مناسك الحج، الباب السّادس، ص ۴۵۴، ۴۵۵
أیضاً البحر العمیق، الباب العشرون، کیفیة السّلام علیه ﷺ الخ، ۵/۲۹۰۷
أیضاً حیاة القلوب، باب چهار دهم، فصل اول، فائده در واقعه اعرابی، ص ۳۱۳
أیضاً اتحاف الزّائر، فصل ثم یتاخّر، ص ۵۴، ۵۵
أیضاً هدایة السّالك، الباب السّادس عشر، السّلام علی النّبیّ ﷺ، ۳/۱۳۸۳
أیضاً خزائن العرفان، سورة النّساء، آیت: ۶۴
أیضاً تفسیر الحسنات، سورة النّساء، ۱/۷۸۴

کی اِس آیت میں تین شرطیں بیان ہوئیں: (۱) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بارگاہ کی حاضری، (۲) وہاں جاکر اپنے گُناہوں سے توبہ کرنا، (۳) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا شفاعت فرمانا۔ اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو توبہ قبول ہونے کی اُمید نہیں۔

معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے، اپنے گُناہ معاف کرانے کے لئے یہی ایک دروازہ ہے، جو بھی اِس دروازہ پر آیا منہ مانگی مراد پائی، اِس آیت میں ظلم وظالم، زمان ومکان کسی قسم کی قید نہیں، کسی قسم کا مجرم آپ کے آستانہ پر آجائے اور ﴿جَآءُ وْکَ﴾ میں بھی یہ قید نہیں کہ مدینہ طیبہ میں ہی آئے بلکہ اُن کی طرف توجہ کرنا بھی اُن کی بارگاہ میں حاضری ہے، اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ ہر جگہ ہر ایک کے پاس ہیں، ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ﴾ الایۃ (۵۰) اس پر شاہد ہے، ہر حالت میں باخبر ہیں، لیکن یہ آپ کی مرضی کہ اُن کے قُرب سے فائدہ حاصل کرلے یا اُن کی نزدیکی کا بے ادب ہوکر درگاہ سے راندہ ہوجائے، اگر مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب ہوجائے تو زہے نصیب، ورنہ جہاں بھی ہو، جیسے مُجرم بھی ہو اُن کی بارگاہ میں دِلی توجہ سے حاضر ہوکر اللہ تعالیٰ سے اپنے گُناہوں کی معافی مانگ، یقیناً حضور رحمتِ عالَم ﷺ گنہگار کی شفاعت فرماتے ہیں، جیسا تو یقین رکھے گا ویسا ہی تیرے ساتھ معاملہ ہوگا۔

مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ "تَوّاب" اور "رَحِیم" اُس کے لئے ہے جو حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو اور یقین رکھے کہ ہمارے نبی ﷺ میری ہر حالت سے باخبر ہیں۔ اپنے گُناہوں کی شفاعت کا عرض کرے، صوفیاء کرام فرماتے ہیں جو آپ ﷺ کے دروازہ پر آجاتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کو رحمت پائے گا، اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ سے دُوری، لاپرواہی، بے ادبی اللہ تعالیٰ کے غَضب کو دعوت دینا ہے۔

ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوکر عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان روزہ ٹوٹ گیا ہے، فرمایا: "ساٹھ (۶۰) مسکینوں کو کھانا کھلا دو، یا ساٹھ روزے رکھ لو"۔ عرض کی: یا رسول اللہ! مسکینوں کو کھلانے کی طاقت نہیں، نہ ہی روزے رکھ سکتا ہوں، ایک پورا نہیں ہوا ساٹھ کیسے پورے کروں گا؟ ارشاد

۵۰۔ سورۃ الأحزاب: ۳۳/۶

فرمایا: ''بیٹھ جاؤ''، اتنے میں ایک شخص کھجور کی ٹوکری لے کر بارگاہ میں حاضر ہوا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مُجرم کہاں ہے''، عرض کی غلام حاضر ہے، فرمایا ''یہ کھجوریں لے جاؤ، مسکینوں میں تقسیم کردو''، عرض کی یارسول اللہ! اگر مجھ سے زیادہ غریب نہ ہوتو، فرمایا ''جا اپنے گھر میں جا کر بچوں کو کھلا دو، تمہارا کفّارہ ہوگیا''۔(۵۱) سبحان اللہ یہ ہیں شفیع المذنبین ﷺ۔

حضور سیدی اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں:

جب آگئی ہیں جوش رحمت پہ اُن کی آنکھیں جلتے بجھا دیئے ہیں روتے ہنسا دیئے ہیں

امام بوصیری رحمہ اللہ پندرہ سال فالج کے مرض میں مبتلا رہے، ایک دن بارگاہِ رسالت ﷺ میں آپ کی شان میں قصیدہ لکھ کر شفا کے لئے عرض کی، عرض کی دیر تھی شفا ہوگئی، (۵۲) اور انعام میں چادر مبارک بھی عطا فرمائی۔(۵۳) ﷺ

۵۱۔ صحیح البخاری، کتاب الصّوم، باب إذا جامع فی رمضان و لم یکن شئ الخ، برقم:۱۹۳٦، ۱/٤۷۷

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الصّیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نهار رمضان الخ، برقم:۱۱۱۱، ص٤۹۸

أیضاً سُنَن أبی داؤد، کتاب الصّوم، باب کفّارة من أتی أهله فی رمضان، برقم:۲۳۹۰، ۲/٥٤۳، ٥٤٤

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب الصّوم، باب ما جاء فی کفّارة الفطر فی رمضان، برقم:۷٤٤، ۱/٥۱٥، ٥۱٦

أیضاً سُنَن ابن ماجة، کتاب الصّیام، باب ما جاء فی کفّارة من أفطر، برقم:۱٦۷۱، ۲/۳۲۲

أیضاً سُنَن الدّارمی، کتاب الصّوم، باب فی الذی یقع علی امرأته فی شهر رمضان نهاراً، برقم:۱۷۱٦، ۲/۱۱

أیضاً الموطّا للإمام مالك، کتاب الصّیام، باب کفّارة من أفطر فی رمضان، برقم:۳۳٤، ۳۳٥، ص۲۰۳، ۲۰٤

أیضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۲٤۱

أیضاً نقله التّبریزی فی "مشکاته" کتاب الصّیام، باب تنزیه الصّوم، "الفصل الأول، برقم:۲۰۰٤، ۱ـ۲/۳۷۹

۵۲۔ شرح الخربوتی علی البُردة، ص۳۔ أیضاً شرح قصیدة البُردة لشیخ زاده، ص٥

۵۳۔ شرح الخربوتی علی البُردة، ص٥

عاشقِ رسول سرکار اعلیٰ حضرت بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

بے ہنر و بے تمیز، کس کو ہوئے ہیں عزیز   ایک تمہارے سوا تم پہ کروڑوں درود

(حدائقِ بخشش)

شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم بیمار ہو گئے، حیات کی بالکل اُمید نہ رہی، بارگاہِ نبوی میں عرض کی، آقا نے کرم فرمایا، تشریف لائے اور انہیں اپنی آغوش رحمت میں لیا، فرمایا کہ فکر نہ کرو، صحت یاب ہو جاؤ گے۔ شاہ عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں خیال کیا اگر حضور ﷺ اپنے موئے (بال) مبارک عطا فرما دیں تو زہے نصیب، بس یہ خیال آنا تھا کہ حضور ﷺ نے تین (۳) موئے مبارک عطا فرما دیئے۔ سبحان اللہ! میرے کریم نبی ﷺ ہمارے دلوں کے رازوں سے بھی واقف ہیں، لوگ زیارت کے لئے آنا شروع ہو گئے، اُن موئے مبارک میں تین خاصیتیں تھیں: (۱) جونہی زیارت کے لے باہر دھوپ میں نکالتے فوراً بادل سایہ کر دیتے، (۲) زیارت کرنے والے جب محبت میں درود پاک کا ورد کرتے بال مبارک علیحدہ علیحدہ تینوں سیدھے ہو جاتے، (۳) اُس مجلس میں اگر کوئی ناپاک پلید آدمی آجاتا تو کسی کو بھی زیارت نہ ہوتی (ﷺ)۔(٥٤)

معلوم ہوا کہ گناہ کی معافی (توبہ) کے لئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہونا ضروری ہے، جہاں کہیں ہو مشرق میں ہو یا مغرب میں، شمال میں ہو یا جنوب میں، حضور نبی کریم ﷺ تو ہر جگہ ہر آن موجود ہیں، اپنے دل کی توجہ اس محبوب رحمۃ للعٰلمین ﷺ سے

٥٤۔ شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی نے "دُرُّ الثمین" میں جو لکھا ہے وہ اس قدر ہے: أخبرني والدی أنه كان مريضاً فرأى النّبيّ ﷺ في النّوم فقال: "كَيْفَ يَا بُنَيّ" ثم بشّره بالشّفاء و أعطاه شعرتين من شعور لحيته فتعافى من المرض في الحال و بقيت الشّعرتان عنده في اليقظة، فأعطاني أحدهما فهي عندي (دُرُّ الثمين في مبشّرات النّبيّ الأمين، الحديث الخامس عشر، ص ٣٥) یعنی، مجھے میرے والد نے خبر دی کہ وہ بیمار تھے تو انہوں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا "اے بیٹے! تیرے کیا حال ہے؟" پھر انہیں تندرستی کی خوشخبری دی اور اپنی لحیہ انور کے دو بال مبارک عنایت فرمائے، اُسی وقت وہ تندرست ہو گئے اور جب بیدار ہوئے تو دونوں بال اُن کے پاس موجود تھے (میرے والد نے) اُن میں ایک مجھے عنایت کیا جو میرے پاس ہے۔

وابستہ کرلے تو بیڑا پار ہے۔

استادِ زمن حضور سیّدی حسن رضا خان کیا خوب فرماتے ہیں:

دے جاتے ہیں مراد، جہاں مانگئے وہاں　　منہ ہونا چاہئے در سرکار کی طرف

(ذوقِ نعت)

اور یہ بھی کہ درِ مصطفیٰ ﷺ ہی درِ خُدا ہے، اگر منگتے نے کچھ مانگنا ہو، لینا ہو تو درِ مصطفیٰ ﷺ پر حاضر ہو، یقین رکھو محبوبِ خُدا کے دَر سے خالی لوٹایا نہیں جاتا، یہ وہ شفا خانہ ہے کہ کسی بیمار سے یہ نہیں کہا جاتا کہ تیرا علاج ہمارے پاس نہیں، ہر بیمار کو حکم عام ہے کہ چلے آؤ منہ مانگی مراد پاؤ گے (ﷺ)۔

رحمت و بخشش سب اللہ تعالیٰ کی لیکن عطا فرمانے والے محبوبِ کبریاء ﷺ، گُناہ اللہ تعالیٰ کا کریں معافی درِ رسول ﷺ سے ملے۔

تماشہ تو یہ ہے کہ جنت کو دیکھو　　بنائے خُدا اور بسائے محمد ﷺ
تعجب کی جا ہے کہ جہنم کی آتش　　جلائے خُدا اور بجھائے محمد ﷺ

حقیقت تو یہ ہے کہ محبوب ﷺ کی خوشی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ جس نے اُن کو خوش کرلیا اُس پر ربّ راضی ہوگیا۔ **خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ**

۵۔ ﴿فَلَا وَ رَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾ (۵۵)

ترجمہ: تو اے محبوب تمہارے ربّ کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے، جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں، پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: گزشتہ آیت ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا﴾ اور اِس آیت کا شانِ نُزول وہی ہے جو پچھلی آیت کے ضمن میں بیان کیا گیا، لیکن کچھ حضرات یہ بھی بیان فرماتے ہیں، ایک منافق اور یہودی میں کچھ جھگڑا ہوگیا، فیصلہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں آیا، حضور ﷺ نے فیصلہ

۵۵۔ سورۃ النّساء: ۶۵/۴

یہودی کے حق میں دیا، اس پر منافق راضی نہ ہوا، منافق پھر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں فیصلہ لے گیا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہودی کے حق میں فیصلہ دیا، اُس پر بھی منافق راضی نہ ہوا۔ پھر فیصلہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا، اور جھگڑے کا سبب منافق نے بیان کیا، اِس پر یہودی نے عرض کی جناب اِس سے پہلے نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے حق میں فیصلہ دیا ہے، لیکن یہ اُس پر راضی نہیں ہوا، اب آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ٹھہرو، میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں، آپ اندر تشریف لے گئے اور تلوار لا کر منافق کی گردن ماردی، فرمایا کہ جو نبی کریم ﷺ کا فیصلہ قبول نہ کرے اس کے حق میں عمر کا یہی فیصلہ ہے۔(٥٦)

اِس آیت کا پہلا کلمہ ﴿فَلاَ وَ رَبِّکَ﴾ ''اے محبوب! تمہارے ربّ کی قسم'' اس قدر پُر لُطف ہے کہ پڑھ کر وَجد طاری ہو جاتا ہے، ربّ نے اپنی قسم بیان فرمائی مگر اپنا نام ارشاد نہیں فرمایا، یعنی وَاللّٰہِ یاوَ الرَّحْمٰن نہیں فرمایا۔ بلکہ اپنا ذِکر اپنے محبوب علیہ الصّلاۃ والسّلام کے ذکر کے ساتھ فرمایا، کہ اے پیارے تیرے ربّ کی قسم! اے محبوب ہم کو تمہارے پروردگار کی قسم! قربان جائیں کیا کلام ناز ہے، اور کیا نرالا انداز ہے، اس ناز والے محبوب کے صدقے اُن کے ربّ کریم کے قربان، گویا بتایا جا رہا ہے کہ اگر میں کسی کا ربّ ہوں تو محمد مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے، وہی میری توجہ کا مرکز، تمام کائنات کو وجود عطا فرمانے کا ذریعہ یہی محبوب ہے ﷺ، اِس کلام کا لُطف وہی پائے گا جو محبت کی چاشنی چکھ چکا ہو، کیونکہ بغیر محبت کے محبت و پیار کی باتیں سمجھ نہیں آیا کرتیں، سچ تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام کی سچی اطاعت ہی کا نام عبادت ہے، یہی شہادت ہے یہی ریاضت۔

ترے رستہ میں مَر مٹنا شہادت اِس کو کہتے ہیں
ترے کوچہ میں دفن ہونا جنت اِس کو کہتے ہیں

٥٦۔ علامہ ابو محمد حسین بن مسعود بغوی لکھتے ہیں امام مجاہد اور امام شعبی نے فرمایا کہ آیہ کریمہ ﴿فَلاَ وَ رَبِّکَ﴾ الآیۃ بشر منافق اور یہودی کے حق میں نازل ہوئی جو اپنا جھگڑا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں لے کر گئے تھے (تفسیر البغوی، سورۃ النّساء، ١/٥٥٥)

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا
تصوّر میں ترے رہنا عبادت اِس کو کہتے ہیں

قربان جائیں مالک کریم جلّ وعلاً کے جس نے اِس آیت میں اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ساتھ اپنی نسبت کا ذکر فرمایا کہ اگر میں آپ کا ربّ ہوں، تو ہر ایک کا ربّ ہوں، اللہ تعالیٰ ربّ تو سب کا ہے، زمین وآسمان، حجر وشجر، چرند وپرند، حُور وغِلمان، جنت ودوزخ، جن وانس، کافر ومومن، کُل کائنات اور تمام جہانوں کا۔ بتا دیا کہ محبوب جس کی نسبت تجھ سے ہو گئی، وہی میری ربوبیّت کا ماننے والا ہے، جس نے تجھ کو نہ جانا نہ مانا، وہ میرا نہیں۔ (ﷺ)

امام ربانی مجدّد الف ثانی فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ''مکتوبات'' میں حدیث قُدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا مُحَمَّدُ أَنَا وَ أَنْتَ وَ مَا سِوَاكَ خَلَقْتُ لِأَجْلِكَ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ و عَلى اٰلِهِ الصَّلٰوةُ و السَّلَامُ: اَللّٰهُمَّ أَنْتَ وَ مَا أَنَا وَ مَا سِوَاكَ تَرَكْتُ لِأَجْلِكَ (٥٧)

یعنی اے محمد! میں اور تُو اور تیرے سوا جو کچھ ہے، سب تیرے لئے پیدا فرمایا، پھر حضرت محمد (ﷺ) نے عرض کی یا اللہ تُو ہے، اور میں نہیں اور میں نے تیرے سوا سب کچھ تیرے لئے ترک کر دیا''۔

آج محمد رسول اللہ ﷺ کی شان کو کیا پا سکیں اور اُن کی عظمت وبزرگی اِس جہان میں کیا پہچان سکیں، کیونکہ جھوٹ سچ کے ساتھ اور حق باطل کے ساتھ اِس جہاں میں ملا ہوا ہے، قیامت کے دن اُن کی بزرگی معلوم ہوگی، جب کہ پیغمبروں کے امام ہوں گے اور سب کی شفاعت کریں گے، حضرت آدم علیہ السّلام اور تمام انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام اُن کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ (٥٨)

فقط اِتنا سبب ہے انعقادِ بزمِ محشر کا

٥٧۔ تاریخ الخمیس، الرّکن الثّانی، ذکر قصة المعراج، ١/٥٧٦
٥٨۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ہفتم، ص ٢٥

کہ اُن کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

(ذوقِ نعت)

قربان جائیں اس شان والے محبوب ﷺ کے کہ جن کی شان کو اللہ تعالیٰ اِس انداز میں قسم بیان فرما کر ظاہر فرما رہا ہے اور مومنین کو ادب سکھا رہا ہے، کہ اس پیارے کی ہر ادا پر، قول و فعل پر قربان ہونا مومن پر لازم ہے، یہی ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ۔

خُدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ

۶۔ ﴿وَ مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓىٕكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓىٕكَ رَفِیْقًا﴾ (۵۹)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جس پر اللہ نے فضل کیا، یعنی، انبیاء اور صدیق اور شہید، اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ بہت محبت تھی، حتیٰ کہ ایک ساعت حضور ﷺ کی جُدائی گوارا نہ تھی، ایک بار غمگین حاضر خدمت ہوئے، حضور ﷺ نے دیکھا کہ چہرہ کا رنگ متغیر ہے، حضور ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی، عرض کیا یارسول اللہ! مجھے نہ کوئی بیماری ہے، نہ دَرد۔ بجز اِس کے کہ جب حضور سامنے نہیں ہوتے تو پریشانی اور وحشت ہو جاتی ہے، اس نقشہ کو جب آخرت میں دیکھتا ہوں تو یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا، اِس لئے کہ وہاں حضور ﷺ کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا، میری وہاں کس طرح رسائی ہوگی، اِس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۶۰)

جس میں حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلی دی گئی کہ باوجود فرقِ مراتب و منازل

۵۹۔ سورۃ النّساء:۴/۶۹

۶۰۔ تفسیر القرطبی، سورۃ النّساء، الآیۃ: ۶۹، ۳/۵/۲۷۱
أیضاً تفسیر البغوی، سورہ النساء، ۱/۵۵۷
أیضاً تفسیر الخازن، سورۃ النّساء، ۱/۵۵۷
أیضاً تیسیر الوصول، سورۃ النّساء، الآیۃ:۶۹، ص۱۰۸، ۱۰۹
أیضاً المواھب اللّدنیۃ، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۲/۴۸۱، ۲۸۲

فرمانبرداروں کو معیت کا شرف حاصل ہوگا، اور حضور ﷺ نے انہیں بھی بشارت دی اور فرمایا:

"اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ" (٦١)

یعنی، ہر شخص آخرت میں اُس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت ہوگی۔

امام مُقاتل فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب آپ گھر میں تشریف لے جاتے ہیں تو مجبوراً ہم کو بھی گھر جانا پڑتا ہے، نہ بچے ہمیں اچھے لگتے ہیں نہ گھربار، جب تک حضور ﷺ کی زیارت نہ کرلیں، ہم کو قرار و سکون حاصل نہیں ہوتا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔(٦٢)

چار گروہ

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے چار گروہوں کا ذکر فرمایا ہے کہ جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے:

٦١۔ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب علامة حبّ اللّٰه عزّ و جلّ لقوله تعالیٰ: ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ...... يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (آل عمران:٣/٣١)، برقم:٦١٦٨، ٦١٦٩، ٦١٧٠، ٤/١٢٧

٦٢۔ اِس آیہ کریمہ شانِ نُزول میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے میرے اہل و مال سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور میں جب آپ کو یاد کرتا ہوں تو صبر نہیں کر پاتا یہاں تک کہ آپ کی بارگاہ میں آکر آپ کے رُخِ انور کا نظارہ کرتا ہوں اور میں اپنی موت اور آپ کے وصال با کمال کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھے معلوم ہے کہ آپ جب جنت میں تشریف لے جائیں گے تو انبیاء علیہم السّلام کے ساتھ بلند مقام پر ہوں گے اور میں اگر جنت میں چلا بھی گیا تو آپ کے دیدار سے محروم رہوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ ﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ الآية نازل فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے بلایا اور یہ آیہ کریمہ پڑھ کر اُسے سنائی اور لکھتے ہیں کہ دوسری حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر تھا اور مسلسل آپ کے رُخِ زیبا کا ہی نظارہ کر رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: "تیرا کیا حال ہے؟" تو عرض کرنے لگا کہ آپ پر میرے ماں باپ قربان میں آپ کے دیدار سے نفع اٹھا رہا ہوں کیونکہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ آپ کو بلند اور فضیلت کا مقام عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی (الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثّاني، الباب الأول، فصل في لزوم محبته ﷺ، ص٢٤٧۔ أيضاً المواهب اللّدنية، المقصد السّابع، الفصل الأول، ٢/٤٨١) اور علامہ شُمُنّی حنفی لکھتے ہیں کہ بغوی نے فرمایا کہ یہ آیہ کریمہ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور نقاش نے فرمایا کہ یہ آیہ کریمہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبد ربہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ (مُزِيلُ الخفاء عن ألفاظ الشّفا، ص٢٤٧)

انبیاء: (غیب کی خبریں دینے والے) یہ اللہ کا پیغام، اُس کے بندوں تک کما حقہٗ پہنچانے والے اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

صدیق: انبیاء کے سچے متبع (اتباع کرنے والے) کو کہتے ہیں، جو اخلاص کے ساتھ اُن کی راہ پر قائم رہے، لیکن یہاں صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب مراد ہیں، یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

شہید: جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دیں، اور شہادتِ حق اپنے خون سے پیش کردی جیسے حضرت حمزہ، حضرت عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

صالح: وہ دیندار بندے جو حقوق العباد، اور حقوق اللہ دونوں ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں، اُن کے احوال واعمال، ظاہر و باطن، اچھے اور پاک ہیں۔

اس آیت مبارکہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عشق ومحبت کا پتہ چلتا ہے، اگر ان کے دلوں میں کچھ تھا تو رسول اللہ ﷺ کی محبت تھی، جن کی محبت میں ہر وقت بے قرار رہتے تھے، کیا دنیا کی زندگی یا آخرت سب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وابستہ تھی، وہ جگہ وہ گھڑی اچھی معلوم نہیں ہوتی تھی، جس میں رسول اللہ ﷺ کی ذات موجود نہ ہو، اُن کی محبت کا تقاضا تھا کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو رسول اللہ ﷺ کی معیت کی خوشخبری عطا فرمائی، آقائے دو جہاں ﷺ کی شان تو بہت بلند و بالا ہے، جس کسی کو بھی نبی کریم ﷺ سے محبت ہو گئی وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو گیا، اُن کی دلجوئی میں اپنا کلام نازل فرمایا، سبحان اللہ۔

استاذِ زمن فرماتے ہیں:

اللہ کا محبوب بنے جو تمہیں چاہے — اس کا تو بیان ہی نہیں کچھ تم جسے چاہو (ذوقِ نعت)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۷۔ ﴿مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ ۚ وَ مَنۡ تَوَلّٰی فَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ عَلَیۡہِمۡ حَفِیۡظًا﴾ (۶۳)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا

۶۳۔ سورۃ النساء:۴/ ۸۰

تو ہم نے تمہیں اُن کے بچانے کو نہ بھیجا۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: ایک بار نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ہماری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی، اِس پر بعض منافقین نے کہا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام چاہتے ہیں کہ ہم آپ کو ربّ مان لیں، جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو عیسائیوں نے ربّ مانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(٦٤)

اِس سے چند فائدہ حاصل ہوئے:

١۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بارگاہِ الٰہی میں وہ قُربِ خاص حاصل ہے کہ جو مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا غلام ہے وہ حقیقۃً اللہ کا بندہ ہے، ''مثنوی مولانا روم'' میں ہے۔

بندۂ خود خواند در رَشاد جملہ عالم رابخواں قُل یا عِبَاد (٦٥)

٢۔ اطاعتِ الٰہی سے پہلے اطاعتِ رسول ﷺ کرنی پڑتی ہے، اس لئے یہاں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی اطاعت کو پہلے ذکر کیا گیا اور شرط بنا کر بیان کیا گیا، اور اطاعتِ الٰہی کو جزا بنا کر بعد میں ارشاد فرمایا، اور حقیقت بھی یوں ہے، جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانو! تم پر اللہ نے پانچ نمازیں فرض فرمائیں ہیں، اور قرآن کی یہ آیت (ہم پر) نازل فرمائی''، پہلے ہم رسول اللہ ﷺ کا حکم مانیں گے یہ اطاعتِ رسول ﷺ ہوئی، پھر نماز ادا کی اور یہ نماز ادا کرنا اطاعتِ الٰہی ہوئی۔

٣۔ اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ کے سوا مخلوق میں کسی کی اطاعت کرنا ضروری نہیں، اگر ماں باپ، استاد، عالم شیخ وغیرہ کی اطاعت کی جاتی ہے تو محض اِس لئے کہ حضور ﷺ نے اُن کی فرمانبرداری کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، پہلے نبی کریم ﷺ کی اطاعت،

٦٤۔ تفسیر البغوی، سورۃ النّساء، ١/٥٦٣۔ ایضاً تفسیر الخازن، سورۃ النّساء، ١/٥٦٣

٦٥۔ ''ترجمہ وتشریح از صاحبزادہ محمود عثمان نعیمی'' یعنی، اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ارشاد میں حضور علیہ السّلام کو اپنا بندہ فرماتا ہے۔ باقی تمام جہانوں کے لے پڑھو قرآن کی آیت ''قُلْ یٰا عِبَادِ'' یعنی اے محبوب ان سے آپ فرما دیجئے اے میرے بندو، تمام جہان کے لئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو حکم فرمایا کہ آپ کہہ دیجئے، اے میرے بندو خود انہیں اپنا بندہ نہیں فرمایا۔

بعد میں دیگر کی۔

"مرقاۃ شرح مشکوٰۃ" میں ہے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ وہ دوسرا نکاح کرلیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "علی کو اِس کی اجازت نہیں کہ دوسرا نکاح کریں، اگر وہ چاہتے ہیں تو فاطمہ کو طلاق دے دیں، پھر دوسری شادی کریں"۔(٦٦) غور کرو، اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ﴾ (٦٧)

ترجمہ: تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔(کنزالایمان)

مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام۔ (٦٨)

اِسی جگہ "مرقاۃ" میں "شرح صحیح مسلم" کے حوالے سے مذکور ہے کہ:

فِی الحدیث: تَحْرِیْمُ إِیْذَاءِ النَّبِیِّ ﷺ بِكُلِّ حَالٍ وَ عَلٰی كُلِّ وَجْهٍ وَ إِنْ تَوَلَّدَ الْإِیْذَاءُ مِمَّا كَانَ أَصْلُهٗ مُبَاحًا وَ هُوَ مِنْ خَوَاصِّهٖ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهٗ عَلَیْهِ (٦٩)

٦٦۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بیت النّبیّ ﷺ و رضی الله عنهم، الفصل الأول، برقم:٦١٣٩، ١١/٢٩٣

٦٧۔ سورۃ النّساء:٤/٣

٦٨۔ مُلّا علی قاری لکھتے ہیں کہ ابن ابی داؤد نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دوسرا نکاح کرنا حرام فرمایا کیونکہ اللہ عزّ وجلّ کا فرمان ہے "جو میرے رسول تمہیں دیں تو اُسے لے لو اور جس سے میرے رسول تمہیں روکیں تو رُک جاؤ" (الحشر: ٥٩/٧)، پس جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں فاطمہ کے ہوتے ہوئے دوسرے نکاح کی اجازت نہیں دیتا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہوتے ہوئے دوسرا نکاح جائز نہ رہا مگر یہ کہ نبی کریم ﷺ اجازت مرحمت فرمائیں (مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بیت النبی ﷺ، الفصل الأول، برقم:٦١٣٩، ١١/٢٩٣

٦٩۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بیت النّبیّ ﷺ و رضی الله عنهم، الفصل الأول، برقم:٦١٣٩، ١١/٢٩٣

یعنی، اس میں بہر حال اور بہر وجہ نبی ﷺ کو ایذاء دینے کے حرام ہونے کا ثبوت ہے اگرچہ وہ ایذاء ایسے فعل سے پیدا ہو کہ جس کی اصل مُباح ہو اور یہ نبی ﷺ کے خواص سے ہے۔

اِس سے معلوم ہوا کہ ایذاءِ رسول ﷺ حرام ہے، اگرچہ کسی حلال فعل سے ہی ہو، یہ نبی کریم ﷺ کی خصوصیت ہے۔ اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی موجودگی میں دوسرا نکاح حرام تھا۔

اللہ عزّ وجلّ نے اپنے رسول سیّد عالم ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت بنایا اور آپ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ ملایا، اور اس پر ثواب عظیم کا وعدہ فرمایا، اور آپ کی نافرمانی پر بڑے عذاب سے ڈرایا، لہٰذا آپ ﷺ کے ہر حکم کو بجالانا اور آپ ﷺ کی ہر نہی (ممانعت) سے اجتناب کرنا اور بچنا فرض ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جس نے میری اطاعت کی بلاشبہ اُس نے اللہ عزّ وجلّ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی بلاشبہ اُس نے اللہ عزّ وجلّ کی نافرمانی کی''۔(۷۰)

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ عزّ وجلّ کی ہی اطاعت ہے، کیونکہ اللہ عزّ وجلّ نے آپ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا، پس آپ ﷺ کی اطاعت یہ ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے آپ ﷺ کے ذریعہ جو حکم دیا ہے اُسے بجالایا جائے یہی اللہ عزّ وجلّ کی اطاعت ہے۔

اللہ عزّ وجلّ نے کُفّار کا وہ قول نقل فرمایا جب کہ طبقاتِ جہنم میں اُن کے چہروں کو آگ میں اُلٹ پلٹ کیا جائے گا، اُس وقت کُفّار کہیں گے:

﴿یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا﴾ (۷۱)

۷۰۔ صحیح البخاری، کتاب الأحکام، باب قول اللہ تعالیٰ ﴿أَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ أَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ برقم: ۷۱۳۷، ۴/۳۷۴۔
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الأمراء فی غیر معصیّة الخ، برقم: ۱۸۳۵، ص ۹۱۳

۷۱۔ سورة الأحزاب: ۶۶/۳۳

ترجمہ: ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا۔ (کنز الایمان)

پس کفار ایسے وقت میں آپ ﷺ کی اطاعت کی تمنا کریں گے جب کہ اُن کی یہ تمنا کوئی نفع نہ دے گی۔(۷۲)

آج لے پناہ اُن کی آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا(حدائق بخشش)

سچ تو یہ ہے کہ **خدا چاہتا ہے کہ رضائے محمد ﷺ**

۸۔ ﴿وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ﴾ (۷۳)

ترجمہ: اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی چاہیے تھی، جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اتارا۔ (کنز الایمان)

شانِ نزول: ہجرت سے پہلے کفارِ قریش نے یہود کی جماعت کو جن میں مالک بن صیف بھی تھا، حضور پُرنور ﷺ سے مناظرہ کرنے کے لئے بُلایا، مالک بن صیف یہود کا بڑا عالم تھا، کفارِ قریش کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے سامنے حضور ﷺ کے بے علمی، بے بسی ظاہر کی جائے (نعوذ باللہ من ذالک) اور لوگ حضور ﷺ سے بدظن ہو جائیں۔

جب مالک بن صیف مناظرے کے لئے حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، تو حضور نبی کریم ﷺ نے اُس سے پوچھا ''اے مالک بن صیف! کیا تو توریت جانتا ہے؟'' وہ بولا پورے عرب میں اِس وقت مجھ سے بڑا (توریت کا) عالم کوئی نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا ''تجھے اُس ربّ کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السّلام پر توریت میں نازل کی، کیا توریت میں یہ

۷۲۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول فی فرض الإیمان، ووجوب طاعته الخ، فصل، ص ۲۳۹

۷۳۔ سورة الأنعام: ۹۱/۶

آیت ہے: "اِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْحِبرَ السَّمِیْنَ" وہ بولا کہ ہاں، حضور ﷺ نے فرمایا "تُو بہت پلا ہوا موٹا عالم ہے، بحکم توریت تو مردود بارگاہِ الٰہی ہے تُو اپنی قوم سے رشوتیں لیتا ہے، حرام خوری کر کے موٹا ہوا ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قَدْ سَمِنْتَ مِنْ مَالِکَ الَّذِیْ یُطْعِمُکَ الْیَھُوْد " "یعنی، تو اُن کا عالم ہے اور موٹا بھی ہے اور یقیناً اس مال سے موٹا ہوا ہے جو یہودی تجھے کھلاتے ہیں"۔ یہ سُن کر سب یہودی جو حاضر تھے ہنس پڑے۔

حضور ﷺ نے فرمایا "تو مجھ سے مناظرہ بعد میں کرنا، پہلے توریت کے حکم سے اپنا ایمان ثابت کر"، اِس پر مالک گھبرا گیا، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منہ کر کے کہنے لگا: "مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْئٍ " اللہ نے کسی بشر پر کچھ نازل نہیں کیا نہ وحی نہ کتاب۔

اُس کی بکواس پر خود یہود اُسے لعنت ملامت کرنے لگے، اور بولے کہ تو نے تو توریت کے نُزول کا ہی انکار کر دیا، وہ بولا مجھے حضور (علیہ الصّلوٰۃ والسّلام) نے غُصّہ دلایا، جس سے اُس وقت میں اِس قدر گھبرا گیا کہ یہ بات کہہ گیا۔

یہود نے مالک بن صیف کو علیحدہ کر دیا، اُس کی جگہ کعب بن اشرف کو مقرر کیا، اِس موقع پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، اس میں مالک بن صیف کی تردید کی۔(۷۴)

> "یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسی کہ چاہیئے تھی، جب بولے اللہ نے کسی آدمی پر کچھ نہیں اُتارا"۔

یعنی، جب کہ انہوں نے بعثتِ رُسل اور وحی کا انکار کر دیا حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی رحمت ہے۔

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی شان کو بلند کیا، حضور نبی کریم ﷺ کی قدر و منزلت اللہ عزّ وجلّ کی قدر تھی کیونکہ انبیاء کرام علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سے ہی اللہ کی ذات کا علم ہوتا ہے، نبی و رُسل کی تصدیق اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار ہے۔ کُفارِ قریش نبی

۷۴۔ روح المعانی، سورۃ الأنعام، الآیۃ: ۹۱، ۲۸۶/۷۔ اور علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں کہ صاحب تفسیر نسفی نے بھی اِس آیت کریمہ کے تحت ایسا ہی لکھا ہے، دیکھئے: تفسیر النّسفی، سورۃ الأنعام، ۲۲/۱
أیضاً تفسیر خزائن العرفان، سورۃ الأنعام، الآیۃ: ۹۱، ص ۱۶۵

کریم ﷺ کی شان کو کم کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ کو اُن کی عزت وآبرو بلند کرنا مقصود ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے ‏ ‏ یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے ‏ ‏ جب بڑھائے تجھے اللہ تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے ‏ ‏ نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

خُدا چاہتا ھے رضائے محمد ﷺ

۹۔ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾ (۷۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو، جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔ (کنز الایمان)

حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری اور نماز

اِس آیت سے معلوم ہوا رسول اللہ ﷺ کا بُلانا ہی اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے، ''بخاری شریف'' میں حضرت سعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا، مجھے رسول اللہ ﷺ نے پکارا، میں نے جواب نہ دیا، بعد نماز حاضر خدمت ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا رسول کے بلانے پر حاضر ہو''۔ (۷۶)

۷۵۔ سورة الأنفال:۸/۲٤

۷٦۔ صحيح البخاري، كتاب التّفسير، باب ما جاء في الفاتحة، برقم:٤٤٧٤، ۳/۱٤۱، و باب ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ الآية (الأنفال:۸/۲٤)، برقم:٤٦٤٧، ۳/۱۹٦، و باب ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا﴾ الاية (الحجر:۱۵/۸۷)، برقم:٤۷۰۳، ۳/۲۱۹، و كتاب فضائل القرآن، باب فاتحة الكتاب، برقم:۵۰۰٦، ۳/۳٤۸
أيضاً سُنَن النّسائي، كتاب الإفتتاح، باب تأويل قول الله ﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا﴾ الاية، برقم:۹۱۳
أيضاً المسند للإمام أحمد: ٤/۲۱۱
أيضاً المعجم الكبير للطّبراني، ۲۲/۳۰۳
أيضاً صحيح ابن خزيمة، جماع أبواب الكلام المباح في الصّلاة، باب ما خصّ الله عزّ و جلّ به نبيه ﷺ، برقم:۸٦۲، ۱/٤۳۷
السُّنَن الكبرى للنّسائي، كتاب المساجد، أبواب السّترة، تأويل قول الله جلّ ثناؤه ﴿وَ لَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ﴾ برقم: ۹۸۷، ۱/٤۷۲، ٤۷۳ و كتاب التّفسير، سورة الفاتحة، برقم:۱۰۹۱٤، ٦/۱۰
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، برقم:۲۱۱۸، ۱-۲/۳۹۹

ایسا ہی دوسری حدیث میں، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھ رہے تھے، حضور ﷺ نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے بارگاہ میں سلام عرض کیا، حضور ﷺ نے فرمایا ''تمہیں جواب دینے میں کیا بات مانع ہوئی''، عرض کی یارسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو''۔ عرض کیا، بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔(۷۷)

اِس آیت کے ضمن میں علمائے کرام فرماتے ہیں(۷۸) اگر نمازی نماز پڑھ رہا ہو، حضور ﷺ اُس کو بُلائیں تو اُس پر فرض ہے کہ نماز چھوڑ کر فوراً حاضر دربار ہو اُس کی نماز فاسد نہ ہو گی، وہ آپ سے گفتگو کرے، آپ کی طرف چلے، آپ کے حکم کے مطابق جو ارشاد فرمائیں، وہ کام کرے، اُس سے نماز میں کوئی نقص نہ آئے گا، حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل کے بعد دوبارہ اُسی مقام سے اپنی نماز پوری کرے جہاں جس رکعت میں جس رُکن سے چھوڑی تھی، بلکہ یہ نماز اُس کی زندگی کی نمازوں کی قبولیت کا سبب بن جائے گی۔

مسئلہ یہ ہے کہ جب نمازی کا سینہ بغیر عذر بیت اللہ سے پھر جائے اُس کی نماز ٹوٹ جاتی ہے، دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔(۷۹) لیکن یہاں معاملہ اس کے برعکس ہے، حضور ﷺ کے حکم پر

۷۷۔ سُنَن التّرمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل فاتحة الکتاب، برقم:۲۸۷۵، ۳/۴
أیضاً صحیح ابن خزیمة، جماع أبواب الکلام المباح فی الصلاة، باب ما خصّ اللہ عزّ وجلّ به لنبیّه ﷺ الخ، برقم:۸۶۱، ۱/۴۳۶، ۴۳۷
أیضاً المستدرك للحاکم، کتاب فضائل القرآن، باب ما أنزلت فی التّوراة الخ، برقم:۲۰۹۵، ۲/۲۶۱
أیضاً فتح الباری، کتاب التّفسیر، باب ما جاء فی فاتحة الکتاب، برقم:۴۴۷۴، ۱۰/۸/۱۱۹

۷۸۔ مرقات المفاتیح، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، برقم:۲۱۱۸ (۱۰)، ۵/۱۴
أیضاً أشعة اللمعات، کتاب فضائل القرآن، الفصل الأول، ۲/۱۲۶
أیضاً عمدة القاری شرح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ما جاء فی الفاتحة، برقم:۴۴۷۴، ۱۲/۴۱۲
أیضاً مدارج النبوة، ۱/۱۳۵ و أیضاً الخصائص الکبریٰ، ۲/۲۵۳ وغیرھا

۷۹۔ جیسا کہ ''در مختار'' کے مُفسداتِ نماز میں ہے کہ سینے کا قبلہ سے بلا عذر پھرنا بالاتفاق مُفسدِ نماز ہے
(الدّر المختار، کتاب الصّلاة، باب ما یُفسدُ الصّلاة و ما یکرہ فیه، ص۸۶)

نماز چھوڑ کر حاضر ہوتا ہے، تعمیلِ حکم بجالاتا ہے، چلتا ہے گفتگو کرتا ہے، یہ سب کچھ نماز ہی ہو جاتا ہے، معلوم ہوا اصل توجہ کا مرکز (جس پر اللہ تعالیٰ کی توجہ ہے) نبی کریم ﷺ کی ذات ہے، اُس طرف سے رُخ نہ پھرنے پائے۔ اور علامہ صاوی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا بلانا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے اور نبی ﷺ کی اطاعت نہ کرنے میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔(۸۰)

جس وقت نبی کریم ﷺ حالتِ علالت میں تھے، ضُعف کی وجہ سے (جو کہ اختیاری تھا تاکہ اُمت کے لئے سنّت ہو جائے) تشریف نہ لاتے، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے حکم فرمایا، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صدیق اکبر کی اِمامت میں نماز ادا کر رہے ہیں، نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھوں پر دستِ مبارک رکھ کر اپنے حجرہ مبارک سے مسجد میں اپنے غلاموں کو ملاحظہ فرمانے کے لئے ذرا نگاہ کرم فرمائی، تمام صحابہ کی توجہ حضور نبی کریم ﷺ کی طرف ہوئی، قریب تھا کہ سب حضور نبی کریم ﷺ کے چہرہ اقدس کی زیارت میں اُس طرف رُخ پھیر دیں، حضور ﷺ نے اشارہ سے نماز کو پورا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا، اور خود حجرہ مبارک میں جلوہ فرما ہوئے۔(۸۱)

حدیث پاک میں ہے، ایک دن نبی کریم ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ''بلال بیت اللہ شریف کی چھت پر چڑھ کر اذان دو''، بلال (رضی اللہ عنہ) تعمیلِ حکم میں بیت اللہ کی چھت پر چڑھ گئے۔(۸۲)

۸۰۔ حاشیۃ الصّاوی علی الجلالین، سورۃ (۸) الأنفال:۲۵، ۳/۱۳۔

۸۱۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب أھل العلم و الفضل أحقّ بالإمامۃ، برقم: ۶۸۰، ۶۸۱، ۱/۱۶٤، و باب ھل یلتفت لأمر ینزل بہ الخ، برقم: ۷٥٤، ۱/۱۸۰۔ و کتاب العمل فی الصّلاۃ، باب من رجع القھقری فی صلاتہ الخ، برقم: ۱۲۰٥، ۱/۲۹۲، و کتاب المغازی، باب مرض النبیّ ﷺ و وفاتہ، برقم: ٤٤٤٨، ۳/۱۳٥

۸۲۔ شیخ محقق عبدالحق محدِّث دہلوی نے ''مدارج النبوّۃ'' (وصل در ذکر شکستن اصنام خانۂ کعبہ، ۲/۲۹٤) میں ذکر کیا ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نماز کا وقت آیا تو نبی ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ کعبہ کی چھت پر چڑھ کر اذان دو۔

سبحان اللہ ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں، اصل الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے ۔

محمد کی محبت دین حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا، اس نے نظر بچا کر آپ ﷺ کو دیکھنا شروع کیا، حتیٰ کہ کسی طرف وہ مائل ہی نہ ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا حال ہے؟ عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں آپ کی طرف نظر کرنے سے حظ (لذّت) حاصل کرتا ہوں، جب آپ کو بروز قیامت اللہ عزّ وجلّ مقام رفیع عطا فرمائے گا (اس وقت میرا کیا حال ہوگا)۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی:

﴿وَ مَنۡ یُّطِعِ اللّٰہَ وَ الرَّسُوۡلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمَ اللّٰہُ عَلَیۡہِمۡ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیۡقِیۡنَ وَ الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیۡنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیۡقًا﴾ (۸۳)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔ (کنزالایمان) (۸٤)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھ سے محبت رکھے گا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا''۔ (۸۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

''لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَ وَلَدِہٖ وَ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ'' (۸٦)

۸۳۔ سورۃ النّساء: ٤/٦٩

۸٤۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الثّانی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به الخ، فصل فی ثواب محبّته ﷺ، ص۲٤۷

۸۵۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول فی فرض الإیمان به الخ، فصل فی ثواب محبّته ﷺ، ص۲٤۷

۸٦۔ اس حدیث شریف کی تخریج آیت نمبر ۲ کے تحت گزر چکی ہے۔

یعنی، تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ واولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

سہل بن عبداللہ التستری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ لَمْ يَرَ وِلَايَةَ الرَّسُوْلِ فِيْ جَمِيْعِ أَحْوَالِهِ وَ لَمْ يَرَ نَفْسَهُ فِيْ مِلْكِهِ ﷺ لَا يَذُوْقُ حَلَاوَةَ سُنَّتِهِ لِأَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: "لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَيْهِ نَفْسَهُ" (۸۷)

یعنی، جو ہر حالت میں رسول اللہ ﷺ کو اپنا مالک نہ جانے اور اپنی ذات کو اُن کی مِلکیت میں نہ سمجھے وہ حلاوتِ سنّت سے محروم ہے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ''تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اُس کی جان سے زیادہ اُس کو محبوب نہ ہو جاؤں''۔

امامِ عشق و محبت، سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

مومن وہ ہے جو ان کی عزت پر مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

فائدہ: اِس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کی رضا اِس میں ہے کہ اُس کے نبی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کی تعظیم و توقیر اُن کی محبت میں فنا ہو کر کی جائے۔ حضور نبی کریم ﷺ اپنی تعریف سُن کر خوش ہوا کرتے، ایک دفعہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کی شان میں چند اشعار عرض کرنا چاہتا ہوں، فرمایا، بیان کرو اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو مضبوط کرے۔(۸۸)

۸۷۔ الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثّاني، الباب الأول، فصل في لزوم محبّته ﷺ، ص۲٤٦

أيضاً المواهب اللدنية، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۲/٤٩٤

۸۸۔ اس حدیث کو حضرت خُریم بن اَوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے فرماتے ہیں کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی تو آقا ﷺ کی خدمت میں اُس وقت حاضر ہوا جب آپ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو میں مسلمان ہوا اور میں نے حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے

حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نعت مصطفیٰ ﷺ

اِسی طرح سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی محبت میں کچھ اشعار شانِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کرتے تو حضور ﷺ خوش ہوتے ان کے لئے منبر رکھتے، اور پھر حضور سید عالم ﷺ ان کو اپنی دعاؤں سے نوازتے چنانچہ ایک دن حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت نبی کریم ﷺ کے لئے کھڑے ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ''۔ حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پریشان ہوئے، ارشاد فرمایا: ''منبر مبارک پر چڑھ کر نعت بیان کرو''۔(۸۹) نبی کریم ﷺ کا ادب ومحبت اللہ تعالیٰ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ ہے، جس پر حضور ﷺ خوش ہوگئے، جنتی بن گیا، جس سے ناراض ہوئے جہنم میں گیا۔

حضور ﷺ حضرت حسّان رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد نبوی شریف میں منبر رکھتے اور حضرت حسّان اُس پر کھڑے ہوکر حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں نعتیہ اشعار پڑھتے تھے اور حضور ﷺ فرماتے تھے ''جب تک حسّان میرے بارے میں نعتیہ اور فخریہ اشعار پڑھتا ہے تو بے شک اللہ تعالیٰ رُوح القُدس (یعنی جبریل) کے ذریعے حسّان کی مدد فرماتا ہے''۔(۹۰)

سنا کہ ''یارسول اللہ! میں آپ کی نعت ومِدحت بیان کرنا چاہتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قُلْ لَا يَفْضِضُ اللّٰهُ فَاكَ'' سنائیں اللہ تعالیٰ آپ کے دانتوں کو محفوظ رکھے، پھر آپ نے اشعار سنائے الخ (اتحاف الأنام بأول مولد في الإسلام، ص ۱۵) اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اشعار اور نبی ﷺ کی دعا کو امام طبرانی نے ''المعجم الکبیر'' (۲۱۳/٤) میں، امام ذہبی نے ''سیر أعلام النُّبلاء'' (۱ـ۳٦/۲) میں، اور ''تاریخ إسلام'' (السّیرة النّبویّة، ص ٤۳، ٤٤) میں اور ابن القیم نے ''زاد المعاد'' (بیان غزوة تبوك، فصل بعد فصل في أمر مسجد الضّرار الخ، ٦۸٦/۳) میں نقل کیا ہے۔

۸۹۔ یادیں مٹائی نہ جائیں، ص ٦، ۷

۹۰۔ سُنَن أبي داؤد، كتاب الأدب، باب ما جاء في الشّعر، برقم: ۵۰۱۵، ۵/۱۷٦
أيضاً سُنَن التّرمذي، كتاب الأدب، باب ما جاء في إنشاد الشّعر، برقم: ۲۸٤٦، ۵٦۱/۳، ۵٦۲
أيضاً المسند للإمام أحمد: ۸۲/٦
أيضاً المستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصّحابة، باب كان روح القدس يؤيد حسّان،

اور حضرت سود بن سُریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں عرض کیا بے شک میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور آپ کی نعت کہی ہے (اجازت ہو تو عرض کروں) تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''آؤ اور اللہ تعالیٰ کی حمد سے ابتداء کرو''۔(۹۱)

خدا چاہتا ہے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۱۰۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَ تَخُوْنُوْۤا اَمٰنٰتِكُمْ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ (۹۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔

شانِ نزول: ابولُبابہ ہارون بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی، واقعہ یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے یہود بنو قریظہ کا دو ہفتہ سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ کیا، اس سے وہ سخت پریشان ہوئے، اُن کے دل خوفزدہ ہو گئے، تو اُن کے سردار کعب بن اسد نے کہا کہ اب تین طریقے ہیں، جو تمہیں نجات دلاسکیں:

۱۔ جناب سید عالم ﷺ کی تصدیق کر کے اُن سے بیعت کرلو اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نبی مُرسَل ہیں، اور یہ وہی رسول ہیں جن کا ذکر تمہاری کتاب میں ہے، اُن پر ایمان لانے کے بعد تمہاری جان و مال اور اہل و عیال سب محفوظ ہو جائیں گے، لیکن اِس بات کو یہود نے نہ مانا۔

۲۔ اپنے بیوی بچوں کو قتل کر دو، پھر تلواریں لے کر حضور (ﷺ) اور اُن کے اصحاب

برقم:۶۱۱۲، ۶۱۶/۴
أيضاً المصنّف لابن أبي شيبة، كتاب الأدب، باب الرّخصة في الشّعر، برقم:۲۶۵۴۲، ۲۸۸/۱۳

۹۱۔ المسند للإمام أحمد، ۲۴/۴۔
أيضاً المعجم الكبير للطّبراني، ۲۸۷/۱۔
أيضاً المُصنّف لابن أبي شيبة، كتاب الأدب، الرّخصة في الشّعر، برقم:۲۶۵۸۹، ۳۰۸/۱۳، ۳۰۹

۹۲۔ سورة الانفال:۲۷/۸

کے مقابل نکلو، اگر مارے بھی گئے تو ہمیں اولاد و ازواج کا غم تو نہ رہے گا، اِس پر قوم نے کہا کہ اہل وعیال کے بعد جینا ہی بے کار ہے۔

۳۔ حضور نبی کریم (ﷺ) سے صلح کرلو، اس کو تمام بنو قریظہ نے قبول کرلیا، اور بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں صلح کی درخواست پیش کی، لیکن حضور ﷺ نے یہ درخواست قبول نہ کی، اور حکم فرمایا کہ وہ اپنے حق میں سعد بن معاذ کا فیصلہ قبول کریں۔

اِس پر یہود نے عرض کی کہ ہمارے پاس ابولُبابہ کو بھیج دیجئے، ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان ہو چکے تھے، لیکن اُن کا تعلق یہود سے اِس وجہ سے تھا کہ اُن کے اہل وعیال اور تمام مال بنی قریظہ کے قبضہ میں تھا، نبی کریم ﷺ نے ابولُبابہ کو بھیج دیا، یہود بنی قریظہ نے آپ سے رائے لی کہ سعد بن معاذ کا فیصلہ ہم منظور کریں یا نہ۔

حضرت ابولُبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن پر ہاتھ پھیر کر اشارہ کیا، کہ اُن کا فیصلہ منظور کرنا اپنے کو قتل کرنا ہے، حضرت ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ مشورہ دیتے ہی میرے دل میں محسوس ہوا کہ مجھ سے اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ خیانت سرزد ہوئی، یہ سوچ کر سیدھے مسجد نبوی میں جاکر ایک ستون سے اپنے آپ کو باندھ لیا، اور قسم کھائی کہ جب تک اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول نہ کرے گا میں نہ کچھ کھاؤں گا نہ پیوؤں گا، نماز کے اوقات میں اُن کی بیوی اُن کو کھول دیتی، اِس مُہلت میں وہ قضاءِ حاجت اور نماز ادا فرما لیتے، اُس کے بعد پھر اُن کے بیوی ان کو باندھ دیتی۔

نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اگر ارتکابِ جرم کے بعد ابولُبابہ ہمارے پاس آ جاتے تو اُن کی مغفرت کے لئے دعا کرتے، لیکن جب انہوں نے ایسا نہ کیا تو اب میں انہیں نہیں کھولوں گا جب تک اللہ تعالیٰ سے اُن کی خطا معاف نہ ہو۔

آپ لگاتار سات دن بندھے رہے، حتیٰ کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے، اللہ تعالیٰ نے اُن کی توبہ قبول فرمائی، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بشارت لے کر ابولُبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے، آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا میں ہرگز نہ کُھلوں گا جب تک خود سرکارِ دو عالَم نورِ مجسم ﷺ اپنے دستِ مبارک سے نہ کھولیں، چنانچہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے

انہیں کھول دیا، ابولُبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ! توبہ کی قبولیت پر میں اس بستی کو چھوڑتا ہوں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(۹۳)

جس نے حضور ﷺ کی سنّت کو زندہ رکھا

حدیث: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اے فرزند! اگر تم اِس کی قدرت رکھو کہ تمہاری صبح اور شام اِس حالت میں ہو کہ تمہارا دل ہر ایک کی کدورت سے پاک وصاف ہو تو ایسا کرو"، اس کے بعد مجھ سے فرمایا:

"اے فرزند! یہ میری سنّت ہے جس نے میری سنّت کو زندہ رکھا اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا"۔(۹۴)

لہٰذا اَب جو شخص اِس صفت سے متصف ہوگا تو وہ اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول ﷺ کی محبت میں کامل ہوگا، اور جو شخص اِن میں سے بعض اُمور کی مخالفت کرے گا اُس کی محبت اُتنی ہی ناقص ہوگی اِس پر دلیل حضور ﷺ کا اُس شخص کے بارے میں وہ فرمان ہے کہ جس کو شراب پینے پر حد جاری کی گئی، اُس وقت بعض لوگوں نے اُس پر لعنت کی تھی، تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ

۹۳۔ سُنَن التّرمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الأخذ بالسّنّة الخ، برقم:۲۶۷۸، ۳/۴۷۳
و نقله التّبریزی فی "مشکاته" فی کتاب الإیمان، باب الاعتصام بالکتاب و السّنّة، الفصل الثّانی، برقم:۱۷۵، ۱ـ۲/۵۵
أیضاً نقله القاضی عیاض المالکی فی "الشّفا" فی القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبّته ﷺ، ص ۲۵۰

۹۴۔ تفسیر الطّبری، سورة الأنفال، الآیة:۲۷، ٦/۲۲۰
أیضاً تفسیر القرطبی، سورة الأنفال، الآیة:۲۷، ٤/۳۹٤
أیضاً زاد المسیر، سورة الأنفال، الآیة:۲۷، ۲/۳/۲٦۱، ۲٦۲
أیضاً تسهیل الوصول، سورة الأنفال، الآیة:۲۷، ص ۱٦۰
أیضاً تفسیر خزائن العرفان، سورة الأنفال، الآیة:۲۷، ص ۲۱٤
أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

"اِس پر لعنت مت کرو...... کہ یہ اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے"۔(۹۵)

اور عبداللہ بن اُبی (رئیس المنافقین) کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اگر اجازت دیں تو میں اُس (یعنی اپنے باپ) کا سر کاٹ کر پیش کر دوں۔(۹۶)

حضرت سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجلّ سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن سے محبت کرے اور قرآن سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے محبت کرے، اور آپ سے محبت کرنے کی پہچان یہ ہے کہ آپ کی سنّت سے محبت کرے۔ اور آپ کی سنّت سے محبت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آخرت سے محبت کرے اور آخرت سے محبت کرنے کی علامت یہ ہے کہ دنیا سے بُغض رکھے اور دنیا کا بُغض یہ ہے کہ "قوت لا یموت" اور توشۂ آخرت کے سوا کچھ جمع نہ کرے تاکہ آخرت میں فلاح سے ہمکنار ہو۔(۹۷)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ کوئی شخص کسی سے اپنی جان کے بارے میں نہ پوچھے سوائے قرآن کے۔ (کیونکہ) اگر اس کی محبت قرآن سے ہے تو وہ اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول ﷺ کو محبوب رکھتا ہے۔(۹۸)

۹۵۔ صحیح البخاری، کتاب الحدود، باب ما یُکره من لعن شارب الخمر الخ، برقم: ۶۷۸۰، ۲۷۶/۴

أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب الحدود، باب ما لا یدعی علی المحدود، الفصل الأول، برقم: ۳۶۲۵ (۱)، ۱-۲/۶۶۳

أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

۹۶۔ کشف الأستار، کتاب علامات النبوّة، مناقب عبد الله بن أبیّ، برقم: ۲۷۰۸، ۲۶۰/۳

أیضاً مجمع الزوائد، کتاب المناقب، باب فی عبدالله بن عبدالله بن أبیّ، برقم: ۱۵۷۶۱، ۳۹۰/۹ و قال: رواه البزّار و رجاله ثقاتٌ

۹۷۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۲

۹۸۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتباع سنته، فصل فی علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۲

اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے ایک مخفی راز کو ظاہر کرنے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی دل جوئی فرمائی جس سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو تکلیف ہوئی تھی، اس سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کو ادب کا طریقہ ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کی بارگاہ کے آداب خود بنا کر اپنے محبوب کی شان کو ظاہر فرماتا ہے تاکہ مسلمان وہ کام کرے جس سے نبی کریم ﷺ راضی ہوں۔

خُدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ

۱۱۔ ﴿وَ مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی﴾ (۹۹)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

شانِ نُزول: (۱۰۰) یہ ہے کہ جب مسلمان جنگِ بدر سے واپس ہوئے تو اُن میں سے ہر ایک اپنے اپنے کارنامے سُنانے لگا، ایک کہتا تھا میں نے فلاں کو قتل کیا، دوسرا کہتا میں نے فلاں کو قتل کیا، اِس پر یہ ارشاد ہوا کہ اِس مقابلہ میں تم اپنے زورِ بازو پر فخر نہ کرو، اِس جنگ میں تمام تر امداد منجانب اللہ ہوئی۔

بدر کے دن حضور نبی کریم ﷺ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا تو وہ ہزار کی تعداد میں تھے اور حضور ﷺ کے اصحاب تین سو تیرہ، حضور ﷺ نے قبلہ رُو ہو کر قیام فرمایا اور اپنے نوری ہاتھ پھیلا کر اپنے ربّ کے حضور عرض پیرا ہوئے، ''الٰہی! جو تو نے وعدہ فرمایا، وہ پورا کر، الٰہی! جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، اے اللہ! اگر تو نے ان مسلمانوں کو ہلاک کر دیا تو تمام روئے زمین پر تیری عبادت نہ ہوگی''۔

اِس قسم کے کلمات سے حضور اقدس ﷺ دُعا فرما رہے تھے حتی کہ دوش مبارک سے رداء (چادر) اُتر گئی، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی

۹۹۔ سورۃ الأنفال:۸/۱۷

۱۰۰۔ علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اکثر اہل تفسیر کے مطابق یہ آیہ کریمہ بدر کے روز نبی ﷺ کے مشرکین کی جانب ''شاھت الوجوہ'' فرماتے ہوئے کنکریاں پھینکنے کے بارے میں نازل ہوئی (تفسیر ابن کثیر، سورۃ الأنفال، الآیۃ:۱۷، ۲/۲۹۱،۲۹۲۔ أیضاً تیسیر الوصول، سورۃ الأنفال، الآیۃ:۱۷، ص۱۵۸،۱۵۹)

اور عرض کرنے لگے اے اللہ کے نبی! اب آپ کی مناجات آپ کے ربّ کے ساتھ کافی ہوگئی، وہ یقیناً اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔(۱۰۱)

حضور ﷺ کے معجزات

ابو نعیم (۱۰۲) نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ میدانِ بدر میں صفوں کی ترتیب اور درستی کے بعد رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کو لے کر لشکر مشرکین کے چہروں کی طرف پھینکا، جس سے اُن کی بصارت اور مدافعت کی قوتیں زائل ہوگئیں۔(۱۰۳)

میں ترے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھی وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعۃً منہ پھر گیا

حضرت عکاشہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بدر کی جنگ میں جب میری تلوار ٹوٹ گئی تو حضور ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عطا فرمائی، میں نے دیکھا تو وہ چمکدار تلوار تھی، میں اُس سے لڑتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی اور وہ تلوار اُن کے وصال تک اُن کے پاس رہی۔(۱۰۴)

حضرت اُمامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سلمہ بن سلام بن حریش کی تلوار بدر کے دن ٹوٹ گئی اور وہ بغیر ہتھیار کے رہ گئے، تو رسول اللہ ﷺ نے وہ شاخ انہیں عطا فرمائی جو

۱۰۱۔ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب ما قیل فی درع النبیّ ﷺ الخ، برقم:۲۹۱۵، ۲/۲۵۲
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السّیر، باب الإمداد بالملائکة فی غزوة بدر الخ، برقم:۴۶۰۹/ ۵۸۔ (۱۷۶۳)، ص۸۶۸، ۸۶۹

۱۰۲۔ دلائل النبوّة لأبی نعیم، الفصل الخامس و العشرون : فی ذکر ما جری من الآیات فی غزواته و سرایاه، برقم:۴۰۰

۱۰۳۔ الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی غزوة بدر من الواقعات و المعجزات، ۱/۲۰۳

۱۰۴۔ دلائل النبوّة للبیهقی، السّفر الثّالث، باب ما ذکر فی المغازی من دعائه یوم بدر و إنقلاب الخشب فی ید من أعطاه سیفًا الخ، ۳/۹۸، ۹۹
أیضاً کتاب المغازی للواقدی، بدر القتال، ۱/۹۷
أیضًا الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی غزوة بدر من الواقعات و المعجزات، ۱/۲۰۵

اُس وقت آپ کے دست مبارک میں تھی، وہ کھجور کی ٹہنی تھی، حضور ﷺ نے فرمایا "اِس سے لڑو" تو لڑتے وقت وہ تلوار بن گئی، وہ تلوار بدستور اُن کے پاس رہی حتی کہ وہ شہید ہوگئے۔(۱۰۵)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرموت کے باشندے حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، جن میں اشعث بن قیس بھی تھے، انہوں نے کہا کہ ایک بات ہم نے اپنے دل میں چھپائی ہے بتایئے وہ کیا ہے، آپ نے فرمایا: "سبحان اللہ یہ تو کاہن کا کام ہے اور کاہن کی کہانت کا مقام دوزخ ہے"۔

تو انہوں نے کہا کہ پھر ہم کس طرح جانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ تو آپ نے ایک مٹھی کنکر زمین سے اٹھا کر فرمایا، "دیکھو یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں"۔ چنانچہ حضور ﷺ کے دست مبارک میں کنکریوں نے تسبیح بیان کی (پڑھی) یہ سنتے ہی انہوں نے کہا کہ ہم بھی گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ اللہ کے رسول ہیں۔(۱۰۶)

حضرت عباد بن عبدالصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک روز حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے، انہوں نے اپنی باندی سے فرمایا کہ دسترخوان لاؤ، ہم کھانا کھائیں گے، اس نے لا کر بچھا دیا، فرمایا کہ رومال بھی لاؤ، وہ ایک رومال لے آئی جو کہ میلا تھا، فرمایا اِس کو تنور میں ڈال دو، اُس نے تنور میں ڈال دیا جس میں آگ بھڑک رہی تھی، تھوڑی دیر کے بعد جب اُسے نکالا گیا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ ہم نے حیران ہوکر کہا، کہ یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ رومال ہے جس سے حضور نبی کریم ﷺ اپنے مبارک منہ کو صاف کیا کرتے تھے (بعض جگہ دستِ مبارک کا ذکر ہے) جب میلا ہوجاتا ہے تو ہم اِس کو اِس طرح آگ میں ڈال دیتے ہیں جس سے یہ صاف ہوجاتا ہے، کیونکہ جو چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے چہروں پر گزرے آگ اُسے نہیں جلاتی۔(۱۰۷)

۱۰۵۔ الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی غزوۃ بدر من الواقعات و المعجزات، ۲۰۵/۱

۱۰۶۔ دلائل النّبوّۃ لابی نعیم، الفصل الخامس عشر، ذِکر أخذِ القران و رؤیۃ النّبیّ ﷺ الخ، ۲۳۷/۱، ۲۳۸

۱۰۷۔ الخصائص الکبریٰ، باب الآیۃ فی النّار، فائدۃ فی عدم احتراق المندیل الخ، ۸۰/۲۔ و قال: أخرجه أبو نعيم عن عباد بن عبدالصمد

مولانا رومی رحمہ اللہ ''مثنوی شریف'' میں اس واقعہ مبارک کو لکھنے کے بعد فرماتے ہیں:

اے دل ترسندہ از نار و عذاب — با چُنان دست ولے کُن اقتراب

چوں جمار کہ اچنان تشریف درد — جان عاشق را چہار خواہد کشاد

یعنی، اے وہ دل جن کو نارِ جہنم اور عذابِ دوزخ کا ڈر ہے، اُن پیارے پیارے ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں حاصل نہیں کرتا، جب کہ بے جان چیز (دسترخواں) کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی کہ وہ آگ میں نہ جلے، تو جو اُن کے عاشق صادق اور بندۂ بارگاہ بےکس پناہ ہوں اُن پر جہنم کیوں حرام نہ ہو۔

امامِ عشق و محبت، امام احمد رضا علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چُھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

(حدائق بخشش)

کیوں جنابِ بوہریرہ تھا وہ کیسا جامِ شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا
ٹھوکریں کھاتے پھرو گے اُن کے دَر پر پڑ رہو
قافلہ تو اَے رضا اوّل گیا آخر گیا

(حدائق بخشش)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابورافع یہودی (جو کہ حضور ﷺ کا دشمن تھا) کو قتل کر کے اُس کے اونچے مکان سے اُترنے لگے تو زینے سے گر گئے اور اُن کی پنڈلی ٹوٹ گئی، انہوں نے اپنی پنڈلی عمامہ سے باندھ لی اور حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنا حال عرض کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا، ''اپنا پاؤں پھیلا دو''، فرماتے ہیں میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا، حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک اُس پر پھیرا، میری پنڈلی ایسی دُرست ہوئی کہ گویا کبھی

ٹوٹی ہی نہ تھی۔(۱۰۸)

ابن عساکر اور مدائنی نے اپنی اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت اُسید بن ابی اُناس(۱۰۹) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ اور سینہ پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو (اُن کا چہرہ اور سینہ اِس قدر روشن ہوگیا کہ) وہ اندھیری کوٹھری میں داخل ہوتے تو وہ روشن ہوجاتی۔(۱۱۰)

حضرت ابوالعلاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کہ حضور ﷺ نے قتادہ بن ملحان رضی اللہ عنہ کے چہرے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو اُن کے چہرے میں اتنی چمک پیدا ہوگئی کہ اُن کے چہرے میں اشیاء کا عکس اُسی طرح دیکھا جاتا جس طرح کہ آئینے میں دیکھا جاتا ہے۔(۱۱۱)

اِن احادیث مبارکہ اور آیت کریمہ میں غور کرنے سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کے دستِ اقدس میں وہ کمالات ہیں جو دنیا کے کسی انسان میں تو کیا اَزَل سے لے کر مُنتہا تک کسی میں نہ پائے گئے نہ پائے جائیں گے، نبی کریم ﷺ نے جس ارادہ سے اپنے مبارک ہاتھ کو حرکت دی وہی کچھ ہوگیا۔

حضور سیّدِ اطہر ﷺ کے دستِ اقدس کا ذکر کرتے ہوئے امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

جس کے ہر خط میں ہے مَوجِ نورِ کرم　　اس کفِ بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا　　موجِ بحرِ سماعت پہ لاکھوں سلام

معلوم ہوا حضور اکرم ﷺ جیسا ارادہ فرماتے ویسا ہی ہوجاتا۔

۱۰۸۔ صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب حدیث بنی النّضیر و مَخرج رسول اللہ ﷺ إلیهم الخ، برقم:۴۰۳۹، ۲۷/۳
أیضاً مشكاة المصابيح، كتاب أحوال القيامة و بدء الخلق، باب فی المعجزات، الفصل الأول، برقم:۵۸۷۶، ۳_۴/۳۸۲

۱۰۹۔ "کنز العمال" میں أسید بن أبی إیاس ہے۔

۱۱۰۔ الخصائص الكبرىٰ، باب الآیة فی أثر یده من الشّفا و البریق و الطیب و نبات الشّعر، ۸۵/۲
أیضاً کنز العمال، کتاب الفضائل، باب فضائل الصّحابة، حرف الألف، برقم:۳۶۸۱۹، ۱۲۳/۱۳/۹

۱۱۱۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الرّابع، فصل فی کراماته و برکاته الخ، ص۲۱۱

خُدا چاھتا ھے رضائے محمد ﷺ

۱۲۔ ﴿يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰبَآءَ كُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ط وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (۱۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو، اگر وہ ایمان پر کُفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی اُن سے دوستی کرے گا تو وہی ظالم ہیں۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: جب مشرکین سے ترکِ موالات کا حکم نافذ ہوا تو بعض کو یہ ناگوار گزرا، اور وہ کہنے لگے کہ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے باپ، بھائی وغیرہما اقرباء سے ترکِ تعلق کرلیں، بتایا گیا کُفّار سے موالات جائز نہیں، چاہے اُن سے کوئی بھی رشتہ ہو، چنانچہ اس کے ساتھ ہی واضح کلمات میں مفصّل حکم ہوا: (۱۱۳)

﴿قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ﴾ (۱۱٤)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے، اور تمہارے پسند کا مکان، یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں، تو راستہ دیکھو، یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنزالایمان)

۱۱۲۔ سورة التّوبہ:۹/۲۳

۱۱۳۔ زاد المسير، سورة (۹) التّوبة، الآية:۲۳

أيضاً تفسير خزائن العرفان، سورة التّوبة، الآية:۲۳

أيضاً تيسير الوصول، سورة (۹) التّوبة، الآية:۲۳، ص ۱۷۰

۱۱٤۔ سورة التّوبہ:۹/۲٤

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهٖ وَ وَلَدِهٖ وَ النَّاسِ أَجْمَعِيْنَ" (۱۱۵)

یعنی تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اُس کے نزدیک اُس کے ماں باپ واولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے منقول ہے (آپ نے فرمایا) کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر مجھ کو اور کوئی محبوب نہ تھا۔(۱۱۶)

محبتِ رسول ﷺ

عبدہ بنت خالد بن معدان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب خالد اپنے بستر پر آتے تو وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنا شوق اور آپ ﷺ کے اصحاب (مہاجرین وانصار) سے اپنی محبت کا ذکر نام لے لے کر کرتے اور کہتے یہ لوگ میری اصل ونسل ہیں۔(۱۱۷) اُن کی طرف میرا دل میلان کرتا ہے، میرا شوق اُن سے طویل ہے، اے میرے ربّ عزّ وجلّ! میری روح اُن کی طرف جلدی قبض کرلے (یہی کہتے کہتے) اُن پر نیند غالب آجاتی۔(۱۱۸)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا، قسم ہے مجھے اُس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ

۱۱۵۔ اس حدیث شریف کی تخریج آیت نمبر ۲ کے تحت گزر چکی ہے۔

۱۱۶۔ الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، الباب الأول: في فرض الإيمان به و وجوب طاعته و اتّباع سنّته، فصل فيما روى عن السّلف و الأئمّة من محبتهم الخ، ص۲٤٧، ٢٤٨

۱۱۷۔ "الشفاء" کے داراحیاء التراث کے مطبوعہ نسخے میں "اصل اور فصل" ہے اور اس کے تحت علامہ احمد بن محمد بن محمد شمنّی حنفی لکھتے ہیں کہ صحاح میں ہے کسائی نے کہا عربوں کے قول "لا أصل له و لا فصل" میں "اصل" سے مراد "حسب" ہے اور "فصل" سے مراد "زبان" ہے اھ اور ثعلب نے کہا عربوں کے اس قول میں اصل سے مراد والد اور فصل سے مراد اولاد ہے۔(مُزِيلُ الخفاء عن ألفاظ الشّفاء، الباب الأول، فصل فيما روى عن السّلف الخ، ص٢٤٨)

۱۱۸۔ الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، الباب الأول: في فرض الإيمان به و وجوب طاعته و اتّباع سنّته، فصل فيما روى عن السّلف و الأئمّة من محبّتهم الخ، ص٢٤٨
أيضاً المواهب اللّدنية، المقصد السّابع، الفصل الأول، ٢/٤٩٧

مبعوث فرمایا کہ ابو طالب کا اسلام لانا میرے لئے اُن کے اسلام لانے (یعنی آپ کے والد ابو قحافہ کے اسلام لانے) سے میری آنکھوں کی زیادہ ٹھنڈک کا سبب ہے کیونکہ ابو طالب کا اسلام لانا آپ ﷺ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔(۱۱۹)

اس کی مثل حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ (میرے والد) خطاب کے اسلام لانے سے زیادہ محبوب ہے کہ آپ اسلام لائیں، اس لئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔(۱۲۰)

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ایک انصاری عورت کا باپ، بھائی اور شوہر غزوۂ اُحد میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں شہید ہو گئے، اُس وقت اُس نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا کہ آپ الحمد للہ بخیریت ہیں، جیسا تم چاہتی ہو، اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ تا کہ میں آپ ﷺ کو دیکھ لوں، جب اُس نے آپ ﷺ کو دیکھا تو کہا کہ آپ ﷺ کی سلامتی کے بعد اب مجھے ہر مصیبت آسان ہے۔(۱۲۱)

مفتی خلیل خان برکاتی بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کرتے ہیں:

دیکھ لوں آپ نے کس لطف سے دیکھا مجھ کو
ہوش رہ جائے دمِ نزع بس اتنا مجھکو

(جمالِ خلیل)

مروی ہے ایک عورت نے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر اطہر کو میرے لئے کھول دیجئے، آپ نے اُس کے لئے دروازہ کھول

۱۱۹۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتّباع سنّته، فصل فیما روی عن السلف و الأئمّة من محبتهم الخ، ص۲٤۸

۱۲۰۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به و وجوب طاعته و اتّباع سنّته، فصل فیما روی عن السّلف و الأئمّة من محبتهم الخ، ص۲٤۸

۱۲۱۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فیما روی عن السّلف و الأئمّة الخ، ص۲٤۸
أیضاً المواهب اللّدنیة، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۴۸۱/۲

دیا تو وہ رونے لگی حتیٰ کہ وہیں انتقال کرگئی۔(۱۲۲)

(فتح مکہ سے پہلے) جس وقت اہلِ مکہ نے حضرت زید بن دَثِنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حرم سے نکالا کہ اُن کو قتل کردیں، تب ابوسفیان بن حرب نے (اپنی حالتِ کُفر کے زمانہ میں) اُس سے کہا اے زید! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تو پسند کرتا ہے کہ اِس وقت محمد (ﷺ) تیری جگہ ہوں اور اُن کی (معاذ اللہ) گردن ماری جائے، اور تُو واپس اپنے اہل وعیال میں چلا جائے، تب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حضور ﷺ اِس وقت جہاں بھی رونق افروز ہوں اُس جگہ آپ ﷺ کے پائے اقدس میں کانٹا بھی چُبھے اور میں اپنی جگہ (یونہی) بیٹھا رہوں، اُس وقت ابوسفیان نے کہا کہ میں نے ایسے شخص کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو اِس قدر محبوب رکھتا ہو، جس قدر کہ محمد ﷺ کے اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اُن کو محبوب رکھتے ہیں۔(۱۲۳)

محبت کی علامت

امام احمد بن محمد قسطلانی فرماتے ہیں نبی ﷺ سے محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ کا ذکر کثرت سے کرے کیونکہ:

مَنْ أَحَبَّ شَيْئًا أَكْثَرَ ذِكْرَهٗ (۱۲٤)

یعنی، جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اُسی کا ذکر کرتا ہے۔(۱۲۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

۱۲۲۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول، فصل فیما روی عن السّلف و الأئمّة الخ، ص۲٤۹

۱۲۳۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فیما روی عن السّلف و الأئمّة الخ، ص۲٤۹

۱۲٤۔ المواهب اللّدنیة، المقصد السّابع، الفصل الأول فی وجوب محبّته الخ، ۲/٤۹۵

۱۲۵۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں نبی ﷺ کی محبت کی علامات میں ہے کہ آپ ﷺ کا اکثر ذکر کرے کیونکہ جس کو جس چیز سے محبت ہوتی ہے وہ اکثر اُسی کا ذکر کرتا ہے (الشّفا، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فی علامة محبّته ﷺ، ص۲۵۰)

"حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَ يُصِمُّ" (۱۲۶)

یعنی، انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اُس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سُننے سے) بہرہ کر دیتی ہے۔

علامہ محاسبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: مُحِبوں کی علامت یہ ہے کہ وہ محبوب کا ذکر کثرت سے دائمی طور پر اِس طرح کرتے ہیں کہ نہ تو کبھی ذکر سے جُدا ہوتے ہیں، اور نہ کبھی چھوڑتے اور نہ کبھی کوتاہی کرتے ہیں اور حُکماء کا اِس پر اجماع ہے کہ مُحِبّ محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے(۱۲۷) اور محبوب کا ذکر مُحِبوں کے دلوں پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ نہ تو وہ اُس کا بدل چاہتے اور نہ ہی اُس سے پھرنا اور اگر اُن کے محبوب کا ذکر اُن سے جُدا ہو جائے تو اُن کی زندگی تباہ ہو جائے اور وہ کسی چیز میں لذّت وحلاوت نہیں پاتے جو ذکرِ محبوب میں پاتے ہیں۔(۱۲۸)

حضور ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ ہے کہ آپ کے ذکر شریف کے وقت آپ کی تعظیم کی جائے اور خصوصاً آپ کے نام مبارک کے سُننے کے وقت خشوع وخضوع اور عاجزی وانکساری(۱۲۹)

۱۲۶۔ سُنَنِ أبي داؤد، كتاب الأدب، باب في الهوى، برقم: ۵۱۳۰، ۲۱۸/۵
أيضاً المسند للإمام أحمد، ۱۹۴/۵
أيضاً نقله التّبريزي في "مشكاته" في الآداب (باب المزاح)، برقم: ۴۹۰۸، ۳۔۲۰۳/۴

۱۲۷۔ امام زرقانی لکھتے ہیں کہ "مُحب محبوب کا ذکر کثرت سے کرتا ہے" یہ مرفوع حدیث ہے جسے ابونعیم اور دیلمی نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے (شرح الزّرقاني على المواهب، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۱۳۲/۹)

۱۲۸۔ المواهب اللّدنية، المقصد السّابع، الفصل الأول في وجوب محبّته الخ، ۴۹۵/۲

۱۲۹۔ قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں کہ اسحاق تجیبی فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد صحابہ کرام کے سامنے جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ خشوع فرماتے اور روتے اور اسی طرح کثیر تابعین بھی تھے اُن میں سے کچھ تو حضور ﷺ کی محبت اور آپ کی طرف شوق کی وجہ سے ایسا کرتے اور کچھ آپ ﷺ کی ہیبت اور توقیر میں کرتے (الشّفا، الباب الأول، فصل في علامة محبّته ﷺ، ص ۲۵۰) اور امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں کہ ابو ابراہیم تجیبی نے فرمایا کہ ہر مؤمن پر واجب ہے جب وہ حضور ﷺ کا ذکر کرے یا اُس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر کیا جائے کہ وہ خشوع وخضوع کا اظہار کرے، آپ ﷺ کی توقیر کرے، اپنی حرکت کو روک دے اور اپنے اوپر اسی طرح حضور ﷺ کی ہیبت و اِجلال طاری کرے جیسا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ہوتا تو اُس پر طاری ہوتا اور آپ کا ادب کرے جیسا

کا اظہار کیا جائے۔(۱۳۰)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''الشفاء'' (۱۳۱) میں فرماتے ہیں:

وَ مِنْ عَلَامَاتِ مُحَبَّتِهِ ﷺ كَثْرَةُ الشَّوْقِ إِلَى لِقَآئِهِ إِذْ كُلُّ حَبِيْبٍ يُحِبُّ لِقَآءَ حَبِيْبِهِ

یعنی، آپ ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی زیارتِ اقدس کا بہت زیادہ شوق ہو کیونکہ ہر مُحِبّ اپنے محبوب کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے۔

امام قسطلانی لکھتے ہیں کہ

وَ مِنْ عَلَامَاتِ مُحَبَّتِهِ ﷺ أَنْ يَتَلَذَّذَ مُحِبُّهُ بِذِكْرِهِ الشَّرِيْفِ وَ يَطْرَبُ عِنْدَ سِمَاعِ اسْمِهِ الْمُنِيْفِ (۱۳۲)

یعنی، اور آپ ﷺ کی محبت کی علامات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کا

کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کا ادب ہمیں سکھایا ہے۔ اور لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو وہ اتنا روتے کہ آنکھوں میں آنسو ختم ہو جاتے اور جعفر بن محمد کثرت سے تبسم فرمایا کرتے مگر جب آپ کے سامنے حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو آپ کا رنگ زرد پڑ جاتا، اور عبدالرحمٰن بن قاسم جب حضور ﷺ کا ذکر کرتے تو اُن کا رنگ ایسا ہو جاتا جیسا کہ اُن کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہو اور رسول اللہ ﷺ کی ہیبت میں اُن کی زبان خشک ہو جاتی۔ اور امام زہری کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو آپ کی حالت یہ ہو جاتی کہ گویا کہ تم انہیں نہیں پہچانتے اور نہ وہ آپ کو پہچانتے ہیں، اور حضرت صفوان بن سلیم جو مُتعبدین مجتہدین میں سے تھے آپ کے پاس جب حضور ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو روتے اور مسلسل روتے رہتے حتیٰ کہ لوگ آپ کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے۔ (المواهب اللّدنية، ۲/۴۹۶، ۴۹۷)

۱۳۰۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثّاني، الباب الأول، فصل في علامة محبّته ﷺ، ص ۲۵۰

أيضاً المواهب اللّدنية، المقصد السّابع، الفصل الأول في وجوب محبّته الخ، ۲/۴۹۶

۱۳۱۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثّاني، الباب الأول في فرض الإيمان به الخ، فصل في علامة محبته ﷺ، ص ۲۵۰

۱۳۲۔ المواهب اللّدنية، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۲/۵۰۰

مُحِبّ آپ کے ذکر شریف سے روحانی لذّت وسُرور پائے اور آپ کے نام مبارک کے سُننے کے وقت خوش ہو۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ جو انسان کے موافق چیز ہو، اُس کی طرف اُس کا میلان ہو، اُس کی یہ موافقت (۱) یا تو اِس لئے ہوگی کہ اُس کے پالینے سے اُس کو لذّت حاصل ہوگی جیسے حسین وجمیل صورتیں، عُمدہ آوازیں وغیرہا۔ (۲) یا اِس لئے کہ اُس کے پانے سے لذّت حاصل کرتا ہو، کہ وہ اپنے حواس عقلیہ سے دل کے اعلیٰ معانی باطنیہ معلوم کرلیتا ہے جیسے علماء، صُلحاء، عُرَفاء اور وہ لوگ جن کی سیرتیں پاکیزہ وعُمدہ ومشہور ہیں، اور اُن کے افعال پسندیدہ ہیں۔ (۳) یا اُس کی محبت خاص اِس لئے ہوتی ہے کہ اُس کے احسان وانعام سے اُس کی طبیعت اِس کے موافق ہوجاتی ہے، جو شخص اس پر احسان کرے وہ اس سے محبت کرے۔

جب یہ حقیقت آشکار ہوگئی تو اب تمام اسباب وعِلَل کے لحاظ سے حضور نبی کریم ﷺ کے حق میں غور کرو، نبی کریم ﷺ ان تینوں معانی جو محبت کرنے کے مُوجب اور سبب ہیں کے جامع ہیں۔ آپ کے جمال صورت وجمال ظاہر اور کمال اخلاق اور کمال باطنی کا کوئی حدّ وشمار نہیں(۱۳۳)، وہ کونسی سی خوبی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو عطا نہیں فرمائی جب کہ آپ ﷺ تمام عالمین کی پیدائش کا سبب ہیں جیسا کہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے، جو کچھ بھی کسی کو ملا یا ملے گا سب عطائے مصطفیٰ ﷺ ہے، عالمِ اَرواح، عالمِ برزخ، عالمِ دنیا، عالَمِ حشرونشر سب جگہ جلوۂ مصطفیٰ ﷺ ہے، نہ اُن سے کوئی زیادہ حسین ہے، نہ جمال وکمال میں اعلیٰ، جو دوعطا اُن سے ہی ملتے ہیں، کیا نبی کیا ولی سب کو آپ کی حاجت ہے، قیامت میں آپ سب کے شفیع ہوں گے، جب تک آپ شفاعت نہیں فرمائیں گے تمام لوگ مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔

لا وربّ العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا

۱۳۳۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأول، فصل فی معنی المحبّۃ للنّبیّ ﷺ و حقیقتھا، ص۲۵۳

خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی ہے

اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے آپ کی اُمت سے وہ تمام مُشکلات دُور فرمائیں جو پہلی اُمتوں پر ہوتی تھیں، آپ اُن کے لئے رؤف ورحیم اور سب کے لئے رحمۃً لِلعالمین ہیں، اور یہ کہ آپ ﷺ بشیر ونذیر، دَاعِیْ اِلَی اللّٰہ بِاِذْنِہٖ ہیں، آپ نے کتاب وحکمت کی تعلیم دے کر انہیں صراطِ مستقیم کی ہدایت فرمائی۔

آپ ہی کے ذریعہ ہدایت ملی، جہالت وضلالت سے نکالنے والے، فلاح وکرامت کی طرف بلانے والے آپ ﷺ ہی تو ہیں، آپ ﷺ تو ہم سب کے اللہ عزّ وجلّ کی طرف وسیلہ، شفیع اور اُس کی بارگاہ میں کلام کرنے والے ہیں، تمام دائمی لازوال نعمتوں کے مُوجب ہیں، اِس سے معلوم ہوا سب سے بڑھ کر محبت کے لائق اگر کوئی ذات ہے تو وہ نبی مکرم ﷺ ہی ہیں اور نبی کریم ﷺ کی محبت ہی اللہ تعالیٰ کی محبت ہے، جیسا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ الآیۃ (۱۳۴)

حضرت زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ عنہ پہرا دیتے ہوئے نکلے تو ایک مکان میں چراغ جلتے دیکھا، ایک بوڑھی عورت اُون دُھنتے ہوئے کہہ رہی تھی:

عَلٰی مُحَمَّدٍ صَلَاۃُ الْاَبْرَارْ صَلّٰی عَلَیْہِ الطَّیِّبُوْنَ الْاَخْیَارْ

قَدْ کُنْتَ قَوَّامًا بُکًا بِالْاَسْحَارْ یَا لَیْتَ شِعْرِیْ وَ الْمَنَا یَا اَطْوَارْ

هَلْ تَجْمَعُنِیْ وَ حَبِیْبِیْ الدَّارْ

یعنی، حضور ﷺ پر نیکوں کا دُرود ہو، آپ ﷺ پر اچھے برگزیدہ لوگ درود پڑھتے ہیں، بے شک آپ راتوں کو کھڑے رہنے والے صبح تک رونے والے (اُمت کے غم میں) تھے، اے کاش مجھے معلوم ہوتا، حالانکہ نیندیں (موتیں) مختلف قسم کی ہیں۔ کیا (اللہ عزّ وجلّ) مجھ کو اور میرے محبوب (ﷺ) کو ایک گھر (جنت) میں جمع کرے گا۔

۱۳۴۔ سورۃ آل عمران:۳/۳۱، ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگوں اگر تم اللہ کے دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنز الایمان)

اور وہ عورت اِس سے مراد نبی ﷺ کو لے رہی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں بیٹھ گئے اور روتے رہے۔(۱۳۵)

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس عورت کے خیمہ کے دروازے کے پاس تشریف لائے اور تین بار السلام علیکم کہا، پھر اُسے کہا میرے لئے اپنے اشعار کو دوبارہ پڑھ، تو اس نے غمگین آواز میں دوبارہ پڑھے تو حضرت عمر رونے لگ گئے اور اُسے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے اپنی دعا میں مجھے فراموش نہ کرنا تو اُس عورت نے دعا کی کہ اے غفّار! عمر کی مغفرت فرمادے۔(۱۳٦)

اللہ تعالیٰ جلّ مَجْدُہٗ کا فرمان ہے کہ میرے پیارے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے محبت کرو یہی میری محبت ہے، اور نبی کریم ﷺ کی خوشی ربّ تعالیٰ عزّ وجلّ کی خوشی، جس پر نبی کریم ﷺ خوش ہو گئے، اللہ تعالیٰ جلّ جلالہٗ بھی اس پر خوش ہوگا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی ''تفسیر مظہری'' میں فرماتے ہیں: کمالِ ایمان یہ ہے کہ طبیعت شریعت مطہرہ کے تابع ہو اور طبیعت اُسی کا تقاضا کرے جس کا شریعت مطہرہ نے حکم دیا ہے۔

چنانچہ حدیث پاک میں بھی صراحۃً موجود ہے کہ جب تک اللہ کے رسول (ﷺ) ماں باپ اولاد اور ہر چیز سے زیادہ پیارے اور محبوب نہ ہوں اُس وقت تک انسان مومن نہیں ہو سکتا۔(۱۳۷) مزید لکھتے ہیں: یہ نعمت بجز اَولیاءِ کاملین کی صُحبت کے نصیب نہیں ہو سکتی،(۱۳۸)

سچ تو یہ ہے کہ ایمان کا لُطف ہی تب آتا ہے جب دل میں اللہ اور اُس کے رسول کا

۱۳۵۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الأول: فی فرض الإیمان به الخ، فصل فیما روی عن السّلف و الأئمة الخ، ص۲٤۸ اس کے بعد قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے لکھا کہ حکایت طویل ہے مطلب یہ ہے کہ "الشفا" میں اسے مختصراً ذکر کیا گیا اس لئے اس کا بقیہ حصہ ''مواہب'' سے نقل کیا گیا۔

۱۳٦۔ المواهب اللدنیه، المقصد السّابع، الفصل الأول، ۴۹۸/۲

۱۳۷۔ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب حُبّ الرّسول ﷺ من الایمان، برقم:۱٥، ۱۲/۱ ایضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب وجوب محبّة رسول الله ﷺ أکثر من الأهل و الولد و الوالد، برقم:٤٤، ص٥٠

۱۳۸۔ تفسیر المظهری، سورة التّوبة، الآیة:۲۳، ۱۳۹/٤، ۱٤٠

عشق شُعلہ زَن ہو، اُس وقت یہ ساری زنجیریں خود بخود پگھل جاتی ہیں، اور سارے حجاب تار تار ہو جاتے ہیں، ماں باپ اپنے تڑپتے ہوئے بچوں کے لاشے دیکھ کر مسکرا دیتے ہیں، عورتیں اپنے شوہروں کے سر بریدہ جسم دیکھ کر سجدۂ شکر ادا کرتی ہیں، اور بہنیں دعائیں مانگتی ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمارے ماں جائے کو شہادت نصیب فرما، اُس وقت نہ رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن کو تھکن محسوس ہوتی ہے۔

حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہا کے شعر پڑھیئے اور اہلِ عشق و محبت کی بے تابیاں ملاحظہ فرمائیے:

أُحِبُّكَ حُبَّيْــنِ حُــبَّ الْهَــوىٰ وَحُبّــاً لِأَنَّكَ أَهْــلٌ لِــذَاكَــا

فَــأَمَّــا الَّــذِیْ هُــوَ حُــبُّ الْهَـوىٰ فَشُــیْءٌ شَـغَـلْـتُ بِــهٖ عَنْ سِوَاکَـا

وَ أَمَّــا الَّــذِیْ أَنْــتَ أَهْــلٌ لَــهٗ فَـکَشْـفُکَ لِیَ الْحُجُبَ حَتّٰی رَاکَا (۱۳۹)

یعنی، (۱) اے مولا! میں تجھ سے دوہری محبت کرتی ہوں، ایک تو یہ کہ تو میرا محبوب ہے۔ دوسری یہ کہ تو اِس قابل ہے کہ تجھ سے محبت کی جائے، (۲) پہلی محبت نے تو مجھے ماسوا سے بے خبر کر دیا، (۳) دوسری محبت کا تقاضا یہ ہے کہ حجاب سرک جائیں اور چشمِ شوق کو لذّتِ دید حاصل ہو۔

آیہ کریمہ کا ماحاصل یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے بندہ غیر کی محبت سے چھٹکارہ حاصل کر کے میرا بن جائے جیسا کہ ڈاکٹر اقبال نے کہا:

اپنے تن میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

غیر سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کی محبت کی ضرورت ہے، جن کی محبت نے لکڑیوں میں جان پیدا فرمادی، آنسو بہانے کی قوت عطا فرمادی، ہر ذی روح اور ہر بے جان شیئ کو اُن کے دَر پر جُھکنے اور حاضر ہو کر فریاد کرنے کی توفیق دی۔ یہی قُربِ خداوند قدوس اور رحمتِ الٰہی ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے محبوب ﷺ کی خوشی حاصل کرنے کی ترغیب دلاتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ

"خُدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ"

۱۳۹۔ تفسیر المنار، سورۃ التوبۃ، الآیۃ: ۲۴، ۱۰/۱۹۲

۱۴۔ ﴿اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (۱۴۰)

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بے شک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے غم نہ کھا، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ (کنزالایمان)

اِس آیت کریمہ میں ہجرت کا واقعہ ذکر کر کے بتایا گیا کہ اگر تم اِس (محبوب) کے ہمراہ جہاد پر نہ گئے تو جس پروردگار نے اُس نازک وقت میں اپنے حبیب ﷺ کی مدد فرمائی تھی، وہ اب بھی ناصر و معین ہے، ہجرت کا مختصر واقعہ یوں ہے کہ کفّار نے اپنی مجلسِ شوریٰ میں طے کر لیا کہ آج رات تمام قبیلوں کا ایک ایک جوان حضور کریم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلے اور جب آپ باہر نکلنے لگیں تو سب یکبارگی حملہ کر کے حضور ﷺ کو (معاذ اللہ) شہید کر دیں، اُسی رات کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اے حبیب! صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ساتھ لو اور آج مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ کو سدھارو۔

حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا: ”کہ کوئی تمہارا بال بھی ضائع نہ کر سکے گا صبح لوگوں کی امانتیں جو ہمارے پاس ہیں، اُن کو پہنچا دینا اور پھر تم بھی مدینہ کا قصد کرنا“۔ حضور ﷺ باہر تشریف لائے تو کفّارِ مکہ محاصرہ کئے ہوئے تھے، سورہ یٰسین کی ابتدائی آیتیں ﴿وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ﴾ آخر تک پڑھ کر اُن پر دَم کیا، اُن پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوگئی، اور حضور بخیر و عافیت اُن کے نرغہ سے نکل کر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے، اُن کو ہمراہ لے کر مکہ سے نکلے اور کوہِ ثور کے ایک غار میں آکر قیام فرمایا، اُس کا مُنہ بہت تنگ تھا، صرف لیٹ کر ہی انسان داخل ہو سکتا تھا، حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے خود اندر گئے غار کو تمام خس و خاشاک سے صاف کیا، جتنے سوراخ تھے اُن کو بند کیا، ایک سوراخ باقی رہ گیا، اس میں اپنے پاؤں کی ایڑی رکھ دی اور عرض کی کہ حضور میرے ماں باپ قربان اندر تشریف لے آئیں۔ حضور ﷺ جلوہ

۱۴۰۔ سورۃ التوبۃ: ۹/ ۴۰

افروز ہوئے، صدیق رضی اللہ عنہ کے زانو پر سر مبارک رکھا اور استراحت فرما ہو گئے، صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ ﷺ کے روئے زیبا کے مشاہدہ میں مستغرق ہے، نہ دل سیر ہوتا ہے اور نہ آنکھیں وہ حُسنِ سرمدی اور جمالِ حقیقی جس کے متعلق ''خصائص کبریٰ'' میں یوں مذکور ہے:

قال أبو نعيم (١٤١) أُعطي يوسف مِن الحُسن ما فاق به الأنبياءَ و المُرسَلين بل و الخلْق أجمعين، و نبيّنا ﷺ أُوتي من الجَمَال ما لم يُؤْتَه أحدٌ و لم يُؤْتَ يوسف إلاّ شطر الحُسنِ و أُوتي نبيُّنا ﷺ جميعَه (١٤٢)

یعنی، حضرت ابو نعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السّلام تمام انبیاء و مُرسَلین بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حُسن و جمال دیئے گئے تھے، مگر ہمارے نبی ﷺ کو وہ حُسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا۔ یوسف علیہ السّلام کو حُسن و جمال کا ایک جُز ملا تھا اور آپ ﷺ کو حسنِ کُل دیا گیا۔

ایسا تجھے خالق نے طرح دار بنایا یوسف کو تیرا طالب دیدار بنایا

(ذوقِ نعت)

حُسنِ مصطفیٰ ﷺ

شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی فرماتے ہیں: میرے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحب نے خبر دی کہ مجھے حدیث شریف پہنچی کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ ''مجھ میں ملاحت زیادہ ہے اور میرے بھائی یوسف میں صباحت زیادہ تھی'' مجھے اِس کے معنی میں حیرانی ہوئی اِس لئے کہ ملاحت

١٤١۔ ابو نعیم اصفہانی نے ''دلائل النبوّة'' میں لکھا ہے اس کی ابتداء یوں ہے کہ إنّ جَمَالَ محمدٍ ﷺ الّذِيْ وَصَفَه بِه أصحابُه لا غايَةَ وَرَائَهٗ (الفصل الثّلاثون في ذكر موازاة الأنبياء في فضائلهم الخ، القول فيما أوتي يوسف عليه السّلام، ٢/٦٠٦، یعنی، حضرت محمد ﷺ کا جمال باکمال جیسے آپ کے اصحاب نے بیان کیا اس کی کوئی انتہاء نہیں ہے۔

١٤٢۔ الخصائص الكبرىٰ، ذكر موازاة الأنبياء في فضائلهم بفضائل نبيّنا ﷺ، باب ما أوتي يوسف عليه الصّلاة و السّلام، ٢/١٨٢

صباحت سے زیادہ عاشقوں کی بیقراری کا سبب ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں مروی ہے کہ جب مصر کی عورتوں نے اُن کا جمال دیکھا تو ہاتھ کاٹ لئے اور لوگ اُن کو دیکھ کر مر گئے، ہمارے نبی ﷺ سے اسباب میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے، تو میں نے خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور اِس امر کا نبی ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

جَمَالِیْ مَسْتُوْرٌ عَنِ أَعْیُنِ النَّاسِ غَیْرَۃً مِّنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَوْ ظَھَرَ لَفَعَلَ النَّاسُ أَکْثَرَ مِمَّا فَعَلُوْا حِیْنَ رَأَوْا یُوْسُفَ(۱۴۳)

یعنی، تو حضور ﷺ نے فرمایا ''میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چُھپا رکھا ہے، اور اگر آشکار ہو جائے تو لوگوں کا حال اُس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السّلام کو دیکھ کر ہوا''۔

اِک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو وہ اگر جلوہ کریں کون تماشائی ہو

(ذوقِ نعت)

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دل آویزیوں نے چشمِ فطرت کو تصویرِ حیرت بنا دیا تھا، آج صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آغوش میں جلوہ فرما ہیں، اے بختِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رفعتو! اے قسمتِ صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بلندیو! تم پر یہ خاک پریشان قربان اور یہ قلب حزیں نثار۔ اِسی اثناء میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی میں سانپ نے ڈس لیا، زہر سارے جسم میں سرایت کر گیا، لیکن کیا مجال کہ پاؤں میں جُنبش تک ہوئی ہو،(۱۴۴) حضور ﷺ بیدار ہوئے، اپنے یارِ غار کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وجہ دریافت فرمائی، پھر جہاں سانپ نے ڈسا تھا، وہاں اپنا لعابِ دہن لگایا جس سے دَرد اور تکلیف کافُور ہو گئی۔

اہلِ مکہ تلاش میں اِدھر اُدھر مارے مارے پھر رہے تھے، ایک ماہر کھوجی کے ہمراہ پاؤں کے نشان دیکھتے دیکھتے اُس غار کے دہانے تک پہنچ گئے، جب قدموں کی آہٹ سُنائی دی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جُھک کر دیکھا، تو معلوم ہوا کہ کُفّار کی ایک جماعت غار کے منہ پر

۱۴۳۔ دُرُّ الثمین فی مُبَشِّرَاتِ النَّبِیِّ الأمین، الحدیث العشرون، ص۳۸،۳۹

۱۴۴۔ تفسیر المظھری، سورۃ التّوبۃ، ۱۹۲/٤

کھڑی ہے، اپنے محبوب کو یوں خطرہ میں گھرا ہوا دیکھ کر بے چین ہو گئے، اور عرض کی یارسول اللہ! اگر انہوں نے جھک کر دیکھ لیا تو یہ ہمیں پالیں گے، حضور رحمتِ عالمیاں ﷺ نے فرمایا:

"يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِإِثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" (١٤٥)

یعنی، اے ابوبکر! ان دو کی نسبت کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

نبی کریم ﷺ کی قوتِ یقین اور توکّل علَی اللہ کا وہ مقام جو شانِ رسالت کے شایاں ہے، اللہ تعالیٰ نے اطمینان و تسکین کی ایک مخصوص کیفیت اپنے حبیب مکرم ﷺ کو عطا فرمائی تھی، اور حضور ﷺ کے صدقے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی اُس کا وُرود ہوا، جس سے اُن کی ہر طرح کی پریشانی دُور ہو گئی، حضور ﷺ تین دن تک وہاں قیام فرما رہے، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی صاحبزادی آ کر کھانا پہنچا جاتیں، آپ کے صاحبزادے ہر روز کی نئی خبریں دے جاتے اور آپ کا چرواہا عامر بن فہیرہ رات کو ریوڑ لے کر آتا اور تازہ دودھ پیش کرتے، (١٤٦) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنبہ کا ہر فرد بلکہ غلام تک اتنے مخلص اور قابلِ اعتماد تھے کہ کسی نے راز کو ظاہر نہ کیا، اور گراں قدر انعام کا لالچ بھی اُن کے غلام کے دل کو نہ للچا سکا، کُفارِ مکہ نے حضور ﷺ کو شہید کرنے کی جو سازش کی تھی، اس طرح ناکام ہوئی، اور اللہ کی بات جو ہمیشہ بلند رہتی ہے اس موقع پر بھی بلند ہو کر رہی۔

بیہقی (١٤٧) نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ قریش دَارُ النَّدوہ میں جمع ہوئے، اور حضور ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا، حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے آ کر اِس کی اطلاع حضور ﷺ کو دی اور خُدا تعالیٰ کا حکم پہنچایا کہ آپ اِس جگہ شب باشی نہ کریں جہاں روزانہ شب

١٤٥۔ صحيح البخاری، كتاب مناقب الأنصار، باب هجرة النبيّ ﷺ و أصحابه الخ، برقم: ٣٩٢٢، ٢/٥٢٤
أيضاً صحيح مسلم، كتاب فضائل الصّحابة رضی الله عنهم، باب من فضائل أبی بكر رضی الله عنه، برقم: ٢٣٨١، ص ١١٦١
أيضاً سُنَن التّرمذی، كتاب التّفسير، باب من سورة التّوبة، برقم: ٣٠٩٦، ٤/١٤٩
أيضاً المسند للإمام أحمد، ٣/٣٧٨
١٤٦۔ تفسير المظهری، سورة التوبة، الآية: ٣٨۔٤٠، قصّة خروجه ﷺ من مكة، ٤/١٩٤
١٤٧۔ دلائل النّبوّة للبيهقی، جماع أبواب المبعث، باب اعتراف مشركی الخ، ٢/٢٠٤

باشی فرماتے ہیں، اور مکہ سے مدینہ کو ہجرت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔(۱٤۸)

بیہقی (۱٤۹) نے ابن اسحاق سے روایت کیا کہ مکہ ہجرت کے وقت قریش دروازے پر تھے، آپ ﷺ بلا تأمّل گھر سے باہر تشریف لے جانے کے لئے اُٹھے، ہاتھ میں مٹی لے کر کافروں کے چہروں کی طرف پھینکی اور آپ ﷺ نے سورۂ یٰس ﴿یٰسٓ وَ الْقُرْآنِ الْحَکِیْمِ﴾ سے ﴿فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ﴾ (۱۵۰) تک تلاوت فرمائی۔(۱۵۱)

شیخین نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ مجھ سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ جب ہم غارِ ثور میں تھے تو مشرکین وہاں نے پر پہنچ گئے تب میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کہ اگر یہ لوگ پاؤں کی طرف دیکھ لیں تو ہم پر نظر پڑ جائے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وَ مَا ظَنُّكَ بِاِثْنَیْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" (۱۵۲)

یعنی، اُن دو کی نسبت کیا خیال ہے کہ جن دو کے ساتھ تیسرا اللہ ہے۔

اور جو کچھ اِس واقعہ میں کُفّار نے حضور ﷺ کو ایذاء پہنچانے اور حضور ﷺ کو شہید کرنے کا قصد کیا تھا، اور خفیہ مجلسیں کیا کرتے تھے، اللہ عزّ وجلّ نے آپ ﷺ کی مدد کر کے اُن کو دُور کر دیا، اور جب حضور ﷺ نے بوقتِ ہجرت کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو اللہ عزّ وجلّ نے اُن کی آنکھوں کی بصارت چھین لی، اور حضور ﷺ کی غارِ ثور میں اُن

۱٤۸۔ الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی الهجرة من الآیات و المعجزات، ۱/۱۸۵

۱٤۹۔ دلائل النبوة للبیهقی، باب مکر المشرکین برسول الله ﷺ و عصمة الله رسوله الخ، ۲/۲۰۵

۱۵۰۔ سورة یٰسین: ۳٦/۱۔۲

۱۵۱۔ الخصائص الکبریٰ، ۱/۱۸۵

۱۵۲۔ صحیح البخاری، کتاب فضائل أصحاب النبیّ ﷺ، باب مناقب المهاجرین و فضلهم، برقم: ۳٦۵۳، ۲/٤۵۰، ٤۵۱ و کتاب التّفسیر، باب ﴿ثانی اثنین ......﴾ برقم: ٤٦٦۳، ۳/۲۰۲
أیضاً صحیح مسلم، کتاب فضائل الصّحابة رضی الله عنهم، باب من فضائل أبی بکر الصدیق رضی الله عنه، برقم: ٦۱٦٦۲ ٤/۱۔(۲۳۸۱)، ص ۱۱٦۱
أیضاً نقله السّیوطی فی الخصائص الکبریٰ، ۱/۱۸۵

کافروں کی تلاش کو ناکام بنادیا۔(۱۵۳)

امام بیہقی(۱۵۴) نے روایت کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پُر نور ﷺ کے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوئے تو کبھی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے آگے ہو جاتے کبھی دائیں، کبھی بائیں، کبھی پیچھے۔ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اِس کی وجہ دریافت فرمائی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں کوئی آگے یا پیچھے یا دائیں یا بائیں گھات میں نہ بیٹھا ہو اِس لئے میں آگے پیچھے دائیں بائیں ہو جاتا ہوں۔(۱۵۵)

قربان جائیں صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت پر، آپ اور آپ کا تمام کنبہ بلکہ غلام تک سب حضور نبی کریم ﷺ پر نثار ہیں، اِس ایمان کی وضاحت حضور نبی کریم ﷺ نے یوں فرمائی:

> ''اگر صدیق کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے پلڑے میں تمام اُمت کا ایمان رکھ دیں، پھر بھی صدیق کے ایمان کا پلڑا وزنی ہوگا''۔ (۱۵۶)

یہی محبت ہے جو مومن کے لئے نجات کا ذریعہ ہے۔

اس واقعہ ہجرت اور اس میں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے کنبہ کے کردار سے معلوم ہوا صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جانثاری کا حق ادا کر دیا اور اُس پر اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ کا خطاب فرما کر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کا مظہر قرار دیا یعنی جو رحمتیں برکتیں رفعتیں اللہ تعالیٰ کی حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہیں وہی رحمتیں برکتیں رفعتیں حضور ﷺ کے صدقے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی وارد ہیں،

۱۵۳۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الرّابع فیما أظهر الله تعالیٰ علی یدیه من المعجزات، فصل فی عصمة الله تعالیٰ له من النّاس الخ، ص ۲۲۰

۱۵۴۔ دلائل النّبوّة للبیهقی، باب خروج النبی ﷺ مع صاحبه أبی بکر الصّدیق إلی الغار الخ، ۲/۲۱۰

۱۵۵۔ تفسیر المظهری، التّوبة، الآیة: ۳۸۔ ۴۰، قصّة خروجه ﷺ من مکّة، ۴/۱۹۱

۱۵۶۔ کنز العمال، کتاب الفضائل، من قسم الأفعال، باب فضائل الصّحابة، فصل في تفضیلهم، فضل الصّدیق رضی الله عنه، برقم: ۳۵۶۰۹، ۶/۱۲/۲۲۲

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ کی رضا اور خوشی اتنی محبوب ہے کہ جس پر حضور نبی کریم ﷺ خوش وراضی ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اُس پر خوش اور اُس سے راضی ہو جاتا یعنی محبوب نبی ﷺ جس پر راضی ہو گئے ساری خدائی اُس کی ہو گئی۔

نہ حبیب سے محبّ کا کہیں ایسا پیار دیکھا وہ بنے خدا کا پیارا تمہیں جس پہ پیار آئے

(ذوقِ نعت)

سائیں اکھاں پھیریاں میرا ویری مُلک تمام ذرا سی جھانکی جھڑکی تو لاکھوں کریں سلام

سائیں تیری روٹھ سے میرا آور کرنے نہ کوئے دُر دُر کرن سہلیاں میں مڑ مڑ دیکھاں توئے

حقیقت یہ ہے کہ **"خدا چاھتا ھے رضائے محمد ﷺ"**۔

۱۴۔ ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنۡکَ﴾ (۱۵۷)

ترجمہ: اللہ تمہیں معاف کرے۔ (کنزالایمان)

منافقین بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوتے اور جہاد میں شرکت نہ کرنے کے لئے عذر بیان کرتے، حضور ﷺ اپنی کریم النفسی کے باعث انہیں پیچھے رہنے کی اجازت فرما دیتے، حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اگر انہیں رُخصت نہ دی جاتی تو بھی وہ اِس مہم میں شرکت سے انکار کر دیتے، بہتر یہی تھا کہ اُن کی معذرتوں کو ٹھکرا دیا جاتا تاکہ جب وہ پیچھے رہ جاتے تو اُن کے نفاق کا حال سب کو معلوم ہو جاتا۔ یہ دریافت کرنے سے پیشتر کہ اے محبوب ﷺ تو نے انہیں پیچھے رہنے کی اجازت کیوں دی یعنی ان کے نفاق کو ظاہر کیوں نہ ہونے دیا، اتنا فرمانے سے پہلے ﴿عَفَا اللّٰهُ عَنۡکَ﴾ کے کلمات ارشاد فرمائے، یہاں یہ کلمات کسی گُناہ کی معافی کا ذکر کرنے کے لئے نہیں بلکہ اظہارِ تعظیم و تکریم کے لئے ہیں۔ امام رازی فرماتے ہیں: "إِنَّ ذالک یـدُلُّ علی مُبالَغَةِ اللهِ فی تَعظیمِهٖ و تَوقِیرِهٖ" (۱۵۸) یعنی، اِن کلمات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی تعظیم وتوقیر میں بڑے مبالغہ کا اظہار فرمایا۔

علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

"قـال شیـخ الإسلام: و لا یَخفٰی حُسنُه، و فی تَصدیرِ الخِطابِ بما

۱۵۷۔ سورۃ التّوبہ:۹/۴۳

۱۵۸۔ التفسیر الکبیر، سورۃ التّوبۃ، الآیۃ: ۴۳، ۶/۸۵

صَدَرَبه تعظيم لقَدر النّبيّ ﷺ و توقِيرٍ له و توفيرٍ لحُرمَتِه عليه الصّلاة و السّلام، و كثيراً ما يصدرُ الخِطابُ بنحوِ ما ذُكِرَ لتعظيمِ المُخاطَب فيقال: عفا الله تعالىٰ عَنْكَ مَا صَنَعْتَ فِيْ أَمْرِيْ؟ و رضى الله سبحانه عنكَ ما جوابُك عن كلامى؟ و الغرض التّعظيم"۔ (١٥٩)

یعنی، اس کلام کی خوبی مخفی نہیں ہے اور ایسے انداز سے گفتگو کرتے ہیں نبی کریم ﷺ کی تعظیم وتوقیر اور آپ کی حُرمت واحترام میں مبالغہ مقصود ہے، اور ایسا انداز مخاطَب کی تعظیم کے لئے ہوتا ہے، کہا جاتا ہے ''اللہ تجھے معاف کرے تو نے میرے معاملہ میں کیا کیا؟''، ''اللہ تم سے راضی ہو میری بات کا آپ کیا جواب دیتے ہیں؟'' اور اس سے مقصود صرف مخاطَب کی تعظیم ہوتی ہے۔(١٦٠)

ابن المنذر وغیرہ نے عون بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ:

قال: سمعتم بمعاتبة أحسَن مِن هذا بَدَأً بِالعفوِ قبلَ المُعَاتَبة (١٦١)

یعنی، کہا ہے اِس سے اچھا عِتاب بھی کبھی تم نے سُنا کہ عِتاب سے پہلے معافی کا اعلان ہو۔(١٦٢)

اور سجاوندی کہتے ہیں:

إن فيه تعليمُ تعظيمِ النّبيّ صلوٰت الله سبحانه عليه و سلامه ولولا تصدير العفو فى العِتابِ لما قام بصولةِ الخطاب (١٦٣)

یعنی، اِس میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم کی تعلیم دی گئی ہے اور اگر عتاب میں

١٥٩۔ روح المعانی، سورة التّوبة، الآية: ٤٣، ١٠/٩۔ ١٠/٤١٧

١٦٠۔ تفسیر الحسنات، سورة التّوبة، ٢/٨٧٤

١٦١۔ روح المعانی، سورة التّوبة، الآية: ٤٣، ١٠/٩۔ ١٠/٤١٧

١٦٢۔ تفسیر الحسنات، سورة التّوبة، ٢/٨٧٤

١٦٣۔ روح المعانی، سورة التّوبة، الآية: ٤٣، ١٠/٩۔ ١/٤١٧

معافی کا اعلان نہ ہوتا تو اِس خطاب کا زور بیان ہی باقی نہ رہتا۔(۱٦٤)

سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں:

انظُروا اِلٰی ھذا اللُّطفِ بَدَاً بالعفوِ قبلَ ذکرِ المعفو (۱٦٥)

یعنی، اِس لُطف و مہربانی پر غور کرو کہ جن کو معاف کیا جا رہا ہے، اُس کے ذکر سے پہلے معاف کرنے کا اعلان ہوتا ہے۔(۱٦٦)

آگے فرماتے ہیں:

واعتذر عنه صاحب "الکشف" حیث قال: أراد أن الأصلَ ذلك و أبدلَ بالعفوِ تعظیماً لشأنه ﷺ و تنبیهاً علی لطف مکانه و لذالك قدّم العفو علی ما ذکر ما یُوجب الجنایة (۱٦۷)

یعنی، اور صاحبِ کشف نے کہا کہ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عِتاب کی جگہ عفو بدل دیا تاکہ نبی کریم ﷺ کی شان کی عظمت اور آپ کے لطیف مقام کی وضاحت ہو اِسی لئے عِتاب پر عفو کو مقدم کیا۔(۱٦۸)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اُس مسلمان پر جو اپنے نفس پر مجاہدہ کرتا ہے اور اس کے اخلاق زمامِ شریعت کے تابع ہیں واجب ہے کہ قرآنی آداب سے اپنے قول و فعل و معاملات اور محاورات میں ادب سیکھے، کیونکہ ادب ہی معرفت حقیقی کی کُنہ (یعنی اصل) ہے، اور ادب ہی دینی و دنیاوی زندگی کا گلدستہ ہے، اور اُس بے مثال مہربانی پر خوب غور و فکر کرے، جو سوال میں اُس ربُّ الارباب (مالک الملک عزّ وجلّ)، کائنات پر بے شمار انعام کرنے والے اور ہر ایک سے بے نیاز کی جانب سے ہے اور اُن فوائد کو حاصل کرنے کی کوشش کرے جو اس میں پنہاں ہیں، اور سمجھے کہ کس طرح اظہارِ ناپسندیدگی سے پہلے لُطف و کرم کے ساتھ

۱٦٤۔ تفسیر الحسنات، سورۃ التّوبۃ، ۲/۸۷٤۔ ۸۷٥

۱٦٥۔ روح المعانی، سورۃ التّوبۃ، الآیۃ:٤۳، ۱۰/۹۔ ۱۰/٤۱۷

۱٦٦۔ تفسیر الحسنات، سورۃ التّوبۃ، ۲/۸۷٤۔ ۸۷٥

۱٦۷۔ روح المعانی، سورۃ (۹) التوبۃ، الآیۃ:٤۳، ۱۰/۹۔ ۱۰/٤۱۸

۱٦۸۔ تفسیر الحسنات، سورۃ التّوبۃ، ۲/۸۷٥

کلام کی ابتداء فرماتا ہے، بالفرض اگر یہاں (معاذ اللہ) کوئی گُناہ ہو بھی تو گُناہ کے ذکر سے پہلے عفوو بخشش کا ذکر کر کے محبت واُنسیت کی باتیں کی ہیں۔(١٦٩)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی عظمت کو بلند و بالا فرماتا ہے، آپ کی اُمّت پر آگاہ فرماتا ہے کہ میرے پیارے محبوب ﷺ کی تعظیم وتوقیر آپ کا فرضِ اوّلین ہے۔

١٥۔ ﴿لَعَمْرُکَ اِنَّهُمْ لَفِیْ سَکْرَتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۝﴾ (١٧٠)

ترجمہ: اے محبوب! تمہاری جان کی قسم، بے شک وہ اپنے نشہ میں بھٹک رہے ہیں۔(کنزالایمان)

علمائے تفسیر کا اِس بات میں اتفاق ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ علیہ اَطیبُ التحیۃ و اجملُ الثناء کی ذات پاک کی قسم بیان فرمائی، اور یہ حضور ﷺ کی عظمتِ شان اور شرفِ رفیع کی قوی دلیل ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مَا خَلَقَ اللّٰهَ نَفْسًا أَکْرَمَ عَلَیْهِ مِنْ مُحَمَّدٍ ﷺ وَ مَا أَقْسَمَ بِحَیَاۃِ أَحَدٍ إِلَّا بِحَیَاتِهٖ (١٧١)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ سے زیادہ کسی چیز کو معزز اور مکرم پیدا نہیں کیا اور حضور ﷺ کے علاوہ کسی کی زندگی کی قسم یاد نہیں فرمائی۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

هٰذَا نِهَایَةُ التَّعْظِیْمِ و غَایَةُ البِرِّ و التَّشْرِیْفِ (١٧٢)

یعنی، اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم بیان فرمانا تعظیم و تکریم کی انتہاء ہے۔

١٦٩۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الثّالث فیما ورد من خطابه إیاه مورد الملاطفة و المبرّة، ص ٣٠

١٧٠۔ سورة الحجر: ١٥/٧٢

١٧١۔ الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرّابع، ص ٣٢، بتصرّفٍ یسیرٍ

١٧٢۔ الجامع لأحکام القران للقرطبی، سورة الحجر، الآیة: ٧٢، ٥/١٠/٣٩۔
أیضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرّابع، ص ٣٢

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ "الشفاء" میں فرماتے ہیں: اس کے یہ معنی ہیں کہ

وَ بَقَائِكَ يَا مُحَمَّدُ (ﷺ)

یعنی، اے محمد ﷺ! آپ کی بقا کی قسم۔

اور ایک روایت میں وَعَیْشِکَ (آپ ﷺ کی زندگی کی قسم) اور وَ حَیَاتِکَ بھی آیا ہے، اس میں حضور ﷺ کی انتہائی تعظیم اور بے حد و غایت اکرام و شرف ہے، ابوالجوزا رحمۃ اللہ علیہ (۱۷۳) نے کہا ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے حضور ﷺ کے سوا کسی کی حیات کی قسم بیان نہیں فرمائی، کیونکہ حضور ﷺ بارگاہِ الٰہی میں ساری مخلوق سے زیادہ مکرم ہیں۔(۱۷۴)

امام اہلسنت فرماتے ہیں:

وہ خُدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا ترے شہر و کلام و بقا کی قسم

شمائل مصطفیٰ ﷺ

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "خصائص کبریٰ" میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کے ایک ایک عضو کی صفت بیان فرمائی، چنانچہ رُوئے تاباں کے بارے میں فرمایا:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ﴾ (۱۷۵)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (کنزالایمان)

آپ کی چشمانِ مبارک کے بارے میں فرمایا:

۱۷۳۔ ان کا نام اَوس بن عبداللہ ربعی بصری ہے، تابعی ہیں اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وغیرہا سے روایت حدیث فرمائی (مُزِیلُ الخفاء عن الفاظ الشفاء، ص ۳۲)

۱۷۴۔ الجامع لأحکام القران، سورۃ (۱۵) الحجر، الآیۃ: ۷۲، ۵/۱۰/۳۹
أیضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرّابع فی قسم اللّٰہ تعالیٰ بعظیم قدرہ، ص ۳۲

۱۷۵۔ سورۃ البقرۃ: ۲/۱۴۴

﴿لا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ﴾ (۱۷۶)

ترجمہ: اپنی آنکھ اٹھا کر اس چیز کو نہ دیکھو۔ (کنزالایمان)

زبان مبارک کے بارے میں فرمایا:

﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ﴾ (۱۷۷)

ترجمہ: تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زباں میں یوں ہی آسان فرمادیا۔ (کنزالایمان)

آپ کے دستِ مبارک اور گردن شریف کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ﴾ (۱۷۸)

ترجمہ: آپ اپنا ہاتھ اور اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (کنزالایمان)

سینہ اقدس اور کمر شریف کے بارے میں فرمایا:

﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۝ وَ وَضَعْنَا عَنْكَ ۝ وِزْرَكَ الَّذِيْ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ﴾ (۱۷۹)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اُتارلیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (کنزالایمان)

قلبِ اطہر کے بارے میں فرمایا:

﴿نَزَّلَهٗ عَلٰى قَلْبِكَ﴾ (۱۸۰)

ترجمہ: تو تمہارے دل پر اُسے اُتارا۔ (کنزالایمان)

اخلاق کے بارے میں فرمایا:

﴿وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (۱۸۱)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔ (کنزالایمان)

اور امام احمد بن محمد قسطلانی نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کے عضو عضو کا ذکر فرمایا پس آپ ﷺ کے قلب اطہر کا ذکر اس فرمان میں:

۱۷۶۔ سورۃ الحجر:۱۵/۸۸ ۔۱۷۷ سورۃ مریم:۱۹/۹۷
۱۷۸۔ سورۃ بنی إسرائیل: ۱۵/۲۹ ۔۱۷۹ سورۃ الإنشراح:۹٤/۱۔۳
۱۸۰۔ سورۃ البقرہ:۲/۹۷ ۔۱۸۱ سورۃ القلم:٦۸/٤

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى﴾ (١٨٢)

ترجمہ: دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (کنزالایمان)

اوراس فرمان میں:

﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ﴾ (١٨٣)

ترجمہ: اسے روح الامین لے کر اترا تمہارے دل پر۔ (کنزالایمان)

اورزبان مبارک کا ذکراس فرمان میں:

﴿وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ (١٨٤)

ترجمہ: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے۔ (کنزالایمان)

اوراس فرمان میں:

﴿فَاِنَّمَا يَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ﴾ (١٨٥)

ترجمہ: تو ہم نے یہ قرآن تمہاری زبان میں یونہی آسان فرمایا۔ (کنزالایمان)

اور چشمانِ اقدس کا ذکراس فرمان میں:

﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى﴾ (١٨٦)

ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔ (کنزالایمان)

اوررُخِ انور کا ذکراس فرمان میں:

﴿قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ﴾ (١٨٧)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا۔ (کنزالایمان)

اوردستِ اقدس اورگردن مبارک کا ذکراس فرمان میں:

﴿وَ لَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ﴾ (١٨٨)

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔ (کنزالایمان)

١٨٢۔ سورة النّجم:٥٣/١١ ١٨٣۔ سورة الشّعراء:٢٦/١٩٣، ١٩٤

١٨٤۔ سورة النّجم:٥٣/٣ ١٨٥۔ سورة مريم:١٩/٩٧

١٨٦۔ سورة النّجم:٥٣/١٧ ١٨٧۔ سورة البقرة:٢/١٤٤

١٨٨۔ سورة بنی إسرائيل:١٧/٢٩

اور پشت مبارک اور سینۂ اقدس کا ذکر اس فرمان میں:

﴿اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۝ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۝ الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۝﴾ (۱۸۹)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا، اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی۔ (کنز الایمان) (۱۹۰)

اللہ تعالیٰ کس طرح اپنے پیارے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ذکرِ خیر کر کے پیارے محبوب ﷺ کو خوش کر رہا ہے۔

جیسے قرآن ورد ہے اس گل محبوبی کا یونہی قرآن کا وظیفہ ہے وقار عارض

اُمتی کا بھی فرض ہے کہ وہ ایسا کام کرے کہ جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ بھی خوش ہو جائے گا۔

خُدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ

۱۶۔ ﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (۱۹۱)

ترجمہ: قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔ (کنز الایمان)

بزار و بیہقی نے ''البعث'' میں حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک چٹیل میدان میں جمع فرمائے گا، اور کسی جان کو بات کرنے کی اجازت نہ ہوگی، سب سے پہلے جن کو پکارا جائے گا وہ حضور ﷺ ہوں گے اور آپ کہیں گے:

''لَبَّیۡکَ وَ سَعۡدَیۡکَ وَ الۡخَیۡرُ فِیۡ یَدَیۡکَ وَ الشَّرُّ لَیۡسَ اِلَیۡکَ وَ الۡمُھۡتَدِیۡ مَنۡ ھَدَیۡتَ وَ عَبۡدُکَ بَیۡنَ یَدَیۡکَ وَ لَکَ وَ اِلَیۡکَ لَا مَلۡجَأً وَ لَا مَنۡجَأً مِنۡکَ اِلَّا اِلَیۡکَ تَبَارَکۡتَ وَ تَعَالَیۡتَ سُبۡحَانَکَ رَبَّ الۡبَیۡتِ''

۱۸۹۔ سورۃ الانشراح:۹۴/۱۔۳

۱۹۰۔ المواھب اللّدنیۃ، المقصد الرّابع، الفصل الثّانی فیما خصّہ اللہ تعالیٰ بہ من المعجزات و شرفہ بہ الخ، ۲/۲۷۲، ۲۷۳

۱۹۱۔ سورۃ بنی اسرائیل:۱۷/۷۹

اُس وقت آپ شفاعت فرمائیں گے اور اس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:
﴿عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (۱۹۲)
مقامِ محمود کی وضاحت فرماتے ہوئے خود نبی مکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ھُوَ الْمَقَامُ الَّذِیْ اَشْفَعُ فِیْہِ لِاُمَّتِیْ'' یہ وہ مقام ہے جہاں میں اپنی اُمت کی شفاعت کروں گا۔(۱۹۳)
امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا کہ ایک روز غمگسارِ عامیاں و چارہ سازِ بیکساں ﷺ نے حضرت خلیل علیہ السّلام کے اِس قول کی تلاوت فرمائی:
﴿رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ ج فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ (۱۹۴)
ترجمہ: اے میرے ربّ بے شک بتوں نے بہت سے لوگ بہکا دیئے اور جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)
پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے اِس جملہ کو دہرایا:
﴿اِنْ تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ ج وَ اِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾ (۱۹۵)
ترجمہ: اگر تُو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں، اور اگر انہیں بخش دے تو تو ہی ہے غالب حکمت والا۔ (کنزالایمان)
پھر حضور ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور عرض کی:
''اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ'' ثُمَّ بَکٰی

۱۹۲۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثّالث، فصل فی تفضیلہ بالشّفاعۃ و المقام المحمود، ص۱۴۳، ۱۴۴
أیضاً الخالص الکبریٰ، باب اختصاصہ ﷺ بالمقام المحمود الخ، ۱/۲۲۱
۱۹۳۔ قاضی عیاض نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اِن کلمات کو نقل کیا ہے: فَھٰذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُوْدُ الَّذِیْ وُعِدَہٗ یعنی، یہی وہ مقامِ محمود ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔(الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثّالث، الفصل فی تفضیلہ بالشّفاعۃ الخ، ۱۴۴۔
۱۹۴۔ سورۃ إبراھیم: ۳۶/۱۴ ۱۹۵۔ سورۃ المائدۃ: ۱۱۸/۵

"اے میرے رب! میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بخش دے"

پھر حضور ﷺ زار و قطار رونے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یَا جِبْرَئِیْلُ اذْهَبْ إِلٰی مُحَمَّدٍ فَقُلْ: إِنَّا سَنُرْضِیْكَ فِیْ أُمَّتِكَ وَ لَا نَسُوْءُكَ" (۱۹۶)

اے جبریل! میرے محبوب (ﷺ) کے پاس جاؤ اور جا کر میرا پیغام دو اے حبیب! ہم تجھے تیری اُمّت کے بارے میں راضی کریں گے اور آپ کو تکلیف نہیں پہنچائیں گے۔

شفاعتِ مصطفیٰ ﷺ

بروزِ حشر جب ہر دل پر خوف و ہراس طاری ہوگا، جلالِ خداوندی کے سامنے کسی کو دم مارنے کی مجال نہ ہوگی، بڑے بڑے شجاع اور زور آور اور سرکش مارے خوف کے پانی پانی ہو رہے ہوں گے، ساری خلقِ خُدا آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت کلیم اللہ علیہ السّلام تک کا دروازہ کھٹکھٹائے گی لیکن شنوائی نہ ہوگی، آخر کار حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے پاس پہنچے گی، اور اُن سے شفاعت کی ملتجی ہوگی، آپ جواب دیں گے کہ میں خود آج لب کشائی کی جسارت نہیں کر سکتا، ہاں تمہیں ایک کریم کا آستان بتاتا ہوں جس پر حاضر ہونے والا کبھی نامراد خالی ہاتھ نہیں لوٹا، جاؤ اللہ تعالیٰ کے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پاس اور وہاں جا کر عرض حال کرو، چنانچہ سب بارگاہِ محبوبِ کبریاء ﷺ میں حاضر ہوں گے اور اپنی داستانِ غم پیش کرتے ہوئے گویا عرض کریں گے۔

سب نے صفِ محشر میں للکار دیا ہم کو — اے بیکسوں کے آقا اب تیری دُہائی ہے

(حدائقِ بخشش)

عرشِ حق ہے مَسندِ رفعت رسول اللہ کی — دیکھنی ہے حشر میں عزّت رسول اللہ کی

۱۹۶۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب دعاء النّبیّ ﷺ لأمّته و بُکاله شَفَقَةً عَلَیْهِمْ، برقم: ۴۱۹/۳٤٦۔ (۲۰۲)، ص ۱۲۳

حضور ﷺ سُن کر ارشاد فرمائیں گے "أَنَا لَهَا أَنَا لَهَا" ہاں تمہاری دستگیری کے لئے تیار ہوں، حضور ﷺ عرشِ عظیم کے قریب پہنچ کر سجدہ ریز ہوں گے، اپنی پاک زبان سے سُبُّوح وقدُّوس ربّ کی حمد وثناء کریں گے، ادھر سے آواز آئے گی:

يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ (۱۹۷)

یعنی، اے سراپا خوبی وزیبائی اپنے سر مبارک کو اٹھاؤ، کہو تمہاری بات سُنی جائے گی، تم مانگتے جاؤ ہم دیتے جائیں گے، تم شفاعت کرتے جاؤ، ہم شفاعت قبول فرماتے جائیں گے۔

اِس طرح حبیبِ خُدا ﷺ کی شفاعت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت بے پایاں کا دروازہ کھلے گا۔

علامہ قرطبی اور دیگر مُفسّرین نے قاضی ابوالفضل عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور پُر نور ﷺ پانچ شفاعتیں فرمائیں گے:

۱۔ شفاعتِ عامہ جس سے مومن اور کافر اپنے بیگانے سب مستفیض ہوں گے۔

۲۔ بعض خوش نصیبوں کے لئے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرنے کی شفاعت فرمائیں گے۔

۳۔ وہ مُوَحِّد جو اپنے گُناہوں کے باعث عذابِ دوزخ کے مستحق قرار پائیں گے، حضور ﷺ کی شفاعت سے بخش دیئے جائیں گے۔

۴۔ وہ گُنہگار جنہیں دوزخ میں پھینک دیا جائے گا، حضور ﷺ شفاعت فرما کر اُن کو وہاں سے نکالیں گے۔

۱۹۷۔ صحیح البخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ﴿یزِفُّون﴾ (الصافّات:۹٤) النَّسَلَانُ فی المشی، برقم:۳۳٦۱، ۲/۳۷۲، کتاب الرِّقاق، باب صفة الجنّة و النّار، برقم:٦٥٦٥، ٤/۲۲۳، ۲۲٤، کتاب التّوحید، باب کلام الرّبّ عزّ و جلّ یوم القیامة، برقم:۷٥۱۰، ٤/٤۷٦، ٤۷۷

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أهل الجنّة منزلةً فیها، برقم:۱۹۳، ۱۹٤، ص۱۱٦، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰ بتغیر یسیر

۵۔ اہلِ جنت کے مدارج میں ترقی کے لئے سفارش فرمائیں گے۔ ملخصاً (۱۹۸)

خود سوچئے جن کا دامنِ کرم سب کو ڈھانپے گا، جن کی محبوبیت کا ڈنکہ بج رہا ہوگا، جن کی جلالتِ شان اپنے بھی دیکھیں گے اور بیگانے بھی، ایسے میں کون سا دل ہوگا جو اُس محبوب کی عظمت کا اعتراف نہ کرے گا، اور کون سی زبان ہوگی جو اُس کی تعریف وتوصیف میں زمزمہ خواں نہ ہوگی۔

علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے ستائیس صحابہ سے حدیث مروی ہونے کی تصدیق کی ہے، علامہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیثِ شفاعت متواتر ہے۔(۱۹۹)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا فَخْرَ، وَ بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ، وَ مَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمُ وَ مَنْ سِوَاهُ إِلَّا تَحْتَ لِوَائِيْ" (۲۰۰)

یعنی، قیامت کے دن ساری اولادِ آدم کا سردار میں ہوں گا، حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا، سارے نبی میرے پرچم کے نیچے جمع ہوں گے، یہ ساری باتیں اظہارِ حقیقت کے طور پر کہہ رہا ہوں، فخر و مُباہات مقصود نہیں۔

خُدا چاھتا ھے رضائے محمد ﷺ

۱۷۔ ﴿وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ (۲۰۱)

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان)

۱۹۸۔ تفسیر قرطبی، سورة (۱۷) بنی إسرائیل، الآیة:۷۹، ۵/۱۰/۳۱۰

۱۹۹۔ تفیسر المظھری، سورة بنی إسرائیل، الآیة:۷۹، ۵/۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹

۲۰۰۔ سُنن التّرمذی، کتاب التفسیر، باب من سورة بنی إسرائیل، برقم:۳۱۴۸، ۴/۱۵۹، و باب فی فضل النّبیّ ﷺ، برقم:۳۶۱۵، ۴/۴۲۴

أیضاً سُنَن ابن ماجة، کتاب الزّھد، باب ذکر الشّفاعة، برقم:۴۳۰۸، ۴/۵۶۵

أیضاً المسند للإمام أحمد، ۳/۲

أیضاً نقله التّبریزی فی "مشکاته" فی أحوال القیامة (باب فضائل سیّد المرسلین ﷺ)، برقم:۵۷۶۱، ۳۔۴/۳۵۶

۲۰۱۔ سورة الأنبیاء:۲۱/۱۰۷

حضور ﷺ کا رحمت ہونا

خیال رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ''ربّ العالمین'' فرمایا اور حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ''رحمۃ للعالمین''، معلوم ہوا جن کا اللہ تعالیٰ ربّ ہے، اُن کے لئے حضور ﷺ رحمت ہیں۔ چنانچہ آپ کی رحمت مطلق ہے، تام ہے، کامل ہے، شامل ہے، عام ہے، عالم غیب وشہادت کو گھیرے ہوئے ہے، دونوں جہان میں دائمی ہے۔(۲۰۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کا رحمت ہونا عام ہے، ایمان والے کے لئے بھی اور اُس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا، مومن کے لئے تو آپ دنیا وآخرت دونوں میں رحمت ہیں، اور جو ایمان نہ لایا، اُس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت اُس سے بچے رہے جو ان کے علاوہ دوسری جھٹلانے والی اُمتوں کو پہنچا یعنی اُن کے عذاب میں تاخیر ہوئی اور خسف، مسخ اور استیصال کے عذاب اٹھا دیئے گئے۔(۲۰۳)

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کئی اقوال نقل فرماتے ہیں:

ا۔ یہ حقِ ملائکہ میں بھی امن ہے جیسے ہاروت و ماروت کا ابتلا ہوا، اب نہیں ہوگا، اور اِس کی تائید پر جو صاحبِ شفاء نے نقل کیا، وہ قول صادق نظر آتا ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السّلام کو فرمایا کہ ''کیا انہیں بھی اِس رحمت سے کچھ ملا''، عرض کی جی ہاں، مجھے اپنے انجام کی فکر تھی تو اللہ تعالیٰ نے میری تعریف میں ﴿ذِیْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ﴾ (۲۰۴) فرما کر مامون کر دیا۔(۲۰۵)

۲۔ ''عالَم'' سے مُراد تمام مخلوقات ہے، اس لئے ''عالَم'' ماسوی اللہ اور صفاتِ حق کے

۲۰۲۔ تفسیر روح البیان، سورة (۲۱) الأنبیاء، الآیة: ۱۰۷، ۶۲۹/۵
أیضاً نور العرفان، سورة (۲۱) الأنبیاء، ص۵۲۸، حاشیه (۲)

۲۰۳۔ الشّفا بتعریف حقق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص۲۳
أیضاً خزائن العرفان، سورة الأنبیاء، الآیة:۱۰۷، ص۳۹۵

۲۰۴۔ سورة التّکویر: ۲۰/۸۱

۲۰۵۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، فیما جاء من ذلك مجمع المدح الخ، ص۲۳

سو اسب کچھ مُراد ہے۔

۳۔ حضور پُرنور ﷺ کی ذاتِ اقدس کا تمام خلائق کے لئے رحمت ہونا بایں اعتبار ہے کہ حضور ﷺ واسطہ فیضِ الٰہی ہیں، تمام ممکنات پر حسبِ قابلیت۔ اِسی وجہ سے حضور ﷺ کا نُور بھی اول مخلوقات ہے، چنانچہ حدیث میں ہے کہ ''اے جابر! اول جسے پیدا فرمایا وہ تیرے نبی کا نور ہے''۔(۲۰۶) اور حدیث میں آیا ہے کہ ''اللہ عطا فرمانے والا ہے اور ہم تقسیم کرنے والے ہیں''۔(۲۰۷)

۲۰۶۔ اس حدیث شریف کو امام مالک کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل کے استاد اور امام بخاری کے استاد الاستاد امام عبدالرزاق صنعانی نے روایت کیا اور ان کے حوالے سے مُحدِّثین کرام اور علماء عظام نے نقل کیا جیسے امام بیہقی نے ''دلائل النبوّة'' میں اور امام قسطلانی نے ''المواهب اللّدنيه'' میں اور امام زرقانی نے ''شرح الزّرقاني على المواهب'' (المقصد الأول، ۱/۸۹، ۹۰، ۹۱) میں اور علامہ فاسی نے ''مُطالع المسرّات'' (ص ۲۲۰، ۲۲۱) میں نقل کیا ہے، ان کے علاوہ متعدد ناقلین جن کی تصانیف کے بارے میں جاننے کے لئے علامہ منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ کی تصنیف ''مقامِ رسول'' (ص ۲۱۹، ۲۲۰) کا مطالعہ کیجئے، یاد رہے کہ حدیثِ جابر کو مُحدِّثین کرام، علماء اسلام کی ایک بڑی جماعت نے ''مصنّف عبدالرزاق'' کے حوالے سے ذکر کیا جو اِس بات کی بیّن دلیل ہے کہ یہ حدیث اِس کتاب میں موجود ہے لیکن جب ''المصنّف'' کے مطبوع نسخوں کو دیکھا جاتا تو اُن میں یہ باب ہی مفقود تھا، اِس بنا پر ایک بڑے گروہ نے علماء مُحدِّثین کی نقل کا اعتبار نہ کرتے ہوئے حدیث جابر کے وجود سے انکار کر دیا جو کہ اُن حضرات پر طعن تھا جنہوں نے اِس حدیث کو امام عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کیا تھا، بالآخر بعض احباب کی ایک طویل عرصے کی جدوجہد کے بعد ''المصنّف'' کا قلمی نسخہ ملا کہ جس میں مذکور باب ملا اُس میں حدیثِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھی اور اُسے قبول کرنے میں اب کسی کے لئے کسی تأمل کا جواز باقی نہ تھا، کیونکہ اس کتاب میں حدیثِ جابر کے وجود پر کثیر علماء مُحدِّثین کی نقول اُن کی تصریحات شاہد تھیں جنہوں نے اِس کتاب میں اِس حدیث کو دیکھا تھا اور اُسے اپنی کُتب میں نقل کیا تھا، لیکن جن لوگوں نے اِس خیانت کا ارتکاب کیا تھا اُن کی باقیات کو جب اپنے نظریات مجروح ہوتے ہوئے نظر آئے تو انہوں نے اُس قلمی نسخے اور اُسے منظرِ عام پر لانے والوں پر طرح طرح کے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی۔

۲۰۷۔ صحيح البخاري، كتاب العلم، باب من يرد الله خيراً يفقّهه في الدّين، برقم: ۷۱، ۱/۲۷ و كتاب فرض الخمس، باب قول الله تعالىٰ ﴿فَأَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ﴾ (الأنفال: ۸/۴۱)، برقم: ۳۱۱۶، ۲/۳۰۵، و كتاب الاعتصام بالكتاب و السّنّة، باب قول النّبيّ ﷺ: لا تزال طائفة الخ، برقم: ۷۳۱۲، ۴/۴۲۲

۴۔ ''مفتاح السعادت'' میں ابن قیم نے لکھا کہ اگر نبوّتیں نہ ہوتیں (۱) تو عالَم میں کوئی علم نافع نہ ہوتا، (۲) کوئی عمل صالح نہ ہوتا، (۳) قطعاً صلاحیت معاش نہ رہتی، (۴) بالکل قوام مملکت نہ رہتا، (۵) اور لوگ چار پائے اور بہائم کی طرح اور کتّوں کی طرح رہ جاتے کہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے، (۶) اور ہر خیر عالَم میں آثارِ نبوّت سے ہے، (۷) اور ہر شر جو عالَم میں واقع ہوا یا ہوگا وہ بہ سبب خفاء آثارِ نبوّت کے ہے، (۸) اور ورس ہائے نبوّت کے بند ہونے سے ہے، (۹) عالَم جسم ہے اور اس کی روحِ نبوّت، اور ظاہر ہے کہ جسم کا قیام روح کے بغیر ناممکن ہے، (۱۰) یہی وجہ ہے کہ جب نبوّت کا سورج کائنات سے چُھپ جائے گا اور نبوّت کے آثار میں سے زمین میں قطعی طور پر کچھ باقی نہیں رہے گا تو آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، سورج لپیٹ دیا جائے گا، چاند بے نور کر دیا جائے گا، پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں گے، زمین میں زلزلہ آئے گا، جو زمین پر ہوں گے سب ہلاک ہو جائیں گے، تو ثابت ہوا کہ عالَم کا قیام آثارِ نبوّت سے ہے۔

پھر آگے لکھا کہ جب یہ امر مسلّم ہے کہ نظامِ عالَم مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ اقدس کے واسطہ سے ہے اس لئے آپ اکمل النبیّین ہیں۔(۲۰۸)

(۱۱) اور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہر فرد مخلوق کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوئی، ملائکہ اور انس و جن سب کے لئے اور شانِ رحمت سے مستفیض ہونے میں کافر مومن، انس و جن میں کوئی فرق نہیں، البتہ اِفاضۂ رحمت میں تفاوت ہے جتنی رحمت کا جو مستحق ہے اتنی ہی رحمت اُس پر ہے، چنانچہ اِس پر ذیل کی حدیث ہماری دلیل ہے:

''مسلم'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: عرض کیا گیا یارسول اللہ! کفّار کے خلاف دعا فرمائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''میں لعنت کرنے والا مبعوث نہیں ہوا، میں تو سب کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں''۔(۲۰۹)

۲۰۸۔ امام اہلسنّت نے اسی مضمون کو اپنے اس شعر میں بیان فرمایا کہ

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے۔

۲۰۹۔ صحیح مسلم، کتاب البرّ و الصّلة، باب النّهی عن لعن الدّواب و غیرها، برقم: ۶۷۰۵/ ۸۷۔ (۲۵۹۹)، ص ۱۲۵۱

''بیہقی'' میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے: ''میں رحمت اور ہدایت ہی ہوں''۔(۲۱۰) یہاں علامہ آلوسی علیہ الرحمہ کی عبارت ختم ہوئی۔(۲۱۱)

''تفسیر روح البیان'' (۲۱۲) میں اِسی آیت کے تحت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''ہماری زندگی بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور ہماری وفات بھی''، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا، یارسول اللہ (ﷺ)! زندگی پاک تو ظاہر کہ بہتر ہے، وفات شریف کس طرح بہتر ہے، فرمایا کہ ''ہماری قبر اطہر میں ہر جمعہ اور سوموار کو تمہارے اعمال پیش ہوتے رہیں گے، نیک اعمال کو دیکھ کر ہم ربّ کا شکر ادا کریں گے، اور بُرے اعمال کو دیکھ کر تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں گے''۔(۲۱۳)

طبرانی میں ہے کہ اُمّ المؤمنین سیّدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں رسول اکرم ﷺ شب باش تھے، اُٹھے اور نماز کے لئے وضو فرمایا، پس میں نے سُنا آپ فرمارہے تھے ''لَبَّیك، لَبَّیك، لَبَّیك'' اور فرمایا ''تیری مدد ہوگی''، میں نے عرض کی آپ کس سے لَبَّیك وغیرہ فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا کہ: ''یہ راجز مجھے پکار رہا تھا، میں نے اُسے جواب دیا''۔(۲۱٤)

۲۱۰۔ دلائل النّبوّة للبيهقي، جماع أبواب مولد النّبيّ ﷺ، باب ذكر أسماء النّبيّ ﷺ، ۱/۱۵۸ أيضاً الجامع الصّغير، برقم: ۲۵۸۳، ۲/۵۳٤۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے رحمت اور پرہیزگاروں کے لئے ہدایت بنا کر بھیجا ہے''۔ اسے امام ابونعیم نے ''دلائل النّبوّة'' میں روایت کیا ہے اور علامہ بغوی نے ''الأنوار في شمائل النّبيّ المختار'' (برقم: ۲۵۱، ۱/۲۰۸) میں اور ''دلائل النّبوّة'' کے حوالے سے امام سیوطی نے ''الخصائص الكبرىٰ'' (باب من خصائصه ﷺ أنه بعث رحمة للعالمين الخ، ۲/۱۸۹) میں نقل کیا ہے۔

۲۱۱۔ روح المعاني، سورة (۲۱) الأنبياء، الآية: ۱۰۷، ۱۷/۱۳۸، ۱۳۹

۲۱۲۔ تفسير روح البيان، سورة الأنبياء، الآية: ۱۰۷، ۵/٦۳۱

۲۱۳۔ مجمع الزّوائد، كتاب علامات النّبوّة، باب ما يحصل لأمّته ﷺ من استغفاره بعد وفاته، برقم: ۱٤۲۵۰، ۸/٤۲۷

۲۱٤۔ المعجم الصّغير للطّبراني، ۲/۷۳، ۷٤ بتغيير يسير
أيضاً نقله الإمام النّبهاني في ''حجّة الله على العالمين'' في الباب السّابع، الفصل الأول، إنماده بشؤون بعض أصحابه رضي الله عنهم من المغيبات، عمرو بن سالم الخزاعي رضي الله عنه، ص ۳۵٤

راجز رضی اللہ عنہ کا واقعہ: کُفّار حضرت عَمرو بن سالم راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مکہ سے ہجرت پر راضی نہ تھے، لیکن آپ مکہ سے نکلے اور مدینہ طیبہ کا راستہ اختیار کیا، راستے میں دشمن کے زبردست گھیرے میں آگئے، تو راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو پکارا، اور فریاد کی کہ حضور ﷺ مجھے بچائیں ورنہ دشمن قتل کردے گا، آپ ﷺ اُس وقت اُمّ المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر وضو فرمارہے تھے تو وہیں مدینہ طیبہ مقام وضو میں بیٹھے ہی لبیّک فرما کر راجز کے پاس حاضری کا ثبوت دیا، اور نُصرت کی، اُس کی امداد فرما کر اُسے دشمن سے بچالیا، اور راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تسلّی دی۔

راجز کا ایک شعر ہدیہ قارئین ہے:

فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصْرًا عَتَدَا　　　وَ ادْعُ عِبَادَ اللّٰهِ يَأْتُوْا مَدَدَا

یعنی، پس رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگ کیونکہ آپ کی مدد ہر وقت تیار ہے، تو اللہ کے بندوں کو پکار وہ تیری مدد کو پہنچیں گے۔(۲۱۵)

اِسی مضمون کو امام اہلسنّت علیہ الرحمۃ والرضوان یوں بیان فرماتے ہیں:

واللہ وہ سُن لیں گے، فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

امام ابو محمد صدر الدین بقلی (۲۱۶) اور ان کے حوالے سے علامہ اسماعیل

۲۱۵۔ أسد الغابه، باب العين، برقم:۳۹۲۳، ۷۲۱/۳
أيضاً معرفة الصّحابه لأبي نعيم، باب العين، برقم:۲۰۶٤، ۴۰۹/۳
أيضا تاريخ الإسلام للذهبي، المغازي، ص۵۲۳۔
أيضاً الاستيعاب، باب العين، برقم:۱۹۳۸، ۲۵۹/۳
نوٹ: "أسد الغابه" میں یہ شعر اسی طرح ہے جس طرح حضرت مؤلّف مدظلّہ العالی نے ذکر فرمایا اور "معرفة الصّحابة" اور "تاريخ الإسلام" میں "فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ" کی جگہ "فَانْصُرْ هَدَاكَ اللّٰهُ" ہے اور "تاريخ الإسلام" میں "نَصْرًا عَتَدَا" کی جگہ "نَصرًا أعْتَدَا" ہے اور "معرفة الصّحابة" میں "نَصرًا أبَدًا" ہے اور "عَتَدًا" بمعنی "قَوِيًّا" ہے جب کہ "الاستيعاب" میں "فَانْصُرْ رَسُوْلَ اللّٰهِ نَصرًا عَتَدا" کی جگہ "قَدْ جَعَلُوا لِيْ بِكَدَاءَ رَصَدَا" ہے
۲۱۶۔ تفسير عرائس البيان، سورة الأنبياء، الآية:۱۰۷، ۵۲۸/۲

حقی (۲۱۷) لکھتے ہیں کہ اے صاحب فہم! اللہ تعالیٰ نے اِس آیت کریمہ میں ہمیں بتایا کہ خالقِ کائنات نے اپنی مخلوقات میں جو چیز سب سے پہلے پیدا کی وہ حضرت محمد ﷺ کا نُور ہے، پھر اللہ تعالیٰ نے اِس نُور کے ایک جُزو سے از عرش تا فرش تمام مخلوقات کو پیدا فرمایا اور وُجود و شہود کی طرف آپ ﷺ کو بھیجنا جمیع مخلوقات کے لئے رحمت ہے، کیونکہ (مصدر خلائق وہی ہیں) سب کا صدور وظہور انہی کے نُور سے ہے، لہٰذا ان کا موجود ہونا وُجودِ خلق کا مُوجب ہے، اور اُن کا وُجود مبارک جمیع خلائق پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے، اِس لئے کہ سب کے وُجود کا سبب وہی ہیں، لہٰذا وہ ایسی رحمت ہیں جو سب کے لئے کافی ہیں اور اِسی آیت میں (اللہ تعالیٰ نے) ہمیں (یہ بھی) سمجھا دیا ہے کہ قضاء و قدرت میں تمام مخلوقات صورتِ مخلوقہ کی طرح ہے، جان بغیر روح حقیقی کے پڑی ہوئی حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری کا انتظار کر رہی تھی، جب حضور ﷺ عالَم میں تشریف لائے تو تمام عالَم وُجودِ محمدی سے زندہ ہو گیا، اِس لئے کہ تمام مخلوقات کی رُوح حضور سیّد عالَم ﷺ ہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت تمام جہانوں کے لئے''۔(۲۱۸)

آیت کریمہ کی جو تفسیر ہم نے جلیل القدر علماء مفسّرین سے نقل کی ہے، اس کی روشنی میں یہ حقیقت آفتاب سے زیادہ روشن ہوگئی کہ تمام افرادِ مُمکنات کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کا رابطہ اور تعلق ہے، جس کے بغیر حصولِ فیض ممکن نہیں، اور جب سب کا ربط حضور ﷺ سے ہے تو حضور ﷺ کسی سے دُور نہیں، نہ کسی فردِ ممکن سے بے خبر ہیں، جب وہ رحمۃ للعالمین ہونے کی وجہ سے روحِ دو عالَم ہیں تو کس طرح ممکن ہے کہ عالَم کا کوئی فرد یا جزو اُس رُوحِ مقدسہ سے خالی ہو جائے، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ حضور نبی کریم ﷺ رحمۃ للعالمین ہو کر روحِ کائنات ہیں، اور عالَم کے ہر ذرہ میں رُوحانیتِ محمدیہ کے جلوے چمک رہے ہیں، اور ظاہر ہے کہ آپ کی یہ جلوہ گری علم و ادراک اور حقیقت نظر و بصر سے معرّیٰ ہو کر نہیں ہو سکتی، کیونکہ رُوحانیت و نُورانیت ہی اصل اِدراک اور حقیقتِ نظر و بصر ہے، لہٰذا ثابت ہو گیا کہ عرش سے فرش تک تمام

۲۱۷۔ تفسیر روح البیان، سورۃ الأنبیاء، الآیۃ:۱۰۷، ۵/۶۳۰

۲۱۸۔ سورۃ الأنبیاء، ۲۱/۱۰۷

مخلوقات و ممکنات کے حقائق لطیفہ پر حضور نبی کریم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

اِس مضمون کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یہ امر خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ علماء عارفین اور اولیاء کاملین نے جو حقیقتِ محمدیہ کو تمام ذراتِ کائنات میں جاری و ساری بتایا، اس کی اصل یہی آیت مبارکہ ہے اور اِس میں شک نہیں کہ نماز میں ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ'' کہنے کا حکم بھی اِس اَمر پر مبنی ہے کہ جب حقیقتِ محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء تمام ذراتِ کائنات میں موجود ہے تو ہر عبد مُصلّی (یعنی نمازی) کے باطن میں بھی اِس کا پایا جانا ضروری ہے اور چونکہ حضور ﷺ باوجود تمام کائنات میں جلوہ گر ہونے کے اللہ تعالیٰ کے دربار سے کسی وقت جُدا نہیں ہوتے اس لئے نمازی کو حکم دیا گیا کہ جب تو دربارِ الٰہی میں حاضر ہو تو خطاب و ندا کے ساتھ انہیں مخاطَب کر کے ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ'' کے الفاظ سے اُن کی خدمت میں تحفۂ صلاۃ و سلام پیش کر۔

چنانچہ قطبِ ربّانی غوثِ صمدانی سیّدی امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف ''کتاب المیزان'' میں ''تشہد'' کے بیان میں فرماتے ہیں:

میں نے سیّدی علی خواص رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا، وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے ''تشہد'' میں نمازی کو رسول اللہ ﷺ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا حکم صرف اِس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو اِس بات پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں، اُس بارگاہ میں اُن کے نبی ﷺ بھی تشریف فرما ہیں، اِس لئے کہ وہ دربارِ خداوندی سے کبھی جُدا نہیں ہوتے، پس نمازی نبی کریم ﷺ کو بالمشافہ (رُو برو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔(۲۱۹)

اِسی مضمون کو ''تشہد'' کے بیان میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ''فتح الباری شرح صحیح بخاری'' میں حسب ذیل ایمان افروز عبارت میں لکھتے ہیں:

''اہلِ عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات کے ساتھ ملکیت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حیّ لا یموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی، اُن کی

۲۱۹۔ المیزان الکبریٰ الشعرانیۃ، کتاب الصّلاۃ، باب صفۃ الصّلاۃ، ۱/ ۱۹۸

آنکھیں فرحتِ مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو اِس بات پر تنبیہ کی گئی کہ بارگاہِ خداوندی میں جو انہیں یہ شرفِ باریابی حاصل ہوا ہے، یہ سب نبی رحمت ﷺ کی برکتِ متابعت کا طفیل ہے۔
نمازیوں نے اِس حقیقت سے باخبر ہو کر بارگاہِ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے، یعنی دربارِ خداوندی میں نبی کریم ﷺ جلوہ گر ہیں، حضور ﷺ کو دیکھتے ہی ''اَلسَّلامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَکَاتُهٗ '' کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے''۔(۲۲۰)

اِسی طرح شاہ عبدالحق محدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی ''اشعۃ اللمعات'' میں فرماتے ہیں: ''اور حضور ﷺ ہمیشہ مومنوں کا نصبُ العین اور عابدوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، تمام احوال واوقات میں خصوصاً حالتِ عبادت میں اور اس کے آخر میں کہ نورانیت اور انکشاف کا وُجود اِس مقام میں بہت زیادہ اور نہایت قوی ہوتا ہے، اور بعض عُرفاء نے فرمایا کہ یہ خطاب اِس وجہ سے کہ حقیقتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصّلوٰۃ والتّسلیم تمام موجودات کے ذرّات اور افرادِ مُمکنات میں جاری وساری ہے، پس آنحضرت ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں، لہٰذا نمازی کو چاہئے کہ اِس معنی سے آگاہ رہے اور حضور ﷺ کے اس حاضر ہونے سے غافل نہ ہو، تاکہ انوارِ قُرب اور اسرارِ معرفت سے روشن اور فیضیاب ہو''۔(۲۲۱)
سبحان اللہ کوئی ذرّہ کوئی وقت ایسا نہیں جس کا تعلق دامنِ محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے وابستہ نہ ہو۔

کُھلے کیا رازِ محبوب و محبّ مستانِ غفلت پر — شرابِ قدرَأی الحقّ زیبِ جام میں رانی ہے
(حدائقِ بخشش)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر — وہی قرآن وہی فرقان وہی یٰسین وہی طٰہٰ
(اقبال)

صلی اللہ علیہ وسلم

۲۲۰۔ فتح الباري، كتاب الأذان، باب التّشهّد في الآخرة، برقم: ۸۳۱، الجزء (۲)، ۳۳۹/۳
۲۲۱۔ أشعة اللمعات، كتاب الصّلاة، باب التّشهّد، الفصل الأول، ۴۰۱/۱

۱۸۔ ﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا﴾ (۲۲۲)
ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول: سیّدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے:

كانوا يقولون: يَا مُحَمَّدُ يَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَن ذَالك إعظاماً لنبيّه ﷺ، فقالوا: يَا نَبِيَّ اللّٰه، يَا رَسُولَ اللّٰه (۲۲۳)

یعنی، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو یا محمد، یا ابا القاسم کہہ کر پکارتے، پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی وجہ سے اِس سے نہی فرمائی۔ پس وہ کہنے لگ گئے "یا نبیّ اللہ، یا رسولَ اللہ"۔

امام بیہقی علقمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا "یا محمد" نہ کہو، بلکہ "یَا رَسُولَ اللّٰهِ، يَا نَبِيَّ اللّٰهِ" کہو، اس کی مثل ابو نعیم نے عن الحسن وسعید بن الجبیر سے تخریج فرمائی۔ (۲۲۴)

امام مجاہد اور قتادہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ کا معنی یہ ہے کہ

۲۲۲۔ سورة النّور: ۲۴/۶۳

۲۲۳۔ الخصائص الكبرىٰ، باب قبل باب اختصاصه ﷺ بأن الميّت يسأل عنه الخ، ۲/۱۹۰ و في نسخة الثّانية باب تحريم ندائه باسمه، ۲/۳۲۵۔
و قال أخرجه أبو نعيم من طريق الضحاك۔
أيضاً لباب النّقول للسّيوطي، سورة النّور، الآية: ۶۳، ص ۲۳۰
أيضاً تفسير المظهري، سوره الأحزاب، الآية: ۶۳، ۶/۴۳۶
أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (۲۴) النّور، الآية: ۶۳، ۳/۴۱۰
أيضاً تيسير الوصول، سورة (۲۴) النّور، الآية: ۶۳، ص ۲۴۷
أيضاً زاد المسير، سورة (۲۴) النّور، الآية: ۶۳، ۳/۵/۴۰۰

۲۲۴۔ المواهب اللّدنية، المقصد الرّابع، الفصل الثّاني، ۲/۲۸۶۔
أيضاً الخصائص الكبرىٰ، باب قبل باب اختصاصه ﷺ بأن الميّت يسأل عنه الخ، ۲/۱۹۰ و باب تحريم ندائه باسمه، ۲/۳۲۵

لَا تَدْعُوا بِاسْمِهٖ كَمَا يَدْعُوا بعضكم بعضاً (٢٢٥)

یعنی، آپ کو اپنے نام کے ساتھ ایسا نہ پکارو جیسا ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اور امام طبری نے مجاہد سے نقل کیا ہے مذکورہ آیہ کریمہ میں حکم دیا گیا کہ حضور ﷺ کو ''یارسول اللہ'' کہہ کر بلائیں اور ''یا محمد'' نہ کہیں۔ (٢٢٦)

''تفسیر قادری'' ترجمہ تفسیر حسینی میں اِس آیت کے تحت ہے:

''تم رسول اللہ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو فقط نام لے کر پکارتے ہو، بلکہ چاہئے کہ تعظیم کے ساتھ پکارا کرو، جیسے ''يَا رَسُوْلَ الله، يَا نَبِيَّ الله''۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السّلام کو قرآن میں نام لے کر پکارا اور اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے تعظیم وتکریم کے ساتھ خطاب کیا، اور یہ قاعدہ آپ کی زندگی مبارکہ سے خاص نہ تھا، بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی جاری ہے، چنانچہ شیخ رملی قدس سرہ نے فرمایا: سید عالم ﷺ کا اسم گرامی لے کر ندا کرنے کی ممانعت کا حکم وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ (جواہر البحار) اس کے بعد فرمایا:

''ہاں اگر اسم گرامی کے ساتھ ایسے صفات ہوں جو کہ آپ کی تعظیم وتوقیر سے مقتضی ہوں تو پھر جائز وحلال ہے، جیسے یا محمد الوسیلة''۔ (٢٢٧)

جب حضور ﷺ تمہیں کسی کام کے لئے بلانا چاہیں تو تم بلانے پر فوراً حاضر ہو اور قریب نہ جاؤ جب تک اجازت نہ ہو اور اپنے آپس پر قیاس نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو، اور آکر بلا اِذن بُلانے والے کے لئے چلے جاتے ہو۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارے حبیب کا نام لے کر ایسے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو، یعنی تم ''یا محمد'' کہہ کر نہ پکارو بلکہ ''يَا نَبِيَّ الله، يَا رَسُوْلَ الله''، تعظیم وتوقیر سے اور دبی ہوئی آواز سے پکارو۔ (٢٢٨)

٢٢٥۔ تفسیر المظهری، سورة النّور، الآية: ٦٣، ٦/٤٣٦

٢٢٦۔ تفسیر المظهری، سورة النّور، الآية: ٦٣، ٦/٣٦٠

٢٢٧۔ شهد سے میٹھا نام محمد ﷺ، ص ١٤١، ١٤٢

٢٢٨۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثّامن و العشرون، سورة النّور، ٤/٧٣٦

امام قسطلانی لکھتے ہیں: اُمت پر حضور ﷺ کا نام لیکر پکارنا (یعنی ''یا محمد'' کہنا) حرام ہے بلکہ توقیر، تواضع اور دبی آواز کے ساتھ ''یَا رَسُولَ اللّٰہ، یَا نَبِیَّ اللّٰہ'' کہو۔ ملخصاً (۲۲۹)

سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے فرمانے سے پہلے بات مت کرو اور جب حضور ﷺ کلام فرماتے ہوں تو کان لگا کر سنو اور خاموش رہو اور آپ ﷺ کے فیصلہ سے قبل کسی معاملہ پر فیصلہ کی جلدی کرنے سے منع کئے گئے ہو اور یہ کہ وہ کسی چیز کا حکم فرمائیں خواہ وہ جہاد سے متعلق ہو یا اُس کے علاوہ اُمورِ دینیہ میں سے ہو، تو آپ ﷺ کے ارشاد پر چلیں، آپ ﷺ سے پہلے کسی معاملہ میں جلدی نہ کریں، حضرت حَسن، مُجاہد، ضحّاک، سُدی اور ثَوری رحمہم اللہ کا قول بھی اِس طرف واقع ہے۔ (۲۳۰)

ابو نعیم نے بطریق ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِس آیت کے تحت روایت کی انہوں نے کہا کہ لوگ ''یَا مُحَمَّدُ، یَا أَبَا الْقَاسِم'' کہہ کر حضور ﷺ کو پکارا کرتے تھے، تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو اِس سے اپنے نبی کی عظمت واحترام کی وجہ سے منع فرما دیا، پھر لوگ ''یَا نَبِیَّ اللّٰہ، یَا رَسُولَ اللّٰہ'' کہنے لگے۔ (۲۳۱)

بیہقی نے قتادہ سے آیہ کریمہ کے تحت روایت کی انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اُس کے نبی کی ہیبت دل میں رکھیں اور اُن کی تعظیم وتوقیر کریں اور اُن کو سردار جانیں۔ (۲۳۲)

علماء نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے خصائص میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں آپ کو آپ کے اسمائے مبارکہ کے ساتھ نہیں پکارا، امام ابو نعیم اصفہانی نے ''دلائل النبوۃ'' کی پہلی فصل کی ابتداء میں دوسری حدیث کے تحت لکھا ہے کہ نام سے کنایہ جلیل القدر مخاطب اور عظیم مدعوّ کی انتہائی تعظیم ہوا کرتا ہے کیونکہ جس کی تعظیم میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو اُس کے نام سے کنایہ کیا جاتا ہے، اگر بادشاہ ہو تو اُسے یا أَیُّھَا الْمَلِکُ، امیر ہو تو یا أَیُّھا الأمیر کہا جائے گا

۲۲۹۔ المواھب اللّدنیۃ، ۲/۲۸۶

۲۳۰۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الثالث فی تعظیم أمرہ الخ، ص۲۵۶

۲۳۱۔ دلائل النبوّۃ لأبی نعیم، الفصل الأول، برقم:٤، ١/٤٣

۲۳۲۔ الخصائص الکبریٰ، باب قبل باب اختصاصہ ﷺ بأن المیّت یسأل عنہ الخ، ۲/۱۹۰، و فی نسخۃ الثّانیۃ: باب تحریم ندائہ باسمہ، ۲/۳۲۰

پس اللہ عزّ وجلّ نے اپنے نبی کو انتہائی رُتبہ تک اور اَعالی رفعت تک پہنچایا، فرمایا: ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ﴾(۲۳۳) اور ﴿یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ﴾(۲۳۴)

بلکہ یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ ، یٰٓاَیُّھَا الرَّسُوْلُ (۲۳۵) "یٰٓاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ، یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ" فرمایا، تمام انبیاء کو اُن کے اسماء سے پکارا، یَا آدَمُ، یَا اِبْرَاھِیْمُ، یَامُوْسیٰ، یَا عِیْسیٰ، یَا دَاوٗدُ، یَا زَکَرِیَّا، یَا یَحْییٰ۔(۲۳۶)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ ''شانِ حبیب الرحمٰن'' میں فرماتے ہیں: ''اِس کے ایک معنی یہ بھی ہوسکتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دعا کو جو کہ وہ بارگاہِ الٰہی میں کرتے ہیں ایسا نہ سمجھو جیسے کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے استدعا کرتے ہو، کہ خواہ قبول ہو یا نہ بلکہ اُن کی دعا اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوتی ہے۔ اُن کی جُنبشِ لب کُشائی کُنجی ہے، اِس لئے اگر انبیاء کرام علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کوئی دِعا ایسی کرنا چاہیں جو مشیتِ الٰہی کے خلاف ہو تو اُن کو دعا سے روک دیا جاتا ہے، یہ نہیں ہوتا کہ دعا کریں اور نامنظور ہو۔ دعا سے روکنے میں اُن کی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے، یا یہ مطلب ہوتا ہے کہ چونکہ آپ کی بات خالی جائے یہ ہم کو منظور نہیں، اور ہمارے ارادے کے خلاف ہو، یہ ممکن نہیں، لہٰذا آپ اِس بارے میں دُعا نہ کریں، حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت لوط کے بارے میں سفارش کرنا چاہی تو فرما دیا گیا: ''اے ابراہیم! اِس دعا سے اعراض فرمائیے'' ﴿یٰٓا اِبْرَاھِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ ھٰذَا﴾ احادیث کے مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ حضور انور ﷺ نے جن کو جس وقت جو دعا فرما دی وہ ہی قبول ہوئی۔(۲۳۷)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور انور ﷺ کی دعوت کی، اُن کی بیوی ابھی

۲۳۳۔ سورۃ الأحزاب: ۴۵، و سورۃ الأنفال: ۶۴

۲۳۴۔ سورۃ المائدۃ: ۴۱، ۶۷

۲۳۵۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل السّابع فیما أخبرہ اللہ تعالیٰ الخ، ص ۴۰

۲۳۶۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الثّالث، ص ۳۱

۲۳۷۔ شانِ حبیب الرحمن من آیات القرآن، برقم: ۵۲، ص۱۳۸

کھانے کی تیاری کر رہی تھیں کہ اُن کے ایک لڑکے نے دوسرے کو ذبح کر دیا، کیونکہ انہوں نے والد کو جانور ذبح کرتے ہوئے دیکھا تھا، لڑکپن کا زمانہ تھا اُس ذبح کی نقل کی اپنے بھائی کو ذبح کر دیا، پھر والد کے خوف سے اوپر چھت پر بھاگ گیا، مگر وہاں سے جو پاؤں پھسلا نیچے گر کر انتقال کر گئے، صابرہ ماں نے دعوت کی وجہ سے دونوں لاشوں کو چھپا دیا اور کھانا تیار کر لیا، حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کھانا تناول فرمانے کے لئے دسترخوان پر تشریف فرما ہوئے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا بچوں کو بلاؤ، ہم اُن کے ساتھ کھانا کھائیں گے، تب اُس بی بی پاک نے سارا ماجرا عرض کیا، آپ ﷺ نے اُن بچوں کی لاشوں پر دعا فرمائی بچے زندہ ہوئے اور کھانے میں شریک ہوئے۔(۲۳۸)

ایک بار قحط سالی واقع ہوئی، جمعہ کا خطبہ حضور ﷺ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا کہ حضور بارش نہیں ہوتی اس حال میں دعا کے لئے محبوب ﷺ کے ہاتھ اُٹھ گئے، ادھر وہ مبارک ہاتھ اٹھے، اُدھر بادل اٹھا بارش شروع ہوگئی، یہاں تک کہ مسجد کی چھت ٹپکی اور چہرۂ انور پر بارش کا پانی بہنے لگا، لگاتار دوسرے جمعہ تک بارش ہوتی رہی، جب دوسرے جمعہ خطبہ کے لئے محبوب ﷺ منبر پر قیام فرمایا تو اُسی اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! راستے بند ہوگئے، مکان گر گئے، بارش بہت زیادہ ہوگئی، تب محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَ لَا عَلَیْنَا'' اے اللہ! اب ہمارے آس پاس بارش ہو ہم پر نہ ہو، یہ فرما کر اُنگلی سے جو اشارہ بادل کی طرف کیا جس طرف اُنگلی گھمائی اُدھر ہی بادل پھٹ گیا۔(۲۳۹)

وصلی اللہ علیہ وبارک وسلم

۲۳۸۔ شواھد النّبوّۃ، رُکن رابع، ص ۸۱، ۸۲

۲۳۹۔ صحیح البخاری، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی المسجد الجامع، برقم: ۱۰۱۳، ۲۴۳/۱

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الاستسقاء، باب الدّعاء فی الاستسقاء، برقم: ۲۰۳۳، ۸/۲ (۸۹۷)، ص ۳۹۷، و فیہ "اَللّٰھُمَّ حَوْلَنَا وَ لَا عَلَیْنَا"۔

أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب الاستسقاء، باب رفع الإمام یدیہ عند مسألۃ إمساک المطر، برقم: ۱۵۲۸، ۱۱۵/۳/۲۔

اِس واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے سیّدی امام اہلسنّت بارگاہِ رسالت میں عرض کرتے ہیں:

جن کو سوئے آسماں پھیلا کے جل تھل بھر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

فقط اشارے میں سب کی نجات ہو کے رہی　　تمہارے منہ سے جو بات نکلی وہ ہو کے رہی
کہا جو شب کو کہ دن ہے تو دن نکل آیا　　جو دن کو کہہ دیا شب تو شب ہو کے رہی

آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جب اپنے قاصد گرد و نواح کے بادشاہوں کی طرف بھیجے، پھر کیا ہوا جس ملک میں بھی حضور ﷺ کا غلام گیا، اُسی ملک کی زبان میں گفتگو زبان پر جاری ہوگئی۔(۲٤۰) سبحان اللہ

اسمِ محمد ﷺ کے آداب

علماء کرام اسمِ محمد ﷺ کے آداب میں حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ ”حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا جس کا نام محمد ہو (۱) اُسے نہ مارو، (۲) اُسے کسی جائز امر سے محروم نہ کرو، (۳) اُسے گالی نہ دو، (۴) اُس سے نفرت نہ کرو، (۵) اُس کو حقارت کی نگاہ سے نہ دیکھو، (٦) اُس کی تعظیم و توقیر کرو، (۷) کسی بات پر قسم کھائے تو اُس کی قسم کو پورا کرو، (۸) کسی مجلس میں آجائے اُسے جگہ دو، (۹) غصہ کے وقت اُس کے منہ پر طمانچہ نہ مارو، اس لئے کہ محمد نام میں برکت رکھی گئی ہے، جس گھر میں ہو وہ بھی بابرکت گھر ہوتا ہے اور جس مجلس میں آجائے وہ بھی مبارک ہو جاتی ہے۔

ایک روایت ہے میں ہے کہ: (۱۰) تمہیں شرم آنی چاہیئے کہ اُدھر اسے ”یا محمد“ پکارتے

أيضاً المسند للإمام أحمد، ۳/۲۵٦

أيضاً نقله التّبريزي في "مشكاته"، برقم: ۲۰۹۰، ۳ـ٤/۳۸۸

أيضاً نقله السيوطي في الخصائص الكبرىٰ، ۲/۱٦۲

أيضاً نقله ابن كثير في "دلائل النبوّة"، ص٦۸، ۷۲

۲٤۰ـ الخصائص الكبرىٰ، ذكر المعجزات التي وقعت عند انفاذ كتبه ﷺ إلى الملوك، ۲/۲

ہو پھر اُسے مارتے ہو۔(۲۴۱)

محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہے کہ ایک وقت غسل خانہ میں کھڑے تھے کسی ضرورت کے تحت ایاز کے بیٹے کو ابن ایاز (یعنی اے ایاز کے بیٹے) کہہ کر پکارا، بعد از فراغت ایاز حاضر ہوئے، عرض کی حضور آج کوئی ناراضگی ہے کہ غلام زادہ کو نام لے کر نہ پکارا، فرمایا کہ وجہ یہ تھی کہ مجھے غسل کی ضرورت تھی اور بغیر طہارت کے اُس کا نام زبان پر لانا بے ادبی ہے۔ (۲۴۲) (ایاز کے بیٹے کا نام محمد تھا)

عالمگیر بادشاہ کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ بادشاہ عالمگیر کا ایک خاص خادم تھا، جن کا نام محمد قلی تھا، عالم گیر نے ایک بار فقط قُلی سے پکارا، وہ فوراً دربار میں پانی لے کر حاضر ہوا، بادشاہ نے وضو کیا، اُس وقت نماز کا وقت بھی نہ تھا، نہ ہی پانی طلب کیا محض قُلی کہہ کر آواز دی، تمام مصاحب حیران تھے کہ بادشاہ نے پانی بھی نہیں طلب کیا نہ نماز کا وقت ہے، نہ ہی اُس خادم نے پوچھا سرکار کیوں آواز دی، آواز کا دینا تھا کہ پانی حاضر کر دیا، ساتھیوں نے قُلی سے پوچھا اس میں کیا حکمت ہے اُس نے کہا میرا نام محمد قُلی ہے، ادب کی وجہ سے مجھے کبھی آدھے نام سے بھی یاد نہیں فرمایا بلکہ نام لے کر آواز دیتے ہیں، اب چونکہ بادشاہ نے صرف قُلی کہہ کر پکارا میں سمجھ گیا کہ بادشاہ بے وضو ہیں، اِس لئے میں نے پانی حاضر کر دیا، بادشاہ نے وضو فرمایا۔(۲۴۳)

یہ وہ با ادب لوگ تھے جو بغیر وضو سرکار دو عالم ﷺ کا نام مبارک نہ لیتے تھے، بانصیب تھے۔

از خُدا خواہیم ہے توفیق ادب — بے ادب محروم ماند از فضلِ ربّ
ہزار بار بشویم دہن از مُشک گلاب — ہنوز نام گُفتن کمال بے ادبی است (۲۴۴)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب باعث ایجاد ارض و سماء ﷺ کا ادب کرنے کا

۲۴۱۔ شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ، آداب اسم محمد ﷺ، ص ۱۳۶، ۱۳۷

۲۴۲۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الایۃ: ۴۰، ۷/۲۲۰، ۲۲۱

۲۴۳۔ اسی طرح ''شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ''، آداب اسم محمد ﷺ، ص ۱۳۸ میں کچھ تغیر کے ساتھ ہے۔

۲۴۴۔ یعنی، خُدا سے ہم ادب کی توفیق مانگتے ہیں کہ بے ادب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محروم رہتا ہے، ہزار بار منہ کو مُشک و گلاب سے دھوئیں پھر بھی آپ کا نام لینا کمال بے ادبی ہے۔

طریقہ ارشاد فرمارہا ہے، اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کی معمولی سی بے ادبی بھی گوارا نہیں۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے — جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر — بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اُونچا تیرا
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر — خُدائے محمد برائے محمد ﷺ
خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۱۹۔ ﴿تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ (۲۴۵)

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اُتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈر سنانے والا ہو۔ (کنزالایمان)

یہ آیت کریمہ بھی حضور ﷺ کی نعت ہے اِس میں نبی کریم ﷺ کی رسالتِ عامہ کا ذکر ہے، پہلے گزر چکا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام رحمۃ للعالمین ہیں، یہاں فرمایا گیا: ﴿لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ تمام جہانوں کے لئے نذیر ڈر سنانے والے تو مطلب یہ ہوا کہ حضور ﷺ تمام مخلوقِ الٰہی کے رسول ہیں، اور عالمین میں ملائکہ، جن، انسان، حیوانات اور نباتات غرض کہ عرشی فرشی سب ہی داخل ہیں، کوئی بھی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے اُمّتی ہونے سے خارج نہیں، اِس آیت کی تفسیر وہ حدیث ہے جس کو "صحیح مسلم" میں ذکر کیا گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا:

"وَ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَآفَّةً" (۲٤٦)

۲٤٥۔ سورة الفرقان: ۱/۲٥

۲٤٦۔ صحيح مسلم، كتاب المساجد و مواضع الصّلاة، برقم: ۱۱۰۳/٥، (٥۲۳)، ص ۲٤۱
أيضاً المسند للإمام أحمد، ۲/٤۱۲
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب أحوال القيامة الخ، باب فضل سيّد المرسلين صلوت و سلامه عليه، برقم: ٥٧٤٨ (۱۰)، ۳_٤/۳٥٤
أيضاً المواهب اللّدنية، ۲/۲٥۲
أيضاً الخصائص الكبرى، ۲/۱۹۳

یعنی، میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔(۲۴۷)

اِس حدیث کی شرح میں مُلّا علی قاری ''مرقاۃ'' (۲۴۸) میں فرماتے ہیں کہ یعنی تمام موجودات کی طرف ہم نبی بنا کر بھیجے گئے، جن ہوں یا انسان، فرشتے ہوں یا حیوانات یا جمادات اور اِس کی تحقیق امام قسطلانی نے ''مواہب اللدنیہ'' (۲۴۹) میں فرمائی۔

اِس آیت نے بتایا کہ جن کو ربوبیتِ الٰہی سے حصہ ملا اُس کو نبوّتِ مصطفائی میں پناہ ملی، اللہ ہر مخلوق کا خالق اور رسول ﷺ ہر مخلوق کے نبی ﷺ، حضرت آدم علیہ السّلام سب انسانوں کے باپ ہیں لیکن نبی کریم ﷺ انسانوں کے اور دیگر تمام مخلوق کے بھی نبی ہیں خواہ وہ ارضی ہوں یا سماوی۔

حدیث پاک میں ہے کہ بروزِ قیامت بے سینگ والے جانور کا بدلہ سینگ والے جانور سے دلوایا جائے گا، پھر ان کو مٹی بنا دیا جائے گا، جس سے معلوم ہوا کہ ظلم کرنا جانوروں پر بھی حرام ہے(۲۵۰) لیکن ہر مخلوق کے احکام ایک دوسرے سے علیحدہ ہیں۔

جس طرح گھاس درخت وغیرہ عبادتِ الٰہی کرتے ہیں، فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وَ اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَ لٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ﴾ (۲۵۱)

۲۴۷۔ جب ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تمام مخلوق کی طرف رسول بن کر تشریف لائے تو آپ کی رسالت ہر زمانے اور ہر مکان کے لئے ہے، اسی طرح علامہ سید محمد بن علوی مالکی نے ''خصائص الأمة المحمّدیۃ'' (ص ۲۵) میں ذکر کیا ہے۔

۲۴۸۔ مرقاۃ المفاتیح، کتاب الفضائل و الشمائل، باب فضائل سیّد المرسلین ﷺ، برقم: ۵۷۴۸ (۱۰)، ۱۰/۴۲۷

۲۴۹۔ المواهب اللّدنیة، المقصد الرّابع، الفصل الثّانی، ۲/۲۷۹، ۲۸۰، و ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵

۲۵۰۔ صحیح مسلم، کالبرّ و الصّلة، باب تحریم الظّلم، برقم: ۶۶۷۲/ ۶۰ (۲۵۸۲)، ص ۱۲۴۶
أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب صفة القیامة و الرّقائق و الورع، باب ما جاء فی شأن الحساب و القصاص، برقم: ۲۴۲۰، ۳/۳۴۲
أیضاً المسند للإمام أحمد، ۴/۴۱۱

۲۵۱۔ سورة بنی إسرائیل: ۱۷/۴۴

ترجمہ: اور کوئی چیز نہیں جو اسے سراہتی ہوئی اُس کی پاکی نہ بولے ہاں تم اُن کی تسبیح نہیں سمجھتے۔ (کنزالایمان)

اِس لئے اُن کی برکت سے میت سے عذابِ قبر کم ہو جاتا ہے، اِسی طرح کے پتھر پہاڑ میں بھی احساس ہے، حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں: ''اُحد ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم اُحد سے''۔(۲۵۲)

ستونِ حنانہ نبی کریم ﷺ کے فراق میں رویا۔(۲۵۳)

بعض پتھر بھی جہنم میں جائیں گے خواہ وہ بت پرست لوگوں کو دکھانے کے لئے جائیں یا سزا کے لئے، غرض یہ کہ حضور نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سب کے لئے نبی ہیں، ہر ایک قوم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام سے اپنے اپنے احکام حاصل کرتی ہے، جنّات نے حضور ﷺ سے بیعت کی اور عرض کیا: ''یا حبیبَ اللہ! آپ اپنی اُمّت کو منع فرما دیں کہ ہڈی اور گوبر سے استنجاء نہ کریں کیونکہ اس میں ہمارا رزق ہے''۔(۲۵٤)

خصائص مصطفیٰ ﷺ

شیخین نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

۲۵۲۔ صحیح البخاری، کتاب الزّکاۃ، باب خرص التّمر، برقم: ۱٤۸۲، ۱/۳٦۵ و کتاب المغازی، باب اُحدٌ یُحِبُّنا و نُحِبُّہ، برقم: ٤۰۸۳، ٤۰۸٤، ۲/۳۹
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الحج، باب اُحدٌ یُحِبُّنا وَ نُحِبُّہ، برقم: ۳۳۵ /۵۰۳ (۱۳۹۲) و ۳۳۵۱ /۵۰٤ (۱۳۹۳)، ص ٦٤۰

۲۵۳۔ ستون حنانہ کا واقعہ متعدد صحابہ کرام علیہم الرضوان نے روایت کیا جن میں سے حضرت ابی بن کعب، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، سہل بن سعد، ابو سعید خدری، بُریدہ، اُمِ سلمہ اور مطّلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہم (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الرّابع، فصل فی قصّة حنین الجذع، ص ۱۹۳)

۲۵٤۔ امام ولی الدین تبریزی نے امام ترمذی کی "سُنَن" (برقم: ۱۸) کے حوالے سے حضرت ابن مسعود کی روایت نقل کی ہے جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گوبر اور ہڈی سے استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہارے بھائی جنوں کی خوراک ہے (مشکاۃ المصابیح، کتاب الطّھارۃ، برقم: ۳۵۰ (۱۷)، ۱-۲/۸۳)

فرمایا: ''مجھے پانچ چیزیں ایسی ملی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو وہ عطا نہ ہوئیں(۲۰۵): (۱) ایک ماہ کی مسافت تک رُعب کے ساتھ میری نُصرت کی گئی،(۲۰۶) (۲) اور ساری زمین میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی بوقتِ ضرورت بنائی گئی، تو میری اُمت کا ہر شخص جہاں بھی نماز کا وقت پائے تو اُسے وہیں پڑھنی چاہیئے، (۳) میرے لئے غنیمتوں کو حلال کیا گیا اور یہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ ہوئی، (۴) مجھے شفاعت عطا کی گئی،(۲۰۷) (۵) اور ہر نبی اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا مگر میری بعثت تمام لوگوں کی طرف عام ہے''۔(۲۰۸)

ابن ابی حاتم اور عثمان بن سعید دارمی نے اپنی کتاب ''الرّدّ علی الجَهْمِيّة'' میں

۲۰۵۔ اور صحیح مسلم کی حدیث ابو ہریرہ سے مروی حدیث میں چھ کا ذکر ہے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں تین کا (صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصّلاة، برقم: ۱۱۰۱/۴۔ (۵۲۲) و برقم: ۱۱۰۳/۵۔ (۵۲۳)، ص ۲۴۱) امام احمد بن محمد قسطلانی لکھتے ہیں کہ جس حدیث شریف میں پانچ کا ذکر ہے اُس سے مراد یہ نہیں کہ نبی ﷺ کے خصائص پانچ ہی ہیں اور پھر متعدد احادیث میں مذکور خصائص ذکر کر کے لکھا یہ سترہ ہو گئے اور ممکن ہے کہ جو تتبع و تلاش میں گہری نظر رکھتا ہو وہ اِن سے زیادہ کو پالے اور لکھتے ہیں کہ ابو سعید نیشاپوری نے ''شرف المصطفیٰ'' میں ساٹھ شمار کئے ہیں (جیسا کہ اس کتاب کے ''جامع أبوب فضل النبیّ ﷺ'' میں ہے) اور بعض علماء نے ذکر کیا کہ نبی ﷺ کو تین ہزار معجزات اور خصائص عطا کئے گئے۔ (المواهب اللّدنية، المقصد الرّابع، الفصل الثّاني، ۲/۲۵۲، ۲۵۳)

۲۰۶۔ امام طبرانی کی حضرت سائب بن یزید کی روایت میں ہے کہ ''ایک ماہ کی مسافت تک میرے آگے اور ایک ماہ کی مسافت تک میرے پیچھے رُعب کے ساتھ میری نُصرت کی گئی ہے'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے یوں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی دشمن پر دو ماہ کی مسافت تک رُعب سے نُصرت کی گئی ہے (الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بالنّصر بالرُّعب ميسرة شهر أمامه و شهر خلفه الخ، ۲/۱۹٤

۲۰۷۔ صحيح البخاري، كتاب التيمّم، باب التيمّم، برقم: ۳۳۵، ۱/۸۷
أيضاً صحيح مسلم، كتاب المساجد، مواضع الصّلاة، برقم: ۱۰۹۹/۳۔ (۵۲۱)، ص ۲٤۰
أيضاً الخصائص الكبرىٰ، ۲/۱۸۷

۲۰۸۔ صحيح البخاري، كتاب التيمّم، باب التيمّم، برقم: ۳۳۵، ۱/۸۷۔
أيضاً صحيح مسلم، كتاب المساجد، مواضع الصّلاة، برقم: ۱۰۹۹/۳۔ (۵۲۱)، ص ۲٤۰
أيضاً الخصائص الكبرىٰ، ۲/۱۸۷

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے انہوں نے کہا کہ باہر جا کر اللہ تعالیٰ کی اُس نعمت کا اظہار کیجئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرمائی ہے، اور انہوں نے مجھے دس باتوں کی بشارت دی، (۲۵۹) جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں: (۱) اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا، (۲) مجھے حکم دیا کہ میں جنات کو ڈراؤں، (۳) اور یہ کہ مجھ پر اپنا کلام القاء فرمایا درآں حالیکہ میں اُمّی ہوں بلا شبہ حضرت داؤد کو زبور، حضرت موسیٰ کو توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو انجیل دی گئی، (۴) یہ کہ میرے لئے پچھلوں کے اور میرے اگلوں کے گُناہ بخشے گئے، (۵) اور یہ کہ مجھے ''الکوثر'' عطا فرمائی، (۶) میری مدد فرشتوں کے ذریعے کی گئی اور مجھے نُصرت عطا فرمائی، (۷) اور میرے دشمنوں پر رُعب ڈالا گیا، (۸) اور یہ کہ میرا حوض تمام حوضوں سے بڑا بنایا گیا، (۹) اور یہ کہ میرے لئے میرا ذِکر اَذانوں میں بلند کیا، (۱۰) اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے روزِ قیامت مقامِ محمود پر فائز فرمائے گا، درآں حالیکہ تمام لوگ سر جھکائے منہ لپیٹے ہوں گے، (۱۱) اور جب لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو مجھے سب سے پہلے اُٹھایا جائے گا، (۱۲) اور جنت میں میری شفاعت سے ستّر ہزار بغیر حساب داخل ہوں گے، (۱۳) اور اللہ تعالیٰ کی جنّاتِ نعیم میں مجھے بلندی عطا فرمائے گا، میرے اوپر بجز اُن فرشتوں کے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں کوئی مخلوق نہ ہوگی، (۱۴) اور مجھے غلبہ عطا فرمایا، (۱۵) اور میرے لئے اور میری اُمّت کے لئے غنیمت کو حلال بنایا اس کے باوجود کہ ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہ تھی۔(۲۶۰)

ابن سعد نے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲۶۱) سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں ہر اُس شخص کا رسول ہوں جس کو میں نے زندگی میں پایا اور وہ جو

۲۵۹۔ ہیں تو یہ دس باتیں مگر اجزاء کے اعتبار سے پندرہ ہو جاتی ہیں اس لئے ہم نے اسے پندرہ میں تقسیم کر دیا ہے۔

۲۶۰۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصہ ﷺ بعموم الدّعوۃ للنّاس کافّۃً الخ، ۲/۱۸۸

۲۶۱۔ حسن سے مراد حسن بصری ہوں گے اِس طرح یہ حدیث مُرسل ہوگی جیسا کہ علم حدیث سے واقفیت رکھنے والوں پر مخفی نہیں ہے۔

میرے بعد پیدا ہوگا''۔(۲۶۲)

امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''أَنَا أَكْثَرُ الْأَنْبِيَاءِ تَبعاً يَوْمَ الْقِيَامَةِ''۔(۲۶۳)

یعنی، قیامت کے روز میری تبعین تمام نبیوں کے تبعین سے زیادہ ہوں گے۔

بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت میری اُمّت میرے ساتھ سیلِ رواں کی مانند آئے گی جس طرح رات چھا جاتی ہے، اسی طرح میری اُمّت لوگوں پر چھا جائے گی، اُس وقت فرشتے کہیں گے کہ تمام نبیوں کے ساتھ جتنی اُمتیں ہیں اُن سب سے زیادہ اُمّت حضرت محمد ﷺ کی ہے۔(۲۶۴)

اللہ تعالیٰ ہر مقام پر ہر موقع پر وہ دنیا کا مقام ہو یا آخرت کا اپنے نبی مکرم ﷺ کو سب پر فضیلت عطا فرماتا ہے اور اپنے محبوب ﷺ کو خوش کرتا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم

۲۰۔ ﴿وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا﴾ (۲۶۵)

ترجمہ: اور نہ کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اُس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی بہکا۔(کنزالایمان)

شانِ نزول: یہ آیت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اُن کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کی والدہ اُمیمہ بنت عبدالمطلب کے حق میں نازل ہوئی، اُمیمہ سید عالم ﷺ کی پھوپھی تھیں، واقعہ یہ تھا کہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنہیں حضور نبی کریم ﷺ

۲۶۲۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بعموم الدعوة للناس كافّةً الخ، ۲/۱۸۸

۲۶۳۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب فی قول النبیّ ﷺ، "أنا أوّل النّاس يشفعُ فی الجنّة"، برقم: ٤٠٤/۳۳۱۔(۱۹٦)، ص ۱۲۱

۲٦٤۔ الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بعموم الدّعوة للنّاس كافّةً الخ، ۲/۱۸۸

۲٦٥۔ الأحزاب: ۳۳/۳٦

نے آزاد فرمایا مگر وہ حضور ﷺ کے فیضِ صحبت سے علیحدگی گوارا نہ کرتے ہوئے خدمتِ اقدس میں ہی رہے، حضور ﷺ کو بھی یہ محبوب تھے، حضور ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے اُن کے رشتے کا پیام دیا، اِس پیام کو اول حضرت زینب اور اُن کے بھائی عبداللہ نے منظور نہیں کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔(۲۶۶)

چنانچہ جب حضرت زینب اور اُن کے بھائی عبداللہ نے یہ حکم سُنا تو فوراً راضی ہو گئے، اور حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردیا، اور خود ہی حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر دس دینار ساٹھ درہم اور ایک جوڑا کپڑا، پچاس مُد کھانا، تیس صاع کھجوریں ادا فرمایا۔

اِس آیہ کریمہ سے ظاہر ہے کہ نبی ﷺ کے فیصلے سے کسی کو اختلاف کا حق نہیں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مختار بنا کر مبعوث فرمایا، آپ ﷺ جسے چاہیں جو حکم فرمائیں اور جس سے چاہیں منع فرمادیں، جس چیز کو چاہیں حلال فرمادیں اور جسے چاہیں حرام، آپ ﷺ اللہ عزوجل کی طرف سے مختار ہیں۔

چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے:

حدثنا محمد ابن جعفر ثنا شعبة عن قتادة عن نصر ابن عاصم عن رجلٍ منهم رضى الله تعالىٰ عنه "أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّيْ إِلَّا صَلَاتَيْنِ، فَقَبِلَ ذَالِكَ مِنْهُ (۲۶۷)

۲۶۶۔ تفسير البغوى، سورة الأحزاب، الأية: ۳۶، ٥/۲٦۱

أيضاً تفسير الخازن، سورة الأحزاب، الآية:۳٦، ٥/۲٦۱

أيضاً زاد المسير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية:۳٦

أيضاً لباب النّقول للسّيوطى، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية:۳٦، ص ۲٥۳

أيضاً تفسير الطبرى، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية:۳٦، ۱۰/۳۰۱

أيضاً تفسير القرطبى، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية:۳٦، ۱٤/۷/۱۸٦

أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية:۳٦، ۳/٦٤۸

قرطبی (۱۸٦/۱٤/۷، ۱۸۷) اور ابن کثیر (٦٤۹/۳) میں ابن ابی حاتم کی روایت سے ہے کہ یہ آیہ کریمہ اُمِّ کلثوم بنت عقبہ بن اَبی معیط اور اس کے بھائی کے حق میں نازل ہوئی۔

۲٦۷۔ المسند للإمام أحمد، ٥/۲٥، و ٥/۳٦۳

یعنی، ایک شخص بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوا اور اِس شرط پر ایمان لایا کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، حضور ﷺ نے اِس شرط کو قبول فرمایا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت خُزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دو گواہوں کی گواہی کے برابر قرار دی، واقعہ یہ تھا نبی کریم ﷺ نے ایک شخص سوار بن حارث سے گھوڑا خریدا، مگر بعد میں اُس اعرابی نے اِس سودے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ میں نے یہ گھوڑا آپ کے ہاتھ فروخت نہیں کیا، اور کہا اگر آپ نے خریدا ہے تو کوئی گواہ لایئے، اللہ کی شان کہ یہ خرید و فروخت تنہائی میں ہوئی تھی۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں اور آپ نے یہ گھوڑا خریدا ہے اور اعرابی جھوٹا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''تم کیونکر گواہی دے رہے ہو تم نے تو اِس سودے کو نہیں دیکھا''۔ خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے تو حضور ﷺ کی زبان سے سُن کر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، جنت و دوزخ اور قیامت وغیرہ تمام کی گواہی دی ہے، اور پڑھا ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ'' تو کیا ایک گھوڑا اِن سے زیادہ ہے، میں حضور کی زبان سے سُن کر گواہی دیتا ہوں، اُن کا یہ کلام بارگاہِ رسالت ﷺ میں ایسا مقبول ہوا کہ اُن کی گواہی دو گواہوں کی طرح فرمادی۔(۲۶۸) صلی اللہ علیہ وسلم (۲۶۹)

۲۶۸۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب الأقضیة، باب إذا علم الحاکم صدقه الشّاهد الواحد الخ، برقم:۳۶۰۷، ۲۳/۴
أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب البیوع، باب التّسهیل فی ترک الإشهاد علی البیع، برقم:۴۶۴۷، ۲۱۶/۷/۴
أیضاً الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بأنه یخصّ من شاء بما شاء من الأحکام، ۲۶۲/۲۔ ۲۶۳

۲۶۹۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''خزیمہ جس کے لئے یا جس کے خلاف گواہی دے دے تو وہ گواہی اُسے کافی ہے'' (التّاریخ الکبیر للبخاری، باب المحمدون، برقم:۲۳۸، ۹۰/۱
أیضاً نقله السّیوطی فی الخصائص الکبریٰ، ۲۶۲/۲) اور علامہ ابوالحسن کبیر سندھی لکھتے ہیں کہ مشہور یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اُس کے بعد وہ گھوڑا اعرابی کو لوٹا دیا اور گھوڑا اعرابی کے پاس اُسی رات مرگیا (حاشیة السّندی علی السُّنَن للنّسائی، ۲۱۶/۷/۴)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کے ہمراہ حج کو جارہے تھے جب ہم مقامِ رَوحاء پہنچے تو حضور ﷺ نے ایک عورت کو دیکھا جو آپ کی طرف آرہی تھی، آپ نے سواری کو روک لیا، وہ حاضر ہوئی، اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرا یہ بچہ ہے، جس روز سے یہ پیدا ہوا ہے اُس روز سے آج تک اُسے ہوش نہیں آیا۔ حضور ﷺ نے اُس بچہ کو پکڑلیا اور اُس کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈالا، اور فرمایا ''نکل اودشمنِ خدا بے شک میں اللہ کا رسول ہوں''۔ پھر لڑکے کو اُس عورت کے حوالے کر کے فرمایا، اب اِس پر کوئی اثر نہیں ہے، حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب حضور ﷺ حج سے فارغ ہو کر اُسی مقام پر پہنچے تو وہی عورت ایک بھنی ہوئی بکری لے کر حاضر خدمت ہوئی، حضور ﷺ نے فرمایا ''اِس کا دست مجھے دو'' میں نے دیا، پھر فرمایا ''اِس کا دست مجھے دو''، میں نے دیا پھر فرمایا ''اِس کا دست مجھے دو''، میں عرض کیا یارسول اللہ ﷺ دست تو دو ہی ہوتے ہیں، جو میں نے آپ کو دے دیئے۔ فرمایا ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، اگر تم چُپ رہتے تو جب تک میں دست مانگتا رہتا تم دیتے رہتے''۔(۲۷۰)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ دوسری شادی کرلیں، نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا، جب تک فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی زوجیت میں ہیں، دوسری شادی نہیں کر سکتے،(۲۷۱)

۲۷۰۔ المطالب العالیة، کتاب المناقب، باب برکة دعائه ﷺ و یده وریقه، برقم:۳۸۱٦، ۳۱۸،۳۱۷،۳۱٦/۸

أیضاً إتحاف الخیرة المهرة، کتاب علامات النبوّة، باب فی معجزاته ﷺ، برقم:۷۸۲۳، ۱٤۳،۱٤۲۸٤۱/۹

أیضاً الخصائص الکبریٰ، باب ما وقع فی حجة الوداع من الآیات و المعجزات، ۳۷،۳٦/۲

۲۷۱۔ صحیح بالبخاری، کتاب النکاح، باب ذبّ الرّجل عن ابنته فی الغیره و الإنصاف، برقم:۵۲۳۰، ۴۰٤/۳، ٤۰۵ و کتاب الطلاق، باب الشّقاق و هل یُشیر بالخلع الخ، برقم:۵۲۷۸، ٤۱۸/۳

أیضاً صحیح مسلم، کتاب فضائل الصّحابة، باب فضائل فاطمة بنت النّبیّ ﷺ، برقم:٦۳۸۸، ۹۳/٦۳۹۰، ۹۵/٦۳۹۱، ۹٦۔ (۲٤٤۹)، ص۱۱۸۸، ۱۱۸۹

أیضا نقله السّیوطی فی الخصائص الکبریٰ، باب اختصاصه ﷺ بأن بناته لا یتزوّج علیهنّ، ۲۵۵/۲، ۲۵٦

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ''آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا'' کہہ کر بسر وچشم ودل وجان سے اس حکم پر عمل کیا۔

علامہ قسطلانی شارح صحیح بخاری حضور ﷺ کے خصائص کے ضمن میں لکھتے ہیں:

من خصائصه علیه الصّلاة و السّلام أنّه کان یخُصّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاء (۲۷۲)

یعنی، رسول اللہ ﷺ کے خصائص عالیہ میں سے ہے کہ جسے چاہتے ہیں جس حکم کے ساتھ خاص کر دیتے ہیں۔

سلطان المحققین حضرت علامۃ الشاہ محقق عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول اکرم ﷺ سلطنتِ الٰہیہ کے متولی، اور دربارِ خدا کی جانب سے مقرر شدہ حاکم ہیں، کون ومکان کے تمام معاملات واحکام آپ کے سپرد ہیں اور کوئی سلطنت آپ کی مملکت وسلطنت سے زیادہ وسیع نہیں (۲۷۳)

کسی کے ذہن میں یہ شبہ نہ آئے کہ مذکورہ بالا احکامات حضور ﷺ نے اپنی طرف سے دیئے ہیں بلکہ ربّ تعالیٰ کی جانب سے حضور کو یہ اختیارات بخشے گئے ہیں:

﴿قُلْ مَا یَکُوْنُ لِیْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِیْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا یُوْحٰٓی اِلَیَّ﴾ (۲۷۴)

ترجمہ: تم فرماؤ مجھے نہیں پہنچتا کہ میں اسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اسی کا تابع ہوں جو میری طرف وحی ہوتی ہے۔ (کنز الایمان) (۲۷۵)

اُمت کا اِس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی اِس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اتباع ہر قول وفعل میں کی جائے، اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب مکرّم کی زبان پر اپنی قدرت ظاہر فرما رہا ہے، حضور ﷺ اگر پانچ نماز کی بجائے کسی کو دو نمازیں فرمادیں تو

۲۷۲۔ المواهب اللّدنیة، المقصد الرّابع، الفصلِ الثّانی فیما خصّه الله تعالیٰ به الخ، ۲/۳۰۹

۲۷۳۔ أشعة اللمعات، کتاب الجنائز، باب عیادة المریض، الفصل الثّانی، ۱/۶۴۴

۲۷۴۔ سورة یونس: ۱۰/۱۵

۲۷۵۔ سُنّت کی آئینی حیثیت، ص۲۸، ۲۹

بھی بجا،(۲۷۶) اگر دو گواہوں کی بجائے کسی اکیلے کی گواہی دو کے برابر قرار دے دیں تو بھی قبول۔(۲۷۷) صلی اللہ علیہ وسلم

خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

مولیٰ علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

صدیق بلکہ غار میں جان اس پر دے چکے
اور حفظ جان تو جان فروض غُرر کی ہے

ہاں تو نے ان کو جان انہیں پھیر دی نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائق بخشش)

۲۷۶۔ جیسا کہ وہ شخص جو مسلمان ہونے کی عرض سے آیا عرض کی یا رسول اللہ! میں اس شرط پر مسلمان ہوں گا کہ صرف دو نمازیں پڑھوں گا تو آپ ﷺ نے اُسے قبول فرمالیا کما فی "المسند" للإمام أحمد، ۲۵/۵، ۳۶۳/۵

۲۷۷۔ جیسا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی کو حضور ﷺ نے دو کے برابر قرار دے دیا کما فی "التاریخ الکبیر" للبخاري، ۹۰/۱

۲۱۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ﴾ (۲۷۸)

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو، جب تک اِذن نہ پاؤ۔ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو۔ ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو، اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ۔ بے شک اِس میں نبی کو ایذاء ہوتی تھی، تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول: امام احمد (۲۷۹)، عبد بن حمید (۲۸۰)، بخاری (۲۸۱)، مسلم (۲۸۲)، نسائی (۲۸۳)، ابن جریر (۲۸٤)، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی اپنی ''سُنن'' میں بطریق انس بن مالک راوی ہیں، فرماتے ہیں جب حضور ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عقد فرمایا تو قوم کو ولیمہ میں بلایا تو وہ آئے اور کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے، اتفاق سے حضور ﷺ تنگی مکان کی وجہ سے انہیں رُخصت کرنا چاہتے تھے، جب حضور ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ابھی نہیں جا رہے ہے تو حضور ﷺ اُٹھے تو بہت سے حضور

۲۷۸۔ سورة الأحزاب: ۵۳/۳۳

۲۷۹۔ المسند للإمام أحمد، ۱۹۵/۳

۲۸۰۔ مُسند عبد بن حُمَيد، مُسند أنس بن مالك، برقم: ۱۲۰٦، ص ۳٦۲، ۳٦۳

۲۸۱۔ صحيح البخاري، كتاب التّفسير، باب ﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ﴾، برقم: ٤۷۹۱، ٤۷۹۲، ٤۷۹۳، ۲٦۲/۳، ۲٦۳۔
أيضاً كتاب الأطعمة، باب قول الله تعالىٰ ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾ برقم: ٥٤٦٦، ۳٦٦/۳

۲۸۲۔ صحيح مسلم، كتاب النّكاح، باب زواج زينب بنت جحش و نُزول الحجاب الخ، برقم: ۱٤۲۸، ص ٦٦۳، ٦٦٤، ٦٦٥

۲۸۳۔ السُّنَن الكبرىٰ للنّسائي، كتاب التّفسير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ٥۳، ۲۲۳/۱۰

۲۸٤۔ تفسير ابن جرير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ٥۳، ۳۲۳/۱۰

ﷺ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور تین پھر بھی بیٹھے رہے، تو حضور ﷺ ازواجِ مطہرات کے حجروں میں دَورہ فرما کر تشریف لائے تو بدستور بیٹھے ہوئے تھے، حضور ﷺ پھر تشریف لے گئے تو وہ بھی اٹھے اور چلے گئے۔

حضور ﷺ کے خادم خاص حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں تو حضور ﷺ تشریف لائے اور حجرہ شریف کے دروازہ پر پردہ ڈال دیا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔(۲۸۵)

اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی فضیلت

ابن سعد (۲۸۶) اور ابن عساکر (۲۸۷) نے حضرت عائشہ سے روایت کیا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زینب پر رحم فرمائے انہوں نے اِس دنیا میں وہ شرف پایا کہ ایسا شرف کسی نے نہیں پایا، اللہ تعالیٰ نے اُن کا نکاح دنیا میں اپنے نبی سے فرمایا اور اُن کے ساتھ قرآن گویا ہوا، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج سے اُس وقت فرمایا جب کہ ہم سب آپ کے گرد جمع تھیں "تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھ سے ملنے والی ہیں جس کے ہاتھ دراز ہیں" (۲۸۸)، تو آپ نے اُن کو جلد تر ملنے کی بشارت کے ساتھ نوازا، اور وہ جنت میں آپ کی زوجیت میں ہیں۔(۲۸۹)

۲۸۵۔ تفسیر القرطبی، سورة (۳۳) الأحزاب، الآیة:۵۳، ۲۲٤/۱٤/۷
أیضاً تفسیر ابن کثیر، سورة (۳۳) الأحزاب، الآیة:۵۳، ۶۶۷/۳

۲۸۶۔ طبقات ابن سعد، طبقات النّساء، زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا، ۸۰/۶

۲۸۷۔ تاریخ مدینة دمشق، باب ذکر بنیه و بناته علیه الصّلاة و السّلام و أزواجه، ۲۱۳/۳

۲۸۸۔ حضور ﷺ کے فرمان کہ "تم میں سے وہ عورت سب سے پہلے مجھے ملنے والی ہے جس کے ہاتھ دراز ہیں" کو امام بخاری نے اپنی "صحیح"، کے کتاب الزّکاة، باب بعد باب ایّ الصّدقة أفضل الخ، برقم: ۱٤۲۰، ۳٤۸/۱ میں اور امام مسلم نے اپنی "صحیح" کے کتاب الفضائل، باب فضائل زینب امّ المؤمنین، برقم: ۶۳۹۸/۱۰۱۔ (۲٤۵۲)، ص ۱۱۹۱ میں روایت کیا ہے۔

۲۸۹۔ الخصائص الکبریٰ، باب بعد باب اختصاصه ﷺ بحواز النّکاح بغیر ولیّ و شهود، ۲٤۶/۲ و فی النّسخة الثّانیة، باب المرأة تحلّ له بغیر عقدٍ، ٤۲۹/۲

ابن جریر نے شعبی سے روایت کی انہوں نے کہا کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کرتی تھیں کہ مجھے آپ کے ساتھ تین باتوں پر ناز ہے اور یہ تینوں باتیں آپ کی ازواج میں سے کسی کو حاصل نہیں۔ (۱) میرے جدّ اور آپ کے جدّ ایک ہیں، (۲) میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ آسمان میں کیا، (۳) یہ کہ میرے سفیر جبریل علیہ السّلام بنے۔(۲۹۰)

آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا درِ پاک وہ در ہے کہ جہاں ملائکہ بھی بغیر اِذن حاضر نہیں ہوتے۔

ابن سعد و بیہقی نے جعفر بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، انہوں نے اپنے والد سے طویل روایت کی کہ جب حضور نبی کریم ﷺ علیل تھے، جبریل علیہ السّلام آتے اور حضور نبی کریم ﷺ سے خیریت دریافت کرتے، ایک دن جبریل علیہ السّلام حاضرِ خدمت ہوئے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف آپ کے اکرام اور آپ کی تفضیل اور خاص آپ کے لئے بھیجا ہے، اور آپ سے وہ بات دریافت کرتا ہے جس کو وہ زیادہ جانتا ہے، فرماتا ہے آپ خود کو کیسا پاتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''جبریل! میں خود کو مغموم پاتا ہوں، اور اے جبریل! خود کو مکروب پاتا ہوں''، اُس کے بعد ملک الموت نے دروازے پر اجازت چاہی، جبریل نے کہا یہ ملک الموت ہیں حاضر ہونے کی اجازت چاہتے ہیں، حالانکہ انہوں نے آپ سے پہلے کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت نہ چاہی اور نہ آپ کے بعد کسی آدمی کے پاس آنے کی اجازت چاہیں گے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''ان کو اجازت دو''، تو وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے آکر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے، اور مجھے حکم دیا ہے کہ آپ جو حکم فرمائیں اُس میں آپ کی اطاعت کروں گا، اگر آپ مجھے اپنی روح قبض کرنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے قبض کروں اور اگر مجھے اپنی روح چھوڑنے کا حکم فرمائیں تو میں اُسے چھوڑ دوں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ ''اے ملک الموت! کیا تم یہ کروگے''، ملک

۲۹۰۔ تفسیر الطّبری، سورۃ الأحزاب، الآیۃ:۳۷، برقم:۳۸۵۲۶، ۱/۳۰۳
أیضاً طبقات ابن سعد، طبقات النّساء، زینب بنت جحش، ۷۶/۶
أیضاً الخصائص الکبریٰ، باب بعد باب اختصاصہ ﷺ بجواز النّکاح بغیر ولیّ و شھودٍ ۲/۲۴۶ (و فی النّسخۃ الثانیۃ، باب المرأۃ تحلّ لہ بغیر عقدٍ، ۲/۴۲۹)

الموت نے عرض کیا: ہاں مجھے اِسی کا حکم دیا گیا"، الخ ملخصاً۔(۲۹۱)

یہ وہ محبوب ہیں کہ جنہیں دانستہ یا نادانستہ ایذاء پہنچ جائے تو خُدا ناراض ہو جاتا ہے چنانچہ جب اُن تین صحابہ کے ایک عمل سے نادانستہ حضور ﷺ کو ایذاء پہنچی تو قرآن میں اعلان ہو گیا:

نبی کریم ﷺ کو ایذاء

﴿اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ز وَ اللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ﴾ الآية (۲۹۲)

ترجمہ: بے شک اس میں نبی کو ایذاء ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ تعالیٰ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔ (کنزالایمان)

یعنی، یہ تمہارا طریقہ ہمارے نبی کی تکلیف کا مُوجب ہے اور وہ اپنی وسعتِ قلبی سے تمہیں صاف طور پر فرمانے پر حیا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب (ﷺ) کی حمایت حق سے حیا نہیں فرماتا، اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ اپنے نبی مکرّم کی معمولی ایذاء بھی گوارا نہیں فرماتا جیسا کہ قرآن کریم میں کئی جگہ فرمایا گیا:

﴿وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (۲۹۳)

ترجمہ: جو رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (۲۹۴)

ترجمہ: تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی

۲۹۱۔ الخصائص الكبرىٰ، باب ما وقع عند احتضاره ﷺ من الآيات و الخصائص، ۲۷۳/۲

۲۹۲۔ سورة الأحزاب: ۵۳/۳۳

۲۹۳۔ سورة التوبة: ۶۱/۹

۲۹۴۔ سورة النور: ۶۳/۲۴

فتنہ پہنچے یا اُن پر دردناک عذاب پڑے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا﴾ (۲۹۵)

ترجمہ: اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اُس پر کُھل چکا اور مسلمانوں کی راہ سے جُدا راہ چلے ہم اُسے اس حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور کیا ہی بُری جگہ پلٹنے کی۔ (کنزالایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان کی طرف تشریف لے گئے اور اپنی اُمت کے حال میں حدیث بیان فرمائی، اُس (حدیث) میں یہ ہے کہ ''قیامت کے دن بعض لوگ میرے حوض سے ہٹا دیئے جائیں گے، جیسا کہ بھولا ہوا اُونٹ ہٹا دیا جاتا ہے، پس میں انہیں پکاروں گا اِدھر آؤ، اِدھر آؤ، اِدھر آؤ، اُس وقت کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کے بعد طریقہ بدل لیا تھا، تب میں کہوں گا: دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ، دُور ہو جاؤ'' (یعنی حضور ﷺ اُن سے نفرت اور بیزاری کا اظہار فرمائیں گے)۔(۲۹۶)

نبی کریم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی محبت واتباع جس طرح اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ کی خوشی کا سبب وذریعہ ہے اِسی طرح نبی کریم ﷺ کی ایذاء اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا ذریعہ وسبب ہے۔ جہنم کا داخلہ اسی سے ہوگا، جب اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کو محبوب رکھتا ہے، اُس کی تعریف بیان فرماتا ہے، اِسی طرح اُمتی کو بھی نبی کریم ﷺ کی محبت میں زندگی گزارنا چاہئے،

۲۹۵۔ سورة النّساء:٤/١١٥

۲۹٦۔ صحیح مسلم، کتاب الطّهارة، باب استحباب إطالة الغُرّة الخ، برقم: ٥٠٥-٢٩/ (٢٤٩)، ص ١٤٠

أیضـاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفى، القسم الثّانی، الباب الأول فی فرض الإیمان به الخ، فصل: و مخالفة أمره الخ، ص ٢٤٥

خدا تعالیٰ کی رضا اِسی میں ہے۔

خُدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ

۲۲۔ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ (۲۹۷)

ترجمہ: بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو اُن پر درود اور خُوب سلام بھیجو۔ (کنزالایمان) (۲۹۸)

آیتِ دُرود نبی کریم ﷺ کی صریح نعت ہے

یہ آیت کریمہ حضور نبی کریم ﷺ کی صریح نعت ہے، علامہ واحدی نیشاپوری لکھتے ہیں کہ عثمان واعظ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سہل بن محمد بن سلیمان کو سُنا آپ نے فرمایا کہ یہ (درود وسلام کے حکم کا نُزول) وہ شرف ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی ﷺ کو مشرف فرمایا اور یہ شرف حضرت آدم علیہ السّلام کو عطا کردہ شرف سے زیادہ

۲۹۷۔ سورة الأحزاب:۵۶/۳۳

۲۹۸۔ امام جلال الدین سیوطی اِس آیہ کریمہ کے تحت اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ''جب آیتِ درود نازل ہوئی تو صحابہ کرام جوق در جوق بارگاہِ رحمت عالم ﷺ میں حاضر ہو کر آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرنے لگے (گلدستہ درود شریف، ص۲۲، ۲۳ بحوالہ درّ منثور)

اور اس آیہ کریمہ کے بارے میں امام فاسی لکھتے ہیں کہ امام ابو اللیث سمرقندی فرماتے ہیں جب تم چاہو کہ تم اِس بات کو جان لو کہ نبی ﷺ پر دُرود تمام عبادات سے افضل ہے، اِس آیہ کریمہ ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهُ﴾ الآية میں نظر کرو، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تمام عبادات کا حکم فرمایا اور درود پہلے خود بھیجا اور اپنے فرشتوں کو نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم فرمایا، پھر مؤمنوں کو حکم دیا کہ وہ نبی ﷺ پر درود بھیجیں اھ۔ اور مومنوں کو دُرود کا حکم دینے سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتوں کے درود کی خبر دینے میں اِس کی طرف اشارہ ہے جو ہم نے ذکر کیا جیسے اقتداء اور تخلّق یعنی جب تمہارا ربّ سبحانہٗ اُن پر درود بھیجتا ہے تم بھی اُس کی اتباع کرو اور اُن کی بارگاہ میں درود کے نذرانے پیش کرو الخ اور لکھتے ہیں کہ اُس بات پر اجماع منعقد ہے کہ اِس آیت میں نبی ﷺ کی تعظیم وتنویہ ہے الخ (مَطَالِعُ المسرّات، فصل فی فضل الصّلاة علی النبیّ ﷺ، ص۲۱) علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے بھی اِس پر اجماع کو اپنی کتاب ''الأنوار المحمّديّة'' (المقصد السّابع، الفصل الثّانی، ص۲۷۴) میں ذکر کیا ہے۔

بلیغ وتام ہے جو فرشتوں کو سجدے کا حکم دے کر انہیں شرف عطا فرمایا گیا تھا کیونکہ یہ جائز نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شرف کے عطا فرمانے میں فرشتوں کے ساتھ شریک ہوتا اور یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی جناب سے نبی ﷺ پر دُرود بھیجنے کی خبر دی ہے اور وہ شرف جو اللہ تعالیٰ سے صادر ہو اُس شرف سے ابلغ ہے جو شرف فرشتوں کے ساتھ مختص ہے۔(۲۹۹)

اور اِس آیت میں ایمان والوں کو اُس ذات پاک پر درود پڑھنے کا حکم دیا گیا، مگر لطف کی بات یہ ہے کہ کام ایک مگر کرنے والے تین (۱) اللہ تعالیٰ، (۲) فرشتے، (۳) مومنین

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''صلاۃ'' یہ ہے کہ اللہ ربّ العزّت جلّ مَجدُہٗ لا تعداد فرشتوں کی محفل میں اپنے محبوب ﷺ کی مدح وثنا کرتا اور اُن میں اپنی پیدا کردہ بے عیب شخصیت پر ناز فرماتا ہے، جیسا کہ ''بخاری شریف'' میں ابو العالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۳۰۰) سے منقول ہے:

صَلَاۃُ اللّٰہِ ثَنَاءُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلَائِکَۃِ (۳۰۱)

یعنی، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی مکرم ﷺ کی صلاۃ فرشتوں کی محفل میں آپ کی تعریف وتعظیم کا ذکر کرنا ہے۔(۳۰۲)

(۲) جب ''صلاۃ'' کی نسبت ملائکہ کی طرف ہو تو مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق (فرشتے) اللہ کے محبوب ﷺ کے درجات کی مزید بلندی اور اُن کے مقامات کی مزید

۲۹۹۔ أسباب النّزول للواحدی، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ:۲۲، ص ۳۷۵، ۳۷۶

۳۰۰۔ ابو العالیہ کا نام رُفیع بن مہران ریاحی ہے اور بصری تابعی تھے اور تفسیر میں مشہور تھے، ۹۳ھ میں فوت ہوئے۔

۳۰۱۔ صحیح البخاری، کتاب التّفسیر، باب: ﴿إِنَّ اللّٰہَ وَ مَلَائِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾ الآیۃ، ۲۶۴/۳

أیضاً فضل الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ للجھضمی، برقم:۹۵، ص ۱۱۵

۳۰۲۔ علامہ فاسی لکھتے ہیں کہ "صلاۃ" کے معنی میں اختلاف ہے (اور اللہ تعالیٰ کی طرف جب صلاۃ کی نسبت ہو گی تو اس میں چند اقوال ہیں) (۱) رحمت ورضوان، (۲) مغفرت، (۳) رحمت، (۴) رحمت مقرونہ بالتعظیم، (۵) اللہ کی انبیاء پر "صلاۃ" اُن کی تعریف وتعظیم ہے، (۶) اللہ تعالیٰ کی اپنے نبی ﷺ پر "صلاۃ" تشریف وزیادہ تکریم ہے (مَطَالِعُ المسرّات، فصل فی فضل الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ، ص ۳۱)

رِفعت کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہتے ہیں، جیسا کہ حضور پُر نور ﷺ کے درِ اقدس پر روزانہ ستر ہزار فرشتے صبح حاضر ہو کر شام تک اور شام کو ستر ہزار فرشتے حاضر ہو کر صبح تک صلاۃ وسلام پیش کرتے ہیں۔(۳۰۳) جو فرشتہ ایک بار حاضری دے چکا پھر دوبارہ قیامت تک حاضر نہیں ہو سکے گا۔

(۳) جب ''صلاۃ'' کی نسبت اہلِ ایمان کی طرف ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ غلام اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے لئے ادب واحترام کے ساتھ پیارے پیارے کلمات، جملوں اور الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں۔

علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ ''صلاۃ'' کے منجانب اللہ ہونے کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر اللہ کے درود بھیجنے کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزّ و جلّ نے اِس دنیا میں اپنے محبوب ﷺ کی شان کو اِس طرح بلند فرمایا کہ اُن کا ذکر بلند رکھا، اُن کے دین کو غلبہ عطا فرمایا، اور اُن کی تعلیمات پر عمل کرنے والوں کا سلسلہ تا اَبد جاری رکھا ہے۔ اور آخرت میں اُن کی عزت و عظمت کا اِس طرح مظاہرہ ہوگا کہ گُناہگاروں کے حق میں اُن کی شفاعت قبول ہوگی، انہیں بہترین اجر و ثواب عطا فرما کر بلند مقام پر فائز کیا جائے گا، جو مقام محمود کہلائے گا۔ اِس طرح اَوّلین و آخرین میں حضور ﷺ کی عظمت و فضیلت نمایاں ہوگی اور تمام مقربین پر آپ کی عزت آشکار ہو جائے گی۔ (۳۰٤)

۳۰۳۔ سُنَن الدّارمی، المقدمۃ، باب إکرام اللہ تعالیٰ نبیّہ ﷺ بعد موتہ، برقم:۹٤، ۱/۳٤
أیضاً فضل الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ للجھضمی، برقم:۱۰۲، ص۱۱۷، ۱۱۸
أیضاً کتاب الزّھد لابن المبارک، فھرس آثار التّابعین، برقم:٦٦٥
أیضاً نقلہ عنہ صاحب المشکاۃ فی ''مشکاتہ'' فی کتاب أحوال القیامۃ و بدء الخلق، باب الکرامات، الفصل الثّالث، برقم:٥٩٥٥، ۳/٤، ٤۰۱
أیضاً التّشویق، الباب التّاسع و العشرون، ص۱۳۲، ۱۳۳
أیضاً نقلہ السّخاوی فی ''القول البدیع، الباب الأول فی الأمر بالصّلاۃ علی رسول اللہ ﷺ، ص۵۲
أیضاً نقلہ الحسینی فی ''فضل الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ'' ص۱٤۹

۳۰٤۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ:٥٦، ۲۱۔ ۲۲/۳٤٤

علامہ ابن منظور نے صلوٰۃ وسلام کا مفہوم اِس طرح بیان کیا ہے کہ جب بندہ مومن بارگاہِ الٰہی میں عرض کرتا ہے:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

تو اُس کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ! اپنے حبیب (ﷺ) کے ذکر کو بلند فرما، اور اُن کے دین کو غلبہ عطا فرما، اُن کی شریعت مطہرہ کو دوام عطا فرما، اُن کے مرتبہ کو بلند فرما، اور روزِ محشر گُناہگاروں کے حق میں اُن کی شفاعت قبول فرما کر ان کا اُجر و ثواب گونا گوں کردے۔(۳۰۵)

بعض اسلاف نے اِس طرح وضاحت کی ہے کہ اللہ ربّ العزّت جلّ وعلا نے اہلِ ایمان کو محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پر درود بھیجنے کا حکم دیا لیکن ہم نہ تو اُن کے بلند مراتب سے کماحقّہٗ واقف ہیں اور نہ ہی اُن کے دربارِ عالی کے آداب بجالانا ہمارے بس میں ہے، نہ ہی ہم یہ جانتے ہیں کہ اِس حکم عالی کی تکمیل کا اَحسن طریقہ کیا ہے جو قبول ہو۔ پس ہم ''اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّد '' کا ایک معروضہ دربارِ الٰہی میں پیش کرتے ہیں کہ مولیٰ! تو نے حکم دیا، ایسا حکم جس کی تعمیل کماحقّہٗ ہمارے بس میں نہیں، پس ہم تجھ سے ہی التجا کرتے ہیں، کہ ہماری جانب سے اپنے پیارے محبوب ﷺ پر درود وسلام نازل فرمادے جیسا کہ حق ہے جو اُن کو پسند ہو، اور جو اُن کے دربارِ عالی میں مقبول ہو، اگر بندہ عاجز کا معروضہ قبول ہو گیا تو یقین جانیے مقدّر چمک اٹھا، دنیا وآخرت کی بھلائیاں نصیب ہو گئیں۔(۳۰۶)

کوئی ناعاقبت اندیش یہ گمان نہ کرے کہ حضور ﷺ ہمارے درود وسلام کے محتاج ہیں، انہیں اِس کی ضرورت ہے، کیونکہ آپ ﷺ جیسی ذات ہم جیسوں کی کبھی محتاج وضرورت مند نہیں ہو سکتی بلکہ ہم حضور ﷺ کے محتاج ہیں، ہمیں آپ کی ضرورت ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ''رحمت للعالمین'' فرمایا، تو آپ تمام جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف

۳۰۵۔ لسان العرب، حرف ی، فصل الصّاد المهملة، ۱۴/۴۶۶

۳۰۶۔ امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی لکھتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے والا دعا کرنے والا ہے اور حقیقت میں اپنے آپ کو مکمل کرنے والا ہے کیونکہ جب ہم نبی کریم ﷺ پر درود شریف بھیجتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ہم پر رحمت نازل فرماتا ہے۔(الدُّرُّ المنضود، مقدّمة الفائدة الرّابعة، ص ۴۸) مطلب یہ ہے کہ درود پڑھنے والا اپنے فائدے کے لئے درود بھیجتا ہے اور اُسی کا فائدہ اس کو پہنچتا ہے۔

لائے، رحمت ضرورت ہے اور عالمین ضرورت مند تو کائنات کا ہر ذرہ حضور ﷺ کا محتاج، علامہ ابن حجر مکی شافعی اور علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی شافعی نقل کرتے ہیں کہ ابن عبدالسلام نے فرمایا کہ نبی ﷺ پر ہمارا درود حضور ﷺ کے لئے شفاعت نہیں ہے کیونکہ ہمارے جیسا حضور ﷺ کی شفاعت نہیں کرسکتا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس ذات کو بدلہ دینے کا حکم فرمایا جس نے ہم پر احسان کیا پھر جب ہم اس سے عاجز ہو گئے تو ہم نے اس کا تدارک دعا کے ساتھ کرنے کی سعی کی، پس جب اللہ تعالیٰ کو بدلے سے ہمارا عاجز ہونا معلوم ہے تو اُس نے ہمیں آپ ﷺ پر درود بھیجنے کی تعلیم فرمائی اور ابن العربی نے فرمایا کہ درود کا فائدہ درود بھیجنے والے کی طرف لوٹتا ہے۔(۳۰۷)

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو ہمارے دُرود کی کیا حاجت ہے، ہم کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کو اس کی حاجت نہیں ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کے درود کے بعد فرشتوں کے درود کی حاجت ہے وہ صرف نبی ﷺ کی تعظیم کے اظہار کے لئے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنا ذکر واجب کیا حالانکہ اُسے ہمارے ذکر کی حاجت نہیں، تو درود شریف کا حکم صرف ہماری طرف سے نبی ﷺ کی تعظیم کے اظہار کے لئے اور ہم پر شفقت کے لئے ہے کہ وہ ہمیں اس پر ثواب عنایت فرمائے، اسی لئے نبی ﷺ نے فرمایا ''جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار رحمت فرماتا ہے''۔(۳۰۸)

حضور ﷺ پر درود بھیجنے والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اتنا خوش اور ہشاش بشاش دیکھا کہ اِس سے پہلے کبھی ایسا نہ دیکھا۔ پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آج آپ مجھے اتنے خوش نظر آرہے ہیں کہ اِس سے پہلے کبھی میں نے آپ ﷺ کو اتنا خوش نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا کہ میں کیوں نہ خوش ہوں کہ ابھی

۳۰۷۔ الدُّرّ المنضود، مقدمة، الفائدة الرّابعة، ص۴۷، ۴۸
أيضاً الأنوار المحمّديّة، المقصد السّابع، الفصل الثّاني، ص ۲۷۴

۳۰۸۔ التّفسير الكبير، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ۵۶، ۹/۱۸۲

جبریل یہ پیغام سُنا کر گئے ہیں کہ اللہ ربّ العزّت فرماتا ہے کہ کیا آپ اس پر اضی نہیں کہ

"أَلَا يُصَلِّي عَلَيْكَ أَحَدٌ مِنْ أُمَّتِكَ إِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَ لَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ إِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا" (٣٠٩)

یعنی، آپ کی اُمّت میں سے جس نے آپ پر درود شریف پڑھا میں اُس پر دس رحمتیں نازل کروں گا، اور جس نے آپ پر سلام عرض کیا میں اُسے دس بار سلامتی عطا کروں گا۔(٣١٠)

علامہ ابوالحسن کبیر سندھی اِس کے تحت لکھتے ہیں کہ اِس میں اُمّت کے لئے بشارت ہے کہ دُرود کی جزا اُن ہی کی طرف لوٹے گی اِسی وجہ سے نبی ﷺ کو غایتِ سرور حاصل ہوا۔(٣١١)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھ پر دُرود شریف پڑھا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور دس

٣٠٩۔ فضل الصّلاة على النّبيّ ﷺ للجهضميّ، برقم: ٢، ص٥٨ و اللفظ له

أيضاً سُنَن النّسائي، كتاب السّهو، باب فضل التّسليم على النّبيّ ﷺ، برقم:١٢٨٣، ٢/٣/٣١

أيضاً سُنَن الدّارمي، كتاب الرّقاق، باب فضل الصّلاة على النّبيّ ﷺ، برقم:٢٧٧٣، ٢/٢٥٠

أيضاً المسند للإمام أحمد، ٤/٣٠

أيضاً المختارة للضّياء المقدسي، مُسند عبد الرحمٰن بن عوف رضي الله عنه، برقم: ٩٣٢، ٢/٣/١٢٩

أيضاً نقله الهيتمي في "الدُّرّ المنضود" الفصل الرّابع في فوائد الصّلاة الخ، ص١٣٨، ١٣٩

٣١٠۔ امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار رحمتیں نازل فرماتا ہے'' (صحيح مسلم، كتاب الصّلاة، باب الصّلاة على النّبيّ ﷺ بعد التّشهّد، برقم:٤٠٨، ١٩٧ و سُنَن النّسائي، كتاب السّهو، باب فضل التّسليم على النّبيّ ﷺ، برقم:١٢٨٣، ٣/١٣) اور امام احمد کی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت میں ہے کہ "مَنْ صَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَاحِدَةً، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ مَلَائِكَتُهُ سَبْعِيْنَ صَلَاةً" (المسند للإمام أحمد، ٢/١٨٧۔ أيضاً مجمع الزّوائد، كتاب الأدعيّة، باب الصّلاة على النّبيّ الخ، برقم:١٧٢٨٣، ١٠/١٨١ و قال: رواه أحمد و إسناده حَسَنٌ) یعنی، ''جس نے نبی ﷺ پر ایک بار دُرود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اُس پر ستر بار دُرود بھیجتے ہیں''۔

٣١١۔ حاشية السّندي على السُّنَن للنّسائي، كتاب السّهو، باب فضل التّسليم على النّبيّ ﷺ، ٢/٣/٣١

گُناہ مٹا دیتا ہے اور اُس کے دس درجے بلند فرما دیتا ہے اور وہ اُس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ہے''۔(۳۱۲)

اِس ارشاد میں اگرچہ حضور ﷺ کی انتہائی عظمت و بزرگی کا اظہار ہے لیکن آپ کو خوشی اِس بشارت پر تھی کہ یہ عمل اُمت کی مغفرت و بخشش اور بلندی مراتب کا ذریعہ ہے۔

اگر یہ چاہتے ہو تم گُناہ بخشے جائیں شفیعِ حشر پر اے عاصیو درود پڑھو

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ''جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں اور اُس میں نہ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے نبی پر دُرود پڑھتے ہیں'':

''إِلَّا كَانَ عَلَيْهِمْ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَ إِنْ شَاءَ غَفَرَلَهُمْ'' (۳۱۳)

یعنی، تو قیامت کے دن یہ مجلس اُن کے لئے وبالِ جان ہو جائے گی اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو انہیں عذاب میں مبتلا کر دے اور اگر چاہے تو اپنے فضل و کرم سے اُن کی بخشش فرما دے۔

اِدھر اُدھر کی نہ باتیں کرو درود پڑھو شفیعِ حشر کی مِدحت سُنو درود پڑھو

(مولانا حشمت علی رضوی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''الدُّعَاءُ وَ الصَّلوٰةُ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْاَرْضِ فَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللّٰهِ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى يُصَلِّيَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (۳۱٤)

۳۱۲۔ القول البديع، الباب الثّانی، ص۱۱۵، و قال: رواه ابن أبی عاصم فی ''كتاب الصلاة'' له

۳۱۳۔ سُنَن التِّرمذی، كتاب الدّعوات عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء فی القوم يجلسون الخ، برقم: ۳۳۸۰، ٤/۳۰۰

أيضاً فضلُ الصّلاة على النّبیّ ﷺ للجهضمیّ، برقم: ٥٤، ص ۹۱

أيضاً الدُّرُّ المنثور، سورة (۳۳) الأحزاب، الآية: ٥٦، ٦/٥٧٧

۳۱٤۔ الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرّابع، فصل فی المواطن التی يستحبّ فيها الخ، ص۲۷٥

یعنی، دعا اور نماز آسمان اور زمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے اور وہ اُس وقت تک اللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوتی جب تک حضور ﷺ پر درود شریف نہ پڑھا جائے۔(۳۱۵)

یہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہی قول نہیں بلکہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے چنانچہ حافظ عراقی نے اِس حدیث شریف کی شرح میں لکھا کہ یہ حدیث اگرچہ آپ پر موقوف ہے پس اِس کی مثل قول اپنی رائے سے نہیں کئے جاتے، یہ اَمر توقیفی ہے پس اس کا حکم مرفوع کا حکم ہے جیسا کہ ائمہ حدیث واصول کی ایک بڑی جماعت نے اِس کی تصریح کی ہے۔(۳۱۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے:

إِنَّ الدُّعَاءَ مَحْجُوبٌ حَتّٰی يُصَلِّيَ الدَّاعِيُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ (۳۱۷)

یعنی، دعا بارگاہِ الٰہی میں پیش نہ کی جائے گی جب تک کہ دعا کرنے والا نبی کریم ﷺ پر درود شریف نہ پڑھے۔

جو چاہتے ہو کہ کچھ رزق کی کشائش ہو — تو اس جناب پہ اے مُفلِسو درود پڑھو

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب ارادہ کرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اِلتجا کرے تو پہلے اپنے ربّ کی اُس کی شان کے مطابق ثنا کرے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے پھر اپنے ربّ سے اِلتجا کرے تو اُمید کی جا سکتی ہے کہ اُس کی دعا

۳۱۵۔ امام ترمذی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا إِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ، لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ (سُنَن الترمذی، أبواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصّلاۃ علی النبیّ ﷺ، برقم:۴۸۶، ۲/ ۳۶۰) یعنی، دعا آسمان اور زمین کے مابین موقوف رہتی ہے اُس وقت تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش نہیں ہوتی جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ پڑھے۔

۳۱۶۔ تحقیق محمود محمد نصّار علی السُّنَن التّرمذی، أبواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصّلاۃ علی النبیّ ﷺ، ۲/ ۳۶۰

۳۱۷۔ المُعجم الأوسط للطّبرانی، برقم: ۷۲۱، ۱/ ۲۱۱

أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب الأدعیّۃ، باب الصّلاۃ علی النبیّ ﷺ الخ، برقم: ۱۷۲۷۸، ۱۰/ ۱۸۰ و قال: رجاله ثقاتٌ و فیه: حتی یصلّی علی محمدٍ ﷺ و علی ال محمدٍ

ضرور قبول ہوگی۔(۳۱۸)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نماز پڑھ رہا تھا اور حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام، حضرت ابوبکر، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تشریف فرما تھے، جب میں نماز سے فارغ ہو کر بیٹھا تو میں نے پہلے اللہ کی حمد وثناء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود پاک پڑھا، پھر اپنے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''سَلْ تُعْطَهْ، سَلْ تُعْطَهْ '' اب جو چاہو مانگو دیئے جاؤ گے، جو چاہو مانگو دیئے جاؤ گے۔(۳۱۹)

اللہ تعالیٰ سے دُعا کا طریقہ نبی کریم ﷺ کی زبانی

امام ترمذی نقل فرماتے ہیں حضرت فُضالہ بن عُبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا اُس نے نماز پڑھی اور دعا مانگنے لگا کہ اے اللہ! مجھے بخش دے، اور مجھ پر رحم فرما۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ''اے نمازی! تُو نے بہت جلدی کی جب نماز پڑھ چکو تو بیٹھو اللہ کی حمد وثناء کرو، پھر مجھ پر درود پڑھو، پھر اللہ سے دعا کرو''۔

پھر دوسرا آدمی آیا، اُس نے نماز پڑھی اور اللہ کی حمد وثناء کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھا، آپ نے فرمایا: ''أَيُّهَا الْمُصَلِّي ادْعُ تُجَبْ '' اے نمازی! اب مانگ تیری دعا قبول کی جائے گی۔(۳۲۰)

۳۱۸۔ المُعجم الکبیر للطّبرانی، برقم: ۸۷۸۰، ۹/۱۵۵، ۱۵۶
أیضاً مجمعُ الزّوائد، کتاب الأدعیّة، باب فیما یستفتح به الدّعاء الخ، برقم: ۱۷۲۵۵، ۱۰/۱۷۳، ۱۷۴ و قال: رجاله رجال الصّحیح إلا أن أبا عبیدة لم یسمع عن أبیه
أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الرّابع، فصل فی المواطن التی یستحبّ فیها الخ، ص ۲۷۵

۳۱۹۔ سُنَن التّرمذی، أبواب السّفر، باب ما ذکر فی الثّناء علی الله و الصّلاة علی النّبیّ ﷺ قبل الدّعاء، برقم: ۵۹۳، ۱/۴۳۵

۳۲۰۔ سُنَن التّرمذی، کتاب الدّعوات، باب ما جاء فی جامع الدّعوات، باب (۶۵)، برقم: ۳۴۷۶، ۴/۳۵۴
أیضاً المُعجم الکبیر للطّبرانی، ۱۸/۳۰۸
أیضاً مجمعُ الزّوائد، برقم: ۷۲۵۷، ۱۰/۱۷۴

اگر حضور کی مدِ نظر حضوری ہے — حضورِ قلب سے اے دوستو درود پڑھو
جو اس حبیب کا مدنظر نظارہ ہے — پڑھو درود پڑھو عاشقوں درود پڑھو
(نصرۃ الواعظین)

حافظ نورالدین ہیثمی کی حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے دُعا کے آداب سکھاتے ہوئے فرمایا:

فَاذْكُرُوْنِيْ فِيْ أَوَّلِ الدُّعَاءِ، وَ فِيْ وَسْطِهِ، وَ فِيْ آخِرِ الدُّعَاءِ (۳۲۱)
یعنی، دعا کے اول میں اور اُس کے درمیان میں اور دعا کے آخر میں میرا ذکر کرو۔

جب قیامت کے دن کسی مومن کی نیکیوں کا وزن کم ہوگا تو نبی کریم ﷺ انگلی کے برابر کاغذ کا ٹکڑا میزان میں رکھ دیں گے، جس سے اُس کی نیکیوں کا پلہ بھاری ہو جائے گا، یہ دیکھ کر وہ مومن عرض کرے گا، میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کون ہیں؟ آپ کی صورت و سیرت بہت اچھی بھلی ہے، تو حضور ﷺ ارشاد فرمائیں گے کہ ''میں تیرا نبی ہوں اور یہ درود شریف ہے جو تو مجھ پر پڑھا کرتا تھا اور آج تیری ضرورت کے وقت میں نے تجھے اُس کا بدلہ دے دیا''۔(۳۲۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشادگرامی ہے کہ اُس کی ناک خاک آلود ہو جس کے پاس میرا ذکر

۳۲۱۔ كشفُ الأستار، كتاب الأدعيّة، باب الصّلاة على النّبيّ ﷺ، برقم:۳۱۵۶، ۴/۴۵
أيضاً مجمعُ الزّوائد، كتاب الأدعية، باب فيما يستفتح به الدّعا الخ،برقم:۱۷۲۵۶، ۱۰/۱۷۴

۳۲۲۔ اسے امام قسطلانی نے ''المواهب اللّدنية'' کے المقصد العاشر، الفصل الثّالث في تفضيله ﷺ في الآخرة، (۴۶۱/۳) میں اور امام ابن حجر مکی شافعی نے ''الدُّرُّ المنضود'' کے الباب الرّابع (ص ۱۷۱، ۱۷۲) میں نقل کیا ہے اور امام زرقانی نے ''شرح الزّرقاني'' (المقصد العاشر، الفصل الثّالث، ۳۶۰/۱۲) میں لکھا ہے کہ اسے ابن ابی الدُّنیا نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث سے تخریج فرمایا ہے اور امام اہلسنّت کے والد حضرت علامہ نقی علی خان نے ''الکلام الأوضح'' (ص ۲۴۳) میں کچھ تغییر کے ساتھ نقل کیا اور علامہ سعادت علی قادری نے ''گلدستہ درود'' (ص ۱۹) میں ''المواهب اللّدنية مع شرح الزّرقاني'' کے حوالے سے بعینہٖ نقل کیا ہے۔

کیا گیا اور اُس نے مجھ پر دُرود نہ پڑھا۔(۳۲۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ حضور ﷺ نے فرمایا، کوئی مسلمان جب مجھ پر سلام عرض کرتا ہے چاہے وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں، میرے ربّ کے فرشتے اُس کو سلام کا جواب ارشاد فرماتے ہیں، کسی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ! جب کوئی مدینہ میں سلام عرض کرتا ہے اُس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا، کریم کا جو برتاؤ اپنے پڑوسی سے ہوتا ہے۔(۳۲۴)

امام سخاوی فرماتے ہیں کہ جب مزار پُر انوار پر حاضر ہونے والے کا جواب حضور ﷺ عطا فرماتے ہیں تو اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ آفاقِ عالم میں جو غلام بھی آپ پر درود و سلام پیش کرتا ہے آپ ﷺ اُس کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔(۳۲۵)

درود شریف قُربِ اِلٰہی کا ذریعہ ہے

حافظ ابو نعیم نے ''حلیۃ الأولیا'' میں لکھا کہ حضرت کعب کی ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السّلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا، اے موسیٰ! اگر دنیا میں میری حمد کرنے والے نہ ہوتے تو میں بارش کا ایک قطرہ بھی آسمان سے نازل نہ کرتا اور نہ ہی زمین سے کوئی دانہ پیدا ہوتا اور بہت سی چیزوں کا ذکر فرمایا، پھر ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ! کیا تم چاہتے ہو کہ تمہیں میرا قُرب حاصل ہو، جیسے تمہارے کلام کو تمہاری زبان سے قُرب ہے، جیسے

۳۲۳۔ سُنَن التّرمذی، کتاب الدّعوات، باب قول رسول اللہ ﷺ "رَغِمَ أنفُ رَجُلٍ"، برقم: ۳۵٤٥، ۳۸۹/٤

أيضاً الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرّابع، فصل فی ذمّ من لم يصلّ على النّبیّ ﷺ و إثمه، ص۲۸۳

۳۲٤۔ حلية الأولياء، مالك بن أنس، برقم: ۲٤۲۱، ۳۰۳/٦، ۳۰٤، دار إحياء التّراث العربی، و ۳٤۹/٦ و دار الكتاب العربی

أيضاً تقريبُ البغية، كتاب الحجّ، باب فيمن يسلّم على النّبیّ ﷺ الخ، برقم: ۱۷۷۳، ۱۰٦/۲، ۱۰۷

أيضاً الجوهرُ المنظّم، الفصل الثّانی فی فضائل الزّيارة و فوائدها، ص۷٤، ۷۵، دار الحاوی

۳۲۵۔ القول البديع فی الصّلاة على الحبيب الشّفيع، فوائد نختتم بها، الباب الرّابع، ص۱٦۸

خطراتِ قلب کو دل کے ساتھ قُرب ہے، جیسے آپ کی روح کو جسم کے ساتھ قُرب ہے اور جیسے آپ کی نظر کو آپ کی آنکھوں سے قُرب ہے، موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے عرض کی ہاں مولیٰ، میں ایسا ہی قُرب چاہتا ہوں، پس اللہ عزّ وجلّ نے فرمایا، تو تم میرے حبیب ﷺ پر درود پڑھو۔(۳۲۶)

''القولُ البدِیع '' (۳۲۷) اور ''مسالكُ الحُنَفاء '' (۳۲۸) میں ہے اللہ تعالیٰ نے سیّدنا موسیٰ علیہ السّلام سے فرمایا اگر آپ قیامت کے دن پیاس کی شدّت سے محفوظ رہنا چاہتے ہو تو میرے محبوب ﷺ پر بکثرت درود شریف پڑھا کرو۔(۳۲۹)

عارف باللہ سیّدنا امام شعرانی کا ارشادِ گرامی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ہم سے عہد لیا کہ ہم دن رات درود شریف بکثرت پڑھیں اور یہ کہ ہم مسلمان بھائی بہنوں کو درود پڑھنے کا اَجر وثواب بتائیں، اور ہم سید عالم نُورِ مُجَسّم ﷺ سے محبت وعظمت کے اظہار کے لئے درود پڑھنے کی انہیں بھرپور رغبت دلائیں (اور درود شریف پڑھنے والے کو چاہئے کہ باوضو حُضورِ قلب کے ساتھ درود پڑھے، کیونکہ یہ بھی نماز ہی کی طرح مناجات ہے، اگرچہ اس میں وضو شرط نہیں)، اگر مسلمان روزانہ صبح وشام ہزار سے دس ہزار تک درود پڑھنے کا وِرد بنالیں تو یہ سارے اعمال سے افضل ہوگا۔ درود شریف دربارِ (رسالت اور دربارِ خداوندی) میں قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام جیسا کائنات میں کوئی نہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ نے دنیا وآخرت میں صاحبِ حَلّ وعقد اور صاحبِ بست وکشادہ بنایا ہو، لہٰذا جو

۳۲۶۔ القول البدیع فی الصّلاۃ علی الحبیب الشّفیع، الباب الثّانی من ثواب الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ الخ، ص۱۳۷

أیضاً سعادۃ الدّارین فی الصّلاۃ علی سیّد الکونین ﷺ، الباب الثّانی فیما ورد عن الأنبیاء و العلماء فی فضل الصّلاۃ علیه ﷺ، ص۱۰۵

۳۲۷۔ القوال البدیع فی الصّلاۃ علی الحبیب الشّفیع، الباب الثّانی، ص۱۳۰

۳۲۸۔ مسالك الحُنفا، المطلب السّادس، الفصل الثّانی فی فوائدھا و ثمراتھا، ص۱۹۰، و قال: رواہ أبو القاسم التّیمی فی "ترغیبه"

۳۲۹۔ تاریخ مدینة دمشق، موسیٰ بن عمران، ترجمة: رقم: ۷۷٤۱، ٦۱/۱۵۰

أیضاً أوردہ الھیتمی فی "الدُّرّ المنضُود" الفصل الرّابع فی فوائد الصّلاۃ الخ، ص۱۷۲

شخص اس آقا کی اتباع و پیروی کرے اور صِدق و محبت اور صفا سے اُس پر درود پڑھے، اُس کے لئے بڑے بڑے جابروں کی گردنیں جھک جاتی ہیں، اور سب مسلمان اُس کی عزت کرتے ہیں، پھر بتایا کہ شیخ نور الدین شونی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ دس ہزار مرتبہ درود پڑھا کرتے تھے اور شیخ احمد زواوی رحمۃ اللہ علیہ روزانہ چالیس ہزار مرتبہ درود شریف پڑھا کرتے تھے۔(۳۳۰)

درود شریف نہ پڑھنے کا وبال

درود شریف پڑھنے کا ثواب اگر کثیر ہے تو نہ پڑھنے کی محرومی بھی بڑی ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء سے ظاہر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے روایت فرمائی کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''سب سے بڑا بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے''۔(۳۳۱)

حضرت جعفر بن محمد نے اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے تو اُسے جنت کا راستہ بھلا دیا جائے گا''۔(۳۳۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا ''جو مجھ پر درود بھیجنا بھول گیا تو اللہ تعالیٰ اُسے جنت کا راستہ بھلا دے گا''۔(۳۳۳)

۳۳۰۔ لَواقحُ الأنوارِ القُدسِيّة، برقم: ۱۳۰، الإكثار من الصّلاة على الرّسول ﷺ، ص ۲۰۳

۳۳۱۔ سُنَن التّرمذی، كتاب الدّعوات، باب قول رسول الله ﷺ "رَغِمَ أنفُ رَجُلٍ"، برقم: ۳۵٤٦، ٤/۳۹۰

۳۳۲۔ الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الرّابع، فصل فی ذمّ من لم يصلّ الخ، ص ۲۸٤

أيضاً فضل الصّلاة على النّبیّ ﷺ للجهضمی، برقم: ٤١، ٤٢، ص ۸٤

أيضاً القول البديع، الباب الثّالث فی تحذير من ترك الصّلاة عليه عند ذكره، ص ۱۵۱

۳۳۳۔ سُنَن ابن ماجة، كتاب إقامة الصّلاة الخ، باب الصّلاة على النّبیّ ﷺ، برقم: ۹۰۸، ۱/٤۹۱

أيضاً المعجم الكبير للطبرانی، ۲/۱۸۰، عن ابن عباس رضی الله عنهما

بھولو نہ اس کو میری جان دل سے رکھو مدام دھیان
سُن کے رسولِ حق کا نام بھیجو درود اور سلام

(مولانا حشمت علی رضوی)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت کریمہ تھی کہ جب چوتھائی رات گزر جاتی تو کھڑے ہو کر فرماتے اے لوگو! ذکرِ الٰہی کرو فتنہ وفساد کا وقت آ گیا، اور اُس کے پیچھے علاماتِ قیامت ظاہر ہو گئیں، موت اپنی تکلیفوں کے ساتھ آ گئی۔

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! میں آپ پر بکثرت درود بھیجتا ہوں، تو میں آپ ﷺ پر درود کے لئے کتنا وقت مقرر کرلوں، فرمایا، "جتنا چاہو"، عرض کیا چوتھائی، فرمایا، "جتنا چاہو اگر تم اِس سے زیادہ کرو تو بہتر ہے"، عرض کی کیا تہائی، فرمایا، "جتنا چاہو اگر اِس سے زیادہ کرلو تو بہتر ہے"، عرض کیا، دو تہائی؟، فرمایا "جتنا تم چاہو اگر اس سے زیادہ کرلو تو بہتر ہے" عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں اپنا تمام وقت درود بھیجنے کے لئے وقف کرتا ہوں، فرمایا، "(جب تم اپنا تمام وقت دُرود کے لئے وقف کردو گے) اور تمہارے گُناہ معاف ہو جائیں گے"۔(۳۳٤)

حدیث پاک میں ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر چڑھے تو پہلی سیڑھی پر فرمایا، آمین، پھر جب دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا فرمایا، آمین، پھر جب تیسری سیڑھی پر جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا، آمین، اُس وقت حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریافت کیا تو جواباً ارشاد فرمایا کہ "جبریل علیہ السّلام حاضر ہوئے اور کہا اے محمد! (ﷺ) جس کے سامنے آپ کا نام اقدس لیا جائے اور وہ آپ پر درود نہ بھیجے پھر وہ مر جائے تو اللہ عزّ وجلّ اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور اُسے آپ سے دُور کردے گا، آپ نے فرمایا: آمین۔ اور کہا جس نے رمضان المبارک پایا

أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الرّابع، فصل فی ذمّ من یصل علی النّبیّ ﷺ و إثمه، ص ۲۸٤

أیضاً الدُّرُّ المنضود، الفصل الخامس فی ذکر عقوبات من لم یُصلّ علیه ﷺ، ص ۱۹۲، ۱۹۳

۳۳٤۔ سُنَن التّرمذی، کتاب صفة القیامة و الرّقائق و الورع، باب (۲۳)، برقم: ۲٤٥۷، ۳/۳٦۱

أیضاً فضلُ الصّلاة علی النّبیّ ﷺ للجهضمی، برقم: ۱٤، ص ٦۸

اور اُس نے اُس سے کچھ حصہ نہ لیا پھر وہ مرگیا تو اللہ عزّ وجلّ اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور اُسے آپ سے دُور کرے گا، آپ نے فرمایا: آمین۔ اور کہا کہ جس نے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کو پایا اور اُن کی خدمت نہ کی پھر وہ مرگیا تو اللہ عزّ وجلّ اُسے جہنم میں داخل کرے گا اور اُسے آپ سے دُور کردے گا، آپ نے فرمایا، آمین'' ۔(۳۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے، تو اللہ عزّ وجلّ مجھ پر میری روح کو واپس کرتا ہے، پھر میں اُس کے سلام کا جواب دیتا ہوں'' ۔(۳۳۶)

۳۳۵۔ اِس حدیث شریف کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بروایت مجاہد امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (برقم:۱۱۱۱۵، ۱۱/۶۸) میں اور سعید بن جبیر کی روایت سے "المعجم الکبیر" (برقم:۱۲۵۵۱، ۱۲/۶۵، ۶۶) میں اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حافظ ہیثمی نے "کشف الأستار" کے کتاب الأذکار، باب الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ (برقم:۳۱٦٤، ٤/٤٧) میں اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "کشف الأستار" کے مذکور باب (برقم:۳۱٦٧، ٤/٤٨، ٤٩) میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "کشف الأستار" کے باب مذکور (برقم:۳۱٦٦، ٤/٤٩) میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "کشف الأستار" کے باب مذکور (برقم:۳۱٦٨، ٤/٤٩) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "کشف الأستار" کے مذکور باب (برقم:۳۱٦٩، ٤/٤٩) میں، حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۱۹/۲۹۱، ۲۹۲، برقم:٦٤٩) میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (برقم:۳۱۵، ۹/۱٤٤) میں روایت کیا ہے اور امام سیوطی نے اسے "الجامعُ الصّغیر" (حرف المیم، برقم:۷۹۸٦، ٤/۱٦۰۳) میں اور امام نبہانی نے "الفتح الکبیر"، (حرف المیم، برقم:۱۰۷۳٦، ۳/۹۸) میں اور ابن القیم نے "جلاء الأفہام" (باب ما جاء فی الصّلاۃ علی رسول اللہ ﷺ، برقم:۱۹، ص۱۸) میں نقل کیا ہے۔

۳۳٦۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب المناسك، باب زیارۃ القبور، برقم:۲۰٤۱، ۲/۳٦٦

أیضاً المسند للإمام أحمد، ۲/۲۷۔

أیضاً المعجم الأوسط للطّبرانی، برقم:۳۰۹۰

أیضاً السُّنَن الکبریٰ للبیہقی، کتاب الحج، جماع أبواب الهدی، باب زیارۃ قبر النّبیّ ﷺ، برقم:۱۰۲۷۰، ٥/٤۰۲

علامہ سید سعادت علی قادری نے ''مطالع المسرّات'' سے نقل کیا (۳۳۷) کہ حضرت علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے درود شریف کو اپنی رضا اور قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا ہے۔ لہٰذا جو شخص جتنا درود پاک زیادہ پڑھے گا اُتنا وہی رضا اور قُرب کا حقدار قرار پائے گا اور اِس بات کا مستحق ہوگا کہ اُس کے سارے کام آسان ہوں اور پورے ہوں اور اُس کے گُناہ بخش دیئے جائیں اور اُس کی سیرت پاکیزہ ہو اور اُس کا دل روشن ہو۔ (۳۳۸)

درود شریف پڑھنے کا حکم کیوں دیا گیا؟

امام فخرالدین رازی شافعی فرماتے ہیں کہ درود شریف پڑھنے کا حکم اِس لئے دیا گیا ہے کہ انسان کی روح جبلی طور پر ضعیف ہے، پس درود پڑھنے سے اُس میں انوارِ الٰہی کی تجلّیات قبول کرلینے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے، جس طرح آفتاب کی کرنیں مکان کے روشن دانوں

أيضاً حياة الأنبياء للبيهقي، برقم:١٥، ص٩٦، ٩٧

أيضاً مسند إسحاق بن راهويه، مسند أبي هريرة، برقم: ٥٢٠، ص٢٠٤ و قال محقّقه: رجاله ثقاتٌ رجال الشّيخين غير أبي صخر وهو صدوقٌ قاله ابن حجر في "تقريب التهذيب"، برقم:١٥٤٦، ٣٢٧/١

أيضاً أورده النّووي في "الأذكار" كتاب الصّلاة على النّبيّ ﷺ، برقم: ٣٠٤ و صحّحه

أيضاً العسقلاني في "التّلخيص" كتاب الحج، باب دخول مكة و بقية أعمال الحج إلى آخره، برقم:١٠٧٧ (٧٠)، ٥٤٢/٢

أيضاً الهيثمي في "مجمع الزوائد"، كتاب الأدعية، باب الصّلاة على النّبيّ ﷺ الخ، برقم:١٧٢٩٦، ١٨٤/١٠

أيضاً الهيتمي في "الدُّرّ المنضُود" الفصل الرّابع في فوائد الصّلاة الخ، ص١٥٢ و قال: سند حَسَنٌ: بل صحّحه النّووي في "الأذكار"

۳۳۷۔ گلدستہ درود شریف، ص۳۸، ۳۹

۳۳۸۔ امام ابو عبداللہ محمد بن سلیمان جزولی سملالی حسنی روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''جس کی کسی حاجت کا پورا ہونا مشکل ہو جائے وہ مجھ پر کثرت سے درود شریف پڑھے تو اُس کے تمام غم و کرب دُور ہو جائیں گے رزق میں کثرت ہوگی اور حاجتیں پوری ہوں گی''۔ (دلائل الخيرات، فصل في فضل الصّلاة على النّبيّ ﷺ، ص٢٥)

سے اندر جھانکتی ہیں، تو اُس مکان کے درودیوار روشن نہیں ہوتے، لیکن اگر اُس مکان کے اندر پانی کا طشت یا آئینہ رکھ دیا جائے تو آفتاب کے عکس سے مکان کی چھت اور درودیوار چمک اٹھتے ہیں، اِس طرح اُمّت کی روحیں اپنی فطری کمزوری کی وجہ سے ظلمت کدہ میں پڑی ہوتی ہیں، وہ حضور ﷺ کی روحِ انور سے جوکہ سورج سے بھی روشن تر ہے، اُس کی نورانی کرنوں سے روشنی حاصل کر کے اپنے باطن کو چمکا لیتی ہیں، اور یہ استعداد صرف درود پاک سے حاصل ہوتی ہے جو پانی کے طشت یا آئینہ کی طرح ہے، اِس لئے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"أَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ القِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلَاةً" (۳۳۹)

یعنی، قیامت کے دن مجھ سے قریب ترین وہ شخص ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود بھیجتا ہوگا۔(۳۴۰)

اے میرے مسلمان بھائیو! نبی کریم ﷺ پر بے شمار صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو کہ یہ وہ عمل ہے جو سنّتِ الٰہیہ ہے کہ وہ اپنے حبیب ﷺ پر درود وسلام کے پھول نچھاور فرماتا ہے اور اس کے فرشتے بھی یہی گلدستے پیش کرتے رہتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ تم سے بھی مطالبہ کرتا ہے کہ تم بھی اُس کی اطاعت وفرمانبرداری کرو اور کثرت سے درود وسلام پڑھو۔ یہی وہ واحد عمل ہے جس کے مردود ومسترد ہونے یا نامقبول ہونے کا شبہ تک نہیں کیا جاسکتا، اور سنو! یہی وہ واحد عمل ہے جو رفعِ درجات اور اللہ عزّ وجلّ اور اُس کے رسول ﷺ کا قُرب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، یہی وہ عمل ہے جو نبی کریم ﷺ کی خوشی کا سبب ہے، جہنم سے آزادی کا پروانہ ہے، جس سے نبی کریم ﷺ خوش ہوگئے اُس پر اللہ تعالیٰ بھی راضی ہے۔

۳۳۹۔ سُنَن التّرمذی، أبواب الوتر، باب ما جاء فی فضل الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ، برقم:۴۸۴، ۱/۳۵۶

أیضاً الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الرّقائق، باب الأدعیّة، برقم: ۹۰۸، ۲/۱۳۳

أیضاً موارد الظّمآن، کتاب الأدعیّة، باب الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ، برقم:۲۳۸۹، ص۵۹۴

أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الرابع، فصل فی فضیلة الصّلاۃ علی النّبیّ ﷺ الخ، ص۲۸۲

أیضاً الدُّرُّ المنضود، الفصل الرّابع فی فوائد الصّلاۃ الخ، ص۱۷۷

۳۴۰۔ معارج النّبوّۃ، مقدمه، فصل پنجم، در فضائل صلوات الخ، و وظیفه ثانیه در لطائف، آیه کریمه ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ﴾ الآیة، اللّطیفة الأخری ۱/۱۰۴ (و معارج النّبوّۃ، ۱/۳۱۸)

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جب جبریل امین درود پڑھنے والوں پر انعامات کے نُزول کی خبر لے کر آئے حضور نبی کریم ﷺ بے حد خوش و مسرور تھے، کہ اس میں اُمّت کی مغفرت و بخشش اور درجات کی بلندی کا ذریعہ ہے جیسا کہ حدیثِ ابی طلحہ میں پہلے گزرا(۳٤۱) اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب کریم ﷺ کو اُمّت کی بخشش کا مُژدہ دے کر خوش کر رہا ہے۔ سبحان اللہ شانِ مصطفیٰ ﷺ کہ

خُدا چاهتا هے رضائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

۲۳۔ ﴿یٰسٓ O وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ O اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ O عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ O﴾ (۳٤۲)

ترجمہ: حکمت والے قرآن کی قسم، بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔ (کنزالایمان)

"یٰسٓ" کے بارے میں اقوال علماء

"یٰـــــسٓ" کے متعلق علماء تفسیر کے متعدد اقوال ہیں: (۱) یہ سورت کا نام ہے، (۲) قرآن کے اسماء میں سے ہے، (۳) یہ اللہ تعالیٰ کا اسم پاک ہے، (۴) یٰــسٓ کا معنی لُغت "طے" میں "یا انسان" ہے اور اُس سے مراد انسانِ کامل یعنی حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام ہیں، (۵) رحمتِ عالمیان ﷺ کے اسماء مبارکہ سے ہے، (٦) ابوبکر ورّاق کہتے ہیں اس کا

۳٤۱۔ ملاواعظ کاشفی نے "معارج النبوّۃ" میں نقل کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیہ کریمہ ﴿یعنی اِنَّ اللّٰہَ و مَلٰئِکَتَہٗ الآیۃ﴾ نازل ہوئی تو نبی ﷺ کے مبارک چہرے کا رنگ انار کے دانوں کی طرح انتہائی خوشی سے کھل گیا اور فرمانے لگے مجھے مبارک باد پیش کرو کہ مجھ پر وہ آیت نازل ہوئی ہے جو میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے ہر چیز سے بہتر ہے ﴿اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ﴾ (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما) فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے خوشخبری سنتے ہی کہا 'ھَنِیْئًا لَکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ" یا رسول اللہ! آپ کو یہ نعمت مبارک ہو۔ پھر صحابہ کرام مبارک باد دیتے الخ (معارج النبوّۃ، مقدمہ، فصل پنجم، وظیفہ ثانیہ، اللّطیفۃ الأخری، ۱/۱۰۱ و معارج النبوّۃ مترجم، ۱/۳۱۱)

۳٤۲۔ سورہ یٰسین:۳٦/ ۱ تا ٤

معنی ہے ’’یَا سَیِّدَ الْبَشَر ‘‘ ۔(۳۴۳)

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

اَللّٰہُ تَعَالیٰ الْمُعْطِیُ وَ اَنَا الْقَاسِمُ فمنزلته ﷺ من العالم بأسرِہ بمنزلة القلبِ من البدنِ فما الطف افتتاح قلب القرآن بقلب الأکوان (۳۴۴)

یعنی، حضور ﷺ نے فرمایا ’’دینے والا اللہ تعالیٰ اور بانٹنے والا میں ہوں‘‘، اِس حدیث پاک کے مطابق کائنات کے جسم میں حضور دل کی مانند ہیں۔ اور سورۂ یٰسین قرآن کریم کا دل ہے (۳۴۵) اس سورۃ کا آغاز کتنا پیارا ہے اس سورت کا کہ قرآن کے دل کو ساری کائنات کے دل کے ذکر سے شروع کیا جارہا ہے۔

کُفّارِ مکہ رسول اللہ ﷺ کی نبوّت کا انکار کرتے تھے اور طرح طرح کے الزامات تراشتے اور استحالے پیش کرتے، خُداوندِ عالَم قسم بیان فرما کر اپنے معظّم و مکرم رسول کی رسالت کی شہادت دے رہا ہے، فرمایا، اے انسان کامل، یا اے عرب وعجم کے سردار! مجھے اِس قرآن حکیم کی قسم کہ آپ اُن برگزیدہ انسانوں میں سے ہیں جن کو میں نے رسالت سے سرفراز فرمایا ہے اور مجھے قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ سیدھے راستے پر گامزن ہیں۔

اے حبیب! جب تیرا پروردگار تیری رسالت کی شہادت دے رہا ہے اور وہ بھی قرآن حکیم کی قسم بیان فرما کر، اس کے بعد اگر کوئی بد بخت تیری رسالت کو نہ مانے تو آپ اس پر رنجیدہ خاطر نہ ہوں۔

۳۴۳۔ تفسیر القرطبی، سورة (۳٦) یٰس، الآیة: ۱، ۸/۱۵/٤۰٥

أیضاً المواھب اللّدنیة، المقصد السّادس، النّوع الخامس، الفصل الرّابع، ۳/٤٤۷

أیضاً مدارج النّبوّة، باب سوم، وصل از مناقب حلیله، ۱/٦٥

۳٤٤۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۳٦) یسین، باب الإشارة، ۲۳، ۲٤/۸٥، ۸٦

۳٤٥۔ المسند للإمام أحمد، ٥/۲٦

أیضاً سُنَن الدّارمی، کتاب فضائل القران، باب فی فضل یٰس، برقم: ۲۳۱٦، ۲/۳۳٦

قسم بیان فرماتے ہوئے صرف ''و القرآن'' نہیں فرمایا، بلکہ ''و القرآن الحکیم'' فرمایا، یعنی قرآن جس کی قسم بیان کی جارہی ہے کہ یہ کوئی عام کتاب نہیں بلکہ یہ کتاب حکیم ہے یعنی یہ پُر از حکمت ہے یا یہ ایسی محکم کتاب ہے کہ باطل کسی گوشہ سے اِس پر حملہ نہیں کرسکتا۔(۳۴۶)

نقّاش رحمۃ اللہ علیہ (۳۴۷) کہتے ہیں کہ کتاب مجید میں اللہ عزّ وجلّ نے کسی نبی کی رسالت کی قسم نہیں بیان فرمائی سوائے حضور ﷺ کے اور اِس میں حضور ﷺ کی بڑی تعظیم و ترقی ہے۔(۳۴۸)

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الخ (۳۴۹)

یعنی، میں قیامت میں تمام اولادِ آدم کا سردار ہوں گا۔(۳۵۰)

۳۴۶۔ تفسير ابن كثير، سورة يٰسين: ۳۶/۱۔۲، ۳/۷۴۶

۳۴۷۔ یہ ابوبکر محمد بن الحسن بن محمد بن زیاد موصلی بغدادی مُقری، مفسّر ہیں (مُـزِيلُ الخفـاء عن ألفاظ الشّفاء، ص۳۲)

۳۴۸۔ الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الرّابع، ص۳۲

۳۴۹۔ صحيح مسلم، كتاب الفضائل، باب تفضيل نبيّنا ﷺ على جميع الخلائق، برقم: ۶۰۰۴/ ۳ ـ (۶۲۷۸)، ص۱۱۱۸
أيضاً سُنَن أبي داوٗد، كتاب السّنّة، باب في التّخيير بين الأنبياء عليهم الصّلاة و السّلام، برقم: ۴۶۷۳، ۵/۳۶
أيضاً سُنَن التّرمذي، كتاب المناقب، باب فضل النّبيّ ﷺ، برقم: ۳۶۱۵، ۴/۴۲۴
أيضاً سُنَن ابن ماجة، كتاب الزّهد، باب ذكر الشّفاعة، برقم: ۴۳۰۸، ۴/۵۶۵
أيضاً المسند للإمام أحمد: ۳/۲
أيضاً سُنَن الدّارمي، المقدمة، باب ما أعطى النّبيّ ﷺ من الفضل، برقم: ۵۲، ۱/۲۴ و فيه: "أَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

۳۵۰۔ نبی ﷺ نے قیامت کے روز کی قید کیوں لگائی حالانکہ دنیا میں بھی تمام اولادِ آدم کے سردار ہیں، نبی ﷺ کا یہ فرمان اِس طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے ﴿مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ﴾ (سورة الفاتحة: ۱/۳) ترجمہ: ''روزِ جزا کا مالک''۔ حالانکہ دنیا میں دنوں، راتوں غرض یہ کہ ہر شَے کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تو روزِ قیامت کی قید کا مفاد یہ ہے کہ دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ اللہ تعالیٰ کو مالک

امام احمد(۳۵۱)، ابوداؤد(۳۵۲)، نسائی(۳۵۳)، ابن ماجہ(۳۵٤)، اور طبرانی(۳۵۵) نے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''یٰسین قرآن کا دل ہے، اور اِس لئے اِس کا سورۃ کا نام سورۂ یٰسین رکھا'' اور فرمایا ''اِس سورۂ مبارکہ کے لئے حکم ہے کہ اِسے مرنے والوں پر تلاوت کرو''۔(۳۵٦)

اور ابونصر سنجری رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں، فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قرآن کریم میں ایک سورت ہے، جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک ''عظیمہ'' ہے اور اُس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا شرف والا ہے کہ قیامت کے دن (قبیلہ) ربیع و مُضر کے لوگوں سے زیادہ کی شفاعت کرے گا، وہ سورۂ یٰسین ہے''۔(۳۵۷)

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور ﷺ نے

نہیں مانتے اُس روز اللہ تعالیٰ کے مالک ہونے کا ایسا ظہور ہوگا کہ جو دنیا میں مالک نہیں مانتے تھے وہ بھی مانیں گے، اِسی طرح لاکھوں کروڑوں انسان ایسے ہیں جو حضور ﷺ کو سردار نہیں مانتے اس روز جب آپ شفاعت کا تاج پہن کر مقامِ محمود پر جلوہ افروز ہوں گے تو جو دنیا میں آپ کو سردار نہیں مانتے وہ بھی مانیں گے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ﴿عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (سورۃ بنی إسرائیل:۱۷/۷۹) ترجمہ: ''قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں''۔

۳۵۱۔ المسند للإمام أحمد:٥/٢٦

۳۵۲۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب الجنائز، باب القرأة عند المیّت، برقم:۳۱۲۱، ۳/۳۲۰

۳۵۳۔ عمل الیوم و اللّیلة، للنّسائی، ما یقرأ علی المیّت، برقم:۱۰۸۳، ص۳۰۸

۳۵٤۔ سنن ابن ماجة، کتاب الجائز، باب ما جاء فیما یقال عند المریض الخ، برقم:۱٤٤۸، ۲/۲۰۸، ۲۰۹

۳۵۵۔ المعجم الکبیر للطّبرانی، برقم:۵۱۱، ۲۰/۲۲۰، و برقم:۵٤۱، ۲۰/۲۳۰، ۲۳۱

۳۵٦۔ پوری روایت تمام کُتب مذکور میں نہیں ہے ''سُنَن أبی داؤد'' اور ''سُنَن ابن ماجه'' میں صرف مرنے والوں پر سورۂ یٰسین تلاوت کرنے کا حکم ہے اور ''سُنَن الدّارمی'' (کتاب فضائل القرآن، برقم:۳٤۱٦، ۲/۳۳٦) میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر شے کا دل ہوتا ہے اور قرآن کریم کا دل سورۂ یٰسین ہے۔

۳۵۷۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثّانی و العشرون، سورۃ یٰسٓ، ٥/٦٠٧

فرمایا: ''سورۂ یٰسین توریت میں ''معیمہ'' کہلاتی ہے، اِس کے پڑھنے والے کے لئے دنیاو آخرت کی بھلائیاں ہیں، اور یہ دنیاو آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے، اور دنیاو آخرت کے ہَول سے محفوظ رکھتی ہے، اور ہر قسم کی مصیبتیں جواُس کے لئے مقرر ہوں، دفع کرتی ہے اور اُس کی تمام حاجتیں پوری کرتی ہے''۔(۳۵۸)

اور حضرت عطاء بن ابی رباح روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دن کے ابتدائی حصہ میں سورۂ یٰسین کی تلاوت کی اُس کی حاجتیں پوری کردی گئیں''، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ جس نے صبح کے وقت سورۂ یٰسین کی تلاوت کی اُسے اس دن کی شام تک آسانی دے دی گئی اور اس جس نے رات کی ابتداء میں پڑھی تو اُسے اس رات کی صبح تک آسانی دے دی گئی۔(۳۵۹)

ترمذی (۳۶۰)، دارمی (۳۶۱) اور احمد (۳۶۲) حدیثِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ''جو سورہ یٰسین پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ اُسے دس قرآن پڑھنے کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

بعض نے ذکر کیا ہے جو سورۂ یٰسین پڑھے، اُسے اللہ تعالیٰ بائیس قرآن کی تلاوت کا اجر عطا فرماتا ہے۔(۳۶۳)

اور بیہقی ''شعب الإیمان'' میں ابو قلابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو کبار تابعین سے ہیں: ''جو سورہ یٰسین ایک بار تلاوت کرے اُس نے گویا گیارہ قرآن ختم کیئے''۔(۳۶۴)

۳۵۸۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثّانی و العشرون، سورة یٰسٓ، ۶۰۷/۵

۳۵۹۔ الأنوار اللّمعة، کتاب فضائل القران، فضل سورة یٰسٓ، برقم:۹۸۱۳۔ (۴۵۷/۲) و ۹۸۳۲ (۴۵۷/۲)، ۳۴۴/۴

۳۶۰۔ سُنَن التّرمذی، کتاب فضائل القران، باب ما جاء فی فضل یٰسٓ، برقم:۲۸۸۷، ۱۰۰۹/۴

۳۶۱۔ سُنَن الدّارمی، کتاب فضائل القران، باب فی فضل یٰسٓ، برقم:۳۴۱۶، ۳۳۶/۲

۳۶۲۔ المسند للإمام أحمد، ۲۶/۵

۳۶۳۔ الجامع لشعب الإیمان، ذکر سورة یٰسین، برقم:۲۲۳۷، ۹۶/۴۔۹۷

۳۶۴۔ الجامع لشعب الإیمان للبیهقی، ذکر سورة یٰسٓ، برقم:۲۲۳۹، ۹۸/۴۔۹۹

ایک حدیث مرفوع سے بھی جس کے راوی ابن عباس، معقل بن یسار، عقبہ بن عامر اور ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں دس بار قرآن پڑھنے کا اُجر ثابت ہے۔(۳۶۵)

جب بھی کسی بد بخت نے نبی کریم ﷺ کی شان میں کچھ نازیبا کلمات کہے اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ کی شان کو بلند و بالا کر کے اُن بد بختوں کو جواب عطا فرمایا۔

وہ خُدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلام مجید نے کھائی شہا ترے شہر کلام و بقا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرشِ بریں ترا محرم راز ہے روح الامین
تو ہی سرور ہر دو سرا ہے شہا ترا مثل نہیں ہے خُدا کی قسم

(حدائق بخشش)

یہ کتنی بڑی فضیلت ہے کہ جب کُفار نے حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا، اللہ تعالیٰ نے قسم بیان فرما کر اُن کی رسالت کی تصدیق فرمائی اور محبوب ﷺ کے دل کو تسلی دی کہ اے محبوب! آپ غمزدہ نہ ہوں آپ تو میرے رسول ہیں اور آپ سیدھی راہ پر ہو یہ کُفار بھٹکے ہوئے، راہ سے بے خبر ہیں۔ سبحان اللہ

خُدا بڑھاتا ہے شان محمد ﷺ

۲۴۔ ﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۝﴾ (۳۶۶)

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی، اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو، بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول: (۱) بعض مُشرکین نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ آپ کا دین تو برحق

۳۶۵۔ تفسیر الحسنات، الحزء الثّانی و العشرون، سورۃ یٰسٓ، ۶۰۷/۵

۳۶۶۔ سورۃ الزّمر:۵۳/۳۹

ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جائیں، کیا ہمارے زمانۂ کفر کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔(۳۶۷)

(۲) حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کے ہاتھوں جنگِ اُحد میں سیّد الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہادت کے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوئے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت پاک میں کہلا بھیجا اگر میں ایمان قبول کرلوں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے، تب یہ آیت نازل ہوئی۔(۳۶۸)

اِس آیت میں بتایا گیا کہ جس نے میرے پیارے محبوب کریم ﷺ کی غلامی اختیار کرلی، اُس کا اسلام اُس کے پچھلے گناہوں کا کفّارہ ہو گیا، اور جس نے میرے محبوب ﷺ کی غلامی میں رہتے ہوئے اپنے گناہوں کا اقرار کرتے ہوئے توبہ کی اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے بشرطیکہ سچے دل سے توبہ کرے، اور رحمتِ باری تعالیٰ سے نا اُمیدی فی نفسہٖ گناہ ہے (۳۶۹) اور تائب کی شان میں فرمایا:

"اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ" (۳۷۰)

۳۶۷۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، الزمر، باب ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا﴾ الآية، برقم: ۴۸۱۰، ۳/۲۷۰
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب كون الإسلام يهدم ما قبله الخ، برقم: ۱۲۲، ص ۷۸
أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۴/۷۳، ۷۴
أيضاً تفسير روح البيان، سورة (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۸/۱۶۹
أيضاً خزائن العرفان، سورة الزمر، ص ۵۵۲

۳۶۸۔ المعجم الكبير للطبراني، برقم: ۱۱۴۸۰، ۱۱/۱۵۷، ۱۵۸
أيضًا لباب النقول للسيوطي، سورة (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ص ۲۷۲
أيضاً تفسير زاد المسير، سورة (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۴/۷/۵۹
أيضاً الدّر المنثور، سورة (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۷/۲۰۲، ۲۰۳
أيضاً روح البيان، سورة (۳۹) الزمر، الآية: ۵۳، ۸/۱۶۹

۳۶۹۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ﴾ (سورة الزمر: ۳۹/۵۳) ترجمہ: اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو۔

۳۷۰۔ سُنن ابن ماجة، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، برقم: ۴۲۵۰، ۴/۵۳۴
أيضاً السُّنن الكبرىٰ للبيهقي، كتاب الشهادة، باب شهادة القاذف، برقم: ۲۰۵۶۲، ۲۰۵۶۳، ۱۰/۲۵۹، ۲۶۰
أيضاً حلية الأولياء لأبي نعيم، ۴/۲۱۰
أيضاً نقله التبريزي في "مشكاته" في الدّعوات (باب الاستغفار و التوبة، الفصل الثالث)، برقم: ۲۳۶۳، ۱ـ۲/۲۴۱

یعنی، گُناہ سے توبہ کرنے کے بعد تائب ایسا ہو جاتا ہے گویا اُس کے ذمہ کوئی گُناہ ہی نہیں۔

اور توبہ کے لئے اُس گُناہ کا ترک ضروری ہے کہ جس سے توبہ کر رہا ہے نیز اس گُناہ کے نہ کرنے کا مصمم ارادہ ضروری ہے، چنانچہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بادشاہ رعشہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا، اَطِبّاء مایوس ہو گئے، بادشاہ نے ایک فقیر سے دعا کے لئے عرض کیا، فقیر نے کہا کہ میری دُعا پر تیرے مظلوم قیدیوں کی بد دعائیں غالب آ گئی ہیں، پہلے مظلوموں کو آزاد کر، اُس پر توبہ کر، بادشاہ نے قیدیوں کو آزاد کر دیا، فقیر نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے، مولیٰ کریم تیرا بھاگا ہوا غلام حاضر ہے، اُسے قبول فرمالے، فوراً آرام آ گیا۔(۳۷۱)

توبہ کرنے والے ایک فقیر کا واقعہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت ایک چنگی فقیر گویا فاسق تھا وہ بوڑھا ہو گیا، اور چنگ بجانے کے قابل نہ رہا، فاقہ (بھوک) سے مرنے لگا تو قبرستان میں جا کر کہا کہ خُدایا تو بڑا رحیم کریم ہے، تو مجھ پر رحم و کرم فرما، تو میری توبہ قبول فرما، مجھے بخش دے، چنگ پھینک دی، روتے روتے بیہوش ہو گیا، ادھر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم ہوا ہمارا بندہ خاص جنت بقیع میں بھوکا ہے، اُس کو سات سو درہم دے آؤ، حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قبرستان آئے تو سوائے چنگی بے ہوش کے کسی کو نہ پایا، بار بار یہی خیال دل میں لاتے یہ فاسق فاجر چنگی مردِ خُدا کیسے ہو سکتا ہے، آپ کی چھینک سے چنگی کی آنکھ کُھلی، چنگی نے خلیفہ کو سرہانے بیٹھے پایا، خوف سے چاہا بھاگ جائے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بازو پکڑ کر تھیلی پیش کی اور پیغام پہنچایا، چنگی اس کرم الٰہی کو دیکھ کر جاں بحق ہو گیا۔(۳۷۲)

۳۷۱۔ بوستان سعدی، حکایت دریں معنی، ص ۴۴، ۴۵، و بوستان، باب اول، ص ۴۱، ۴۲، ط۔ ایران

۳۷۲۔ یہ واقعہ مولانا روم نے اپنی ''مثنوی'' کے حصہ سوم میں عنوان ''داستان پیر چنگی کہ در عہد عمر الخ'' کے تحت بیان فرمایا اور علامہ اویسی نے اسے ''صدائے نوی شرح اُردو مثنوی'' (حصہ سوم، ص ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰) میں اور مفتی احمد یار خان نعیمی نے ''مواعظ نعیمیہ'' (حصہ دوم، وعظ: ۳۴، مسئلہ کا توبہ کا بیان، ص ۱۹۸) میں ذکر کیا ہے۔

اوراس آیہ کریمہ کا آغاز ''قُلْ یٰا عِبَادِیْ '' سے ہوا اور اِس کے متعلق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:

بندہ خواند احمد در رشاد جملہ عالم بخواں قُل یا عباد

یعنی، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے سارے عالَم کو اپنا بندہ فرمایا، قرآن میں پڑھ لو ''قُل یَا عِبَاد''

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ''رسالہ نفحہ مکیہ ترجمہ شمائم امدادیہ'' میں فرماتے ہیں کہ ''عِبَادُ اللّٰہ'' کو ''عِبَادُ الرَّسُوْل'' کہہ سکتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿قُلْ یٰا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ﴾ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت ﷺ ہیں۔(۳۷۳)

مُحب طبری ''الرّیاض النّضرۃ'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر سرِ منبر خطبہ میں فرمایا:

قَدْ کُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَکُنْتُ عَبْدَہٗ وَ خَادِمَہٗ (۳۷۴)

یعنی، میں حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے ساتھ تھا پس میں آپ کا بندہ اور غلام تھا۔(۳۷۵)

۳۷۳۔ شمائم إمدادیة، حصه دوم، ص ۷۱

۳۷۴۔ الرّیاض النّضرة، الباب الثّانی فی مناقب أمیر المؤمنین عمر رضی الله عنه، الفصل التّاسع، ۲/۲۱۵

۳۷۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''جو نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا'' یہ سُن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگ گئے اور عرض کرنے لگے ''نہیں ہوں میں اور میرا مال مگر آپ کے اے اللہ کے رسول (یعنی میں بھی آپ کا اور میرا مال بھی آپ کا) (سُنَن ابن ماجه، المقدمه، باب فضائل أصحاب النّبیّ ﷺ، برقم: ۹۴، ۱/۷۸) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس جواب کے تحت محشّی صحاح ستّہ علامہ ابوالحسن کبیر سندھی نے لکھا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ادب اور تواضع کی رعایت کو دیکھئے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کی بارگاہ میں مثل غلام کے قرار دیا اور ادب اسی طرح ہوتا ہے، پس یہ نبی ایمان والوں کا اُن کی جانوں سے زیادہ محبوب و مالک ہے (حاشیة السّندی علی السُّنَن لابن ماجة، ۱/۷۸) اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے آپ کو حضور ﷺ کا عبد ہی سمجھا کرتے تھے اور زبان سے بھی کہا کرتے تھے جیسا کہ متن میں مذکور بالا اور آگے آنے والی عبارت سے اور حاشیہ میں مذکور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جواب سے یہی ظاہر ہے۔

''مثنوی شریف'' میں وہ واقعہ نقل ہے جب کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر لائے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو عرض کی:

گفت ما دو بندگانِ کوئے تو کردمش آزاد هم بروئے تو

(مثنوی مولانا روم)

یعنی، عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں، میں اُن کو آپ کی بارگاہ میں آزاد کرتا ہوں۔

نبی کریم ﷺ تمام کائنات کے مالک اور حامی و ناصر ہیں، اور کُل کائنات آپ کی عیال ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میری ماں نے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر ہماری یتیمی کی شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"العَیلَةَ تَخَافِینَ عَلَیهِم وَ أَنَا وَلِیُّهُم فِی الدُّنیَا وَ الْاٰخِرَةِ" (۳۷۶)

یعنی، کیا اُن پر محتاجی کا اندیشہ کرتی ہے حالانکہ میں اُن کا والی و کارساز ہوں دنیا و آخرت میں۔

شیخ الحدیث ابوالفتح نصر اللہ خان صاحب ''مقدمہ عید میلاد النبی ﷺ'' میں لکھتے ہیں:

''وجودِ کائنات آپ ہی کے جُود و وُجود پر مبنی ہے کہ اگر آپ نہ ہوتے تو یہ سب نقوشِ غریبہ اور یہ سب احکام کائنات عالم وجود میں نہ آتے، نہ ہی اُن میں سے کچھ ہوتا، پس جو بھی فیوض و کمالات یا آثار و احکام رہے یا ہیں یا رہیں گے، وہ سب کے سب آپ ﷺ ہی کے وُجود سراپا جُود پر ہی مبنی ہیں، آپ کے جُودِ وُجود کے احکام و آثار ہیں، خلاصہ یہ کہ وُجودِ موجودات کے لحاظ سے آپ ﷺ کائنات کے حقیقی باپ ہیں، یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک نے ازواجِ مطہرات کو ایمان والوں کی مائیں قرار دے کر اُمّہات المؤمنین کے لقب سے نواز دیا، فرمایا:

﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ﴾ الآیة (۳۷۷)

۳۷۶۔ امام احمد نے "المسند" (۱/۲۰۴، ۲۰۵) میں اس حدیث شریف کو حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے لکھا ہے، فرماتے ہیں ہماری والدہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں اور ہماری یتیمی کا ذکر تو حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا۔

۳۷۷۔ سورة الأحزاب: ۶/۳۳

یہ نبی ایمان والوں کا اُن کی جانوں سے زیادہ محبوب، مالک، زیادہ قریب ومددگار ہیں کہ اَولیٰ میں یہ تمام معنی موجود ہیں۔

معنی یہ ہوئے کہ مومن نبی پاک کو اپنی جان سے زیادہ قریب و بہتر مالک ومحبوب تر سرپرست پائے گا، پس ایمان والوں کا اہم فریضہ یہ ہے کہ نبی پاک کو اپنی جانوں سے بہتر و بالاعزیز تر جان کر اپنی جانوں کو اپنے اور نبی پاک کے درمیان حائل و مانع نہ ہونے دیں، بلکہ اپنے جانوں کو بصد خوشی نبی پاک کی خوشنودی پر نثار کردیں، تاکہ ہمیشہ نجات کا سہرا اُن کے سر پر رہے اور اگر اُن کی جانیں مانع رہیں تو اس مانع کی بنا پر سرورِ دوسرا سے محجوب رہیں گے، نجات نہ پائیں گے، کیونکہ نجات اسی میں ہے کہ سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کو اپنوں اور اپنی جانوں کا مالک جانیں کہ سرورِ دوسرا ہی خالقِ عالم کے مظہرِ اعظم اور تمام کائنات وعالم کے شہنشاہ معظم ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ ہر جان کا اثرِ وُجود ہے اور ہر جان سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کا جود، پس ہر جان وہر اثرِ جان یعنی وُجود کا منشاءِ وُجود آپ ہی ہیں، تو آپ تمام کائنات وموجودات کے حقیقی باپ ہوئے اور احترام وتوقیر میں ازواجِ مطہرات ایمان والوں کی مائیں ہوئیں، مقصدِ بالا کو سرورِ دوسرا علیہ التحیۃ والثناء کے کلماتِ طیّبات اس طرح واضح فرما رہے ہیں:

مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَ أَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ، اقْرَؤُا إِنْ شِئْتُمْ ﴿اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَ تَرَكَ مَالاً فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا، فَإِنْ تَرَكَ دَيْناً، أَوْ ضِيَاعاً فَلْيَأْتِنِي وَ أَنَا مَوْلَاهُ (٣٧٨)

٣٧٨۔ صحيح البخاري، كتاب الكفالة، باب الدّين، برقم:٢٢٩٨، ٦٨/٢، و كتاب في الاستقراض الخ، باب الصّلاة على من ترك ديناً، برقم:٢٣٩٩، ٩٧/٢، و كتاب التّفسير، سورة الأحزاب، برقم:٤٧٨١، ٣٥٩/٣، و كتاب الفرائض، باب قول النّبيّ ﷺ "من ترك مالاً فلأهله"، برقم:٦٧٣١، ٢٦٥/٤، و باب ابني عَمٍّ: أحدهما أخ للأم، برقم:٦٧٤٥، ٢٦٩/٤
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الفرائض، باب من ترك مالاً فلو ورثته، برقم:١٦١٩، ص٧٧٩، و اللّفظ للبخاري

یعنی، کوئی ایسا مومن ایمان والا نہیں جس کا میں اُس کے اور اُس کے دنیا و آخرت کے سارے معاملات میں اُس کی جان سے زیادہ مالک رہا ہوں بلکہ میں دنیا و آخرت میں اُس کے اور اُس کے تمام معاملات میں اُس کی جان سے زیادہ مالک رہا ہوں۔

کلمہ ''بہ'' میں اشارہ بلکہ تصریح اس بات کی ہے کہ اس کی جان کا بھی میں مالک رہا ہوں اس کے بعد فرمایا میرے فرمودات کی شہادت تو خود قرآن دے رہا ہے، چاہو تو پڑھ لو ﴿اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ﴾ (فرمایا) پس جو مومن مر جائے اور مال چھوڑ جائے اور اُس کا رشتہ دار کوئی ہو، اُس کا وارث رہے گا، اگر قرض چھوڑ جائے یا ضائع شئی جیسی اولاد چھوڑے تو وہ میرے حضور حاضر ہو اور میری جانب رُخ کرے کہ میں ہی اُس کا آقا و سرپرست ہوں اور مددگار ہوں اور رہوں گا''۔(۳۷۹)

''خصائص کبریٰ'' میں حدیثِ مشاورت میں ہے کہ امام احمد، ابوبکر شافعی (فی الغیلانیات)، ابونعیم وابن عساکر نے حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ ہم نے گمان کیا کہ اُس سجدہ میں آپ کی مبارک روح قبض کر لی گئی ہے، پھر جب آپ نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا ''میرے ربّ نے میری اُمّت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا کہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے، میں نے عرض کیا اے ربّ! تو نے پیدا کیا اور تیرے بندے ہیں جو تُو چاہے، پھر حق تعالیٰ نے دوسری مرتبہ مجھ سے مشورہ فرمایا کہ اُن کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور میں نے اِس بار بھی وہی عرض کیا، پھر حق تعالیٰ نے تیسری بار مشورہ فرمایا اور میں نے وہی عرض کیا، اُس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا، میں تمہاری اُمّت کے بارے میں ہرگز تم کو رُسوا نہ کروں گا، اور مجھے بشارت دی کہ سب سے پہلے میرے ساتھ میری اُمّت کے ستر ہزار جنت میں داخل ہوں گے اور اُن میں ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے جن سے کوئی حساب نہ لیا جائے گا اُس کے بعد میرے پاس فرشتہ بھیجا کہ دعا کیجئے قبول کی جائے گی، اور مانگئے عطا کیا جائے گا اور مجھے یہ عطا کیا گیا کہ وہ

۳۷۹۔ عید میلاد النبی کا بنیادی مقدمہ، ص ۶، ۷، ۸

میرے سبب سے میرے اگلے پچھلوں کے گُناہ بخشے گا، اور میں زندہ صحیح چلتا پھرتا ہوں اور میرے سینے کا شرح فرمایا! اور یہ کہ مجھے بشارت دی کہ میری اُمّت رُسوا نہ کی جائے گی اور نہ مغلوب ہوگی اور یہ کہ مجھے حوضِ کوثر عطا فرمایا جو کہ جنت کی ایک نہر ہے، اور میرے حوض میں بہہ کر آئی ہے اور یہ کہ مجھے قوت، نُصرت، رُعب عطا فرمایا، جو میرے آگے ایک ماہ کی مسافت تک دوڑتا ہے اور یہ کہ مجھے بتایا گیا کہ میں جنت میں تمام نبیوں سے پہلے داخل ہونے والا ہوں، میری اُمّت کے لئے مالِ غنیمت حلال کیا گیا اور ہمارے لئے بہت سی وہ سختیاں جو ہم سے پہلے لوگوں پر تھیں کھول دی گئیں اور ہم پر دین میں کوئی تنگی نہ رکھی گئی تو میں نے اظہارِ تشکّر کے لئے سجدہ ادا کیا''۔(۳۸۰)

پس اِن تصریحات سے ثابت ہوا، اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو حضور نبی کریم ﷺ کا بندہ فرما کر نبی کریم ﷺ کو اُمّت کے بارے میں راضی فرمایا کہ آپ کی اُمّت کا معاملہ آپ کی رضا پر ہوگا۔ ﷺ معلوم ہوا کہ

خُدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ

۲۵۔ ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ (۳۸۱)

ترجمہ: بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سُناتا، تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔(کنزالایمان)

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے محبوب ﷺ کی چند صفات بیان فرمائیں پھر ایمان کا ذکر فرمایا اور ساتھ ہی اپنے پیارے کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا تھا، پھر بعد میں اپنی یاد کا ارشاد فرمایا، نبی کریم ﷺ کی چند صفات کاملہ کا ذکر فرمایا:

شاھد :ارشاد فرمایا اے میرے نبی! ہم نے تجھے شاہد بنایا، شاہد کا معنی گواہ ہے اور گواہ

۳۸۰۔ الخصائص الكبرىٰ، باب اختصاصه ﷺ بأن أمّته وضع عنهم الأمر الخ، ۲/۲۱۰، ۲۱۱

۳۸۱۔ سورۃ الفتح:۴۸/۸، ۹

کے لئے ضروری ہے کہ جس واقع کی وہ گواہی دے رہا ہے، وہ وہاں موجود بھی ہو، اور اُن کو اپنی آنکھوں سے دیکھے بھی چنانچہ امام راغب اصفہانی نے ''مفردات'' میں لکھا ہے:

الشُّھُوْدُ و الشَّھَادَۃُ: الحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاھَدَۃِ، إِمَّا بِالْبَصَرِ، أَوِ الْبَصِیْرَۃِ (۳۸۲)

یعنی، شہادت وہ ہوتی ہے کہ انسان وہاں موجود بھی ہو اور وہ اُسے دیکھے بھی خواہ آنکھوں کی بینائی سے یا بصیرت کے نُور سے۔

یہاں ایک بات قابلِ غور ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرمایا کہ ہم نے تجھے شاہد بنایا لیکن کس چیز کا شاہد بنایا اُس کا ذکر نہیں کیا گیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر کسی ایک چیز کا ذکر کر دیا جاتا تو شہادتِ نبوّت وہاں محصور ہو کر رہ جاتی، اور یہاں اِس شہادت کو کسی ایک اَمر پر محصور کرنا مقصود نہیں بلکہ اُس کی وُسعت کا اظہار مطلوب ہے، مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اُس کی تمام صفاتِ کمالیہ پر گواہ ہیں کیونکہ جب ایسی با کمال ذات اور ہمہ صفت موصوف ہستی یہ گواہی دے رہی ہو کہ ''لا الہ الا اللہ'' تو کسی کو اُس دعوت کے حق ہونے میں شک نہیں رہتا۔ دَولت، حکومت، شخصی وجاہت، علم اور فضل و کمال یہ ایسے حجابات ہیں جن میں لوگ کھو جاتے ہیں اور اپنے خالق کریم کی ہستی سے غافل ہو جاتے ہیں، حضور ﷺ کی اِس شہادت سے وہ سارے حجابات تار تار ہو گئے اور اس جلیل القدر نبی عظیم القدر رسول کی شہادتِ توحید کے بعد کوئی سلیم الطبع آدمی اس کو تسلیم کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا، حضور ﷺ اُس کے عقائد، اُس کے نظامِ عبادات و اخلاق اور اُس کے سارے قوانین کی حقانیت کے بھی گواہ ہیں، اِسی کی اتباع و پیروی میں فلاحِ دارین مضمر ہے، جب قیامت کے روز سابقہ اُمتیں اپنے انبیاء کی دعوت کا انکار کر دیں گی کہ نہ اُن کے پاس کوئی نبی آیا نہ کسی نے اُن کو دعوت دی، نہ کسی نے انہیں گناہوں سے روکا، اُس وقت بھرے مجمع میں اللہ تعالیٰ کے محبوب ہمارے آقا و مولا ﷺ انبیاء کی صداقت کی گواہی دیں گے کہ ''اے اللہ! تیرے نبیوں نے تیرے احکام پہنچائے، اور تیری طرف بلانے میں انہوں نے کوئی کوتاہی نہیں کی، یہ لوگ جو آج تیرے

۳۸۲۔ مفردات ألفاظ القران، کتاب الشّین، ص ٤٦٥

انبیاء کی دعوت کا سرے سے انکار کر رہے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں پر پتھر برسائے، اُن کو طرح طرح کی اذیتیں دیں، انہیں جھٹلایا اور بعض نے تو تیرے نبیوں کو شہید تک کر دیا جب کہ وہ اُن لوگوں کے سراسر خیر خواہ بھلائی چاہنے والے ہیں انہیں عذاب خداوندی سے بچانا چاہتے تھے"۔

حضور ﷺ اپنی اُمّت کے اعمال پر گواہی دیں گے

اِس کے علاوہ حضور ﷺ اپنی اُمت کے اعمال پر گواہی دیں گے کہ فلاں نے کیا کیا اور فلاں سے کیا غلطی سرزد ہوئی، چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں "شَاهِداً عَلٰى أُمَّتِكَ" یعنی حضور ﷺ اپنی اُمّت پر گواہی دیں گے، اپنی اِس تفسیر کی تائید میں انہوں نے یہ روایت پیش کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعید بن میسب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہر روز صبح و شام حضور ﷺ کی اُمّت حضور ﷺ پر پیش کی جاتی ہے اور حضور ہر فرد کو اُس کے چہرے سے پہچانتے ہیں اِسی لئے حضور ﷺ اُن پر گواہی دیں گے۔(۳۸۳)

علامہ ابن کثیر نے اِسی آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھا کہ

حضور اللہ تعالیٰ کی توحید کے گواہ ہیں کہ اُس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور قیامت کے روز لوگوں کے اعمال پر آگاہ فرمادیا ہے اور حضور نے انہیں دیکھا ہے اِس لئے حضور شاہد ہیں۔ (۳۸٤)

اِس قول کی تائید میں علامہ آلوسی نے مولانا جلال الدین رومی قدس سرہٗ کا یہ شعر نقل کیا ہے:

در نظر بودش مقامات العباد   زاں سبب نامش خُدا شاہد نہاد (۳۸۵)

یعنی، بندوں کے مقامات حضور ﷺ کی نگاہ میں ہیں، اِس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کا

۳۸۳۔ تفسیر المظھری، سورۃ الأحزاب، ۳۳/ ۴۵، ۷/ ۳۵٦

۳۸٤۔ تفسیر ابن کثیر، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ: ۳/ ٦۵۹

۳۸۵۔ روح المعانی، سورۃ الأحزاب، الآیۃ ۳۳/ ۱۵، ۲۱۔۲۲/ ۳۰٤، ۳۰۵

اسم پاک ''شاہد'' رکھا ہے۔

''تفسیر الحسنات'' میں ہے کہ اِس آیہ کریمہ میں حضور کو شاہد فرما کر تنوین تنکیر کے ساتھ شاہد مطلق بنایا، اور شاہد کے معنی حاضر کے ہیں، تو گویا بالفاظ دیگر یوں ارشاد ہو: ''اِنَّـــآ اَرْسَلْنٰـــکَ حَـاضِراً'' اور جو حاضر ہوتا ہے اُس کا ناظر ہونا لازمی ہے، بعض کوتاہ اندیش حاضر و ناظر کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ تساوی کا الزام دیتے ہیں۔

حالانکہ علامہ شامی (٣٨٦) نے (حافظ الدین محمد بن محمد شہاب کردوی حنفی متوفی ٨٢٧ھ کے حوالے (٣٨٧)) سے تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہنے والے پر کُفر کا حکم نہ لگایا جائے اس لئے لفظ حاضر و ناظر کی تاویل ''یَـا عَـالِمُ مَنْ یَـرَاهُ'' ہو سکتی ہے، ورنہ اللہ تعالیٰ نہ حاضر اور نہ ناظر اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں حاضر و ناظر استعمال نہیں کیا گیا، ننانوے اسماءِ حُسنیٰ جو لکھے گئے ہیں، اُس میں حاضر ناظر نہیں، اِس لئے کہ یہ صفت اُس کی ہے، جس میں غائب ہونے کی اہلیت ہو اور ناظر اُس کی صفت ہے جو مقلۂ چشم سے دیکھنے کا محتاج ہو، اللہ تعالیٰ نہ مقلۂ چشم کا محتاج اور نہ کبھی غائب و معدوم، لہٰذا ثابت ہوا کہ حاضر و ناظر بندے ہی کو کہہ سکتے ہیں نہ کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کو تو ﴿اِنَّـآ اَرْسَلْنٰـــکَ شَاهِدًا﴾ کے معنی ''حَاضِراً'' بالکل صحیح ہیں، اور جو حاضر ہے اُس کو ناظر ماننا لازمی ہے تو ''شَاهِداً'' کے ماتحت ''حَاضِراً نَاظِراً'' کہنا صحیح ہوگا۔

اور یہ جہالت خالص ہے کہ جو حاضر و ناظر اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ لگاتے ہیں وہ عالم ہے وہ کائنات کا دیکھنے والا ہے، مگر کسی آلہ کا محتاج نہیں اور جب محتاج آلہ نہیں تو اُس کو ناظر کہنا غلط ہے اس لئے کہ ناظر کی لُغت ہی اس کے لئے ہے جو مقلۂ چشم کا محتاج ہو، اللہ تعالیٰ نے مقلۂ چشم اور مردمک حتیٰ کہ عین جسے کہا جاتا ہے سب بنائیں اور نہ وہ آنکھ کا محتاج نہ کان کا محتاج بلکہ وہ ذات ہے، جن کی صفت غزالی نے ''احیاء العلوم'' میں کی کہ:

٣٨٦۔ ردّ المحتار علی الدُّر المختار، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب: في معنی درویش درویشان، ١٢٦/١٣

٣٨٧۔ الفتاوی البزازیة، کتاب ألفاظ تکون إسلاماً أو کفراً الخ، الحادي عشر فیما یکون خطاء، نوع آخر، ٣٤٧/٦

"سَمِیْعٌ لَا بِالْأُذُنِ بَصِیْرٌ لَا بِالْأَعْیُنِ" (۳۸۸)

جو بغیر کان کے سنتا ہے بغیر آنکھ کے دیکھتا ہے۔(۳۸۹)

''روح البیان'' میں ہے کہ حضور علیہ السّلام تمام عالَم کے پیدا ہونے سے پہلے ربّ کی وحدانیّت اور ربوبیّت کو مشاہدہ فرماتے تھے اور جو ارواح نفوس، اجسام، حیوانات، نباتات، جمادات، جن، شیاطین، فرشتے اور انسان پیدا کیئے گئے، اُن کے پیدا ہونے کو ملاحظہ فرمارہے تھے، اِسی طرح تمام مخلوقات کے ہر ہر کام اور سزا و جزا شیطان کا اول عابد ہونا، بعد میں گمراہ ہونا، حضرت آدم علیہ السّلام کی لغزش کے بعد اُن کی توبہ کا قبول ہونا، جنت میں رہنا، بعد میں زمین پر آنا، انبیاء علیہم السّلام کا دنیا میں آنا، اُن کا تبلیغ فرمانا، قوموں کا ان کے ساتھ اچھا برتاؤ یا بُرا سلوک کرنا، غرضیکہ ایک ایک واقعہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پیشِ نظر تھا، اِسی لئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"عَلِمَتُ مَا کَانَ وَ مَا سَیَکُوْن"

یعنی، میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور ہوگا۔

اور کیوں نہ ہوتا کہ دنیا کا وجود آپ کے وجود سے ہے، اور ہر نبی کے عُلوم، حضرت آدم علیہ السّلام کے صحیفے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کی کتاب، تمام پیغمبروں کے عُلوم حضور ﷺ کے عُلوم کا حصہ ہیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ بعض اہلِ علم کا قول ہے کہ دنیا میں ہر نیک بخت پر کرمِ مصطفیٰ ﷺ رہتا ہے، اور حضور ہی رقیب اور عتید ہیں جب کبھی حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کسی سے بے توجہی فرمالیتے ہیں، تو لغزش یا گُناہ کرتا ہے حضرت آدم علیہ السّلام سے لغزش کا صادر ہونا اِس سبب سے ہوا کہ توجہِ محبوب علیہ السّلام کچھ ہٹ گئی تھی، اور اِس کی طرف اُس حدیث میں اشارہ ہے

۳۸۸۔ بعینہٖ یہی الفاظ مجھے "احیاء العلوم" میں نظر نہیں آئے جو الفاظ ملے اُن کا مفہوم بھی یہی ہے اور وہ یہ ہیں کہ "و إنه تعالیٰ سمیعٌ بصیرٌ یسمعُ و یریٰ، یریٰ من غیرِ حدقةٍ و أجفانٍ و سمیعٌ من غیرِ أصمخةٍ و آذانٍ (أحیاء علوم الدین، کتاب فوائد العقائد، الفصل الأوّل، السّمع و البصر، ۱/۱۱۹)

۳۸۹۔ تفسیر الحسنات، الجزء السّادس و العشرون، سورة الفتح، ۶/۶۹

کہ جو زانی زنا کرتا ہے تو اُس سے ایمان نکال لیا جاتا ہے، اور جب اُس سے ہٹتا ہے ایمان واپس ہوتا ہے، ایمان مصطفیٰ ﷺ کی توجہ کا نام ہے، (۳۹۰) اس توجیہ سے ''شاہد'' کے معنی حاضر وناظر علم غیب اور امداد سب بخوبی ثابت ہوئیں۔ ملخصاً (۳۹۱)

مُبَشِّر: یعنی خوش خبری دینے والا جو اِس دین پر ایمان لائے گا اُس کے ارشادات پر عمل کرے گا، وہ دونوں جہانوں میں کامیاب وکامران ہوگا۔

علامہ اسماعیل حقی فرماتے ہیں:

﴿مُبَشِّرًا﴾ لأهلِ الإيمانِ و الطّاعةِ بالجنّةِ و لأهلِ المَحبّةِ بالرُّؤيةِ (۳۹۲)

یعنی، اہلِ ایمان اور اہلِ طاعت کو جنت کی خوشخبری دیتے ہیں اور اہلِ محبت کو دیدار کی۔

اصبہانی نے ''الترغیب'' میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے جب ہم صحرا میں پہنچے تو اچانک ایک سوار سامنے سے آیا، رسول اللہ ﷺ نے اُس سے پوچھا ''تم کہاں سے آ رہے ہو؟''، اُس نے کہا میں اپنے مال، اولاد اور کنبہ سے آ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''کدھر کا قصد ہے؟''، اس نے عرض کی، رسول اللہ ﷺ کے حضور جا رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''تم پہنچ گئے''، پھر آپ نے اُسے اِسلام سکھایا، اور اُس کے اُونٹ کا پاؤں چوہوں کے بل میں پڑا اور اُونٹ ایک طرف جُھکا اور وہ شخص اپنے سر کے بل گرا اور اُس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، اُس وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں دو فرشتوں کو دیکھ رہا ہوں کہ اُس کے منہ میں جنت کے میوے ڈال رہے ہیں''۔ (۳۹۳)

۳۹۰۔ امام اہلسنّت بارگاہِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء میں عرض کرتے ہیں:

پھر منہ نہ پڑے کبھی خزاں کا　　دے دے ایسی بہار آقا

۳۹۱۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٤٨) الفتح، الآیۃ: ۹، ۹/۲۳، ۲٤

۳۹۲۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۳۳) الأحزاب، الآیۃ: ٤٥، ۷/۲۳٤

۳۹۳۔ الخصائص الکبریٰ، باب فیما اطّلع علیہ من أحوال البرزخ و الجنّۃ و النّار غیر ما تقدم، ۲/۸۹

اور ابن عساکر نے اس کی مانند حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور اتنا زیادہ کیا کہ جب اُسے اُس کی قبر میں دفن کیا تو حضور ﷺ اُس کی قبر میں بہت دیر ٹھہرے رہے، پھر باہر تشریف لا کر فرمایا کہ ''تمام حوریں اُتر کر آئیں اور انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! ہمارا نکاح اِس کے ساتھ کر دیجئے، تو میں اِس حال میں باہر آیا کہ میں نے ستّر حُوروں کا نکاح اُس کے ساتھ کر دیا''۔(۳۹٤) اِس حدیث میں اِس طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اختیار ہے کہ مسلمانوں کا نکاح جس حُور سے کریں، جس طرح دنیاوی عورتوں کے بارے میں آپ کو اختیار حاصل ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات نماز میں مشغول تھے کہ اچانک دست مبارک بڑھایا اور اُسے کھینچ لیا، بعد میں ہم نے حضور ﷺ سے اِس کی وجہ پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''میرے رُوبرو جنت لائی گئی، اور میں نے اُسے دیکھا کہ انگور کے کچھ خوشے لٹکے ہوئے ہیں اور میرے نزدیک ہیں، میں نے چاہا کہ کچھ خوشے توڑ لوں، پھر میرے رُوبرو دوزخ لائی گئی، اتنا فاصلہ تھا جتنا میرے اور تمہارے درمیان ہے، یہاں تک کہ میں نے دیکھا میرا اور تمہارا سایہ اُس میں ہے''۔(۳۹۵)

امام حاکم نے صحیح بتا کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''جبریل علیہ السّلام نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا دروازہ دکھایا، جس سے میری اُمت داخل ہوگی''، اِس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ میری خواہش تھی کہ میں آپ کے ساتھ ہوتا تاکہ میں اُس دروازے کو دیکھتا، حضور ﷺ نے فرمایا، ''سُنو! میری اُمّت میں جنت میں جانے والوں میں تم سب سے پہلے ہو گے''۔(۳۹٦)

۳۹٤۔ الخصائص الکبریٰ، باب فیما اطّلع علیه من أحوال البرزخ و الجنّة و النّار غیر ما تقدم، ۲/۸۹

۳۹۵۔ الخصائص الکبریٰ، باب فیما اطّلع علیه من أحوال البرزخ و الجنّة و النّار غیر ما تقدم، ۲/۹۰

۳۹٦۔ الخصائص الکبریٰ، باب فیما اطّلع علیه من أحوال البرزخ و الجنّة و النّار غیر ما تقدم، ۲/۹۰

جہاں بانی عطا کر دیں، بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کُل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

(حضورتاج الشریعہ)

نَذِیْراً: جیسا کہ احادیث مبارکہ میں گزرا حضور ﷺ جنت کی خوشخبری دینے والے اور جہنم سے ڈرانے والے تھے، ہر ہر ذرہ آپ کی نگاہ میں تھا، کون جنتی ہے کون جہنمی ہے۔

واقدی وطبرانی (۳۹۷) اور ابو نعیم وابن عساکر (۳۹۸) نے رافع بن خدیج سے روایت کی انہوں نے کہا کہ رجّال بن عنفوہ (۳۹۹) (نامی ایک شخص) خشوع وخضوع اور قرأتِ قرآن کے لزوم میں اور نیکی کرنے میں بہت عجیب تھا، ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمارے ساتھ ایک گروہ کی معیت میں (رجّال بن عنفوہ) بیٹھا ہوا تھا، حضور ﷺ نے فرمایا، ''اس گروہ میں ایک شخص جہنمی ہے''، رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے تمام لوگوں کو بنظرِ غائر دیکھا، میں نے ابو ہریرہ، اَروئ دوسی، طفیل بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور رجّال بن عنفوہ کو بیٹھے ہوئے دیکھا، اور میں حیرت وتعجب کے ساتھ انہیں دیکھ رہا تھ اور دل میں کہہ رہا تھا ایسا شقی بد بخت کون ہوگا غرضیکہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال باکمال ہوگیا اور بنو حنیف پلٹ کر آئے تو میں نے پوچھا کہ رجال بن عنفوہ نے کیا کیا؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ فتنہ میں مبتلا ہوگیا، اور اُس نے مُسَیلمہ کذّاب کے حق میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف گواہی دی کہ (معاذ اللہ) حضور نے اپنے بعد اُسے اپنی نبوّت میں شریک کرلیا ہے، یہ سُن کر میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا وہی حق ہے۔(۴۰۰)

۳۹۷۔ المعجم الکبیر للطبرانی، برقم: ۴۴۳۴، ۲۸۳/۴

۳۹۸۔ تاریخ مدینه دمشق، محمد بن سهل بن أبی حثمة، ۱۵۷/۵۳

۳۹۹۔ "معجم طبرانی" میں رجّال بن عنمو یہ ہے جب کہ "تاریخ دمشق" کے مطبوعہ نسخے میں رحّال بن عشمو یہ ہے یعنی باپ کا نام تینوں میں مختلف ہے ابن عساکر نے لکھا کہ اصل میں تمام جگہوں پر اسی طرح ہے یعنی عشمو یہ ہے اور درست یہ ہے کہ باپ کا نام عنفوہ ہے اور لکھا کہ رجّال جیم کے ساتھ ہے اور کہا گیا ہے کہ حاء کے ساتھ رحّال ہے، یہ اُس کا لقب ہے نام اُس کا ''نھار'' تھا۔(تاریخ مدینة دمشق، ۱۵۷/۵۳)

۴۰۰۔ الخصائص الکبریٰ، باب أخباره ﷺ بأن أحد النفر فی النّار، ۱۴۴/۲
أیضاً حُجّة الله علی العالمین، القسم الثّالث، الباب السّابع، ص ۳۵۵

خطیب نے ''زادۃ مالک'' میں ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت کی کہ قیس بن مطاطہ اُس حلقہ کی جانب آیا، جس میں حضرت سلمان فارسی، صہیب رومی اور بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، اور اُس نے کہا کہ اوس وخزرج کے لوگ تو اُس شخص (یعنی حضور ﷺ) کی مدد پر کھڑے ہیں، اِن لوگوں کا یہاں کیا کام ہے؟ ابوسلمہ نے کہا یہ سُن حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور اُسے گریبان سے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کے حضور لے آئے، اور حضور ﷺ کو اُس کی بکواس کی خبر دی، یہ سُن کر رسول اللہ ﷺ غضب ناک ہوکر اپنی چادر شریف کھینچتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے، اُس کے بعد ''اَلصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ'' کی نِدا کی گئی، جب لوگ آگئے تو حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا، ''اے لوگو! بے شک ربّ ایک ہے اور باپ ایک ہی باپ ہے، اور دین ایک ہی دین ہے، اور عربیّت تمہارا باپ نہیں، اور نہ تمہاری ماں ہے، وہ تو ایک زبان ہے، لہٰذا جو عربی بولتا ہے عربی ہے''، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُسے پکڑے اور اپنی تلوار کھینچے ہوئے کھڑے تھے، انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! اِس منافق کے بارے میں کیا حکم ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، ''اسے جہنم کی طرف چھوڑ دو''، ابوسلمہ نے کہا کہ وہ شخص مرتدین میں سے ہوگیا اور ارتداد کی بنا پر اُسے قتل کیا گیا۔(۴۰۱)

امام اہلسنّت فرماتے ہیں کہ

فضلِ خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں — اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے
کہنا نہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع — مولیٰ کے قول وقائل و ہر خشک وتر کی ہے
اُن پر کتاب اُتری بیاناً لکُلِّ شی — تفصیل جس میں ماعبر و ماغبر کی ہے

﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ﴾ (۴۰۲)

ترجمہ: تاکہ اے لوگو تم اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔(کنزالایمان)

ایمان نام ہے نبی کریم ﷺ کی محبت کا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے اور آقائے

۴۰۱۔ الخصائص الکبری، باب أخباره ﷺ بحال قیس بن مطاطة، ۱۴۵/۲

۴۰۲۔ سورة الفتح: ۹/۴۸

دو جہاں ﷺ کی توجہ کا، گویا جس نے نبی کریم ﷺ کو شاہد و مُبَشِّر اور نذیر جان لیا اور اپنی ذات کو آقا علیہ السلام کی ملکیت میں سمجھ لیا تو وہ ایمان کی حلاوت سے مستفیض ہو جائے گا جس نے نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر نہ جانا اور اپنے آپ کو حضور ﷺ کی ملکیت سے دُور جانا وہ ایمان دار نہیں۔

﴿وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ط﴾ (۴۰۳)

ترجمہ: اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔ (کنز الایمان)

لہٰذا جو مومن ہے اُس کے لئے تعظیم و توقیر نبی کریم ﷺ کی واجب ہے۔

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر کا حکم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و اعلَم أنّ حُرمةَ النّبیّ ﷺ بعدَ مَوتِہٖ و تَوقِیرَہ و تعظِیمَہ لازمٌ کَمَا کان حالَ حیاتِہٖ و ذٰلك عند ذِکرہ ﷺ و ذِکر حَدِیثِہ و سَمَاعِ اسْمِہٖ و سیرتِہٖ ﷺ الخ (۴۰۴)

یعنی، جان لو بے شک نبی کریم ﷺ کی عزت و حُرمت اور آپ کی تعظیم و توقیر آپ کے وصال باکمال کے بعد بھی اُسی طرح ضروری و لازم ہے جس طرح کہ آپ کی ظاہری حیات مبارکہ میں ضروری و لازم تھی اِس کا اظہار خصوصاً آپ کے ذکر مبارک اور آپ کی حدیث شریف کی تلاوت اور آپ کے نام مبارک اور آپ کی سیرت طیّبہ کے سُننے کے وقت ہونا چاہئے۔

ابن حُمید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ابو جعفر امیر المؤمنین نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے رسول ﷺ کی مسجد میں مناظرہ کیا تو امام صاحب نے اُس سے فرمایا کہ اے امیر

۴۰۳۔ سورۃ الفتح: ۹/۴۸

۴۰۴۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادۃ الصّحابۃ الخ، ۲۵۹

المؤمنین! اِس مسجد میں بلند آواز سے نہ بولو کیونکہ اللہ عزّ وجلّ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا کہ ''تم اپنی آوازوں کو نبی اکرم ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو''، اور دوسری جماعت کی مدح فرمائی کہ ''بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے نزدیک پست کرتے ہیں'' اور ایک قوم کی مذمت فرمائی ''بے شک وہ جو تمہیں حجروں سے باہر پکارتے ہیں''، بلا شبہ آپ ﷺ کی عزّت و حُرمت اب بھی اُسی طرح ہے جس طرح آپ کی حیاتِ ظاہری میں تھی، یہ سُن کر ابو جعفر خاموش ہو گیا۔

پھر دریافت کیا اے ابا عبداللہ! (٤٠٥) میں قبلہ کی طرف مُتوجّہ ہو کر دعا مانگوں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر، آپ نے فرمایا: تم کیوں حضور ﷺ سے منہ پھیرتے ہو حالانکہ حضور ﷺ ہمارے اور تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السّلام کے بروزِ قیامت اللہ عزّ وجلّ کی جناب میں وسیلہ ہیں، بلکہ تم حضور ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر آپ ﷺ سے شفاعت طلب کرو گے، پھر اللہ عزّ وجلّ (تیرے حق میں) آپ ﷺ کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ (٤٠٦)

امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ مہاجرین و انصار کے پاس تشریف لایا کرتے، جہاں یہ صحابہ بیٹھا کرتے تھے، اُن میں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی موجود ہوتے، حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سوا کوئی آپ ﷺ کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھا بھی نہ کرتا تھا، یہی دونوں صحابہ آپ ﷺ کو

٤٠٥۔ ابو عبداللہ امام مالک بن انس علیہ الرحمہ کی کنیت ہے۔

٤٠٦۔ القُربة إلى ربّ العالمين لابن بشكوال، ص ٨٤
أيضاً الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثّاني، الباب الثّالث، فصل بعد فصل في عادة الصّحابة في تعظيمه ﷺ الخ، ص ٢٥٩، ٢٦٠
أيضاً شفاء السّقام، الباب الرّابع، ص ٦٩، ٧٠
أيضاً الجوهر المنظّم للهيتمي، الفصل السّابع، السّادسة عشر، استقبال القبلة الخ، تنبيه ثان في استقبال القبر الخ، ص ١٥١ اور امام ابن حجر مکی ہیتمی شافعی فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ نے امام مالک سے اس واقعہ کا انکار کیا ہے، نبی ﷺ سے توسّل اور آپ سے شفاعت طلب کرنے کا انکار ابن تیمیہ کے خرافات میں سے ہے، وہ اس واقعہ کا انکار کیسے کرتا ہے حالانکہ یہ واقعہ امام مالک سے ایسی صحیح سند سے مروی ہے کہ جس میں کوئی طعن کی جگہ نہیں ہے۔

دیکھتے اور آپ ﷺ اُن کو دیکھتے اور باہم متبسم ہوتے۔(۴۰۷)

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں باریاب ہوا اور آپ ﷺ کے چاروں طرف صحابہ کرام جمع تھے، اُن کی کیفیت یہ تھی کہ گویا اُن کے سروں پر پرندے ہیں۔ (۴۰۸)

حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کے دروازہ کو ناخنوں سے کھٹکایا کرتے تھے، براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ پوچھنے کا ارادہ کرتا تو آپ ﷺ کے رُعب کی وجہ سے برسوں اُس میں دیر ہو جاتی۔(۴۰۹)

حضرت ابراہیم تجیبی فرماتے ہیں کہ مسلمان پر واجب ہے کہ جب بھی آپ ﷺ کا ذکر کرے یا اُس کے سامنے آپ کا ذکر ہو تو خشوع وخضوع کے ساتھ آپ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کرے، اپنی حرکات میں سکون وقرار اور آپ ﷺ کی ہیبت وجلال کا مظاہرہ کرے اور یہ ایسا ہونا چاہئے کہ اگر وہ آپ ﷺ کے سامنے آپ ﷺ کے دربار میں موجود ہو تو جیسی اُس کی حالت ہو ویسی ہی اُس وقت بھی ہو اور جیسا اللہ عزّ وجلّ نے آپ ﷺ کا ادب سکھایا ویسا ادب کرو۔ (۴۱۰)

۴۰۷۔ سُنَن التّرمذی، کتاب المناقب، باب مناقب أبی بکر عمر رضی اللہ عنہما کلیهما، برقم:۳۶۶۸، ۴/۴۴۹، ۴۵۰ و قال المزی فی "تحفة الأشراف" (برقم:۲۸۶، ۱/۱۰۹) انفرد به

أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل فی عادة الصّحابة فی تعظیمه ﷺ، ص۲۵۸

۴۰۸۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب الطّب، باب فی الرّجل یتداوی، برقم:۳۸۵۵، ۴/۱۲۵

أیضاً الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل فی عادة الصّحابة فی تعظیمه ﷺ، ص۲۵۸

۴۰۹۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادة الصّحابة فی تعظیمه ﷺ، ص۲۵۹ (۲/۲۶، ۲۷)

۴۱۰۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادة الصّحابة الخ، ص۲۵۹

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سامنے جب نبی ﷺ کا مبارک ذکر کیا جاتا تو آپ اتنا روتے کہ آنکھوں میں آنسو ختم ہو جاتے ۔(۴۱۱)

امام جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی حالانکہ وہ انتہا کے خوش مزاج اور تبسم فرمانے والے تھے لیکن جب بھی اُن کے سامنے نبی کریم ﷺ کا ذکرِ جمیل کیا جاتا، تو اُن کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا اور کبھی بے وضو حدیث بیان نہیں کرتے تھے ۔(۴۱۲)

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم جب نبی ﷺ کا ذکر خیر فرماتے تو اُن کے رنگ کو دیکھا جاتا گویا آپ کے جسم سے خون نچوڑ لیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ہیبت سے آپ کے منہ میں زبان خشک ہو جاتی ۔(۴۱۳)

امام زُہری کے سامنے جب نبی ﷺ کا مبارک ذکر ہوتا تو اُن کی حالت یہ ہو جاتی گویا کہ نہ وہ تجھے پہچانتے ہیں اور نہ تو انہیں پہچانتا ہے ۔(۴۱۴)

حضرت صفوان بن سُلیم جو متعبّدین مجتہدین میں سے تھے (۴۱۵) اُن کی حالت یہ تھی کہ اُن کے پاس جب نبی ﷺ کا ذکر کیا جاتا تو روتے اور اتنا روتے کہ آپ کے پاس بیٹھے لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے جاتے ۔(۴۱۶)

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدی رحمۃ اللہ علیہ جب حدیث نبوی ﷺ بیان کرتے تو خاموش

۴۱۱۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادة الصّحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۲۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادة الصّحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۳۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادة الصّحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۴۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادة الصّحابة الخ، ص ۲۶۰

۴۱۵۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے چالیس برس تک اپنی کروٹ زمین پر نہ رکھی۔ (مزیل الخفاء، ص ۲۶۰)

۴۱۶۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل بعد فصل فی عادة الصّحابة الخ، ص ۲۶۰

رہنے کا حکم فرماتے اور فرماتے (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) کہ

﴿لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ﴾ (٤١٧)

ترجمہ: اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ (کنز الایمان)

اِس کی تاویل میں کہتے کہ قرأتِ حدیث کے وقت خاموش رہنا واجب ہے، جیسا کہ خود آپ ﷺ سے مبارک ارشاد سُننے کے وقت سکوت واجب ہے۔ (٤١٨)

مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب لوگ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تو پہلے آپ کی باندی آتی اور اُن سے کہتی کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم حدیث کی سماعت کرنے آئے ہو یا مسئلہ دریافت کرنے، پس اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے آئے ہیں تو آپ فوراً ہی باہر تشریف لے آتے، اگر وہ کہتے کہ حدیث کی سماعت کرنے آئے ہیں، تو آپ پہلے غسل خانہ جاتے، غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس پہنتے، عمامہ باندھتے، پھر اپنے سر پر چادر ڈالتے، تخت بچھایا جاتا پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اُس تخت پر جلوہ افروز ہوتے، اِس طرح کہ آپ پر انتہائی عجز و انکساری طاری ہوتی جب تک درسِ حدیث سے فارغ نہ ہوتے برابر عود کی خوشبو سُلگائی جاتی رہتی، دیگر راویوں نے کہا کہ اُس تخت پر آپ جب ہی تشریف فرما ہوتے جب کہ آپ کو حدیثِ رسول ﷺ بیان کرنی ہوتی۔ (٤١٩)

ایک روایت میں ہے کہ جعفر بن سلیمان (٤٢٠) نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو جب کوڑے مارے تھے اور وہ امام صاحب پر بہت ناراض ہوا تھا، آپ کو بے ہوش وہاں سے اٹھا کر لایا گیا جب آپ کو ہوش آیا تو لوگ مزاج پُرسی کے لئے آئے، آپ نے اُن سے فرمایا،

٤١٧۔ سورۃ الحجرات: ٤٩/٢

٤١٨۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل قبل فصل فی سیرۃ السلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ٢٦١

٤١٩۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثانی، الباب الثالث، فصل قبل فصل فی سیرۃ السلف فی تعظیم روایۃ الخ، ص ٢٦٢

٤٢٠۔ یہ سلیمان بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا اور ابو جعفر منصور کے چچا کا بیٹا تھا اُسے امام مالک کے بارے میں کسی نے بتایا تھا، آپ اُن کی بیعت کی قسم کو لازم نہیں سمجھتے کیونکہ آپ کے نزدیک مُکرَہ کی قسم لازم نہیں ہوتی (مُزیل الخفاء ... الباب الثالث، ص ٢٦٦)

میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے مارنے والے (یعنی جعفر بن سلیمان) کو معاف کر دیا، کسی نے پوچھا، کیوں؟ آپ نے فرمایا، اِس لئے کہ میں خوف کرتا ہوں کہ اگر مجھے موت آ گئی اور اُس وقت نبی کریم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو مجھے شرمندگی ہوگی کہ میری مار کے سبب سے حضور ﷺ کے کسی قرابتی کو جہنم میں ڈالا جائے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ منصور نے امام صاحب کا بدلہ جعفر بن سلیمان سے لینے کا ارادہ کیا تو امام صاحب نے فرمایا، میں خُدا کی پناہ مانگتا ہوں، بخدا اُس کے کوڑوں میں سے جو کوڑا بھی میرے جسم سے جُدا ہوتا تھا، میں اُسی وقت معاف کر دیتا تھا، اِس لئے کہ اُس کی رسول ﷺ سے قرابت تھی۔(۴۲۱)

اللہ اکبر! یہ عظمت آلِ نبی ﷺ کی، اُن نیک لوگوں کے دلوں میں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی ذات کو جانا پہنچانا، اور عظمتِ رسول ﷺ کے حکم کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی یاد کا حکم ارشاد فرمایا:

﴿وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا﴾ (۴۲۲)

ترجمہ: اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔ (کنزالایمان)

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پر قربان گیا
نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذی شان گیا
ساتھ ہی منشیِ رحمت کا قلمدان گیا
(حدائق بخشش)

اس سے معلوم ہوا اللہ تعالیٰ کو اپنی وہ یاد پسند ہے اور اُس کی بارگاہ میں وہ ذکر مقبول ہے جس میں تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ ہو، جس میں اطاعتِ نبی کریم ﷺ نہ ہو، وہ بارگاہِ خداوندی میں نامقبول و مردود ہے، اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے اتنا پیار ہے، کہ اُن کی ادا، اُن کا ذکر، اُن کی محبت، اُن کی غلامی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات سے وابستہ فرمایا، اپنی ذات کا مظہرِ اَتم بنایا، اسی لئے ہم عرض کرتے ہیں کہ رضائے مصطفیٰ ﷺ ہی رضائے خدا

۴۲۱۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثاني، الباب الثالث، فصل بعد فصل في سيرة السلف في تعظيم رواية الخ، ص۲۶۶

۴۲۲۔ سورۃ الفتح:۹/۴۸

ہے۔اور ہم کیوں نہ کہیں،

خدا چاهتا هے رضائے محمد ﷺ

۲۶۔ ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ ۚ وَ مَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهُ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا﴾ (۴۲۳)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اُس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اُس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اُسے بڑا ثواب دے گا۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: مذکورہ آیت کا شانِ نُزول جاننے کے لئے اِس واقعہ کو جاننا ضروری ہے ایک بار نبی کریم ﷺ نے خواب دیکھا کہ آپ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکہ مکرمہ میں امن سے داخل ہوئے کعبہ کی کنجی لی اور طواف فرمایا، عمرہ کیا، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ سُن کر بہت خوش ہوئے، پھر حضور ﷺ نے عمرہ کا قصد فرمایا، تقریباً ایک ہزار چار سو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ یکم ذیقعدہ چھ ہجری کو روانہ ہوئے، جب مقامِ حدیبیہ پہنچے تو کُفّار نے مداخلت کی کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لئے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے، کُفّار کی طرف سے عُروہ بن مسعود ثقفی نے سفیر کی حیثیت سے حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی اور دربارِ رسالت کی طرف سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفیر کی حیثیت سے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، عروہ بن مسعود ثقفی نے جب دربارِ نبی ﷺ کا ادب دیکھا اور مجلس پاک کا نظارہ کیا تو حیران وششدر رہ گیا، جس کا تذکرہ کُتُب سیرت میں یوں ہے کہ عروہ بن مسعود ثقفی نے اپنی قوم میں واپس جا کر کہا، اے میری قوم! خُدا کی قسم، مجھے بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہے، اور میں نے قیصر وکسریٰ اور نجاشی کے دربار دیکھے، خُدا کی قسم! میں نے ہرگز کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُس کے اصحاب اُس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں، جتنی تعظیم اصحابِ محمد، محمد ﷺ کی کرتے تھے، بخُدا! وہ رینٹ یا

۴۲۳۔ سورة الفتح:۴۸/۱۰

تھوک یا بلغم نہیں پھینکتے مگر وہ اُن میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ پر ہوتی ہے اور وہ اُس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا ہے،(۴۲۴) اور جب وہ کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ تعمیل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کے پانی پر وہ اِس طرح ٹوٹ پڑتے ہیں کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں لڑ پڑیں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو سب اپنی آواز پست کر لیتے ہیں اور اُن کی تعظیم و توقیر کی وجہ سے کوئی اُن کی طرف تیز نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا، انہوں نے تم پر رُشد و ہدایت کا کام پیش کیا ہے تو تم اُس کو قبول کر لو۔(۴۲۵)

اِسی اثنا میں یہ افواہ پھیلی کہ کُفّار نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا، اگرچہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور آپ کے ساتھی جنگ کی تیاری کر کے نہیں آئے تھے، احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور یہی اُن کا زادِ سفر تھا لیکن یکا یک ایسی صورتِ حال پیدا ہو گئی کہ تعداد کی قِلّت اور اسلحہ کے فُقدان کی پرواہ کئے بغیر محض قوتِ ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہو گیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ یہ بیعت اِس بات پر تھی کہ جب تک

۴۲۴۔ امام نووی شافعی لکھتے ہیں: فَقَد کانوا یَتَبَرَّکُون بِبُصَاقِهٖ ﷺ وَ نُخَامَتِهٖ وَ یَدْلُکُوْنَ بِذٰلِكَ وُجُوْهَهُمْ و شَرِبَ بَعْضُهم بَوْلَهٗ، وَ بَعْضٌ دَمَهٗ وَغَیْرَه ذٰلك مِمَّا هو معروفٌ مِن عظیم اعْتِنَائِهِم بآثَارِهٖ ﷺ الّتِی یُخَالِفه فیها غَیْرُه (شرح صحیح مسلم، کتاب الأطعمة، باب جواز أکل المرق الخ، برقم: ۲۰۴۱، ۱۸۹/۱۳/۴) یعنی، حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی ﷺ کے لعابِ دہن، اور آبِ بینی سے برکت حاصل کیا کرتے اور انہیں (برکت کے لئے) اپنے چہروں پر مَل لیا کرتے، اور اُن میں سے بعض نے آپ کا بول مبارک پی لیا اور بعض نے تو پچھنے کا خون مبارک پیا اور اِن کے علاوہ وہ جو صحابہ کرام کا نبی ﷺ کا مبارک آثار سے عظیم اعتناء معروف ہے جن میں حضور ﷺ کے غیر کا حکم آپ ﷺ کے حکم کے خلاف ہے۔

۴۲۵۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الثّالث، فصل فی عادة الصّحابة فی تعظیمه ﷺ الخ، ص ۲۵۸

أیضاً الأنوار المحمّدیّة، المقصد الأول، أمر الحدیبیّة ص ۶۲

أیضاً جلاء الأفهام، ص ۱۰۳

أیضاً التّوسُّل بالنّبیّ و بالصّالحین، لأبی حامد بن مرزوق، الباب الثّامن، ص ۲۰۲

ہمارے جسموں میں جان ہے، اور جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ بھی موجود ہے، ہم میدانِ جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اہلِ مکہ کو اِس خیانت اور سفیر کشی کی عبرت ناک سزا دیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غلامانِ حبیبِ کبریاء علیہ الصّلوٰۃ والسّلام پروانہ وار دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے تھے اور اپنے آقا و مولیٰ کے دستِ اقدس پر اپنا ہاتھ رکھ کر جانبازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے تھے، الغرض چودہ سو ہمراہیوں میں سے کوئی ایک بھی اِس سعادت سے محروم نہ رہا۔

البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اُس نے بیعت نہ کی، بخُدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چُھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرورِ عالمیاں ﷺ نے اپنے اِن چودہ سو جاںنثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرمایا:

"أَنْتُمْ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ الْيَوْمَ"

یعنی، اے اسلام کے قابلِ فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔

اصحابِ شجرہ کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا ہے:

"لَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ مِمَّنْ بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ" (٤٢٦)

یعنی، جنہوں نے اُس درخت کے نیچے میری بیعت کی اُن میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔

مُلّا فتح کاشانی شیعہ اپنی تفسیر "منہج الصادقین" میں لکھتا ہے:

آنحضرت (ﷺ) نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں

٤٢٦۔ تفسیر ابن کثیر، سورۃ الفتح: ٤٨/١٠، ٤/٢٣٥
ایضاً إزالۃ الخفاء، مقصد اول، فصل چہارم، ص ٤٢٤

ازسرِ نو بیعت کرنے کا حکم دیا، صحابہ کرام انتہائی شوق و رغبت اور بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھے اور حضور کے دستِ مبارک پر ہاتھ رکھ کر اِس بات پر بیعت کی کہ تادم واپسیں آنحضرت ﷺ کی متابعت کے راستے پر گامزن رہیں گے اور کسی وقت بھی راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے، صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اِس بیعت کا نام ''بیعتِ رضوان'' رکھا گیا اور اِس اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی۔(۴۲۷)

یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے دستِ حق پرست پر ہو رہی تھی لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی، اگرچہ بظاہر نبی کریم ﷺ کا دستِ اقدس تھا لیکن درحقیقت یہ دستِ خُدا تھا، جس طرح حضور ﷺ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرمایا گیا ہے اِسی طرح حضور ﷺ سے بیعت، اللہ تعالیٰ سے بیعت اور حضور ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت فرمایا گیا۔(۴۲۸)

کیونکہ ہو اُس ہاتھ میں سب خُدائی — کہ یہ ہاتھ تو ہاتھ ہے کبریا کا

(ذوقِ نعت)

علامہ اسماعیل حقّی صوفیا کی اصطلاح کے مطابق اِس آیت کی یہ تشریح کرتے ہیں:

و قال أهل الحقيقة هذه الآية كقوله تعالى ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ فالنبيّ عليه السّلام قد فنى عن وجوده بالكلية فتحقّق بالله فى ذاته و صفاته و أفعاله و كلّ ما صدر عنه صدر عن الله۔ (۴۲۹)

یعنی، اہلِ حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بعینہٖ اس فرمانِ خداوندی کی طرح ہے کہ ''جو رسول اللہ کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے''۔ نبی

۴۲۷۔ ضیاء القرآن، سورة (۴۸) الفتح، الآية: ۱۰، ۵۳۹/۴

۴۲۸۔ علامہ بدرالقادری لکھتے ہیں دستِ رسول کی بیعت خُداوند قدوس کے ہاتھ پر بیعت کرنا ہے دستِ احمد عین دستِ ذوالجلال آمدہ در بیعت واندر قتال (سنّت کی آئینی حیثیت، ص ۳۱، ۳۲)

۴۲۹۔ تفسیر روح البیان، سورة (۴۸) الفتح، الآية: ۱۰، ۲۶/۹

کریم ﷺ اپنی ذات وصفات سے فنا ہو کر بقا باللہ کے مقام پر فائز تھے،
اِس لئے جو فعل حضور ﷺ سے صادر ہوتا در حقیقت اللہ سے صادر ہوتا۔
آج کل جو ہم کسی ولیٔ کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں وہ اِسی سنّت کا اتباع ہے،
علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں:

يقول الفقيرُ: ثبت بهذه الآيةِ سنّةُ المبايعةِ و أخذُ التّلقِين من المشائخِ الكِبارِ و هو الّذين جعَلَهم اللّٰه قُطُبَ إرشادٍ بأن أوصَلَهم إلى التّجلِّي العَيْني بعد التّجلِّي العِلْمي (٤٣٠)

یعنی، فقیر کہتا ہے کہ اِس آیت سے بیعت کی سنّت اور مشائخ کِبار سے اکتسابِ فیض ثابت ہے، وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطبِ ارشاد کے مقام پر فائز کیا ہے وہ اِس طرح کہ علمی تجلّی سے ترقی دے کر انہیں مشاہدہ کی تجلّی تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضرت شدّاد بن اَوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، ان دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر تھے، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے دریافت فرمایا کہ ''تم میں کوئی بے گانہ (یعنی اہلِ کتاب) تو نہیں؟'' ہم نے نفی میں جواب دیا، ارشاد فرمایا، ''دروازہ بند کردو، اور اپنے ہاتھ بلند کردو اور کہو'' لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه'' ایک گھڑی ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنا دستِ اقدس نیچے کیا اور گویا ہوئے، ''الحمد لله، اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا حکم دیا اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمہ پر پکارہے گا وہ جنّت میں داخل ہوگا اور تُو وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا''، پھر فرمایا، ''اے فرزندانِ اسلام! تمہیں مژدہ ہو، اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرما دیا''۔ (٤٣١)

٤٣٠۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٤٨) الفتح، الآیۃ: ١٠، ٢٧/٩

٤٣١۔ المسند للإمام أحمد، ١٢٤/٤
أيضاً مجمع الزّوائد، كتاب الأذكار، باب ما جاء في فضل لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، برقم:١٦٧٩٨، ٦٤/١٠

اِس قسم کی متعدد صحیح روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ایسے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے، مستورات کو بھی اِس شرف سے مشرف فرماتے، لیکن اُن کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور ﷺ اپنا دستِ مبارک رکھتے، اُس کے بعد اُن کو اُس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے، (٤٣٢) حضور ﷺ نے کبھی کسی اجنبیہ کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا، محض قول سے بیعت فرماتے یا کپڑے سے کہ جس کی ایک طرف خود دست مبارک میں لیتے اور دوسری طرف مستورات کے ہاتھ میں ہوتی۔(٤٣٣)

اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کر کے جس نے بیعت کو توڑ دیا اُس نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا، اور جس نے اُس بیعت کو پورا کیا اور اُس عہد کو ایفاء کیا اُس کو اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم عطا فرمائے گا، وہ جنت میں اقامت گزین ہوں گے اور اُس میں انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل میں وہ کھٹکیں:

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَ لَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ (٤٣٤)

جن نفوسِ قُدسیہ نے اُس درخت کے نیچے بیعت کی سعادت حاصل کی اُن میں سے کسی

٤٣٢۔ یعنی وہ پیالہ انہیں عنایت فرما کر اُس میں ہاتھ ڈالنے کا حکم فرماتے۔

٤٣٣۔ علامہ اسماعیل حقی نے لکھا ہے کہ بیعت میں ہاتھ پکڑنا مردوں کی بنسبت ہے سوائے عورتوں کے کیونکہ مروی ہے کہ عورتیں نبی ﷺ کی بارگاہ میں جمع ہوئیں اور ہاتھ سے معاہدہ چاہا تو فرمایا: ''میرا ہاتھ عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوئے گا لیکن ایک عورت سے بھی اِس طرح زبانی بیعت ہوگی جس طرح سو عورتوں سے'' تو آپ ﷺ نے ان سے زبانی بیعت لی پھر انہوں نے آپ سے برکت طلب کی تو آپ نے اپنا دستِ اقدس پانی میں ڈالا اور وہ پانی انہیں دے دیا کہ وہ (برکت حاصل کرنے کے لئے) اپنے ہاتھ اس میں ڈال دیں، اِسی طرح شیخ عبدالعزیز دیرینی نے ''الروضة الأقضية'' میں ذکر کیا ہے (تفسیر روح البیان، سورة (٤٨) الفتح، الآیة: ١٠، ٩/ ٢٨)

٤٣٤۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی صفة الجنّة، برقم: ٣٢٤٤، ٢/ ٣٤٣، و کتاب التّفسیر، سورة (٣٢) تنزیل السّجدة، باب ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ﴾ برقم: ٤٧٧٩، ٤٧٨٠، و کتاب التّوحید، باب قول الله تعالیٰ ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ﴾ برقم: ٧٤٩٨

أیضاً صحیح مسلم، کتاب صفة الجنّة و صفة نعیمها و أهلها، باب صفة الجنة برقم: ٧٢٣٤/٢، ٧٢٣٥/٣: ٧٢٣٦/٤۔ (٢٨٢٤)، ص ١٣٥٤

نے اُس بیعت کو نہیں توڑا، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ تَحْتَ الشَّجَرَةِ عَلَى الْمَوْتِ وَ عَلٰى أَلَّا نَفِرَّ فَمَا نَكَثَ أَحَدٌ مِنَّا الْبَيْعَةَ إِلَّا جَدُّ بْنُ قَيْسٍ وَ كَانَ مُنَافِقاً اخْتَبَأَ تَحْتَ إِبْطِ بَعِيْرِهٖ (٤٣٥)

یعنی، ہم نے اُس درخت کے نیچے اِس بات پر اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے بیعت کی کہ ہم جان دے دیں گے لیکن راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے، پس ہم میں سے کسی نے بیعت کو نہیں توڑا (٤٣٦) بجز جد بن قیس کے وہ درحقیقت منافق تھا اور جب مسلمان بیعت کر رہے تھے تو وہ اپنے اونٹ کی بغل میں چھپا ہوا تھا۔

اِس میں یہ بھی ہے کہ جب تمام صحابہ بیعت کر چکے تو حضور رؤف الرحیم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا کہ یہ ہاتھ رسول اللہ کا ہے اور میں خود عثمان کی طرف سے بیعت کر رہا ہوں۔

حضور ﷺ کو پروردگارِ عالم نے وہ مرتبہ عطا فرمایا، جو کسی کو نہ ملا، ربّ کے لئے نبی کریم ﷺ نے سب کو چھوڑا، اب ربّ تعالیٰ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا اور حضور ﷺ ربّ العالمین کے، حضور ﷺ سراپا مظہرِ ذاتِ الٰہی ہیں، وُجودِ حضور نبی کریم ﷺ کا اور اُس میں ظہورِ ربّ کی قدرت کا۔

عاشقِ رسول امام احمد رضا خان مُحدِّث بریلوی فرماتے ہیں:

مُظہرِ حق ہو تمہیں، مَظہرِ حق ہو تمہیں تم میں ہے ظاہر خُدا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

٤٣٥۔ تفسير الكشاف، سورة الفتح، الآية: ١٠، ٤/٣٢٦
أيضاً تفسير روح البيان، سورة (٤٨) الفتح، الآية: ١٠، ٩/٢٦، ٢٧

٤٣٦۔ ان نفوسِ قُدسیہ کا مقام یہ ہے کہ امام مسلم نے روایت کیا کہ حضور ﷺ اُمّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں تشریف فرما تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان شاء اللہ اصحابِ شجرہ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی اُن میں کوئی ایک بھی دوزخ میں نہیں جائے گا (صحيح مسلم، كتاب فضائل الصّحابة، باب فضائل أهل الشّجرة، برقم: ٦٤٨٨/ ١٦٣ـ (٢٤٩٦)، ص ١٢١١)

اِس لئے فرماتے ہیں:

"مَنْ رَانِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ" (۴۳۷)

یعنی، جس نے مجھ کو دیکھا اُس نے حق کو دیکھا۔

مگر ضبط کا عالَم یہ ہے کہ ہر ہر ادا سے اپنی شانِ بندگی کا اظہار فرماتے ہیں، لیکن جب حقیقت کا اظہار فرماتے ہیں تو فرمایا:

"لَمْ یَعْرِفْنِیْ غَیْرُ رَبِّیْ" (۴۳۸)

یعنی، میری حقیقت کو میرے ربّ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

تم ذاتِ خُدا سے نہ جُدا ہو نہ خُدا ہو　　اللہ کو معلوم ہے کیا جانیئے کیا ہو

(ذوقِ نعت)

وہی نورِ حق وہی ظِلِّ ربّ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں اُن کی مِلک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں
وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
یہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خُدا ہے جس کا مکاں نہیں
کروں تیرے نام پہ جاں فدا نہ بس ایک جان دو جہاں فدا
دو جہان سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

(حدائق بخشش)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۴۳۷۔ صحیح البخاری، کتاب التّعبیر، باب من رأی النّبیّ ﷺ فی المنام، برقم: ۶۹۹۶، ۴/۳۳۸ أیضاً صحیح مسلم، کتاب الرّؤیا، باب قول النّبیّ ﷺ: "من رأنی فی المنام فقد رانی" برقم: ۵۹۸۳، (۲۲۶۷) ص ۱۱۱۴

۴۳۸۔ مذکورحدیث شریف کو علامہ غلام حسن قادری نے "جمع الوسائل" (۲/۷)، "زرقانی علی المواھب" (۵/۱۹۸)، "مطالع المسرّات" (ص ۱۲۹) اور "أنوار محمدیہ" (ص ۸۷) وغیرہا کے حوالے سے اپنی تصنیف "شانِ مصطفیٰ" ص ۸۶۷ میں نقل کیا ہے۔

۲۷۔ ﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ﴾ (۴۳۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: بعض صحابہ نے بقر عید کے دن حضور نبی کریم ﷺ سے پہلے یعنی نمازِ عید سے قبل قربانی کر لی اور بعض صحابہ رمضان سے ایک دن پہلے روزہ شروع کر دیتے تھے، اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ (۴۴۰)

اِس آیت میں رسول کریم ﷺ کی عزّت وتکریم کا حکم دیا جارہا ہے، ادب واحترام کے انداز سکھائے جارہے ہیں چونکہ ادب ہوگا تو دل میں تعظیم ہوگی، تعظیم ہوگی تو اُس کے ہر حکم کی تعمیل کا جذبہ پیدا ہوگا، جب تعمیلِ حکم کی خُو پختہ ہوگی تو محبت کی نعمت مرحمت فرمائی جائے گی اور جب محبوبِ ربّ کے عشق کی شمع روشن ہوگی تو حریمِ کبریائی تک جانے والا سارا راستہ مُنوّر ہو جائے گا۔

ادب واحترام کے درس کا آغاز ''لَا تُقَدِّمُوْا'' سے فرمایا جارہا ہے، علامہ ابن جریر لکھتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنے پیشوا یا امام کے ارشاد کے بغیر خود ہی اَمر و نہی کے تضاد میں جلدی کرے تو عرب کہتے ہیں کہ ''فلان یقدم بین یدی إمامه'' (۴۴۱) یعنی، فلاں شخص اپنے امام کے آگے آگے چلتا ہے۔

علامہ ابن کثیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اِس جملہ کی تفسیر اِن الفاظ میں نقل کی ہے:

لا تقُولُوا خلافَ الکتابِ و السُّنّةِ (۴۴۲)

یعنی، کتاب وسنّت کے خلاف مت کہو۔

۴۳۹۔ سورۃ الحجرات:۴۹/۱

۴۴۰۔ لُباب النّقول فی أسباب النّزول، سورۃ الحجرات، ص۲۹۳

۴۴۱۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الحجرات، الآیۃ:۱، ۱۱/۳۷۷

۴۴۲۔ تفسیر ابن کثیر، سورۃ الحجرات، الآیۃ:۱، ۴/۲۵۶

حقیقت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے کے بعد کسی کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے کریم ربّ اور اُس کے مکرم رسول کے ارشاد کے خلاف کوئی بات کہے، یا کوئی بات کرے جب انسان اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرتا ہے تو وہ اِس اَمر کا بھی اعلان کرر ہا ہوتا ہے کہ آج کے بعد وہ اپنی ہر خواہش اپنے خالق حقیقی اور اُس کے محبوب رسول اللہ ﷺ کی مرضی اور کے حکم پر بلا تأمل قربان کر دے گا۔

یہ ارشاد فقط اہلِ ایمان کی شخصی اور انفرادی زندگی تک محدود نہیں بلکہ قومی اور اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں سیاسی واقتصادی اور اخلاقی کو بھی مُحیط ہے نہ کسی مرد کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون بنائے جو کتاب وسنّت کے متصادم ہو اور نہ کسی عدالت و پنچایت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ احکامِ شرعی کے برعکس کوئی فیصلہ کرے۔

﴿ لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾ کے مختصر کلمات میں معانی ومطالب کا بحر بیکراں موجزن ہے یہاں ایک چیز غور طلب ہے ﴿ لَا تُقَدِّمُوْا ﴾ مُتعدّی ہے لیکن اِس کا مفعول مذکور نہیں۔ اِس کی حکمت یہ ہے کہ اگر کسی چیز کو ذکر کر دیا جاتا تو صرف اُس کے بارے میں حکم کی خلاف ورزی ممنوع ہوتی، مفعول کو ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ کوئی عمل ہو، کوئی قول ہو، زندگی کے کسی بھی شعبے سے اُس کا تعلق ہو، اُس میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے ارشاد سے انحراف ممنوع ہے، نیز اگر مفعول ذکر کر دیا جاتا تو سامع کی توجہ اُدھر ہی مبذول ہو جاتی مگر اسے ذکر نہ کر کے بتا دیا کہ تمہاری تمام تر توجہ ﴿ لَا تُقَدِّمُوْا ﴾ کے فرمان پر مرکوز ہونی چاہیے۔

نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ

''بخاری شریف'' میں سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ بنی عمرو بن عوف کے درمیان کچھ تنازع ہوا تھا، نبی کریم ﷺ چند صحابہ کے ساتھ اُن میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے، نماز کا وقت آ گیا اور حضور تشریف نہیں لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان کہی، حضور ﷺ اب بھی تشریف نہیں لائے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ حضور وہاں رُک گئے

ہیں، نماز تیار ہے کیا آپ امامت کریں گے، فرمایا اگر تم کہو تو پڑھا دوں، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اقامت کہی، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے مصلّی امامت پر جلوہ افروز ہوئے، کچھ دیر بعد حضور ﷺ تشریف لائے، اور صفوں سے گزر کر صفِ اول میں تشریف لے جا کر قیام فرمایا، لوگوں نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ متوجہ ہوں، (مگر جب وہ نماز میں ہوتے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے مگر جب لوگوں نے بکثرت ہاتھ مارنا شروع کیا) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُدھر توجہ کی دیکھا کہ حضور ﷺ اُن کے پیچھے تشریف فرما ہیں، حضور کے لئے پیچھے ہٹنے لگے تا کہ حضور ﷺ آگے تشریف لے جائیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جیسے نماز پڑھا رہے ہو پڑھاؤ۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ کی حمد کی اور اُلٹے پاؤں پیچھے چل کر صف میں شامل ہو گئے، حضور ﷺ آگے تشریف لائے اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر لوگوں سے فرمایا، ''اے لوگو! نماز میں کوئی بات پیش آجائے تو تم نے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کر دیا، یہ کام عورتوں کے لئے ہے اگر کوئی چیز نماز میں کسی کو پیش آئے تو سبحان اللہ، سبحان اللہ کہے، امام جب اُس کو سُنے متوجہ ہو جائے گا اور ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، ''اے ابوبکر! جب میں نے اشارہ کر دیا تھا پھر تمہیں نماز پڑھانے سے کون سا اُمر مانع ہوا''، عرض کی یا رسول اللہ! ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر) کو یہ سزاوار نہیں کہ نبی کریم ﷺ کے آگے نماز پڑھے (یعنی امام بنے)۔(۴۴۳)

یہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عمل سے تو یہ تعظیم کی کہ عین نماز کی حالت میں حضور کی خاطر مصلّی امامت خالی کر دیا، اور خود پیچھے مقتدیوں میں شامل

۴۴۳۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب من دخل لیؤمّ النّاس، فجاء الإمام الأوّل، برقم:۶۸۴، ۱/۱۶۵، و کتاب العمل فی الصّلاۃ، باب ما یجوز فی التّسبیح و الحمد فی الصّلاۃ للرّجال، برقم:۱۲۰۱، ۱/۲۹۱، و باب رفع الأیدی فی الصّلاۃ الخ، برقم:۱۲۱۸، ۱/۲۹۵، و باب الإشارۃ فی الصّلاۃ، برقم:۱۲۳۴، ۱/۳۰۰، و کتاب الصّلح، باب ما جاء فی الإصلاح بین النّاس، برقم:۲۶۹۵، ۲/۱۸۴، و کتاب الاحکام، باب الامام یأتی قوماً فیصلح بینہم، برقم:۷۱۹۰، ۴/۳۸۸، ۳۸۹

ہو گئے۔(۴۴۴)

اور اپنے قول سے تعظیم کی کہ حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی کا برملا اظہار کرتے ہوئے عرض کیا، ابو قحافہ کے بیٹے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضور کے آگے بڑھ کر نماز پڑھے۔

۴۴۴۔ اور اس حدیث شریف کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی محمد شوکت علی سیالوی لکھتے ہیں کہ حدیث شریف میں مکمل صراحت موجود ہے کہ نماز شروع ہو چکی ہے اور دورانِ نماز صحابہ کرام نے تصفیق زور زور سے کی اور کثرت سے کی، کیوں؟ تا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتا چل جائے کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہیں۔

بتایئے۔ صحابہ کرام دورانِ نماز یہ سارا کام نبی علیہ السّلام کے لئے کر رہے ہیں یا نہیں؟ دورانِ نماز اُن کی توجہ نبی علیہ السّلام کی طرف گئی یا نہیں؟ دورانِ نماز ہی نبی کریم ﷺ کی خاطر وہ سب کیا یہ خواہش نہیں کر رہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے آ جائیں اور نبی علیہ السّلام مصلّی پر پہنچ جائیں؟

پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رُخ تو قبلہ شریف کی طرف جب بہت زیادہ تصفیق ہوئی (یعنی تالیاں بجانا ہوا) تو بخاری و مسلم دونوں میں ہے "اَلْتَفَتَ فَرَأَی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ" وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، نبی علیہ السّلام پہلی صف میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے کی طرف ہیں جب تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہرہ مبارک کے پیچھے کی جانب نہ پھیریں تب تک نبی علیہ السّلام کو نہیں دیکھ سکتے تو پتا چلا کہ دورانِ نماز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ شریف سے رُخِ انور پھیر کر ذاتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو دیکھا، پھر نبی علیہ السّلام کی تعظیم بجالاتے ہوئے پچھلی صف میں آ گئے۔

بتایئے؟ نبی علیہ السّلام کی طرف دورانِ نماز توجہ کی یا نہیں اور تعظیم بجالائے یا نہیں؟

نبی پاک ﷺ نے سوال فرمایا تو عرض کی ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا جرأت کہ نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑا ہو جائے تو ثابت ہوا کہ وہ تعظیم کی خاطر ہی پیچھے آئے تھے۔

پھر نبی علیہ السّلام نے ضرورت کے وقت تسبیح و تصفیق کا مسئلہ بتایا مگر یہ تو نہیں فرمایا کہ تم لوگوں نے چونکہ دورانِ نماز میری طرف توجہ لگا دی اور ابو بکر نے تو مکمل توجہ ہی لگا دی چہرہ بھی دورانِ نماز پیچھے کی طرف پھیر کر مجھے دیکھ لیا پھر میری تعظیم بھی بجالایا، لٰہذا سب کی نماز گئی اور تم شرک کے بھی مرتکب ہو گئے۔

اگر نبی علیہ السّلام نے ایسا کوئی فتویٰ ارشاد نہیں فرمایا اور یقیناً نہیں فرمایا تو (اگروہ وہابیہ کے سرغنہ شاہ اسماعیل دہلوی اور اُن کے پیروکار کو نبی علیہ السّلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر توحید کی فکر پڑی ہوئی ہے۔ (نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ، ص ۳۱، ۳۲)

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ جن دنوں نبی کریم علیہ السّلام سے تکلیف شرف حاصل کر رہی تھی، آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پس ایک دن نبی کریم ﷺ نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو آپ نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے، اس وقت حضرت ابوبکر لوگوں کی امامت فرما رہے تھے جیسے ہی حضرت ابوبکر کو معلوم ہوا کہ نبی کریم علیہ الصّلاۃ والسّلام تشریف لائے ہیں تو آپ پیچھے ہٹ گئے، نبی کریم علیہ الصّلاۃ والسلام نے اُن کو اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ رہو، پھر نبی کریم ﷺ اُن کے پہلو میں تشریف فرما ہو گئے، پس حضرت ابوبکر نبی کریم ﷺ کی اقتداء کر رہے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کر رہے تھے۔(٤٤٥)

٤٤٥۔ صحیح البخاری، کتاب الآذان، باب من قام إلی جنب الإمام لعِلَّةٍ، برقم:٦٨٣، ١٦٥/١
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الصّلاة، استخلاف الإمام إذا عرض الخ، برقم:٨٦٦/ ٩٠۔ (٤١٨)، ص ٢٠١

اور اس حدیث شریف کے تحت مفتی محمد شوکت سیالوی لکھتے ہیں جب نبی علیہ السّلام نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت ابوبکر امامت کروا رہے تھے، اِس کا مطلب یہ ہے کہ نماز شروع تھی اور دورانِ نماز نبی علیہ السّلام پہلی رکعت میں تشریف لائے، اب دورانِ نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ کی تعظیم کی خاطر جو پیچھے ہٹنے لگے تھے تو بتلایئے یہ تعظیم نبی علیہ السّلام اُن کو شرک کی طرف کھینچ کر لے گئی؟ اور کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہستی کو نماز کی اہمیت یا بارگاہِ خداوندی کے ادب کا پتا نہیں تھا کہ وہ دورانِ نماز نبی علیہ السّلام کی طرف توجہ بھی کر رہے ہیں اور تعظیم بھی بجا لا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نظریہ یہ تھا کہ وہ دورانِ نماز نبی علیہ السّلام کی طرف توجہ کر دینا یا نبی علیہ السّلام کی تعظیم بجالانا ہرگز ہرگز نماز پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالتا، یہ محض (امام الوہابیہ) شاہ اسماعیل دہلوی کی نماز ہے اور انہیں کی توحید ہے کہ دورانِ نماز گائے بیل گدھے کا خیال تو اتنا بُرا نہیں مگر نبی علیہ السّلام کا خیال اور آپ کی طرف توجہ گائے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے زیادہ بدتر ہے (نعوذ باللہ من هذه الهفوات)، کتاب وسنت میں ہمیں صحابہ کرام کی پیروی کا حکم ہے نہ کہ شاہ اسماعیل دہلوی کی تحقیق انیق پر عمل کرنے کا۔ (نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ، ص ٢٧، ٢٨)

پھر نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا یہ پہلا واقعہ نہیں تھا جب یہ معلوم تھا کہ سیّد الصحابہ سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز میں بھی نبی کریم ﷺ کی تعظیم بجالاتے ہیں اور یہ تعظیم ممنوع ہوتی تو حضور ﷺ اپنے یار

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے مرضِ وصال والے دنوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھایا کرتے تھے یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کے وصال اقدس والا دن پیر آ گیا اس کی نمازِ فجر ہے ہم سب لوگ صف بہ صف نماز میں ہیں اسی دوران نبی کریم ﷺ نے اپنے حجرہ مقدسہ کا پردہ اُٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرما دیا آپ ﷺ حالتِ قیام میں تھے اور چہرہ اقدس خوشی سے ایسے لگ رہا تھا گویا کہ قرآن کا ورق ہو۔ پھر آپ ﷺ کھل کر مسکرانے لگے، پس ہم نے مصمّم ارادہ کر لیا کہ نماز سے توجہ ہٹالیں اور صرف نبی کریم ﷺ کا دیدار کرتے رہیں ایسا ارادہ نبی کریم ﷺ کے دیدار کی مسرت و فرحت کی وجہ سے ہم نے کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصلّی چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ شاید نبی کریم ﷺ تشریف لا رہے ہیں، پس نبی کریم ﷺ نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو مکمل کرو اور اس کے بعد پردہ نیچے گرا دیا اسی دن آپ ﷺ نے وصال باکمال فرمایا۔(٤٤٦)

اسی حدیث شریف میں امام مسلم کی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں یہ

بنا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سے منع فرما دیتے اگر منع نہ فرماتے تو کسی اور کے لئے امامت کا حکم ارشاد فرماتے ایسا بھی نہ ہوا، حکم پھر انہی کے لئے ہوتا ہے کہ وہ نماز پڑھائیں اور صحابہ کرام کی ایک جماعت اس بات کی گواہ ہے کہ حضور ﷺ نے نماز میں امامت کے لئے حکم سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ وہ امامت کروائیں چنانچہ امام ابن عساکر نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کی امامت کروائیں اور اسے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے جن میں حضرت علی بن ابی طالب، عباس بن عبدالمطلب، عمر بن خطاب، زید بن ارقم، عبداللہ بن عباس، ابوموسیٰ اشعری، عبداللہ بن زمعہ، سالم بن عبداللہ، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمر، انس بن مالک وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل ہیں اور اکثر روایاتهم مخرّجة فی "الصحیح" (إتحاف الزّائر، فصل فی ذکر وفاته الخ ص ١٢٧) یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ تعظیم ہرگز ہرگز ممنوع و ناپسندیدہ نہیں ورنہ شارع علیہ السّلام اس سے روک دیتے یا کسی اور کے لئے حکم ارشاد فرماتے ان حقائق کی موجودگی میں مسلمان اسماعیل دہلوی اور اس کے متبعین وہابیہ و دیابنہ کے افکار و نظریات کو بھلا کیسے قبول کر سکتے ہیں۔

٤٤٦۔ صحیح البخاری، کتاب الأذان باب أهل العلم الفضل أحق بالإمامة، برقم: ٦٨٠، ١/١٦٤

الفاظ بھی ہیں کہ ''نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہم سمجھے کہ آپ باہر تشریف لا رہے ہیں تو ہم دیوانے ہوگئے آپ کے دیدار کی وجہ سے حالانکہ اس وقت ہم نماز میں تھے'' (٤٤٧)

٤٤٧۔ صحيح مسلم، كتاب الصّلاة، باب استخلاف الإمام إذا الخ، برقم: ٩٨/٨٧٤۔ (٤١٩)، ص ٢٠٤۔ اس حدیث شریف کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی شوکت علی سیالوی لکھتے ہیں: درج بالا حدیث شریف سے واضح ہے کہ آقا نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ ظاہری شہری کی یہ سب سے آخری نماز تھی۔ اسی دن دو پہر کے وقت آقا نبی کریم ﷺ کا وصال شریف ہوگیا چونکہ یہ پیر کے دن صبح کی نماز کا واقعہ ہے اس عمل کے خلاف نہ تو کسی آیت قرآنی کا نزول ممکن تھا کیونکہ قرآن پاک کی تکمیل اس سے قبل ہو چکی تھی۔ نہ ہی نبی علیہ السلام نے کوئی ایسی بات اس واقعہ کے خلاف وصال اقدس تک ارشاد فرمائی۔ جو اِس امر کی ناسخ قرار پا سکتا ہے۔

لہٰذا اِس حدیث محکم صریح ثابت میں یہ چیز واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز شروع فرما چکے ہیں کہ آقا نبی کریم ﷺ حجرہ مقدس کا پردہ اُٹھا کر صحابہ کرام کو ملاحظہ فرماتے ہیں جب انسان قبلہ رُخ ہو تو حجرہ مقدس مسجد نبوی کے بائیں جانب جا بنتا ہے۔ اب آقا نبی کریم ﷺ نے بائیں جانب سے پردہ اُٹھایا تھا تو جب تک صحابہ کرام قبلہ رُخ ہٹا کر نہ دیکھیں وہ نبی کریم ﷺ کا دیدار حالتِ نماز میں کر ہی نہیں سکتے۔ جس سے واضح ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے دورانِ نماز چہرے قبلہ سے پھیر کر حضور کریم ﷺ کا دیدار کیا۔ جب تک دل میں پہلے سے ارادہ نہ آئے توجہ نہ ہو تو کوئی کام معرضِ وُجود میں نہیں آتا۔

لہٰذا پتہ چلا کہ صحابہ کرام کے چہرے بھی نبی علیہ السلام کی طرف پھر گئے اور اُن کی دلی توجہ بھی نبی علیہ السلام کی جانب ہوگئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہاں بھی یہی کیفیت تھی کہ "فَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَىٰ عَقِبَيْه" حضرت ابوبکر اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے ہیں، یہ سمجھتے ہوئے شاید نبی علیہ السّلام نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں، کیا نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر کو فرمایا کہ ابوبکر! تم نے دورانِ نماز میری تعظیم کی ہے کہ میری خاطر پیچھے ہٹنے لگے تو توجہ میری جانب کی، لہٰذا تمہاری نماز ٹوٹ گئی؟ ہرگز نہیں فرمایا، اسی طرح باقی صحابہ کرام نے جو دورانِ نماز آپ ﷺ کا دیدار فرمایا، قبلہ مقدسہ سے چہرے پھیر کر، اور دورانِ نماز ہی اُن پر نبی علیہ السّلام کے دیدار کی فرحت وخوشی کی وجہ سے جو کیفیات طاری ہوئیں، ان کے باعث نبی علیہ السّلام نے کوئی زجر وتوبیخ فرمائی؟ یا فرمایا کہ تمہاری نماز ٹوٹ گئی؟ یا فرمایا کہ تم دورانِ نماز میری تعظیم میں چلے گئے اور تعظیم شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی لہٰذا تم مشرک ہوگئے؟ جب صاحبِ شریعت نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا "أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ" اپنی نماز مکمل کرو، اگر نبی علیہ السّلام فرماتے کہ دوبارہ اپنی نماز پڑھو...... ایسا نہیں فرمایا بلکہ اُسی نماز کو پورا کرنے کا حکم فرمایا لہٰذا ثابت ہوا کہ دورانِ نماز آقا نبی کریم ﷺ کی طرف توجہ کر دینے یا آپ کی تعظیم بجالانے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ، ص ٣٤، ٣٥، ٣٦)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے آداب تعظیم وتوقیر کا حکم ارشاد فرما کر بتا رہا ہے کہ میری رضا اِس میں ہے کہ میرے پیارے ﷺ کی تعظیم وتوقیر کر کے میرے محبوب ﷺ کو خوش کرو تا کہ میری خوشی تمہیں حاصل ہو۔ ﷺ

یاربّ ہرا بھرا رہے داغ جگر کا باغ　　　ہر مہ مہِ بہار ہو ہر سال سالِ گل
(حدائق بخشش)

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۲۸۔ ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَ لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ﴾ (۴۴۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو، اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور اُن کے حضور بات چِلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چِلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: یہ آیت حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق نازل ہوئی جو کچھ اونچا سُنتے تھے اور خود بلند آواز تھے، (۴۴۹) حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد خانہ نشین ہو گئے، بارگاہِ نبوی ﷺ میں حاضر نہ ہوئے، حضور ﷺ نے اُن کی غیر حاضری کا سبب پوچھا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اُن کے پڑوسی تھے، انہوں نے حضرت ثابت بن قیس سے پوچھا وہ بولے میں تو دوزخی ہو چکا ہوں، میری آواز اونچی ہو گئی، حضور رحمۃ للعالمین نے فرمایا، ''اُن سے کہو وہ جنتی ہیں''۔ (۴۵۰)

۴۴۸۔ سورۃ الحجرات:۴۹/۲

۴۴۹۔ زاد المسیر، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ:۲، ۴/۷/۲۲۰
أیضاً تیسیر الوصول، سورۃ(۴۹) الحجرات، الآیۃ:۲، ص ۳۲۱

۴۵۰۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب مخافۃ المؤمن من أن تحبط عملہ، برقم: ۲۲۹/۱۸۷۔(۱۱۹)، ص۷۶، ۷۷
أیضاً تفسیر ابن کثیر، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ:۱۔۳، ۴/۳۵۶
أیضاً تفسیر القرطبی، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ:۲، ۸/۱۶/۳۰۴
أیضاً نور العرفان، سورۃ الحجرات، الآیۃ:۲، ص ۸۲۲

اِس آیت طیبہ میں بھی بارگاہِ رسالت کے آداب کی تعلیم دی جارہی ہے، پچھلی آیت میں بتایا کہ قول وفعل میں سرورِ عالم ﷺ سے سبقت نہ کرو، اب گفتگو کا طریقہ بتایا جارہا ہے کہ اگر تمہیں وہاں شرف باریابی نصیب ہو اور ہم کلامی کی سعادت سے بہرور ہو تو خیال رہے کہ تمہاری آواز میرے محبوب کی آواز سے بلند نہ ہونے پائے، جب حاضر ہو تو ادب واحترام کی تصویر بن کر حاضری دو، اگر اِس سلسلہ میں تم نے ذراسی غفلت برتی اور بے پرواہی سے کام لیا تو سارے اعمالِ حسنہ ہجرت، جہاد، عبادات وغیرہ کے تمام اَکارت ہوجائیں گے۔

پہلی آیت میں ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ سے خطاب ہوچکا تھا، یہاں خطاب کی ضرورت نہ تھی لیکن معاملہ کی نزاکت اور اہمیت کے پیشِ نظر دوبارہ اہلِ ایمان کو ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا﴾ سے خطاب کیا، بطورِ تاکید بتایا کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ اس پر زندگی بھر کی طاعتوں نیکیوں اور حسنات کے مقبول ونامقبول ہونے کا دارومدار ہے۔

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آہستہ آہستہ کلام کرنے کا اپنا معمول بنالیا، (٤٥١) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! مجھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ پر یہ قرآن نازل فرمایا، میں تادم واپسیں حضور سے آہستہ آہستہ بات کروں گا، جب کوئی وفد حضور ﷺ سے ملاقات کے لئے مدینہ طیبہ پہنچتا تو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کی طرف ایک خاص آدمی بھیجتے، جو انہیں حاضری کے آداب بتاتا اور ہر طرح ادب واحترام ملحوظ رکھنے کی تلقین کرتا۔(٤٥٢)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو پہلے ہی سراپا ادب واحترام تھے، اِس آیت کریمہ کے نُزول کے بعد مزید محتاط ہوگئے، جب ثابت ابن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو قدرتی طور پر بلند آواز تھے، اِس آیہ کریمہ کے نُزول کے بعد اُن پر تو گویا قیامت ٹوٹ پڑی، گھر میں ہی بیٹھ رہے، دروازہ کو قفل لگادیا اور دن رات زاروقطار رونا شروع کردیا، مُرشِد کریم علیہ الصّلاۃ و

٤٥١۔ اسی طرح المواھب اللّدنیة، المقصد الرّابع، الفصل الثّانی، ٢/٢٨٦ میں "صحیح البخاری" کے حوالے سے ہے۔

٤٥٢۔ روح المعانی، سورة (٤٩) الحجرات، الآیة: ٢، ٢٥۔٢٦/٤٠١

ایضاً تفسیر ابن کثیر، سورة الحجرات، الآیة: ١۔٣، ٤/٢٥٧

التسلیم نے جب ایک دو روز ثابت کو نہ دیکھا تو اُن کے بارے میں دریافت فرمایا، عرض کیا گیا کہ انہیں تو دن رات رونے سے کام ہے، دروازہ بند کر رکھا ہے، حضور علیہ الصّلاۃ والسّلام نے بُلا بھیجا اور رونے کی وجہ پوچھی، غلام اِطاعت شعار نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میری آواز اونچی ہے مجھے اندیشہ ہے کہ یہ آیت میرے حق میں نازل ہوئی ہے میری تو عمر بھر کی کمائی غارت ہوگئی، دلنواز آقا نے یہ مژدہ جانفزا سُنایا:

أَمَا تَرْضٰى أَنْ تَعِيْشَ حَمِيْدًا وَ تُقْتَلَ شَهِيْدًا وَ تَدْخُلَ الْجَنَّةَ"

یعنی، کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہید قتل کئے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

عرض کیا "رَضِيْتُ" اپنے ربّ کریم کی اِس نوازشِ بے پایاں پر یہ بندہ راضی ہے۔(٤٥٣)

علامہ ابن قیم نے اِس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ جب مُسَیلمہ کذّاب کے خلاف یمامہ کے مقام پر گھمسان کا رَن پڑا تو مسلمانوں کے قدم ڈگمگانے لگے حضرت ثابت اور حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپس میں کہا کہ عہدِ رسالت میں تو ہم کفّار سے اِس طرح نہیں لڑا کرتے تھے، دونوں نے اپنے اپنے لئے گڑھا کھودا اور اُس میں جم کر دشمنوں پر تیروں کی بوچھاڑ شروع کر دی، حتیٰ کہ دونوں نے جام شہادت نوش کیا، اُس روز حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نفیس اور قیمتی زِرہ پہن رکھی تھی۔

ایک شخص آپ کی نعش کے پاس سے گزرا تو اُس نے وہ زِرہ اُتار لی اور جا کر چھپا دی، اُسی شب حضرت ثابت نے ایک شخص کو خواب میں فرمایا کہ میں تمہیں ایک وصیت کرتا ہوں خبردار! یہ خیال نہ کرنا کہ یہ محض خواب ہے اِس کی کوئی اہمیت نہیں، سُنو میں کل جب مقتول ہوا تو ایک آدمی میرے پاس سے گزرا، اور میری زرہ اُتار لی اُس کی رہائش گاہ پڑاؤ کے آخری کنارہ پر ہے، اُس کی نشانی یہ ہے کہ اُس کے خیمے کے نزدیک ایک گھوڑا چر رہا ہے، جس کے پاؤں میں ایک لمبی رسّی بندھی ہوئی ہے، اُس شخص نے میری زِرہ پر ایک دیگچہ اُلٹا رکھ دیا ہے، اُس کے اوپر اونٹ کا کجاوا ہے، تم صبح حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاؤ انہیں کہو کہ

٤٥٣۔ روح المعاني، سورة (٤٩) الحجرات، الآية:٢، ٢٥۔٢٦/٣٠٣، ٤٠٤

میری زِرہ اُس شخص سے لے لیں، دوسری بات یہ ہے کہ جب تم مدینہ پہنچو تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کرنا کہ ثابت پر اِتنا قرضہ ہے وہ ادا کردیں، اور میرے فلاں فلاں غلام کو آزاد کردیں۔ جب وہ شخص بیدار ہوا تو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور اپنا خواب سُنایا حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ زِرہ وہاں سے تلاش کرلی اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کو عملی جامہ پہنایا قرض ادا کردیا۔(٤٥٤)

جن خوش نصیبوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ کا ادب ہوتا ہے اُن کی ارفع اعلیٰ شان کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

محمد ﷺ کی محبت دینِ حق کی شرطِ اوّل ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اِن نعمتوں برکتوں کو حاصل کرنے کے لئے ربّ کریم عزّ وجلّ نے اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر جان نثاری کا حکم ارشاد فرمایا، یہ آداب یہ تعظیم وتوقیر کس لئے تاکہ محبوب ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے، محبوبوں کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دینا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

جس سے میرے ولی سے دشمنی کی اُس کو میرا اِعلانِ جنگ ہے۔(٤٥٥)

پھر سب محبوبوں کے محبوب، مولیٰ تعالیٰ کے پیارے، عالمیاں کی جان، اللہ کی ربوبیّت کے مظہرِ اتم ﷺ جن کی رضا اللہ تعالیٰ چاہے ہم کیوں نہ کہیں:

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٤٥٤۔ الرّوح لابن القیم، فصل فی الاستدلال علی سماع الموتی، ص١٥،
نوٹ: ابن قیم وہ شخص تھا جو ابن تیمیہ کا پیروکار اور وہابیہ کا معتمد ہے، وہابیہ جو یہ سب نبی کریم ﷺ کے لئے ماننے کے لئے تیار نہیں اُن کے امام نے تو یہ ایک صحابی کے لئے ثابت کردیا ہے۔

٤٥٥۔ صحیح البخاری، کتاب الرّقاق، باب التّواضع، برقم:٦٥٠٢، ٢١٠/٤
أیضاً مشکاۃ المصابیح، کتاب الدّعوات، باب ذکر اللہ عزّ و جلّ و التّقرّب إلیہ، الفصل الأول، برقم:٢٢٦٦، ١۔٤٢٣/٢

۲۹۔ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ۝ وَ لَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ۝﴾ (۴۵۶)

ترجمہ: بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں اُن میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول: ایک دفعہ بنوتمیم کا وفد جو ستر (۷۰) یا اسّی (۸۰) نفوس پر مشتمل تھا، مدینہ طیبہ آیا اس وفد میں زبرقان بن بدر، عطارد بن معبد، قیس بن عاصم، قیس بن حارث اور عمرو بن اہتم شامل تھے، دوپہر کا وقت تھا، سرورِ عالم ﷺ اپنے حجرہ مبارکہ میں قیلولہ فرما رہے تھے، اُن لوگوں نے حضور ﷺ کی آمد تک انتظار کو اپنی شان کے خلاف سمجھا اور باہر کھڑے ہو کر صدائیں دینے لگے "یَا مُحَمَّدُ اُخۡرُجۡ" حضور ﷺ کا نام نامی اسمِ گرامی لے کر کہنے لگے کہ ہمارے پاس باہر آیئے، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تشریف لے آئے تو اُن لوگوں نے شیخی بگھارتے ہوئے کہا:

یَا مُحَمَّدُ اِنَّ مَدۡحَنَا زَیۡنٌ، وَاِنَّ شَتۡمَنَا شَیۡنٌ وَ نَحۡنُ اَکۡرَمُ الۡعَرَبِ

یعنی، ہم جس کی مدح کرتے ہیں اُسے مُزیّن کر دیتے ہیں، جس کی مذمّت کرتے ہیں اُس کو معیوب بنا دیتے ہیں، ہم تمام عربوں سے اشرف ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کَذَبۡتُمۡ بَلۡ مِدۡحَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی زَیۡنٌ وَ شَتۡمُہٗ شَیۡنٌ وَ اَکۡرَمُ مِنۡکُمۡ یُوۡسُفُ بۡنُ یَعۡقُوۡبَ بۡنِ اِسۡحَاقَ بۡنِ اِبۡرَاہِیۡمَ

یعنی، اے بنی تمیم! تم نے غلط کہا بلکہ اللہ تعالیٰ کی مدح باعثِ زینت ہے اور اُس ہی کی مذمّت باعثِ تحقیر ہے اور تم سے اشرف حضرت یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابرہیم علیہم الصّلوٰۃ والتّسلیمات ہیں۔

پھر انہوں نے کہا ہم مفاخرت کی غرض سے آئے ہیں، چنانچہ پہلے اُن کا خطیب عطارد ابن حاجب کھڑا ہوا اور اُس نے اپنے قبیلے کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے

۴۵۶۔ سورۃ الحجرات: ۴۹/ ۴،۵

اور اپنی فصاحت و بلاغت کا مظاہرہ کیا۔

اِس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس کا جواب دینے کا حکم فرمایا، جب اِس مکتبِ نبوّت کے شاگردِ رشید نے لب کُشائی کی تو اُن کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ سہم کر رہ گئے، اِس کے بعد اُن کا شاعر زبرقان بن بدر کھڑا ہوا اور اپنی قوم کی مدح میں ایک قصیدہ پڑھ ڈالا، حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارہ فرمایا حضرت حسّان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی البدیہہ اُن کے تفاخر کی دھجیاں بکھیر دیں، اور اسلام کی صداقت اور حضور ﷺ کی عظمت کو اِس انداز میں بیان فرمایا کہ اُن کا غرور خاک میں مل گیا، اقرع کو تسلیم کرنا پڑا کہ نہ ہمارا خطیب حضور ﷺ کی خطیب کا ہم پلہ ہے اور نہ ہمارا شاعر دربار رسالت ﷺ کے شاعر سے کوئی نسبت رکھتا ہے۔(٤٥٧)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نگاہِ کرم سے اُن پر اپنا خصوصی کرم فرمایا اور اُن کے دلوں کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیا، سارے کے سارے مُشرّف بایمان ہوئے، رحمتِ دوعالَم ﷺ نے انعام واکرم سے انہیں مالا مال کر دیا۔

علامہ آلوسی تحریر فرماتے ہیں کہ اِن آیات میں بارگاہِ نبوّت میں بے ادبی کی قباحت عیاں کرنے کے ساتھ ساتھ ادب کی بھی تعلیم دی جا رہی ہے، علماء کرام نے اِن آیات سے خوب استفادہ کیا ہے، حضرت ابوعبیدہ جو بلند پایہ عالم تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں نے کبھی کسی استاد کے دروازے پر دستک نہیں دی بلکہ میں اِس انتظار میں رہتا جب وہ ازخود تشریف لاتے

٤٥٧۔ رواه التّرمذی فی "سُنَنه" فی التّفسير (باب و من سورة الحجرات، برقم:٣٢٦٧، ٤/٢٣١) عن براء بن عازب رضی الله عنه مختصراً، و أخرجه الطّبری فی "تفسيره" (سورة الحجرات، الآية: ٤، ٥، برقم:٣١٦٧٦، ١١/٣٨١) مختصراً، و زاد السّيوطی فی "الدّرّ المنثور" (سورة (٤٩) الحجرات، الآية:٤، ٥، ٧/٤٨١) فی عزوه لابن المنذر و ابن أبی حاتم عن البراء بن عازب (و لكن رواه الرّازی بلفظ آخر عن زيد بن أرقم أنظر تفسير ابن أبی حاتم، سورة الحجرات، ٧/٤٤٥) و له شاهد من حديث أبی سلمة بن عبد الرحمن عن الأقرع بن حابس نحوه عند أحمد فی "المسند" (٣/٤٨٨، ٦/٣٩٣، ٣٩٤)، و الطّبرانی فی "المعجم الكبير" (١/٣٠٠، برقم:٨٧٨) و الطّبری فی "تفسيره" (سورة الحجرات، الآية:٤، ٥، برقم:٣١٦٧٩، ١١/٣٨٢)

تو اُن سے استفادہ کرتا، قاسم ابن سنان کوفی سے بھی اِسی قسم کا قول منقول ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر جاتے تو اُن کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے، بلکہ خاموشی سے اُن کا انتظار کرتے یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر آتے، حضرت اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ بات بڑی گراں گزری، کہا آپ نے دروازہ کیوں نہ کھٹکھٹایا تاکہ میں فوراً باہر آجاتا، اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانا پڑتی، آپ نے جواب میں کہا:

العالِمُ فی قَومِه كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِه و قد قال الله تعالىٰ فی حقِّ نَبِيِّه عليه الصّلوٰة و السّلام ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ﴾

یعنی، عالم اپنی قوم میں اِس طرح ہے جس طرح نبی اپنی اُمّت میں ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے بارے میں فرمایا: ﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ﴾ ترجمہ: اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ آپ اُن کے پاس تشریف لاتے تو یہ اُن کے حق میں بہتر تھا۔

اس کے بعد علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا اور عمر بھر اس کے مطابق اپنے اساتذہ کے ساتھ معاملہ کیا۔(۴۵۸)

دنیوی بادشاہوں کے دربار کے آداب بادشاہ خود بناتے ہیں لیکن دربارِ حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے آداب خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے نیز یہ آداب اُس وقت کے انسانوں کے لئے نہیں بلکہ تاقیامت ہر انسان، جن، فرشتہ پر ہر وقت کے لئے جاری ہیں، خواہ محبوب کریم ﷺ ظاہری حیات میں جلوہ گر ہوں یا پردہ کی حالت میں، آداب ہمیشہ کے لئے ایک ہی ہیں، اگر اِن آداب میں معمولی سی غلطی ہو جائے تو فوراً توبہ کریں اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

سبحان اللہ! یہ ہیں وہ محبوب کریم ﷺ جن کی شانِ محبوبی میں زندگی گزارنے کا طور

۴۵۸۔ روح المعانی، سورۃ (۴۹) الحجرات، الآیۃ: ۵، ۲۶/۴۱۰

طریقہ ربّ کریم ارشاد فرما رہا ہے۔

اسم محمد و احمد کی فضیلت

حضور ﷺ کی تو بڑی شان ہے آپ کی عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ حضور ﷺ کے نام نامی اسم گرامی کی شان اور عظمت یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے ''جس کا نام محمد یا احمد ہو وہ جنت میں جائے گا''، حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''قیامت کے دن دو بندے دربارِ الٰہی میں کھڑے کئے جائیں گے، اُن میں ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام احمد ہوگا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوگا اِن دونوں کو جنت میں لے جاؤ، وہ عرض کریں گے یا اللہ ہم کس عمل کی وجہ سے جنت کے حقدار ہوئے، حالانکہ ہم نے تو کوئی عمل جنتیوں والا نہیں کیا، اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا'':

أُدْخُلَا الْجَنَّةَ فَإِنِّيْ آلَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ أَلَّا يَدْخُلَ النَّارَ مَنِ اسْمُهٗ أَحْمَدُ أَوْ مُحَمَّدٌ (٤٥٩)

یعنی، تم دونوں جنت میں جاؤ کیونکہ میں اپنی نے ذات پر قسم یاد فرمائی

٤٥٩۔ اس حدیث قُدسی کو علامہ محمد عبد الرؤف المناوی نے "فیض القدیر" (حرف المیم، برقم: ٧٩٣٢، ٥/٥٧٨) میں اور امام قسطلانی نے "المواهب اللدنية" (المقصد الرّابع، الفصل الثّاني فيما خصّه الله به الخ، ٢/٣٠١) میں نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ حافظ ابن طاہر السّلفی نے حدیثِ حمید الطّویل سے نقل کیا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ يوقف عبدان بين يدي الله عزّ وجلّ فيقول الله لهما "أُدْخُلَا الْجَنَّةَ فَإِنِّيْ آلَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ أَنْ لَا يَدْخُلَ مَنِ اسْمُهٗ مُحَمَّدٌ وَ لَا أَحْمَدُ" اور امام قسطلانی نے دوسری روایت بھی نقل کی کہ ابو نعیم نے نُبَیط بن شَرِیط سے روایت کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرمائے کہ ''مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم، میں کسی ایسے شخص پر عذاب نہ دوں گا جس نے (اے محبوب!) تیرے نام پر نام رکھا ہو (المواهب اللّدنية، المقصد الرّابع، الفصل الثّاني فيما خصّه الله به الخ، ٢/٣٠١) اور امام زرقانی نے اس کے تحت لکھا کہ امام بغوی، اور ابن السکن نے اِس حدیث کی من وجہ آخر تخریج کی ہے اور لکھا ہے کہ نُبَیط راوی حضور ﷺ کے وصال باکمال کے بعد ایک زمانہ تک حیات رہے (شرح العلّامة الزّرقاني على المواهب، المقصد الرّابع، الفصل الرابع، ما اختصّ به ﷺ من الفضائل و الكرامات، ٧/٣٠٦)

ہے جس کا نام احمد یا محمد ہوگا وہ دوزخ نہیں جائے گا۔

حضور ﷺ کی تعظیم کرنے والا کیسے محروم رہ سکتا ہے جب کہ صرف حضور ﷺ کے مبارک اسم کی تعظیم کرنے والا نواز دیا جاتا ہے چنانچہ "القول البدیع" (٤٦٠)، "حلیۃ الاولیاء" اور "مقاصد السالکین" میں ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السّلام کا زمانہ تھا، اُن کی قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نہایت ہی گُناہگار و بدکردار تھا، اُس نے سو سال اور ایک قول کے مطابق دو سو سال نافرمانی میں گزارے، جب وہ مرگیا تو بنی اسرائیل نے اُس کو غسل تک نہ دیا بلکہ اُسے گندگی کے ڈھیر پر پھینک دیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلیم علیہ السّلام کی طرف وحی فرمائی کہ ہمارا ایک دوست فوت ہوگیا ہے، اُسے لوگوں نے گندگی پر پھینک دیا ہے، آپ اُس کی نمازِ جنازہ پڑھائیں اور تجہیز و تکفین کر کے دفن کر دیں، اِس حکمِ ربانی پر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السّلام نے اُس کو گندگی سے اُٹھا کر غسل دیا کفن دے کر نمازِ جنازہ پڑھا اور دفن کر دیا، بعد میں موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے دربارِ الٰہی میں عرض کی یا اللہ! یہ اتنا بڑا گُنہگار تیرے کرم کا کیسے حقدار ہوگیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے پیارے کلیم! تھا تو بڑا گُنہگار لیکن ایک دن اِس نے توریت کھولی تو اُس میں میرے حبیب کا نام مبارک محمد (ﷺ) تحریر تھا، جب اِس کی نظر اُس پر پڑی تو اُس کے دل میں میرے حبیب (ﷺ) کی محبت نے جوش مارا، اُس نے محبت و پیار و ادب سے اُس کو بوسہ دیا اور آنکھوں پر رکھا اور درود پاک پڑھا، اِس نام پاک کی تعظیم کی وجہ سے میں نے اُس کے سارے گُناہ معاف فرمادیئے اور مقبول بندوں میں داخل فرمادیا۔ (٤٦١)

اسم محمد ﷺ کی برکت

"نزہۃ المجالس" میں ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک یہودی توریت پڑھ رہا تھا، اُس نے توریت میں نبی کریم ﷺ کا نامِ نامی اسمِ گرامی محمد ﷺ چار جگہ

٤٦٠۔ القول البدیع فی الصّلاۃ علی الحبیب الشّفیع، الباب الثّانی من ثواب الصّلاۃ علی رسول اللہ ﷺ، ص ١٢٤

٤٦١۔ نُزْهَةُ المَجَالِس، باب فی مناقب سیّد الأوّلین و الآخرین، ٢/٣٩٠
أیضاً تحفہ درود شریف، درود و سلام کی فضیلت، ص ٢٨، ٢٩

لکھا ہوا دیکھا، بُغض و کینہ سے اُس نام پاک کو کھرچ ڈالا (مٹا دیا)، دوسرے دن جب توریت کھولی تو آٹھ جگہ نام محمد ﷺ لکھا دیکھا، غصّہ میں آکر اُن سب ناموں کو کھرچ ڈالا، تیسرے دن جب توریت کھولی تو بارہ جگہ نام گرامی خوبصورت حروف میں نمودار پایا، اب اُس کی حالت دِگرگوں ہوئی اس نام کی محبت نے دل میں جگہ پائی، اور حضور ﷺ کی زیارت کے لئے شام سے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا، اتفاق سے ادھر یہ روانہ ہوا، ادھر آقائے دو جہاں ﷺ وصال باکمال فرما گئے، جب مدینہ طیبہ پہنچا تو اُس کی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وصال باکمال کی خبر سُن کر سخت بے چین ہوا، اور اس نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ حضور ﷺ کے بدن انور سے مَس کردہ کوئی کپڑا لا کر دکھایئے، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کا استعمال کردہ کپڑا مبارک لا کر دیا، اس یہودی نے اُسے سونگھا، اور پھر روضۂ انور پر حاضر ہو کر کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا اور دعا کی، الٰہی! اگر تو نے میرا اِسلام قبول فرمالیا ہے تو میری روح قبض فرمالے، پس فوراً روح پرواز کر گئی، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غسل و کفن دے کر جنازہ پڑھا اور بقیع میں دفن کر دیا۔(٤٦٢)

خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن کی لکھی ہوئی ایک نعت ملاحظہ فرمائیں:

آنکھوں کا تارا نام محمد — دل کا اُجالا نام محمد
ہیں یوں تو کثرت سے نام لیکن — سب سے ہے پیارا نام محمد
شیدا نہ کیوں ہوں اس پہ مسلمان — رب کو ہے پیارا نام محمد
پائیں مرادیں دونوں جہان میں — جس نے پکارا نام محمد
روز قیامت میزان و پل پر — دے گا سہارا نام محمد

حضرت امام سیدی عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب ''طبقات الشافعیہ'' میں نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے وقت مدینہ طیبہ میں ایک شدید زلزلہ آیا، زمین ہلنے لگی، امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کچھ دیر اللہ

٤٦٢۔ نُزهَةُ المجالس، باب في مناقب سيّد الأولين و الآخرين الخ، ٢/ ٣٩٠

عزّ وجلّ کی حمد وثناء کرتے رہے مگر زلزلہ ختم نہ ہوا، اللہ اکبر! غلام مصطفیٰ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے، آپ نے اپنا دُرّہ زمین پر دے مارا، فرمایا:

قَرِیْ اَلَمْ اَعْدِلُ عَلَیْكِ فَاسْتَقَرَّتْ مِنْ وَقْتِهَا (٤٦٣)

یعنی، اے زمین! ساکن ہوجا، کیا میں نے تیرے اوپر انصاف نہیں کیا،

اتنا فرمانا تھا زمین ساکن ہوگئی، زلزلہ ختم ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب ﷺ کا ادب اور اُن کی تعظیم وتکریم جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا ہے، بندہ جب اُس پر عمل کرتا ہے، تمام مخلوق اُس بندۂ خُدا کی تعظیم وتکریم کرتی ہے، وہ بندہ نبی کریم ﷺ کی محبت میں اپنی ہستی مٹادیتا ہے۔

من تو شُدم تو من شُدی من تن شُدم تو جان شُدی پس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ کا بندہ بن جا، تو اللہ تعالیٰ تیرا ہوجائے گا جب وہ تیرا ہوگیا تو ساری خُدائی تیری ہوگئی، پس اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ کی محبت میں تیرا چلنا، پھرنا، جینا، مرنا مطلوب ہے، حضور ﷺ راضی تو اللہ تعالیٰ راضی (ﷺ)

حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان فضائل غلامانِ مصطفیٰ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

جو ہوجائے تمہارا اس پہ حق کا پیار ہوجائے بنے اللہ والا وہ جو تیرا یار ہوجائے

جو سر رکھ دے تمہارے قدموں پہ سردار ہوجائے جو تم سے کوئی سر پھیرے ذلیل وخوار ہوجائے

٣٠۔ ﴿فَذَكِّرْ فَمَآ اَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَّ لَا مَجْنُوْنٍ ۝﴾ (٤٦٤)

ترجمہ: تو اے محبوب! تم نصیحت فرماؤ کہ تم اپنے ربّ کے فضل سے نہ کاہن ہو نہ مجنون۔ (کنزالایمان)

٤٦٣۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ١٣٥٠ھ نے اِس کرامت کو امام الحرمین کی تصنیف "کتاب الشامل" کے حوالے سے نقل کیا ہے دیکھئے "حُجّة الله على العالمين" الخاتمة: المطلب الثالث، و من كرامات عمر رضى الله عنه، ص ٦١٢ اور اِس کے تحت امام الحرمین نے فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حقیقۃً ظاہر اور باطن میں امیر المؤمنین تھے۔

٤٦٤۔ سورة الطُّور: ٢٩/٥٢

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، اے محبوب! کُفّار آپ کو جو کچھ کہتے ہیں اُس سے پریشان نہ ہوں کیونکہ وہ بے سروپا باتیں ہیں، آپ وعظ ونصیحت فرماتے رہیئے، کُفّار کی بے بنیاد اور شر انگیز باتوں سے دلبرداشتہ یا رنجیدہ نہ ہوں، آپ اپنا کام دعوت وارشاد انجام دیتے رہیں۔

آپ نہ ہی تو کاہن ہیں اور نہ مجنون بلکہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں، کُفّار کی باتوں پر توجہ نہ فرمائیں، آپ لوگوں کو نصیحت کریں، آپ اپنا کام جاری رکھیں، آپ کے پروردگار نے آپ کو شرفِ رسالت سے سرفراز فرمایا اور عقلِ سلیم بکمال عطا فرمائی۔

آپ کاہن نہیں، کاہن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کاہن وہ ہوتا ہے جو اٹکل سے غیب کی خبر دیں۔ امام راغب نے کہا کاہن وہ شخص ہے جو اس طرح گزری ہوئی پوشیدہ باتیں بتائے، عرّاف اُسے کہتے ہیں جو یونہی مستقبل کی خبریں دے۔(٤٦٥)

٤٦٥۔ (مفردات ألفاظ القران، كتاب الكاف، ص٢٢٧) نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے "جو شخص عرّاف یا کاہن کے پاس آئے اور پھر اُس کی تصدیق کرے تو اس نے اُس کے ساتھ کُفر کیا جو ابو القاسم (ﷺ) پر نازل ہوا"۔ اِس حدیث شریف کو امام احمد نے "المسند" (٢/٢٤٩) میں، امام ابو داؤد نے اپنی "سُنَن" کے کتاب الطّب (باب في الكاهن، برقم:٣٩٠٤، ٤/١٤٥) میں، امام ترمذی نے اپنی "سُنَن" کے کتاب الطّهارة (باب ماجاء في كراهة إتيان الحائض، برقم:١٣٥، ١/١٠٧) میں، امام ابن ماجہ نے اپنی "سُنَن" کے كتاب الطّهارة و سننها (باب النّهي عن إتيان الحائض، برقم:٦٣٩، ١/٣٤٨، ٣٤٩) میں، امام دارمی نے اپنی "سُنَن" کے كتاب الطّهارة (باب من أتى امرأته في دبرها، برقم:١١٣٦، ١/١٧٨) میں، امام طحاوی نے "شرح معاني الآثار' کے كتاب النّكاح (باب وط النّساء في أدبارهن، برقم:٣١٥٢، ٦/٢٧٦) میں اور ابن الجارود نے "المنتقى" (باب الحيض، برقم:١٠٧، ص٧٤) میں روایت کیا ہے لہٰذا عرّاف اور کاہن سے اپنے معاملات میں مدد لینا اُن سے آئندہ کا حال معلوم کرنا ناجائز وحرام ہے، مسلمانوں کو اس سے احتراز لازم ہے اور پھر یہ جاہل مطلق تمہیں بھلا کیا بتائیں گے ان کو اپنے حال کی کچھ خبر نہیں ہوتی، یہ فسّاق تمہیں بھلا کیا دیں گے یہ تو تم لوگوں کے انتظار میں رہتے ہیں کہ تمہیں لوٹ کر اپنا گھر چلائیں، رسولِ خُدا ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی پھٹکار یہ ہے کہ لوگ مال بھی گنوا جاتے ہیں اور بہتیرے عزّتیں لٹا کر آتے ہیں، خُدا کے کلام میں یقیناً شفا ہے اللہ تعالیٰ کے نام میں یقیناً اثر ہے۔ اس سے کوئی انکار نہیں لیکن جادوگر، کاہن اور عرّاف قسمت کا حال بتانے کا دعویٰ کرنے والے ان سے کوسوں دُور ہیں ان کا کام صرف زوجین مین جدائی ڈال کر بھائی بہن میں اختلاف پیدا کر کے خاندانوں کو آپس مین لڑا کر باطل طریقے سے لوگوں کے مال کھانا ہے۔

کُفّار آپ کو کاہن کہتے حالانکہ جانتے تھے کہ آپ نہ ہی کاہن ہیں اور نہ ہی آپ میں کوئی کاہنوں جیسی بات ہے، آپ نبی و رسول ہیں۔

نبوّت اور کہانت میں کیا تعلق ہے سوائے اس کے کہ محض الزام تراشی ہو، جو فی نفسہٖ باطل اور گھٹیا حرکت ہے، کُفّار کبھی کاہن کہتے کبھی مجنوں اِس تضاد سے اُن کی بے ہودگی واضح ہے کہ کاہن نہ مجنون ہوسکتا ہے نہ ہی مجنون کاہن۔

آپ دونوں باتوں سے پاک و مُنزّہ ہیں، اس لئے کہ آپ نبی و رسول ہیں، آپ کو جو صداقت وسچائی اور عقل کی وجاہت حاصل ہے وہ کسی کو عطا نہیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ نعمت کے ساتھ ''ب'' قسمیہ ہے، جو عظمت ونُصرت اور شرافت و کرامت پر دلالت کرتی ہے اور ایک قول ہے ''ب'' سببیہ ہے جیسا کہ مضمون سے ظاہر ہے اور مطلب ہے کہ کُفّار کا یہ مقولہ انتہائی لغو ہے اور فی نفسہٖ اُن کی تکذیب کرتا ہے کُفّار میں جس شخص نے آپ کو کاہن کہا وہ ''شیبہ بن ربیعہ'' تھا۔

''اور نہ ہی مجنون''، مجنون وہ شخص ہوتا ہے جس کی عقل میں خرابی ہو اور وہ غور وفکر کی استعداد نہ رکھتا ہو، کُفّار میں عقبہ بن ابی معیط نے یہ بکواس کی تھی، حالانکہ تمام کُفّار کو آپ کی عظمتِ کلام ووفورِ عقل اور اعلیٰ بصیرت کا اعتراف تھا، اُن کا مقصد صرف آپ کو رنج پہنچانا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس آیت میں اُن کے لغو اقوال کی تردید کی اور اپنے فضل ونعمت کا بتاکید ذکر کرتے ہوئے آپ ﷺ کی تشفی فرمائی اور اِس رنج سے آپ کو دُور کیا جو آپ کی شانِ محبوبیت پر دلالت کرتا ہے اور ارشاد فرمایا کہ محبوب! اِن لوگوں کی بے ہودہ باتوں کو خاطرِ اقدس میں جگہ نہ دیجئے اور اپنا وعظ ونصیحت جاری رکھئے اور اُس پر جمے رہئے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نبی کریم ﷺ اگرچہ نوعِ انسان میں سے بشر ہیں، اور آپ ﷺ کی طبیعت پر اُن باتوں کا اِطلاق جائز وممکن ہے، جو دیگر انسانوں کی طبیعت پر ہوتی ہیں لیکن یقینی طور پر دلائل قاطعہ قائم ہو چکے ہیں، اور کلمۂ اِجماع پورا ہو چکا ہے کہ آپ ﷺ عام انسانوں کی طبیعت سے باہر ہیں

اور ہر اُس آفت سے مُنزّہ و مُبرّا ہیں جو قصداً و اختیاراً یا بغیر قصد و اختیار کے واقع ہوں۔(٤٦٦)

انبیاء علیہم السّلام کا ظاہر اور باطن

انبیاء علیہم الصّلوٰۃ و السّلام کے ظاہری اعضاء و اجسام بشری اَوصاف سے مُتّصِف ہوتے ہیں اور اُن پر وہ تمام باتیں طاری ہوتی ہیں، جو انسانی عوارضات کے لئے خاص ہیں، مثلاً بیماریاں، موت وغیرہ اور یہ اُن میں نُقص نہیں لیکن اُن کی ارواح قدسیہ اور باطنی کیفیات انسانیت کی اُن اعلیٰ درجہ کی صفات پر فائز ہوتی ہیں، جو ملأ اعلیٰ سے متعلق ہوتی ہیں، اور وہ صفات فرشتوں کے ساتھ متشابہ ہوتی ہیں جو ہر قسم کے تغیر و آفات سے منزّہ و محفوظ ہیں، اکثر حالات میں بشری کمزوریاں اور انسانی ناطاقتی اُن تک پہنچ ہی نہیں سکتیں، کیونکہ اگر اُن کا باطن بھی اُن کے ظاہری انسانی اعضاء کی طرح خالص ہوتے تو یقیناً وہ ملائکہ سے وحی لینے، اُن کو دیکھنے، اُن سے کلام کرنے اور اُن سے میل جول کی طاقت نہ رکھتے، جس طرح دوسرے عام انسان و بشر اِس کی طاقت نہیں رکھتے اور اگر اُن کے اجسام اور ظاہری حالت ملائکہ پر انسانی صفات کے خلاف ہوتے تو ہرگز انسان و بشر اور وہ لوگ جن کی طرف انہیں بھیجا گیا ہے اُن سے ملنے جُلنے کی طاقت نہ رکھتے۔

انبیاء اپنی ظاہری حالت اور اجسام کے لحاظ سے تو بشر و انسان کے مشابہ ہیں لیکن اپنی باطنی حالت ارواح کے لحاظ سے ملائکہ کے ساتھ ملتے ہیں، جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "میری آنکھیں تو سوتی ہیں مگر میرا دل بیدار رہتا ہے" (٤٦٧)

٤٦٦۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثّانی، الباب الأوّل فیما یختصّ بالأمور الدّینیة الخ، ص٢٩٧

٤٦٧۔ صحیح البخاری، کتاب التّهجد، باب قیام النّبیّ ﷺ باللّیل فی رمضان وغیره، برقم:١١٣٧، ١/٢٧٧، و کتاب صلاة التّراویح، باب فضل من قام رمضان، برقم:٢٠١٣، ١/٤٩٥ و کتاب المناقب، باب کان النّبیّ ﷺ تنام عینه و لا ینام قلبه، برقم:٣٥٦٩، ٢/٤٢٨

أیضاً صحیح مسلم، کتاب صلاة المسافرین، باب صلاة اللّیل و عدد رکعات النّبیّ

اور فرمایا کہ ''میں ہرگز تم جیسا نہیں ہوں، میرا ربّ مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے'' (٤٦٨)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے محبوب ﷺ کے دل کی معمولی سی پریشانی کو بھی جلدی رفع فرماتا ہے کہ حبیب رنجیدہ نہ ہوں۔

جتنا مرے خُدا کو ہے میرا نبی عزیز　　کونین میں کسی کو نہ ہوگا کوئی عزیز

خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٣١۔ ﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى O مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰى O وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى O﴾ (٤٦٩)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم! جب یہ معراج سے اُترے، تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے، اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے۔ (کنز الایمان)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ''نجم'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هو النّبىّ ﷺ و هوىٰ به نزوله من السّماء ليلة المعراج

ﷺ فى اللّيل، برقم: ١٦٧٠/ ١٢٥۔ (٧٣٨)، ص ٣٣٢

أيضاً الموطا للإمام مالك، كتاب صلاة اللّيل، باب صلاة النّبىّ ﷺ فى الوتر، برقم: ٧/٢/١٢٢، ص ٩٧

أيضاً سُنَن أبى داوٗد، كتاب الصّلاة، باب فى صلاة اللّيل، برقم: ١٣٤١، ٢/٥٩، ٦٠

أيضاً سُنَن الترمذى، أبواب الصّلاة، باب ما جاء فى وصف صلاة النّبىّ ﷺ باللّيل، برقم: ٤٣٩، ١/٣٢٧

أيضاً الشّمائل المحمدية، للتّرمذى، باب صفة عبادة النّبىّ ﷺ، برقم: ٢٧٠، ص ١٧٨

٤٦٨۔ صحيح البخارى، كتاب الصّوم، باب بركة السّحور من غير ايجاب، برقم: ١٩٢٢، ١/٤٧٣، و باب الوصال و من قال: الخ برقم: ١٩٦١، ١٩٦٢، ١٩٦٣، ١٩٦٤، و باب الوصال إلى السّحر، برقم: ١٩٦٧، ١/٤٨٣، ٤٨٤)۔ ملخصاً

الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الثّانى، الباب الثّانى فيما يختصّهم فى الأمور الدّنيوية الخ، ص ٣٤٦، ٣٤٧

٤٦٩۔ سورة النّجم: ٥٣/١ تا ٤

یعنی، اِس سے مراد نبی اکرم ﷺ، ہیں اور ''ہویٰ'' سے مراد اُن کا آسمانوں سے شبِ معراج اُترنا ہے۔ (٤٧٠)

''تفسیر خازن'' میں بھی اسی قول کو ترجیح دی گئی ہے، (٤٧١) واضح مفہوم یہ ہے کہ پروردگار نے حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کی قسم یاد فرمائی جب کہ وہ معراج سے اُترے اور یہ معراج سے واپس آپ کا نیچے تشریف لانا اور مخلوق کو ہدایت فرمانا اللہ کریم کا بے مثل احسان و انعام ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امام جعفر سے مروی ہے کہ اِس سے مراد حضور ﷺ ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کا قلبِ اطہر ہے اور یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کے فرمان:

﴿وَ السَّمَآءِ وَ الطَّارِقِ ۝ وَ مَا اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ ۝ النَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝﴾ (٤٧٢)

ترجمہ: آسمان کی قسم اور رات کو آنے والے کی قسم اور کچھ تم نے جانا وہ رات کو آنے والا کیا ہے خوب چمکتا تارا۔

اس میں بھی ''النجم'' سے مراد حضور ﷺ ہیں، سُلَمی نے اس کو حکایت کیا۔ (٤٧٣)

یہ آیات کریمہ حضور ﷺ کے فضل وشرف میں اِس حد تک پہنچی ہوئی ہیں کہ کوئی عدد اس کو گھیر نہیں سکتا، اللہ عزّ وجلّ نے حضور ﷺ کی ہدایت اور خواہشات نفسانی کے اتباع سے آپ کے منزّہ ہونے اور جو آپ تلاوت فرماتے ہیں اُس میں آپ کے سچے ہونے اور یہ کہ یہ وحی ہے جو آپ کی طرف بھیجی جاتی ہے جسے جبریل علیہ السّلام جو مضبوط طاقت والے ہیں لے کر

٤٧٠۔ تفسیر البغوی، سورة النجم، ٦/٢٥٥

٤٧١۔ تفسیر الخازن، سورة النجم، ٦/٢٥٥

٤٧٢۔ سورة الطّارق: ٨٦/١ تا ٣

٤٧٣۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأوّل، الفصل الرّابع، ص٣٣، و الفصل الخامس، ص٣٥

آئے کی قسم بیان فرمائی۔(٤٧٤)

آیت میں ﴿صَاحِبُکُمْ﴾ سے مراد حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ذات بابرکات ہے،(٤٧٥) ''صاحب'' کا معنی سیّد اور مالک بھی ہے، کہتے ہیں: ''صَاحِبُ البیت'' گھر کا مالک۔ اور اس کا معنی ساتھی اور رفیق بھی ہے لیکن صرف ایسے ساتھی کو صاحب کہا جاتا ہے جس کی رفاقت اور سنگت بکثرت ہو۔(٤٧٦)

علامہ راغب ''ضلال'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدھے راستہ سے رُوگردانی کو ضلال کہتے ہیں، اُس کی ضد ہدایت ہے، بعض نے مزید تشریح کی ہے کہ راستہ سے رُوگردانی دانستہ ہو یا بھول کر ہو، تھوڑی ہو یا زیادہ ہو اُس کو ضلال کہتے ہیں۔(٤٧٧)

اور ''غویٰ'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں، یعنی وہ جہالت جو باطل عقیدہ کی وجہ سے ہو۔(٤٧٨)

علامہ اسماعیل حقی لکھتے ہیں، اعتقادی غلطی کو ''غوایۃ'' کہتے ہیں اور ''ضلال'' عام ہے، یہ اقوال، افعال، اخلاق اور عقائد کی غلطی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔(٤٧٩)

نیز اِس آیت سے ﴿وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا﴾ کا مفہوم بھی واضح ہو گیا کہ اس آیت میں ''ضال'' کا معنی گمراہ نہیں بلکہ کسی کی محبت میں سرگرداں اور حیران ہونا ہے جو اس لفظ کا دوسرا

٤٧٤۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، فصل في قسمه تعالیٰ جلّہ له لتحقیق مکانته عنده، ص ٣٥

٤٧٥۔ امام راغب اصفہانی آیہ کریمہ ﴿تَتَفَکَّرُوْا مَا بِصَاحِبِکُمْ مِنْ جِنَّةٍ﴾ (سبا: ٤٦/٣٤) کے تحت لکھتے ہیں و قد سُمّی النّبیّ علیه السلام صاحبهم تنبیهاً أنکم صحبتموه الخ (مفردات ألفاظ القران، ص٤٧٦) اورتفسیر البغوی (٢٥٥/٦) اورتفسیر الخازن (٢٥٥/٦) میں ہے قوله: ﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ﴾ یعنی محمد ﷺ

٤٧٦۔ مفردات ألفاظ القران، ص ٤٧٥

٤٧٧۔ مفردات ألفاظ القرآن، ص ٥٠٩

٤٧٨۔ مفردات ألفاظ القران، ص ٦٢٠

٤٧٩۔ تفسیر روح البیان، سورۃ النحم، الآیة: ١۔٤، ٢٤٩/٩

معنی ہے۔(۴۸۰)

''تفسیر الحسنات'' میں یوں تحریر ہے: ﴿صَاحِبُکُمْ﴾ سے مراد سیّدِ عالَم ﷺ ہیں یعنی آپ نے کبھی بھی حق و ہدایت کے راستہ کو ترک نہ کیا، جو آخرت کی کامرانی کا ذریعہ ہے اور اِس میں اشارہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے اقوال و افعال میں ہمیشہ راہِ صواب پر گامزن اور طریقِ حق پر فائز و متمکن ہیں، آپ کے دامنِ عصمت پر کسی بھی امرِ مکروہ، اعتقادِ فاسد کی گرد نہ پہنچی، اور ہمیشہ اور ہر وقت اپنے ربّ کریم کی توحید و عبادت میں ہیں۔

﴿وَمَا غَوٰی﴾ یعنی آپ ﷺ پر کبھی بھی اعتقادِ فاسدہ کی گرد نہ پہنچی، اس میں گروہِ قریش سے خطاب ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا بیشتر حصہ تمہارے سامنے گزرا اور تمہیں اِن کے اقوال، افعال اور احوال کی تفصیلاً خبر بھی ہے، پھر تم اِس باطل خیال میں اُلجھے ہوئے ہو کہ آپ کو بہکا ہوا یا بے راہ سمجھتے ہو، حالانکہ آپ ہمیشہ سے راہِ صواب پر گامزن ہیں اور راہِ حق میں متمکن ہیں، آپ ہر اَمرِ مکروہ سے محفوظ رہے اور اعتقادِ فاسد سے معصوم ہیں تو کیا تمہیں اُن کے ہادی و مہدی ہونے میں کوئی شک ہے، جو پہلے ہی طریقِ حق پر قائم ہیں اب وہ کیسے راہِ حق سے بہک سکتے ہیں، اے گروہِ قریش! یہ تمہاری کج فہمی کجروی اور اعترافِ حقیقت سے فرار ہے، جو تم ایسا خیال کرتے ہو۔

﴿وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی﴾ یعنی نبی اکرم ﷺ جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر

۴۸۰۔ اسی لئے امام اہلسنّت امام احمد رضا حنفی قدس سرہ نے ''کنز الایمان'' کے نام سے معروف اپنے ترجمۂ قرآن میں سورۂ ضحٰی کی آیۂ کریمہ ﴿وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی﴾ (۷/۹۳) کا ترجمہ یہ کیا کہ ''تمہیں اپنی محبت میں خود رفتہ پایا تو اپنی طرف راہ دی'' (کنز الایمان) اور قاضی عیاض نے اپنی کتاب ''الشفا'' میں قرآن کریم کی آیت ﴿وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی﴾ کی متعدد تفاسیر ذکر کی ہیں اُن میں سے ابن عطاء کی تفسیر یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ ﴿وَ وَجَدَکَ ضَآلًّا﴾: ای مُحِبًّا لِمَعْرِفَتِیْ یعنی اس کا معنی ہے کہ آپ کو اپنی معرفت کا مُحب پایا، اور ضال مُحِب ہے جیسا کہ فرمایا ﴿اِنَّکَ لَفِیْ ضَلٰلِکَ الْقَدِیْمِ﴾ (یوسف: ۹۵/۱۲) یعنی آپ اپنی پرانی محبت میں ہیں، حضرت یعقوب علیہ السّلام کے بیٹوں نے یہاں دین میں ضلال مراد نہ لیا کیونکہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے نبی کے حق میں اس طرح کہتے تو کافر ہو جاتے اس کی مثل یہ قول ہے ''اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ'' یعنی ہم اُسے ظاہر ظہور محبت میں دیکھتے ہیں (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الثالث، الباب الأوّل، فصل: و امّا عصمتھم الخ، ص۳۰۶)

فرمایا یعنی ﴿صَاحِبُکُمْ﴾ (تمہارے صاحب) کہہ کر اور "نطق" (بولنا) متضمن ہے قولِ الٰہی میں کچھ کہنا (میلانِ نفس کے تحت) اور ﴿عَنِ الْهَوٰى﴾ (خواہش سے) اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کے معنی ہیں، اپنی رائے سے کچھ کہنا، اور آپ سے ایسا ہرگز نہیں۔ یعنی آپ پروردگار کی طرف سے قرآن میں جو کچھ تمہارے پاس لائے ہیں اس میں اپنی مرضی سے کچھ نہیں فرماتے یا قرآن میں اپنی مرضی یا میلانِ نفس کے تحت کوئی بات نہیں بتاتے، اور نہ رائے کے تحت کچھ بولتے ہیں، واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں خواہ وہ قرآن ہو یا آپ کے فرمودات (یعنی حدیث) وہ سب منجانب اللہ ہیں،(۴۸۱) یہاں تک کہ اُمورِ اجتہاد میں بھی امرِ الٰہی کے تحت ناطق ہوتے ہیں یہ جملۂ اُولیٰ کی دلیل ہے کہ حضور کا بے راہ چلنا ممکن و متصوّر ہی نہیں کیونکہ آپ اپنی خواہش سے بولتے ہی نہیں، اور یہ اَمر آپ کی عظمت و شان پر دلالت کرتا ہے، مراتبِ نفس میں اعلیٰ ترین یہ ہے کہ بندہ اپنی خواہش ترک کردے اور اِس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ "فنافی اللہ" کے اُس درجہ پر ہیں کہ اپنا کچھ باقی نہ رہا، اور آپ کی بات حق کی بات ہوگئی ہے جیسا کہ کلامِ ربانی میں دیگر نظائر سے ظاہر ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۴۸۲)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۴۸۳)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

کُفّار کا یہ طعن کہ آپ نے قرآن حکیم گھڑ لیا، فضول ولغو ہے۔

﴿اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى﴾ یعنی جو کچھ بھی آپ گفتگو فرماتے ہیں، یا قرآن سے بیان کرتے ہیں، وہ سیاق سے اِس مفہوم پر دلالت کرتا ہے کہ اُن کا فرمانا خالص وحی الٰہی ہے،

۴۸۱۔ امام ابوالحسین بغوی لکھتے ہیں کہ ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ میں "ھویٰ" سے مراد ہے کہ حضور ﷺ باطل نہیں بولتے، اِس قول کے نُزول کی وجہ یہ ہے کہ وہ (کُفّار) کہا کرتے تھے کہ بے شک محمد (ﷺ) اپنی طرف سے قرآن بناتے ہیں۔ (تفسیر البغوی، ۲۵۵/۶)

۴۸۲۔ سورة النّساء:۸۰/۴

۴۸۳۔ سورة الفتح:۱۰/۴۸

جو انہیں بھیجی جاتی ہے، اور وہ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے ﴿اِلَّا وَحْیٌ﴾ مگر وحی الٰہی مِن اللہ عزّ وجلّ یعنی اللہ کی طرف سے، ﴿یُوْحٰی﴾ جو انہیں کی جاتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ انہیں وحی فرماتا ہے، واضح مفہوم یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی ارشاد فرماتے ہیں وحی الٰہی کے تحت فرماتے ہیں، اپنی منشا و مرضی کے تحت نہیں اور نہ ہی اپنی رائے سے کچھ کہتے ہیں، اُن کا ارشاد وحی خالص ہے، خواہ وحی جلی ہو یا خفی یا اُمورِ فکری و اجتہادی اور ﴿اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ کے جملہ سے ﴿وَ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی﴾ کی تاکید ظاہر ہے۔(٤٨٤)

کتابتِ احادیث کی اجازت

کُتُبِ احادیث میں حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ واقعہ منقول ہے وہ کہتے ہیں میرا یہ دستور تھا کہ حضور ﷺ کی زبان مبارک سے جو کچھ سُنتا وہ لکھ لیا کرتا تھا، قریش کے بعض احباب نے مجھے اِس سے منع کیا، اور کہنے لگے تم حضور کا ہر قول لکھ لیتے ہو حالانکہ حضور ﷺ انسان ہیں، کبھی غصّے میں بھی کوئی بات فرما دیتے ہیں، چنانچہ میں نے لکھنا بند کر دیا، بعد میں اِس کا ذکر بارگاہِ رسالت ﷺ میں ہوا اور میں نے سلسلۂ کتابت بند کرنے کی وجوہ بیان کیں، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اُكْتُبْ فَوَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا خَرَجَ مِنِّیْ اِلَّا الْحَقُّ" (٤٨٥)

یعنی، اے عبداللہ! تم میری ہر بات لکھ لیا کرو، (٤٨٦) اُس ذات کی قسم

٤٨٤۔ تفسیر الحسنات، الجزء السّابع و العشرون، سورة النّحم، ٢٢٨/٦، ٢٢٩، ٢٣٠

٤٨٥۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب العلم، باب کتابة العلم، برقم:٣٦٤٦، ٤١/٤
أیضاً تقییدُ العلم للخطیب البغدادی، باب (٧) ذکر الرّوایات عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنهما، برقم:١٤١، ص ٨٠، ٨١

٤٨٦۔ امام حاکم نے حضرت مجاہد سے روایت کی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ میں جو آپ سے سنتا ہوں اُسے لکھ لیا کروں، حضور ﷺ نے فرمایا: "ہاں" فرماتے ہیں میں نے عرض کی، غضب اور رضا کے وقت تو فرمایا: "ہاں" بے شک میں حق ہی بولتا ہوں" (المستدرک، کتاب العلم، باب الأمر بکتابة الحدیث، برقم:٣٦٥، ٣٠٢/١
أیضاً الشفا بتعریف حقوق المصطفی ﷺ، القسم الثّانی، الباب الأوّل، فصل: أما أقواله ﷺ فقد الخ، ص ٣١٣)

جس کے دستِ قُدرت میں میری جان ہے، میری زبان سے کبھی کوئی بات حق کے سوانہیں نکلتی۔(۴۸۷)

۴۸۷۔ امام ابوداؤد نے اِسے روایت کیا اور اِس حدیث سے امام ابوداؤد نے سکوت فرمایا، یعنی اِس پر جرح و قدح نہ کی۔ معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے ورنہ ''حسن'' تو ضرور ہے (مقام رسول ﷺ، ص ۴۹۴) چنانچہ علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں ''امام ابوداؤد احادیث پر کلام فرماتے ہیں، منذری نے فرمایا جس سے آپ سکوت فرمائیں تو وہ روایت ''حسن'' کے درجے سے نیچے نہیں آتی اور امام نووی نے فرمایا وہ حدیث ''صحیح'' ہوتی ہے یا ''حسن''۔ ابن عبدالبر نے فرمایا وہ ''صحیح'' ہوتی ہے۔ ابن مندہ، ابن السکن اور حاکم نے "سنن أبي داؤد" میں جتنی بھی احادیث پر صحت کا اطلاق کیا ہے (کوثر النبیّ للفرهاروی، ورق نمبر ۸) اسی حدیث شریف کو امام احمد نے "المسند" (۱۶۲/۲) میں، امام دارمی نے اپنی "سنن" (المقدمة، باب من رخّص فی کتابة العلم، برقم:۴۸۴) میں، امام حاکم نے "المستدرك" (کتاب العلم، باب الأمر بکتابة الحدیث: برقم: ۳۶۶، ۱/۲۰۳) میں، حافظ علائی نے "بُغیة المُلتمس" (الجزء الثالث، فصل ذکر جماعة من الخ، ص۸۷) میں روایت کیا ہے اور علامہ ابن کثیر نے اسے آیہ کریمہ ﴿وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی﴾ الآیة (سورة النّجم:۳/۵۳) کے تحت نقل کیا ہے، دیکھئے "تفسیر ابن کثیر" (۳۰۱/۴) اور امام ابوجعفر طحاوی حنفی نے اسے "لَا یَنۡبَغِیۡ اَنۡ اَقُوۡلَ اِلَّا حَقًّا" کے الفاظ سے "شرح معانی الآثار" کے کتاب الکراهة، باب کتابة العلم (برقم:۷۱۲۸، ۳۱۹/۴) میں روایت کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "لَا اَقُوۡلُ اِلَّا حَقًّا" یعنی میں ہمیشہ حق ہی فرماتا ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر، سورة (۳۵) النّجم، الآیة: ۱/۴، ۳۱۰/۴، أیضاً الخصائص الکبریٰ، ۲۷۵/۲، أیضاً تدریب الرّاوی، النّوع الخامس و العشرون، ۶۲/۲) اور سنن أبي داؤد کی روایت کے تحت امام خطابی نے کتابتِ حدیث پر بحث کے آخر میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ سے لکھا گیا پھر اُمت نے اُس پر عمل کیا اور رُوات نے اُسے نقل کیا اور علماء سلف وخلف میں سے کسی نے اِس کا انکار نہیں کیا تو اِس بات نے کتابتِ حدیث وعلم کے جواز پر دلالت کی (معالم السُّنَن للخطابی، کتاب العلم، باب فی کتاب العلم، برقم:۳۶۴۶، ۶۱/۴) اور "طبقات ابن سعد" میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کہ میں آپ کی سُنی ہوئی احادیث کتاب میں لکھا کروں، آپ ﷺ نے مجھے اجازت دی، میں نے احادیث کتاب میں لکھیں، حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس صحیفہ کو ''صادقہ'' کہا کرتے تھے (طبقات ابن سعد، ۲۸۵/۲) اور ابن سعد نے مجاہد سے نقل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاک صحیفہ کو دیکھا، میں نے اس

حضور سیدی اعلیٰ حضرت، مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی زبانِ اقدس کی شان میں عرض کرتے ہیں:

وہ دہن جس کی ہر بات وحیِ خُدا — چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

وہ زباں جس کو سب کن کی کُنجی کہیں — اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس کی باتوں کی لذت پہ لاکھوں درود — اس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام

(حدائقِ بخشش)

اِس حدیث شریف میں منکرینِ حدیث کا ردّ بھی ہے کہ وہ عوام المسلمین کو بہکاتے ہیں کہ حدیث شریف کا کیا اعتبار یہ تو حضور ﷺ کے وصال کے صدیوں بعد لکھنا شروع کی گئی یا پھر یہ کہتے ہیں کہ حدیث شریف لکھنے سے نبی ﷺ نے خود منع فرمایا ہے، اس میں اور مندرجہ ذیل احادیث و آثار صحابہ میں تصریح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حدیث شریف لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور صحابہ کرام نے احادیث لکھی ہیں، امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتا، آپ سے حدیث سُنتا، اُسے پسند کرتا لیکن وہ حدیث اُسے یاد نہ رہتی، اس نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تو آپ نے فرمایا ''اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو'' اور اپنے ہاتھ سے لکھنے کا اشارہ فرمایا(۴۸۸) امام ترمذی لکھتے ہیں کہ اس باب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی حدیث مروی ہے۔(۴۸۹)

کے متعلق سوال کیا تو فرمایا یہ ''صادقہ'' ہے اِس میں وہ سب مرقوم ہے جو میں نے براہِ راست رسول اللہ ﷺ سے سُنا، درمیان میں کوئی واسطہ نہیں(طبقات ابن سعد، ۱۲۵/۲ القسم الثالث، أیضاً علمی سرگرمیاں، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا، ص۱۱۵)

۴۸۸۔ رامھر زی نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بسند روایت کیا ہے حضرت رافع بیان کرتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم آپ سے کچھ چیزیں سُنتے ہیں کیا ہم ان کو لکھ لیں؟ آپ نے فرمایا: ''انہیں لکھ لو کوئی حرج نہیں'' (المُحدّث الفاضل للرّامھرزی، باب الکتاب، برقم: ۳۳۱، ص۳۶۹، أیضاً تدریب الرّاوی، النّوع الخامس و العشرون، ۶۳/۲۔ أیضاً علمی سرگرمیاں عہدِ رسالت اور عہدِ صحابہ میں، صحابہ کا احادیث تحریر کرنا الخ، ص۱۱۳)

۴۸۹۔ سُنَن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فی الرُّخصة فیه، برقم: ۲۶۶۶، ۴۶۹/۳
أیضاً تدریب الرّاوی، النوع الخامس و العشرون، ۶۲/۲، ۶۳

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے یاد نہ رہنے کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا ''اپنے ہاتھ سے مدد لو (لکھ لیا کرو)'' اور اس میں ایک راوی اسماعیل بن یوسف ضعیف ہے۔(۴۹۰)

اور ایسی روایات موجود ہیں کہ جن سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام میں احادیث لکھنے کا رواج تھا جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، نبی کریم ﷺ کے پاس صحابہ کرام موجود تھے، میں اُن میں سب سے کم عمر تھا، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''جو مجھ پر دانستہ جھوٹ کہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے''۔ جب لوگ باہر آئے میں نے اُن سے کہا کہ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کیوں کر بیان کرتے ہو حالانکہ آپ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سُن چکے ہیں تم تو رسول اللہ ﷺ سے احادیث نقل کرنے میں منہمک رہتے ہو، صحابہ کرام ہنسے اور فرمایا: بھتیجے! آپ ﷺ سے جو کچھ سنتے ہیں وہ ہمارے پاس کتاب میں محفوظ ہے۔(۴۹۱)

صحابہ کرام احادیث نبویہ ﷺ لکھتے اور انہیں بڑی حفاظت سے رکھتے اور ضرورت کے وقت انہیں نکالتے چنانچہ ''مسند امام احمد'' میں ابو قبیل سے مروی ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھے، آپ سے سوال کیا گیا کہ کونسا شہر پہلے فتح ہوگا، قسطنطنیہ یا رومیہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''ہرقل کا شہر پہلے فتح ہوگا'' (۴۹۲)

۴۹۰۔ علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا الخ، ص ۱۱٤

۴۹۱۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب کتابة العلم، برقم:٦٧٨، ١/٢٠٣
أیضاً علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہدِ صحابہ میں، صحابہ کا احادیث تحریر کرنا، ص ۱۱۳

۴۹۲۔ المسند للإمام أحمد: ٢/١٧٦
أیضاً سُنَن الدّارمی، کتاب العلم، باب من رخّص فی کتابة العلم، برقم: ٤٨٦، ١/٥٨
أیضاً مجمع الزوائد، کتاب المغازی و السّیر، باب فتح قسطنطنیه و رومیة، برقم:١٠٣٨٥، ٦/٢٣٤ و قال رواہ أحمد و رجاله رجال الصحیح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا مجھ سے زیادہ عالم کوئی نہیں سوائے اس کے جو عبداللہ بن عمرو کے پاس ہے، وہ اپنے ہاتھ سے احادیث لکھتے اور دل میں یاد رکھتے تھے، میں صرف یاد رکھتا تھا، ہاتھ سے نہیں لکھتا تھا، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے لکھنے کی اجازت

احادیثِ نبویہ علیہ التحیۃ والثناء سے یہ بھی ثبوت ملتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے احادیث لکھ کر حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی پیش کیں چنانچہ بغوی نے ''معجم'' میں زید الرّقاشی سے نقل کیا کہ وہ بیان کرتے ہیں جب ہم بکثرت حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے لگے تو آپ ہمارے پاس ایک کتاب لائے اور فرمایا یہ احادیث ہیں میں نے انہیں رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے اور لکھا ہے اور حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا ہے۔(۴۹۳)

طلب کی، آپ ﷺ نے انہیں اجازت مرحمت فرمائی (سُنَن التّرمذی، أبواب العلم، باب الرّخصة فی کتابة العلم، برقم:۲۶۶۸، ۴۶۹/۳۔ أیضاً المسند للإمام أحمد، ۴۰۳/۲۔ أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب العلم، باب کتابة العلم، برقم:۶۷۶، ۲۰۳/۱ اور ''صحیح البخاری'' (کتاب العلم، باب کتابة العلم، برقم:۱۱۳، ۳۸/۱) کے الفاظ ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: وہ (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما) لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں، ص۱۱۶)

۴۹۳۔ علمی سرگرمیاں عہد رسالت وعہد صحابہ میں، صحابہ کرام کا احادیث تحریر کرنا الخ، ص ۱۱۷۷

۳۲۔ ﴿یَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠﴾ (۴۹۴)

ترجمہ: کہتے ہیں ہم مدینہ پھر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نکال دے گا اسے جو نہایت ذِلّت والا ہے، اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: نبی کریم ﷺ نے غزوۂ مریسیع سے فارغ ہو کر جب ایک کنوئیں کے قریب قیام فرمایا تو وہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم جہجاہ غفاری اور عبداللہ بن اُبی منافق کے دوست سنان ابن دبر جُہنی میں لڑائی ہوگئی اُس وقت عبداللہ بن اُبی منافق نے سنان کی طرفداری کی اور کہنے لگا کہ مدینہ پہنچ کر ہم عزت والے ذلیلوں کو نکال دیں گے اور حضور ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ باتیں کیں، اور اپنی قوم سے کہنے لگا اگر تم اِن مکہ والوں کو اپنا پس خوردہ (یعنی جھوٹا) نہ کھانے دو تو یہ تمہاری گردنوں پر سوار نہ ہوں از خود مدینہ سے بھاگ جائیں گے، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو وہاں موجود تھے) کو یہ سُن کر تاب نہ رہی، انہوں نے اُس منافق سے فرمایا کہ تو ہی ذلیل ہے، رسول اللہ ﷺ کے سر پر تو معراج کا تاج ہے، رحمٰن نے اُن کو قوت اور عزّت دی ہے، ابن اُبی کہنے لگا چُپ رہو میں تو یہ باتیں ہنسی اور مذاق سے کہہ رہا تھا، زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تک پہنچائی، نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی منافق سے پوچھا کہ کیا تو نے یہ کہا تھا، وہ قسم کھا گیا کہ میں نے نہیں کہا، اِس پر اُس کی قوم کے لوگوں نے عرض کیا، عبداللہ ابن اُبی بوڑھا آدمی ہے جھوٹ نہیں بول سکتا، زید کو دھوکا ہو گیا ہوگا، تب یہ آیت نازل ہوئی جس میں عبداللہ ابن اُبی منافق کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صداقت بیان فرمائی گئی۔ (۴۹۵)

۴۹۴۔ سورۃ المنافقون:۶۳/۸

۴۹۵۔ اِس آیت کا شانِ نُزول "صحیح البخاری" کے کتاب التفسیر، باب قوله ﴿سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ﴾ الآیة (٦)، برقم:٤٩٠٥، ٣/٣٠٥، و باب قوله: ﴿لَىٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ﴾ الآیة (٨)، برقم:٤٩٠٧، ٣/٣٠٦ میں اور تفسیر الطّبری، سورۃ (٦٣) المنافقون، الآیة:٨، ١٢/١٠٦، ١٠٧، ١٠٨ میں اور أسباب نُزولِ القران للواحدی، برقم:٨٢١، ص ٤٥١، ٤٥٢، ٤٥٣ میں اور لباب النّقول فی أسباب النُّزول للسّیوطی، ص٣٢٩ وغیرھا میں مذکور ہے۔

علامہ اسماعیل حقی نے اِس آیت کے تحت بیان فرمایا کہ عبداللہ ابن اُبی کا فرزند جلیل القدر صحابی تھا جن کا نام بھی عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تھا، جب اُس کو یہ خبر پہنچی کہ میرے باپ نے ایسا ملعون کلمہ منہ سے نکالا ہے تو انہوں نے مدینہ منورہ کے دروازہ پر اپنے باپ ابن اُبی منافق کو پکڑا اور تلوار نکال لی، مدینہ پاک میں جانے سے اُسے روک دیا، اور کہا اے میرے باپ! تو اقرار کر کہ اللہ اور اُس کا رسول ﷺ عزّت والے ہیں، اور میں ذلیل ہوں، ورنہ ابھی تیری گردن ماردوں گا، چنانچہ ڈر کے مارے ابن اُبی منافق نے اقرار کیا کہ میں ہی ذلیل ہوں، اللہ عزّ وجلّ و رسول اللہ ﷺ عزّت و تعظیم والے ہیں، یہ واقعہ سُن کر نبی کریم ﷺ نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعائیں دیں۔

اور دعا کے کلمات مندرجہ ذیل ہیں:

"جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ رَسُوْلِهٖ وَ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا" (۴۹۶)

یعنی، اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور مومنوں کی جانب سے تجھے اچھی جزا عطا فرمائے۔(۴۹۷)

۴۹۶۔ تفسیر روح البیان، سورة (٦٣) المنافقین، الآیة:٨، ٩/٦٣٠

۴۹۷۔ اسی طرح امام طبری نے اپنی "تفسیر" (سورة المنافقون، الآیة:٨، برقم: ٣٤١٧١، ١٢/١٠٦) میں الفاظ کے کچھ اختلاف سے روایت کیا ہے اور حافظ نورالدین ہیثمی نے "کشف الأستار" (کے کتاب علامات النّبوّة، باب مناقب عبدالله بن عبدالله بن أبی، برقم:٢٧٠٨، ٣/٢٦٠) میں روایت کیا ہے اور اُس میں ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اللہ کے رسول! اگر آپ چاہیں تو میں اس کا سر لاکر آپ کی بارگاہ میں پیش کردوں الخ، اور علامہ نورالدین ہیثمی نے اسے اپنی کتاب "مجمع الزوائد" (کے کتاب المناقب، باب فی مناقب عبدالله بن عبدالله بن أبی رضی الله عنه، برقم:١٥٧٦١، ٩/٣٩٠) میں نقل کیا اور لکھا کہ اسے بزار نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقات ہے، علامہ نورالدین ہیثمی نے "مجمع الزوائد" کے مذکور کتاب کے مذکور باب میں (برقم:١٥٧٥٩، ٩/٣٩٠) میں امام طبرانی کے حوالے سے روایت نقل کی جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بنی مصطلق سے واپس تشریف لائے تو ابن عبداللہ بن اُبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اپنے باپ (رئیس المنافقین ابن اُبی) پر تلوار نکال لی اور فرمایا کہ میں اسے اس وقت تک نیام میں نہیں ڈالوں گا جب تک تو یہ نہ کہے (میرے آقا و مولیٰ) حضرت محمد ﷺ اعز (زیادہ عزت والے) اور میں اَذل (ذلیل ترین) ہوں تو اس کے باپ نے (خوف کے مارے) کہا تیرے لئے ہلاکت ہو،

اِس آیت میں اللہ تعالیٰ عزّ وجلّ اور رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کے لئے عزّت ثابت ہوئی، عزّت کے معنی ہیں غلبہ اور قوت اور حقیقت بھی یہی کہ غلبہ اللہ جلّ وعلا و رسول اللہ ﷺ اور اُن کی مدد سے مسلمانوں کو ہی ہے اور قیامت تک رہے گا۔

اللہ کی عزّت تو یہ ہے کہ کائنات میں کوئی کام اللہ عزّ وجلّ کے ارادہ کے بغیر نہیں ہوسکتا، وہی عظمت والا، وہی حقیقی قُدرت والا، اُس کی قاہرہ حکومت ہے، وہی سب کا والی و مددگار ہے، جسے وہ عزّت دے اُسے کوئی ذلیل نہیں کرسکتا، جسے وہ ذِلّت دے، اُس کو کوئی عزّت نہیں دے سکتا اُس کی عظمت ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی سب کو فنا، وہ باقی، سب اُس کے محتاج وہ غنی جلّ جلالہٗ وعزّ شانہٗ

رسول اللہ ﷺ کی عزّت یہ ہے کہ انہیں خرابیٔ خاتمہ کا ڈر نہیں، اُن کے پروردگار نے اُنہیں عزّت و شفاعت دی، اُن کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمایا، اللہ اُن کو کافی، اُن کو مخلوق میں سے کسی کی حاجت نہیں بلکہ سب اُن کے حاجت مند ہیں، اُن کی تعظیم ربّ کی تعظیم ہے، اُن کی اہانت اللہ تعالیٰ کی اہانت ہے، اُن کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اُن کی مخالفت ربّ جلّ وعلا کی مخالفت، اُن کی ذات مظہر ذاتِ الٰہی، تمام گُنہگاروں کو اُن کے درِ پاک پر حاضری کا حکم، دنیا کی ہر چیز پر اُن کی حکومت، جانور پتھر اور درخت وغیرہ اُن کے سلامی، جِن وانس و فرشتے اُن کے دعا گو، عالَم کے سلاطین اُن کے در کے بھکاری، جبریل علیہ السّلام اُن کے درِ پاک کے خادم، عرش پر اُن کا پایۂ تخت، وہ عرش کے مسند نشین، بروزِ قیامت سب کی نگاہِ تمنّا اُن کے ہاتھوں کو تکے گی، بس اُن کو جو عزّت ملی اُن کا دینے والا جانے یا لینے والے محبوب ﷺ جانیں، ہم جانتے ہیں تو بس اتنا جانتے ہیں کہ:

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

حضرت محمد ﷺ اعز ہیں اور میں اذل (ذلیل ترین) ہوں، پس رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر ہوئی تو آپ ﷺ کو (اپنے غلام کا یہ فعل) اچھا لگا اور اُن سے اسے قبول فرمایا، اور یہ حدیث شریف (برقم: ۱۵۷۶۰، ۹/۳۹۰) نقل کی کہ حضرت ابن عبداللہ بن ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے اپنے باپ (رئیس المنافقین) کو قتل کرنے کی اجازت چاہی تو حضور ﷺ نے فرمایا "اپنے باپ کو قتل نہ کر" اور لکھا اِسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال صحیح ہیں۔

سارے اُونچوں میں اُونچا سمجھتے جسے ہے اُس اُونچے سے اُونچا ہمارا نبی
اپنے مولا کا پیارا ہمارا نبی دونوں عالم کا دولہا ہمارا نبی

(حدائقِ بخشش)

یَا صَاحِبَ الْجَمَالِ یَا سَیِّدَ الْبَشَر مِنْ وَّجْھِکَ الْمُنِیْرِ لَقَدْ نُوِّرَ الْقَمَر
لَا یُمْکِنُ الثَّنَاءُ کَمَا کَانَ حَقُّہٗ بعد از خُدا بزرگ تُوئی قِصَّہ مختصر

مومنین کی عزّت یہ ہے کہ جہنم میں ہمیشہ کے عذاب سے محفوظ ہیں، اپنے ربّ کے سچے بندے اور وفادار رعایا ہیں، اُن کے سامنے دینی لحاظ سے قومیں ذلیل وخوار ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کریم کے صدقہ مؤمنین کو بھی عزّت کا تمغہ عطا فرمادیا۔

ایک دفعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کپڑا سی رہے تھے، سورج اپنے پورے جوبن پر تھا، گرمی بہت تھی، حضرت عمر فاروق نے سورج سے فرمایا، محمد ﷺ کے غلاموں پر اتنی شِدّت، فوراً سورج کی گرمی کی شدت کم ہوگئی۔(۴۹۸)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ قادسیہ کی فتح کے بعد جب دریائے دجلہ کے کنارے پہنچے تو دجلہ پر پُل ٹوٹا ہوا پایا، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سارے مجاہدین کو دریا میں کودنے کا حکم ارشاد فرمایا، لیکن سب سے پہلے اپنے گھوڑے سمیت خود دریا میں کود پڑے، مجاہدین نے جب سپہ سالار کا گھوڑا دریا میں دیکھا سب کے سب دریا میں کود پڑے، اللہ اکبر! کیا شان ہے غلامانِ مصطفیٰ ﷺ کی، جب تمام مجاہد پار کرگئے تو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجاہدین کو جمع کرکے فرمایا کہ کیا کسی مجاہد کی کوئی چیز دریا میں تو نہیں گری، ایک غریب مجاہد نے عرض کی کہ حضور میرا پانی پینے کا پیالہ پانی میں گرگیا ہے، یہ سُن کر حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دریا سے خطاب فرمایا، اے دریا! میرے ایک ساتھی کا پیالہ تیرے پاس ہے وہ ہمیں واپس کردے، یکا یک ایک موج نے پانی کا پیالہ باہر پھینک دیا، کسی مجاہد نے عرض کیا حضور دریا کب سے آپ کا حکم مانتا ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب ارشاد فرمایا، اے جماعتِ مجاہدین! جس دن سے میں نے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول مکرم ﷺ کا حکم ماننا

۴۹۸۔ سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر اللہ تعالیٰ کا انعام، ص ۱۳ بحوالہ بحر العلوم شرح مثنوی

شروع کر دیا، اُسی دن سے ساری کائنات میرا حکم مانتی ہے۔(۴۹۹)

مفتی احمد یار خان نعیمی فرماتے ہیں:

اُن کے جو ہم غلام تھے خَلق کے پیشوار ہے　　　اُن سے پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

(دیوانِ سالک)

حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ایمان لائے تو آپ نے اپنی غلامی کا حق ادا کر دیا، آقائے دو جہاں ﷺ کی محبت میں ایسے سرشار ہوئے کہ بس سب سے منہ پھیر لیا، اور حضور ﷺ کے ہو کر رہ گئے، ایک دن نبی کریم ﷺ کے پاس سے گزرے، آقائے دو جہاں ﷺ کسی سے محوِ گفتگو تھے، بغیر سلام کئے گزر گئے، جب واپس آئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا: ''حارثہ! تم نے ہمیں سلام کیوں نہ کیا''۔

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ ایک شخص سے محو گفتگو تھے، میں نے مناسب نہ سمجھا کہ درمیان میں دخل اندازی کروں، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا، ''کیا تم نے اُس شخص کو دیکھا؟''، عرض کی، ہاں یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا ''وہ جبریل آمین تھے، کہہ رہے تھے اگر یہ سلام کرتا تو ہم بھی سلام کا جواب دیتے''۔

حضرت حارثہ ایک مرتبہ دربارِ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے، حضور ﷺ نے فرمایا:

كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثَةُ

اے حارثہ! آج کس حال میں صبح کی۔

عرض کی، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اِس حال میں صبح کی کہ مجھے یقین ہے کہ میں

۴۹۹۔ اِس واقعہ کو امام واقدی نے اپنے ''مغازی'' میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ''نشر الدُّرر'' (ذکر فتوحِ عراق، بیان حال مسلماناں در حین گزشتن شان از دجلہ، ص ۷۷۲، ۷۷۳) میں ہے اور علامہ ابو محمد احمد بن اعثم نے ''کتاب الفتوح'' (ذکر عبور المسلمین الدّجلۃ، ۱۔۲/۱۶۸) میں، علامہ ابو الرّبیع سلمان حِمیری نے ''الاکتفاء'' کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فتوحات کے ضمن میں ''ذکر فتح المدائن'' (۲/۵۱۳) میں، علامہ ابن کثیر نے ''البدایۃ النّھایۃ'' (کے ۱۶ھ کے واقعات میں ذکر فتح المدائن کے تحت، ۵/۱۳۵، ۱۳۶) میں اور علامہ عصفری نے اپنی تاریخ بنام ''تاریخ خلیفہ بن خیّاط'' کے ۱۵ھ کے واقعات (ص ۹۱) میں کچھ اختلاف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مومن ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا، ''تیرے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟'' عرض کی، یارسول اللہ! گویا میں اپنے ربّ تعالیٰ کا عرش دیکھ رہا ہوں، اہلِ بہشت کو ایک دوسرے سے ملتے دیکھ رہا ہوں اور اہلِ جہنم کو اپنے گناہوں کے عذاب کی وجہ سے چیختے کراہتے دیکھ رہا ہوں، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا''یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ پاک نے منوّر کردیا ہے''۔(۵۰۰)

منافقین کی ذِلّت

''مسلم شریف'' میں ہے ایک شخص کاتبِ وحی تھا کچھ ایسی پھٹکار پڑی مُرتد ہوگیا، حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو عیب لگانے لگا، جب وہ مرگیا اور اُس کو دفن کیا تو زمین نے اُسے اپنے اندر قبول نہ کیا، باہر نکال کر پھینک دیا، گھر والے سمجھے شاید اصحابِ رسول ﷺ نے اُس کو نکال دیا، دوبارہ گہرا گڑھا کھود کر اُس میں دفن کیا پھر بھی زمین نے باہر پھینک دیا، غرض کئی بار اُس کے گھر والوں نے اُسے دفنایا، لیکن ہر بار زمین نے باہر نکال دیا،(۵۰۱)

معلوم ہوا جسے دربارِ مصطفیٰ میں رسائی نہیں اُس کو کسی جگہ بھی امن نہیں۔ اے اللہ! دنیا و آخرت میں ہمیں اپنے محبوب کے دامن سے وابستہ رکھ، آمین

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سرِ پل پہ کہیں نہ چھُٹے ہاتھ سے دامانِ معلیٰ تیرا

حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دوصاحبزادیاں حضرت رقیہ واُمّ کلثوم، ابولہب کے دو بیٹوں عُتبہ اور عُتیبہ کے نکاح میں تھیں، اُس وقت مشرکین سے نکاح حرام نہ تھا، جب ''سورۂ لہب'' نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں سے کہا کہ محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق دے دو، ورنہ میں تم کو میراث سے محروم کردوں گا، چنانچہ عُتبہ نے تو بارگاہِ نبوت میں حاضر ہوکر باادب معذرت کر کے طلاق دے دی، عُتیبہ نے گستاخانہ طریقہ سے طلاق دی، اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ''اے اللہ! کسی کتے کو عُتیبہ پر مقرر فرمادے، جو اُس کو سزا دے''، عُتیبہ یہ سُن کر کانپ گیا، اور آکر اپنے باپ کو بتایا، ابولہب نے کہا اب میرے بیٹے کی خیر نہیں، محمد (ﷺ) کی دعا اُس

۵۰۰۔ مفتاح دار السّعادۃ

۵۰۱۔ صحیح مسلم، کتاب صفۃ المنافقین و أحکامھم، برقم: ۷۱۴/ ۱۴۔(۲۷۸۱)، ص۱۳۳۶

کے پیچھے پڑگئی، ابولہب ہر طرح سے اُس کی نگرانی کرنے لگا، ایک بار عُتیبہ مال لے کر شام کو روانہ ہوا، ابولہب نے قافلہ والوں سے کہا کہ عُتیبہ کو اپنے درمیان سُلایا کریں، ایک جگہ رات کو جنگل میں قیام کیا، رات کو سب سو گئے، جنگل سے ایک شیر نکلا، ہر ایک کا مُنہ سونگھنے لگا، جب عُتیبہ کا منہ سونگھا تو اُسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔(۵۰۲)

معلوم ہوا گستاخِ رسول ﷺ کے مُنہ سے ایسی گندی ہو انکلتی ہے جسے جانور بھی پہچانتے ہیں کہ یہ گُستاخِ رسول ہے، اس لئے آقائے دو جہاں ﷺ سے منافقوں کے پاس بیٹھنے، اُن کے ساتھ کھانے پینے، اُن کی عیادت، اُن کے جنازہ میں شرکت، اُن کی اقتداء میں نماز پڑھنے، اُن سے نکاح، غرض یہ کہ اُن کے ساتھ ہر قسم کے تعلق رکھنے سے منع فرمایا۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''اِن (بدمذہبوں) سے الگ رہو، انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں بہکا نہ دیں وہ تمہیں فتنے میں نہ ڈال دیں''۔(۵۰۳)

حضرت ابن عمر اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''گمراہ لوگ بیمار پڑیں تو پوچھنے نہ جاؤ، مرجائیں تو اُن کے جنازے میں پر حاضر نہ ہو''۔(۵۰٤)

۵۰۲۔ تفسیر القرطبی، سورة (۵۳) النّجم، الآیة ۱۔۱۰، ۹/۱۷/۸۳
أیضاً تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) المسد، الآیة: ۱۔۳، ۱۰/۳۰/۶۸۷
أیضاً مدارج النّبوّة، قسم پنجم، وصل دختران آنحضرت علیه السّلام، ۲/٤۵۸، ٤۵۹
أیضاً وسیلة الإسلام بالنّبیّ ﷺ، الباب الثّانی، الفصل الثّانی، ص ٦۲
۵۰۳۔ صحیح مسلم، المقدمة، باب النّهی عن الرّوایة عن الضّعفاء الخ، برقم:۱۷/۷۔ (۷)، ص۱٦
۵۰٤۔ سُنَن أبی داؤد، کتاب السُّنّة، باب فی القدر، برقم:٤٦۹۱، ۵/٤٦۔
أیضاً المسند للإمام أحمد: ۲/۸٦
أیضاً السُّنَن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الشّهادات، باب ما تردّ به الشّهادة، برقم:۲۰۸٦۹، ۲۰۸۷، ۱۰/۳٤۲
أیضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب قول النّبیّ علیه السّلام الخ، برقم:۳۳۸، ص۷٤، و باب القدریّة مجوس هذه الأمة، برمق:۳٤۷، ۳٤۸، ص ۷۷، أیضاً کتاب القدر للفریابی، برقم:۲۱۸۔ (٤۲)، ص ۱۰۰ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں یہ بھی ہے کہ ہیں کہ ''یہ دجّال کی جماعت ہیں''۔

حضرت جابر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''جب بیمار ہوں تو اُن کی عیادت نہ کرو اور جب مر جائیں تو اُن کی نماز جنازہ نہ پڑھو''۔(۵۰۵)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ''جب انہیں ملو تو سلام نہ کرو''۔(۵۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''بد مذہبوں کے پاس نہ بیٹھو اور نہ انہیں اپنے پاس بٹھاؤ''۔

اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا ''بد مذہبوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور ان کے ساتھ بحث مباحثہ نہ کرو۔(۵۰۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ''اُن کے پاس نہ بیٹھو، ساتھ پانی نہ پیؤ، ساتھ کھانا نہ کھاؤ، شادی بیاہ اُن سے نہ کرو''۔(۵۰۸) ابن حبان کی روایت میں ہے ''اُن کے

۵۰۵۔ السُّنّة لابن أبی عاصم، باب قول النبیّ علیه السّلام الخ، برقم:۳۳۷، ص ۷٤

۵۰۶۔ سُنَن ابن ماجة، المقدمة، باب فی القدر، برقم:۹۲، ۱/۷۷

أیضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب (٦٦) قول النبیّ ﷺ الخ، برقم:۳۳۷، ص ۷٤

۵۰۷۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب السُّنّة، باب فی القدر، برقم: ٤۷۱۰، ۵/۵۷

أیضاً المسند للإمام أحمد: ۱/۳۰

أیضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب نهی النبیّ ﷺ عن مجالسة أهل القدر، برقم:۳۳۹، ص ۷٤

أیضاً شرح أصول اعتقاد أهلِ السُّنّة، سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۱۸٦، ص ۵٤

أیضاً مسند أبی یعلی، مسند عمر بن الخطاب، برقم: ۲٤۵/۱۰٦، ۲٤٦/۱۰۷، ص ۸۵، ۸٦، حدیث شریف میں اس کے لئے ''وَ لَا تُفَاتِحُوْهُمْ'' آیا ہے اور یہ لفظ دو معنی کا احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ اُن بد مذہبوں کو حَکم نہ بناؤ یعنی حاکم اگر بد مذہب ہو تو اپنا معاملہ اُس کے پاس نہ لے جائے، دوسرا معنی یہ بیان کیا گیا ہے کہ بد مذہبوں کے ساتھ مناظرہ اور مجادلہ میں پہل نہ کرو، دیکھئے: تعلیق سُنَن أبی داوٗد، لعزّت عبید الدّعّاس و عادل السیّد، ۵/۵۷

۵۰۸۔ الضُّعفاء الکبیر للعقیلی، ۱/۱۲٦

جنازے کی نماز نہ پڑھو، اُن کے ساتھ نماز (۵۰۹) نہ پڑھو"۔(۵۱۰)

ہشام سے روایت ہے کہ امام حسن بصری فرمایا کرتے تھے کہ بدعقیدہ لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھو اور اُن سے بحث و مباحثہ نہ کرو اور اُن سے نہ سنو۔(۵۱۱)

دیلمی نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، "میں اِن سے بیزار ہوں وہ مجھ سے بے علاقہ ہیں اُن پر جہاد ایسا ہے جیسا کہ کافرانِ تُرک و دیلم پر"۔(۵۱۲)

اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، "جب کسی بد مذہب کو دیکھو تو اُس کے رُو برو اُس سے تُرش رُوئی کرو، اِس لئے کہ اللہ تعالیٰ سبحانہ ہر بد مذہب کو دشمن رکھتا ہے، اُن میں کوئی پُل صراط پر گزر نہ پائے گا بلکہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر آگ میں گر پڑیں گے جیسے ٹڈی اور مکھیاں گرتی ہیں۔(۵۱۳)

لوگ خیال کرتے ہیں ہم مسلمان ہیں ہم پر اُن کا کیا اثر پڑے گا لیکن نگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں اِس بات کی حقیقت زبانِ مصطفیٰ ﷺ سے سُنئے اور اُس پر عمل کیجئے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

۵۰۹۔ وہابیہ وغیرہا کی اقتداء میں نماز کے معاملے میں بہت سے لوگ غیر محتاط ہوتے ہیں اِن احادیث نبویہ علیہ التحیۃ والثناء نے اِس مسئلہ کو بھی حل فرما دیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے ساتھ نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے لہٰذا مسلمان پر لازم ہے کہ اپنے نبی کے حکم پر عمل کرے۔

۵۱۰۔ کنز العمّال، برقم: ۳۲۵۲۹، ۱۱/۵۴۰۔
أیضاً میزان الإعتدال، رقم التّرجمة: ۱۲۰۳، ۱/۳۲۰
رسول اللہ ﷺ کے اِن ارشادات کو امام ابوداؤد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے، ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور عقیلی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۵۱۱۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۴۰، ص ۶۳، اور اس میں ہے کہ "اُن سے نہ سنو" جس سے معلوم ہوا کہ بدعقیدہ لوگوں کے بیانات، اُن کی تقاریر سُننا ممنوع ہے۔
أیضاً جامع بیان العلم و فضله، باب (۶۷) ما يكره فيه المناظرة و الجدل و المراء، برقم: ۹۲۰، ۲/۱۹۴

۵۱۲۔ فردوسُ الأخبار، برقم: ۳۲۵۴، ۲/۴۴۹

۵۱۳۔ تاریخ مدينه دمشق لابن عساكر، ذكر من اسمه عمّار، عمّار بن الحسن الخ، برقم الترجمة: ۵۱۴۳، ۵۱۴۴، ۴۳/۳۳۷

مَنْ سَمِعَ بِالدَّجَّالِ فَلْيَنْأَ عَنْهُ، فَوَ اللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ لَيَأْتِيهِ وَ هُوَ يَحْسِبُ أَنَّهُ مُؤْمِنٌ، فَيَتْبَعُهُ مِمَّا يُبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ (٥١٤)

یعنی، جو دجّال کی خبر سُنے اُس پر واجب ہے کہ اُس سے دُور بھاگے کہ خُدا کی قسم آدمی اُس کے پاس جائے گا اور یہ خیال کرے گا کہ میں تو مسلمان ہوں (یعنی مجھے اِس سے کیا نقصان پہنچے گا) وہاں اُس کے دھوکوں میں پڑ کر اُس کا پیرو ہو جائے گا۔

اِس لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ﴾ (٥١٥)

ترجمہ: تو یاد آنے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔ (کنزالایمان)

ایک اور حدیث پاک میں یوں ارشاد فرمایا:

يَكُوْنُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ، يَأْتُوْنَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا أَنْتُمْ وَ لَا آبَاءُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَ إِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ (٥١٦)

یعنی، آخر زمانہ میں دجّال کذّاب لوگ ہوں گے کہ وہ ایسی باتیں تمہارے پاس لائیں گے جو نہ تم نے سُنیں نہ تمہارے باپ دادا نے، تو اُن سے دُور رہو، اور انہیں اپنے سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کر دیں، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

٥١٤۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب الملاحم، باب خروج الدّجّال، برقم:٤٣١٩، ٤/٣٢٢
أیضاً المسند، للإمام أحمد، ٤/٤٣١
أیضاً نقله التّبریزی فی "مشکاته" فی الرّقاق أو کتاب الفتن، باب العلامات بین یدی السّاعة و ذکر الدّجّال، الفصل الثّانی، برقم:٥٤٨٨، ٣۔٤/٢٠١

٥١٥۔ سورة الأنعام:٦/٦٨

٥١٦۔ صحیح مسلم، المقدمة، باب النّهی عن الرّوایة عن الضّعفاء الخ، برقم:٧/١٧۔ (٧)، ص١٦
أیضاً المسند المستخرج علی صحیح مسلم، الجزء الأول، باب الضّعفاء و الکذّابین الخ، برقم:٧٠، ١/٧١، ٩٦، ٩٧

اِن ارشاداتِ حبیب خُدا ﷺ سے واضح ہو گیا کہ لوگوں کا یہ خیال غلط ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ بد مذہب لوگوں کی صحبت زہر قاتل ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ ''بد مذہبوں کے پاس مت بیٹھو، بے شک ان کے ساتھ بیٹھنا دلوں کو بیمار (۵۱۷) کر دیتا ہے''۔(۵۱۸)

ایوب نے روایت کیا کہ ابو قلابہ فرمایا کرتے تھے کہ بد مذہبوں کے ساتھ مت بیٹھو اور نہ اُن سے بحث کرو، پس میں اِس سے بے خوف نہیں ہوں کہ کہیں تمہیں گمراہی میں نہ ڈبو دیں یا تم پر دین کا کچھ حصہ مشتبہ کر دیں جو تم پر مشتبہ نہیں کیا گیا۔(۵۱۹)

اسلاف کی ایک بڑی جماعت نے بدعقیدہ کے ساتھ نکاح، اُس کی اقتداء میں نماز اُن کے مریض کی عیادت اور اُن کے جنازے میں شرکت سے منع کیا ہے چنانچہ حافظ ابو القاسم ہبۃ اللہ اللالکائی شافعی نے اُن ائمہ میں سے چند کے نام ذکر کیے ہیں جنہوں نے اِس سے منع کیا ہے اور وہ نام یہ ہیں: سلام بن ابی مُطیع، حماد بن زید، سفیان بن عُیینہ، سفیان ثوری، ابو ضمرہ، انس بن عیاض، ابو معاویہ الضّریر، یزید بن زریع، یزید بن ہارون، حاتم بن اسماعیل، ابن عُلیّہ، عبد الرحمٰن بن مہدی، قبیصہ بن عقبہ، حجاج بن المنہال، عبید اللہ بن عائشہ، فطر بن حماد،

۵۱۷۔ اس روایت میں بیماری سے مراد عقائد کا خراب ہونا ہے یعنی اُن کی صحبت عقائد خراب کر دیتی ہے اور وہ بدمذہب ہو جاتا ہے۔

۵۱۸۔ کتاب الشّریعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم: ۱۳۲، ۱/۴۵۲
أیضاً الإبانة الکبری، ذمّ المراء و الخصومات فی الدّین الخ، برقم: ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۱/۱۳۶، ۱۳۷، و برقم: ۶۱۹، ۶۲۰، ۱/۱۸۲

۵۱۹۔ کتاب الشّریعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم: ۱۱٤، ۱/۴۳۶، ۴۳۷،
و قال محقّقه: إسناده "صحیح"۔
أیضاً سُنَن الدّارمی، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء الخ، برقم: ۳۹۷، ۱/۷۵
أیضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد، برقم: ۹۹
أیضاً کتاب البدع و النّهی عنها لابن وضّاح، باب النّهی عن الجلوس مع أهل البدع، برقم: ۱۲۷، ص ٤٦
أیضاً شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲٤٤، ص ٦٣

معلیٰ بن منصور رازی، احمد بن حنبل، ربیع بن سلیمان المرادی۔(۵۲۰)

بعض لوگ بد مذہب اور گمراہ لوگوں سے اجتناب نہیں کرتے اُن کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں، اُن کے ساتھ دوستی کا دَم بھرتے ہیں، اُن سے رشتہ جوڑنے سے اجتناب نہیں کرتے، (۵۲۱) اور مندرجہ بالا ارشادات کو سُن کر بھی اُن پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اسے ہلکا جانتے ہیں، اہم نہیں سمجھتے چنانچہ مندرجہ ذیل سطور میں وہ ارشادات بیان کئے جاتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ اُن لوگوں سے موالات، دوستی، تعلق، تعظیم کو ترک کرنا کتنا ضروری اور اہم ہے چنانچہ امام ابونعیم اصفہانی روایت کرتے ہیں:

"عن عبداللّٰه بن بشير رضى الله عنهما عن النّبىّ ﷺ: مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ (۵۲۲)

یعنی، حضرت عبداللہ بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی نبی کریم ﷺ نے فرمایا، "جو کسی بد مذہب کی توقیر کرے اُس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی"۔

اور امام طبرانی اور ابونعیم نے روایت کیا:

عن معاذ رضى الله عنه عن النّبىّ ﷺ: "مَنْ مَشٰى إِلٰى صَاحِبِ بِدْعَةٍ لِيُوَقِّرَهٗ فَقَدْ أَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْإِسْلَامِ (۵۲۳)

۵۲۰۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روى من أفتى فيمن قال الخ، ص١٤٦

۵۲۱۔ حالانکہ ہمارے آقا ﷺ نے صریح اور واضح ارشاد فرمایا ہے کہ "اُن کے ساتھ شادی نہ کرو" لہٰذا ہر وہ بد مذہب کہ جس کی بد مذہبی حدِ کفر تک پہنچی ہوئی ہو اُس سے نکاح نہیں ہوتا کیونکہ اسلام نکاح کے بنیادی شرائط سے ہے لہٰذا جب ایسے شخص سے نکاح ہو جو دائرہ اسلام سے خارج ہو چکا ہے تو نکاح ہی نہ ہوا جب نکاح نہ ہوا تو مرد و عورت کا میل ملاپ سوائے زنا کے کچھ نہ ہوگا، نادانوں کی نگاہ صرف مال و دولت و ظاہری رکھ رکھاؤ وغیرہا پر ہوتی ہے اسی لئے ایسی غلیظ حرکت کرتے ہیں، کاش اُن کی توجہ اپنے محسن غمخوار آقا کے فرمان کی طرف ہوتی تو کبھی بھی اپنی بہن بیٹی کو حرام کاری کے لئے پیش نہ کرتے۔

۵۲۲۔ حلية الأولياء، خالد بن معدان، برقم:٣٢٦، ٥/٢١٨
أيضاً شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة سياق ما روى عن النّبىّ ﷺ فى النّهى الخ، برقم: ٢٧٣، ص٦٦ عن إبراهيم بن ميسرة، أيضاً الباعث لأبى شامة، ص٢٧

۵۲۳۔ المعجم الكبير للطّبراني، خالد بن معدان عن معاذ بن جبل رضى الله عنه، برقم:١٨٨، ٢٠/٩٦
أيضاً حلية الأولياء، ثور بن يزيد، برقم:٣٤٥، ٦/٩٧

یعنی، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ فرماتے ہیں، ''جو کسی بدمذہب کی طرف اُس کی توقیر کرنے کو چلے اُس نے اسلام ڈھانے میں اِعانت کی''۔

اور صحابیِ رسول، پروانۂ آثارِ نبوت، دلدادۂ سنّتِ رسالت سیّدنا وابن سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عقیدہ ونظریہ امام بخاری علیہ الرحمۃ الباری کی روایت سے سُنیں اور بدمذاہب کے مکر وفریب سے اپنے آپ کو بچائیں چنانچہ امام بخاری نے اپنی ''صحیح'' میں لکھا کہ:

وَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ رضی الله تعالیٰ عنهما يَرَاهُمْ، شِرَارَ الْخَلْقِ، وَ قَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (٥٢٤)

یعنی، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اُن کو تمام مخلوقِ خُدا سے شریر جانتے تھے اور فرماتے تھے یہ خارجی (نجدی، وہابی اور اُن کے ہمنوا) اُن آیتوں کو جو کافروں کے حق میں نازل ہوئیں مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔(٥٢٥)

٥٢٤۔ صحیح البخاری، کتاب استتابة، و المرتدین الخ، باب قتل الخوارج الخ، ٣١٥/٤

٥٢٥۔ قارئین کرام! یہ بات حق اور سچ ہے کہ یہ لوگ وہ آیات جو کافروں اور بتوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں پڑھ پڑھ کر انبیاء کرام علیہم السّلام اور اولیاء کرام پر چسپاں کرتے ہیں عوام النّاس کو چونکہ علم نہیں ہوتا وہ نہیں جانتے کہ یہ آیت مبارکہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے انبیاء کرام و اولیاء عظام کے بارے میں یا کافروں اور اُن کے بتوں کے بارے میں اِس لئے وہ اُن کی تقریروں اور تحریروں کو سُن اور پڑھ کر حق اور سچ سمجھ لیتے ہیں اور اپنے ایمان سے محروم ہو جاتے ہیں اعتبار نہ ہو تو امام الوہابیہ اسماعیل دہلوی کی ''تقویۃ الایمان'' لے کر کسی صحیح العقیدہ سُنّی عالم دین کے پاس چلے جاؤ وہ آپ کو دکھائے گا کہ کس طرح انہوں نے کفّار کے بارے میں نازل ہونے والی آیات کو انبیاء کرام اور اولیاء عظام پر چسپاں کر کے عوام المسلمین کے ایمانوں کو خراب کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اس لئے عافیت کی راہ یہی ہے کہ سُنّی علماء جس کے بارے میں فرما دیں کہ یہ شخص یا جماعت بدعقیدہ ہے تو ہمیشہ کے لئے اُن کی تقریر و تحریر سننے، پڑھنے سے دُور رہنا اپنے اوپر لازم کر لو اِس طرح آپ کے ایمان محفوظ رہیں گے جس طرح فی

ہمارے اسلاف کا اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے فرمودات پر عمل ملاحظہ کیجئے اور دیکھئے کہ بدمذہبوں کے ساتھ اُن کا معاملہ کیسا تھا، چنانچہ امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد اقدس نبی ﷺ میں نمازِ مغرب کے بعد کسی مسافر کو بھوکا پیاسا پایا اُسے اپنے ساتھ کاشانۂ خلافت میں لے آئے اُس کے لئے کھانا منگایا، جب وہ کھانے بیٹھا کوئی بات بدمذہبی کی اُس سے ظاہر ہوئی فوراً حکم ہوا کہ کھانا اٹھالیا جائے اور اُسے نکال دیا جائے، سامنے سے کھانا اُٹھوالیا اور اُسے نکلوا دیا۔(۵۲۶)

سیّدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے آکر عرض کی: فلاں شخص نے آپ کو سلام کہا ہے، فرمایا: لَا تَقْرَئْهُ مِنِّيَ السَّلَامَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ أَنَّهٗ أَحْدَثَ میری طرح سے اُسے سلام نہ کہنا کہ میں نے سُنا ہے کہ اُس نے کچھ بدمذہبی نکالی ہے۔(۵۲۷)

زمانہ میڈیا کا دَور ہے اوراس نے اسلام کو نفع کم اور نقصان زیادہ پہنچایا ہے اوراس پر ہر قسم کے لوگ آکر اسلام پر گفتگو کرتے ہیں جن میں اکثریت اُن لوگوں کی ہوتی ہے کہ جن کے دل عظمتِ مصطفیٰ ﷺ، محبت مصطفیٰ ﷺ بلکہ نورِ ایمان سے خالی ہوتے ہیں اور عوام المسلمین کا حال یہ ہے کہ اُن کی اکثریت ہر ایک کو سُنتی ہے، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو اہلِ بیتِ اطہار سے بُغض رکھتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو صحابہ کرام سے عداوت رکھتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو خارجی یا رافضی ہیں اُن کو بھی سنتے ہیں جو سنتِ رسول ﷺ سے انکاری ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو تقلید کے منکر ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو صُلحِ کلیّت کے داعی و علمبردار ہیں، بدمذہبوں سے میل ملاپ کا درس دیتے ہیں، اُن کی اقتداء میں نماز درست ہی نہیں سمجھتے بلکہ موقع ملے تو پڑھ بھی لیتے ہیں، اُن کو بھی سُنتے ہیں جو اپنے سوا دوسرے کسی کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، اب آپ خود ہی فیصلہ کیجئے ایسے ناظرین یا سامعین کے ایمانوں کا کیا بنے گا، اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے علماء جس کے لئے کہہ دیں کہ بدمذہب ہے اس کے عقائد ونظریات درست نہیں، یا یہ صُلحِ کُلّی ہے تو اس کو ہرگز نہ سُنیں اور نہ پڑھیں جیسے ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ، فرحت ہاشمی، ذاکر نائیک، زید حامد، اسلم شیخوپوری، جنید جمشید، بابر چوہدری، جاوید غامدی، ڈاکٹر اسرار، ڈاکٹر طاہر القادری وغیرہم

۵۲۶۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب السّیر، رسالۃ الدّلائل القاهرة على الكفرة النّياشرة، ۱۰۶/۱۵

۵۲۷۔ فتاویٰ رضویہ، کتاب السّیر، رسالۃ الدّلائل القاهرة على الكفرة النّياشرة، ۱۰۶/۱۵

علامہ ابن بطہ حنبلی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ حضرت نافع سے مروی ہے کہ ہم صحابی رسول ﷺ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا، اہلِ شام میں سے ایک شخص کے بارے میں کہنے لگا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہلوایا ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ

حماد بن زید بیان کرتے ہیں کہ میں ایوب، یونس، اور ابن عون کے ساتھ تھا کہ اُن کے پاس سے عمرو بن عبد نامی ایک بدمذہب گزرا، اُس نے انہیں سلام کیا اور کھڑا ہو گیا، پس اِن حضرات نے اُس بدمذہب کے سلام کا جواب نہ دیا۔(۵۲۸)

اسی طرح کلثوم بن جبیر نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضرت سعید بن جبیر (تابعی) سے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے اُس کا کوئی جواب نہ دیا، آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا: یہ اُن میں سے ہے (یعنی بدمذہبوں میں سے ہے)۔(۵۲۹)

معمر نے بیان کیا کہ ابن طاؤس تشریف فرما تھے کہ ایک معتزلی (یعنی بدمذہب) شخص آیا اور باتیں کرنے لگا، معمر کہتے ہیں کہ ابن طاؤس نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور اپنے بیٹے سے فرمایا کہ بیٹا! اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لے اور انگلیوں کو زور دے تا کہ اِس بدمذہب کی باتوں سے کچھ بھی نہ سُن سکے۔(۵۳۰)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے شاگرد حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو راستہ میں ایک گُمراہ ملا، اور کہنے لگا کہ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، حضرت سعید نے انکار کر دیا اور فرمایا میں نہیں سُننا چاہتا، وہ گمراہ پھر کہتا ہے ایک کلمہ ہی سُن لیجئے، حضرت سعید نے اپنا انگوٹھا چھنگلیا کے سرے پر رکھ کر فرمایا تو ایک کلمہ کی بات کرتا ہے میں آدھا کلمہ بھی نہیں سُننا چاہتا، لوگوں نے پوچھا کیا سبب ہے؟ آپ نے اُس شخص کے ساتھ اِس قدر نفرت وحُرش

تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس نے بدمذہبی نکالی ہے، پس اگر اس طرح ہے تو اُسے میری طرف سے سلام نہ کہنا پھر وہ گھر چلا گیا اُن حضرات نے اِس کا ذکر تک نہ کیا۔(الإبانة الكبرى، الجزء الحادي عشر، باب جامع في القدر و ما روي في أهله، برقم:۱۸۸۵، ۲/۶۲) اور امام دارمی نے اسے اپنی ''سنن'' کے مقدمہ (باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة، برقم:۳۹۳، ۱/۷۴) میں بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اہل شام کا ذکر نہیں ہے۔

۵۲۸۔ الإبانة الكبرى، الجزء الحادي عشر، الباب الثاني في ذكر الأئمة المضلّين الخ، برقم:۱۹٦٤، ۲/۸۳

۵۲۹۔ سُنَن الدّارمي، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البِدع و الخصومة، برقم:۳۹۹، ۱/۷۵

۵۳۰۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روي عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲٤۸، ص ٦٤

رُوئی برتی، آپ نے فرمایا وہ گمراہوں میں سے ہے۔(٥٣١)

اور سلام بن ابی مُطیع نے بیان کیا کہ بد مذہبوں میں سے ایک شخص نے حضرت ایوب سختیانی سے کہا اے ابوبکر! میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں، راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اس طرف پیٹھ پھیر لی اور اپنی انگلی سے اشارہ فرمانے لگے کہ آدھی بات بھی نہیں آدھی بات بھی نہیں (٥٣٢) (آپ نے اس سے نفرت کا اظہار فرمایا اور اُسے کوئی بات کہنے کی اجازت نہ دی)۔(٥٣٣)

ایک شخص نے بد مذہب کے ہاں ایک لقمہ کھالیا، یہ خبر جب حضرت ابن المبارک کو پہنچی تو آپ نے فرمایا: میں اس سے تیس (٣٠) دن تک بات نہیں کروں گا۔(٥٣٤)

حضرت محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضور ﷺ کے خادم حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد ہیں، اُن کی خدمت میں دو گمراہ اشخاص آئے اور کہنے لگے، اے ابوبکر (محمد بن سیرین) ہم آپ کے سامنے ایک حدیث بیان کرنا چاہتے ہیں، آپ نے فرمایا، نہیں، وہ پھر کہتے ہیں کم از کم اتنی اجازت دیجئے کہ ہم قرآن کی کوئی آیت ہی تلاوت کریں، آپ نے فرمایا: نہیں، تم بالکل میرے پاس سے اُٹھ جاؤ ورنہ میں اُٹھ جاتا ہوں، دونوں گمراہ مایوس

٥٣١۔ فتاویٰ رضویّة، کتاب السِّیر، رسالة: الدّلائل الخ، ١٠٦/١٥

٥٣٢۔ سُنَن الدّارمی، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع الخ، برقم:٣٩٨، ٧٥/١
أیضاً کتاب الشّریعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم:١٢٠، ٤٣٩/١، ٤٤٠، و قال محقّقه: إسناده "صحیح"
أیضاً الابانة الکبریٰ الجزء الثالث، باب التّحذیر من صحبة قوم یمرضون القلوب و یفسدون الإیمان، برقم:٤٨٢، ١٧٤/١
أیضاً شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سیاق ما روی عن النبی ﷺ و النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٩١، ص٦٩

٥٣٣۔ آپ نے ایک تابعی حضرت سعید بن جبیر اور حضرت ایوب سختیانی کا عمل دیکھا کہ آپ بدمذہبوں سے کتنی شدید نفرت فرماتے تھے، سابقہ صفحات میں جو احادیث نبویہ علیہ التحیة والثناء ذکر کی گئیں اُن سے یہی مستفاد ہوا کہ بدمذہبوں، گمراہوں سے سخت نفرت کی جائے اُن سے کسی قسم کی ہمدردی کا اظہار نہ کیا جائے اور اپنے دل کے کسی بھی گوشے میں اُن کے لئے نرمی محسوس بھی نہ کی جائے۔

٥٣٤۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سیاق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٧١، ص٦٦

ہو کر چل دیئے۔(۵۳۵)

لوگوں نے عرض کی اے امام! آپ کا کیا حرج تھا اگر وہ کچھ آیتیں یا حدیثیں سُناتے، فرمایا میں نے خوف کیا کہ وہ آیات واحادیث کے ساتھ اپنی کچھ تاویل لگائیں اور وہ میرے دل میں رہ جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں۔(۵۳۶)

اور حافظ اللالکائی کی روایت میں ہے کہ حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا حضرت کیا حرج تھا کہ آپ پر آیت کی تلاوت کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے اسے ناپسند سمجھا کہ وہ مجھ پر آیت تلاوت کرتے پھر اُس میں تحریف کرتے اور وہ تحریف میرے دل میں جم جاتی۔(۵۳۷)

امام ابن سیرین تابعی ہونے کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی ﷺ کے بڑے امام اور ہزاروں لاکھوں مُحدِّثین کے اُستاد ہیں، دیکھیئے وہ بدمذہبوں اور گمراہوں سے کتنا ڈرتے ہیں (۵۳۸) کیونکہ کائنات کے سردار ﷺ نے فرمایا کہ ''اِن سے دُور رہو (۵۳۹) اور اِن کو اپنے

۵۳۵۔ سُنَن الدّارمی، المقدمة، باب اجتناب أهل الأهواء و البدع و الخصومة، برقم:۳۹۷، ۷۵/۱
أيضاً كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّين، برقم:۱۲۱، ۱/۴۴۰۔۴۴۱، و قال محققه: إسناده صحيح
أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الجزء الثّالث، باب التّحذيرمن صحبة الخ، برقم:۳۹۸، ۱/۱۴۰۔
أيضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد، برقم:۹۸، ص ۲۴
أيضاً كتاب البدع و النّهى عنها، ص ۳۵

۵۳۶۔ فتاویٰ رضویه، كتاب السير، رسالة الدّلائل القاهرة على الكفرة النياشرة، ۱۰۶/۱۵، اس کے تحت امام اہلسنّت لکھتے ہیں کہ ائمہ کو یہ خوف تھا اور اب عوام کو یہ جرأت و لا حول و لا قوة إلا بالله

۵۳۷۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روى عن النّبىّ ﷺ فى النهى عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:۲۴۲، ص ۶۳

۵۳۸۔ ابوالجوزاء سے مروی ہے کہ فرمایا اگر میرے گھر کے پڑوس میں بندر اور خنزیر ہوں یہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ میرے پڑوس میں اُن میں سے کوئی ہو یعنی بدمذہب لوگ۔(شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روى عن النّبىّ ﷺ فى النّهى عن مناظرة أهل البدع، برقم:۲۳۱، ص ۶۱)

۵۳۹۔ امام اَوزاعی کی روایت سے یحیٰی بن ابی کثیر سے مروی ہے آپ نے فرمایا ''بدمذہب جب تمہیں راستے میں مل جائے تو وہ راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرلو''۔(كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال،

سے دُور رکھو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں، فتنے میں نہ ڈال دیں''۔ پھر اپنی بے خوفی کو دیکھئے اور جان لیجئے کہ بے خوفی ایک نہ ایک دن نقصان پہنچا کر رہتی ہے۔ (۵٤٠)

اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اپنی سادگی، کم عملی، راسخ العقیدہ علماء کی صحبت سے دُوری کی وجہ سے بدمذاہب کی ظاہری مسلمانوں والی شکل صورت، اُن کی ظاہری عبادات کو دیکھ کر اُن کی بظاہر میٹھی میٹھی باتوں کو سُن کر مرعوب ہو جاتے ہیں پھر کچھ تو اُن بدمذاہب سے محبت، اُلفت رکھنے لگ جاتے ہیں اس طرح وہ گمراہ لوگ اِن کو بھی گمراہ کردیتے ہیں کچھ ایسے ہوتے ہیں جو اُن سے محبت و اُلفت نہ بھی رکھتے ہوں لیکن اُن کے ظاہر کو دیکھ کر انہیں بُرا نہیں جانتے اور نہ کسی کو انہیں بُرا کہنے دیتے ہیں یہ سب اُن بدمذہبوں کے ظاہر سے فریب کھانے کی بنا پر

الخصومات في الدّين، برقم:١٣٥، ١/٤٥٨، و الإبانة الكبرىٰ، الباب الثّالث، باب التّحذير من صحبة قوم يمرضون القلوب الخ، برقم: ٤٩٠، ٤٩١، ٤٩٢، ١/١٥٧، و كتاب البدع و النّهيّ عنها، باب النّهي عن الحلوس مع أهل البدع، برقم:١٢٥، ص٤٦، و شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٥٩، ص٦٥)

۵٤٠۔ عبدالصمد نے بیان کیا کہ میں نے حضرت فُضیل کو فرماتے سُنا کہ بدمذہب کے پاس جانے سے بچو بے شک وہ حق سے روکتے ہیں، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب کے ساتھ مت بیٹھو پس مجھے خوف ہے کہ تم پر لعنت نازل ہو، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب کے پاس مت بیٹھ اللہ تعالیٰ نے اُس کے عمل کو ضائع فرما دیا ہے اور اُس کے دل سے نُورِ اسلام کو نکال دیا ہے، اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بدمذہب سے اپنے دین پر بے خوف مت ہو اور نہ اُس سے اپنے معاملے میں مشورہ لے اور نہ اُس کے پاس بیٹھ پس جو شخص بدمذہب کے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ اُسے اندھا کردے گا (یعنی اُس کے دل کو اندھا فرما دے گا) اور بیان کیا کہ میں نے حضرت فضیل کو فرماتے سُنا آپ نے فرمایا بے شک کہ فرشتے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے ہیں پس تو دیکھ کہ تیری بیٹھک کس کے ساتھ ہے تیری مجلس بدمذہب کے ساتھ نہ ہو بے شک اللہ تعالیٰ اُن کی جانب نظرِ رحمت نہیں فرماتا اور نفاق کی علامت یہ ہے کہ آدمی کھڑا ہوا اور بدمذہب کے پاس بیٹھ جائے۔ (شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٦١، ٢٦٢، ٢٦٣، ٢٦٤، ٢٦٥، ص٦٥، ٦٦)

ہوتا ہے حالانکہ نہ اُن کی نماز نماز ہے نہ روزہ روزہ ہے نہ حج حج ہے اُن کی کسی بھی عبادت کا اعتبار نہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالٰی کی زبانی سنئے آپ ﷺ فرماتے ہیں ''بدمذہب کا نہ روزہ قبول ہوگا نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد، نہ صرف، نہ عدل، اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے آٹے سے بال''۔(۵۴۱)

اور گمراہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ خوامخواہ دین میں بحث مباحثہ کرتے ہیں اور سیدھے سادھے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کرتے ہیں اور آپ اُن سے نہ کوئی دینی مسئلہ پوچھیں گے اور نہ کسی دینی موضوع پر بات کریں گے، وہ لوگ مختلف بہانے بنا کر خود ہی آپ سے بات شرع کریں گے، آغاز گفتگو اکثر اچھا رکھیں گے کہ آپ کو اپنے سے مانوس کریں گے پھر کبھی صراحۃً اور کبھی اشارۃً وکنایۃً تمہارے عقائد کو خراب کرنے کی کوشش کریں گے، ہمارے آقا سرورِ دوجہاں ﷺ نے ان کی پہلے ہی خبر دے دی کہ ان لوگوں کی عادت اور فطرت کیا ہوگی چنانچہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو قوم بھی ہدایت کے بعد گمراہ ہوئی مگر اس نے بحث مباحثہ شروع کر دیا'' پھر آپ ﷺ نے آیت تلاوت فرمائی:

﴿مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلاً بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ﴾ (۵۴۲)

ترجمہ: انہوں نے تم سے یہ نہ کہی مگر ناحق جھگڑے کو بلکہ وہ ہیں

۵۴۱۔ سُنَن أبن ماجة، المقدمة، باب احتناب البدع و الجدال، برقم:۴۹، ۱/۵۲۔ اسی طرح حضرت امام حسن بصری کا فرمان بھی ہے جو ہشام بن حسان سے مروی ہے جیسا کہ امام آجری کی ''کتاب الشّريعة، بـاب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّين'' (برقم:۱۳۷، ۱/۴۵۹) میں اور ابن وضاح کی ''البدع و النّهی'' (ص۲۷) میں ہے۔ نیز امام حسن بصری فرماتے ہیں کہ بدمذہب سے اللہ تعالٰی کوئی شئے قبول نہیں فرماتا (شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة، سياق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص۶۶) اور عبدالصمد بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضیل نے فرمایا کہ بدمذہب کا کوئی عمل اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں پیش نہیں کیا جاتا۔ (شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة و الجماعة، سياق ما روی عن النّبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ۲۷۱، ص۶۶)

۵۴۲۔ سورة الزّخرف: ۵۸/۴۳

جھگڑالو لوگ۔(۵۴۳)

۵۴۳۔ اس حدیث شریف کو امام آجری نے "کتاب الشّریعة"، (باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم:۱۰۹، ۱/۴۲۹، ۴۳۰) میں، ابن جریر طبری نے اپنی "تفسیر" (سورة الزّخرف، ۲۵/۸۸) میں، ابن بطّہ نے "الإبانة الکبریٰ" الجزء الثّالث، باب ذمّ المراء و الخصومات، (برقم:۵۲۹، ۱/۱۶٤) میں، اور امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۸/۲۷۷) میں یعلی بن عُبید کے طریق سے روایت کیا ہے اور "کتاب الشّریعة" کے محقق نے کہا کہ "إسناده صحیح" اور امام آجری نے "کتاب الشریعة" (باب ذمّ الجدال و الخصومات فی الدّین، برقم:۱۱۰، ۱/۴۳۰، ۴۳۱) میں، ابن جریر نے اپنی "تفسیر" (سورة الزخرف، الآیة: ۵٦، ۵۷، برقم:۳۰۹۲۳، ۱۱/۲۰۰، ۲۰۱) میں، ابن ماجہ نے اپنی "سُنَن" کے المقدمة، باب اجتناب البدع و الجدل، (برقم: ٤۸، ۱/۵۱) میں اور دینوری نے "المجالسة و جواهر العلم" (الجزء الثّامن، برقم:۱۱۰٤، ۱/٤۲٦) میں، محمد بن بشر کے طریق سے، اور امام احمد نے اپنی "مسند" (۵/۲۵٦) میں اور امام اللالکائی نے "شرح أصول اعتقاد أهل السّنّة و الجماعة" (سیاق ما روی عن النبیّ ﷺ فی النّهی عن مناظرة أهل البدع، برقم:۱۷۷، ص ۵۳) میں ابن نُمیر کے طریق سے اور امام احمد نے اپنی "مسند" (۵/۲۵۲) میں، شہاب بن خراش، عن حجاج کے طریق سے اور امام حاکم نے "مستدرك" (کتاب التّفسیر، ما ضلّ قوم بعد هدیً الخ، برقم:۳۷۲٦، ۳/۲٤۰) میں جعفر بن عون کے طریق سے روایت کیا اور فرمایا کہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور شیخین نے اس کی تخریج نہیں فرمائی اور امام ذہبی نے "کتاب تلخیص المستدرك" (کتاب التّفسیر من سورة الزّخرف، برقم:۳۷۲۵، ۳/۵٤) میں فرمایا کہ یہ حدیث "صحیح" ہے، اور ابن بطّہ نے "الإبانة الکبریٰ" (باب ذمّ المراء الخ، برقم:۵۳۰، ۱/۱٦٤) میں اور امام رویانی نے اپنی "مسند" (الجزء الثّلاثون، مسند أبی أمامه، برقم:۱۱۸۷، ص ۱۸۳، ۱۸٤) میں، ابن ابن الدنیا نے "کتاب الصّمت" (باب ذم المراء، برقم:۱۳۵، ۷/۹۸) میں عبدالواحد بن زیاد کے طریق سے اور ابن بطہ نے "الإبانة الکبریٰ" (برقم:۵۲٦، ۱/۱٦۳) میں قاسم عن أبی امامہ کے طریق سے، ابن عبدالبر نے "جامع بیان العلم و فضله" (باب ما یکره فیه المناظرة الخ، برقم:۹۲۷، ۲/۱۹٦) میں یحییٰ بن الیمان عن الحجاج کے طریق سے روایت کیا ہے اور امام آجری اِن احادیث کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ جب تابعین میں سے اہلِ علم اور بعد کے ائمۃ المسلمین نے یہ سُنا تو انہوں نے دین میں شک نہ کیا اور نہ دین میں جھگڑا کیا اور مسلمانوں کو دین میں بحث مباحثہ سے ڈرایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ سنّت کو (مضبوطی سے) تھامیں اور اُسے (مضبوطی سے تھامیں) جس پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے اور یہی اہلِ حق کا طریقہ ہے۔(کتاب الشّریعة، ۱/۴۳٤)

پھر وہ لوگ جو علم کے بغیر دینی بحث مباحثہ کثرت سے کرتے ہیں آپ اُن کو دیکھیں گے کہ انہیں قرار نہیں ہوگا کبھی کچھ ہوں گے تو کبھی کچھ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ جس نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔(٥٤٤)

میرا اپنے سنّی بھائیوں کو مشورہ یہ ہے کہ ایسے لوگوں سے بالکل نہ اُلجھیں اگر بحث مباحثہ کریں اپنی علمیت جھاڑیں، گمراہ کرنے کی کوشش کریں تو اُن سے کہہ دو کہ ہمارے جو عقائد ہیں وہ ہمارے نزدیک بالکل درست ہیں، تم اپنے ایمان کی خیر مناؤ اور ہمارے اسلاف

٥٤٤۔ سُنَن الدّارمی، المقدمه، باب من قال العلم: الخشية و تقوى الله، برقم:٣٠٤، ٦٣/١
أيضاً كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم:١١٦، ٤٣٧/١، و قال محقّقه: إسناده صحيح
أيضاً الإبانة الكبرىٰ، الجزء الثّالث، باب ذمّ المراء و الخصومات الخ، برقم:٥٧٧۔٥٨٠ بعدة طُرُقٍ، ١٧٥/١
أيضاً جامع بيان العلم و فضله، باب ما يكره المناظرة الخ، برقم:٩٠٢، ١٨٥/٢۔
أيضاً السُّنّة لعبد الله بن أحمد، برقم:١٠٣
أيضاً تأويل مختلف الحديث لابن قُتيبة، حيرتهم و عدم استقرارهم على رأيٍ، ص٦٣
معن بن عیسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت امام مالک بن انس ایک روز مسجد سے لوٹے اور آپ میرے ہاتھ کے سہارے چل رہے تھے کہ پیچھے سے ایک شخص آکر آپ سے ملا جسے ابوالجیریہ کہا جاتا تھا جس پر اِرجاء (یعنی بدمذہب ہونے) کی تہمت تھی، کہنے لگا اے ابا عبداللہ مجھ سے کچھ سُنیے میں آپ سے کچھ بات کرنا اور بحث کرنا اور اپنی رائے سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا اگر تو بحث مباحثہ میں غالب آگیا تو؟ کہنے لگا پھر آپ میری پیروی کریں گے، آپ نے فرمایا: پھر اگر اور شخص آجائے اور ہم سے بات کرے اور ہم پر غالب آجائے؟ تو وہ کہنے لگا ہم اس کی پیروی کریں گے تو امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے بندے! اللہ تعالیٰ نے (ہمارے آقا و مولا) حضرت محمد ﷺ کو ایک دین کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں تجھ میں دیکھتا ہوں کہ تو ایک دین سے دوسرے دین کی طرف منتقل ہو رہا ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا ہے جس شخص نے اپنے دین کو خصومات کے لئے نشانہ بنایا اُس نے کثرت سے دین بدلنا کیا۔ (كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم: ١١٧، ٤٣٧/١، ٤٣٨۔ و الإبانة الكبرىٰ، الجزء الثّالث، باب ذمّ المراء و الخصومات فى الدّين الخ، برقم:٥٨٣، ١٧٦/١)

کا یہی طریقہ رہا ہے جیسا کہ حضرت امام حسن بصری کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا: اے ابا سعید! آؤ میں آپ سے دین میں بحث کروں تو امام حسن بصری نے فرمایا میں نے تو اپنا دین دیکھ لیا ہے اگر تم اپنے دین کو گُم کر چکے ہو تو اسے تلاش کرو۔(٥٤٥)

اِسی لئے بزرگانِ دین، علماء حقّہ نے ہمیشہ سے بدمذہبوں سے اجتناب کا حکم دیا(٥٤٦) اور اُن کے ساتھ کسی قسم کے تعلق کو جائز نہیں رکھا، بزرگانِ دین وعلماء حقّہ نے وہی کیا جو اُن پر لازم تھا کیونکہ اگر کوئی شخص بدمذہب ہو تو ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو اُس کے بدمذہب ہونے کے بارے میں بتادے اگر نہیں بتائیں گے تو عوام تو عوام خواص کے بھی اُس کے دامِ فریب میں پھنس جانے کا خوف ہے اور یہ بتانا غیبت بھی نہیں ہے چنانچہ امام حسن بصری فرماتے ہیں: تین اشخاص ہیں کہ جن کو کوئی غیبت نہیں اُن میں سے ایک بدمذہب ہے۔(٥٤٧)

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: بدمذہب اور اعلانیہ فسق کرنے والے کی کوئی غیبت نہیں ہے۔(٥٤٨)

٥٤٥۔ كتاب الشّريعة، باب ذمّ الجدال و الخصومات فى الدّين، برقم:١١٨، ١/٤٣٨
أيضاً الإبانة الكبرىٰ، برقم:٥٨٦، ١/١٧٦

٥٤٦۔ اس حقیر کو جن اللہ والوں کی زیارت وصحبت کا شرف حاصل ہوا خصوصاً قدوۃ العلماء عارف باللہ حضرت پیر ابراہیم جان سرہندی، سیدی وسندی، استاذی شیخ الحدیث مفتی محمد احمد نعیمی کے تایا محترم قطبِ وقت حضرت الحاج الٰہی بخش مینڈھرو نقشبندی قادری، اور میرے شیخ طریقت، مُربی ومحسن قُدوۃ الانام حضرت الحاج خواجہ غلام رسول نقشبندی مُجدّدی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم، میں نے دیکھا کہ یہ حضرات بدمذہبوں سے شدید نفرت فرمانے والے اور اپنے مریدین ومتوسّلین کو اُن سے دُور رکھنے والے تھے، اُن کی تحریریں اور تقریریں اس پر شاہد عادل ہیں، یہ حضرات خود بدمذہبوں سے بے علاقہ تھے اور جو اُن سے تعلق جوڑتا اُس سے بھی بے علاقہ ہو جایا کرتے۔

٥٤٧۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روى عن النبىّ ﷺ فى النّهى عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٧٧، ٢٧٨، ص٦٧

٥٤٨۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روى عن النبىّ ﷺ فى النّهى عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم:٢٧٩، ص٦٧

اور بعض بے علم اور بعض پڑھے لکھے بے وقوف لوگ انہیں شدّت پسندی کا طعنہ دیتے رہے لیکن تجربہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے اِن مُحسنوں کی بات مان لی اُن کے ایمان محفوظ رہے اور اُن کی اولادیں آج بھی گمراہی سے بچی ہوئی ہیں اور ایک مسلمان کے نزدیک ایمان سے بڑھ کر کوئی شئے زیادہ اہم نہیں ہوتی، اور جن لوگوں نے اُن کی خیر خواہی کو قبول نہ کیا، اُن میں سے کچھ تو خود بدمذہب ہو گئے اور کچھ کا حال یہ ہے کہ اُن کے سامنے بدمذہبوں کو بُرا کہا جائے تو برداشت نہیں کر پاتے،(٥٤٩) اپنی اولادوں کی نسبت بدمذہبوں سے طے کرتے ہیں اُن سے رشتے ناطے جوڑتے ہیں اور اس پر اُن کو ذرا برابر افسوس نہیں ہوتا، اُن کی صحبت اختیار کرتے ہیں، اُن کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں، اُن کا لٹریچر پڑھتے ہیں، اُن کو سُنتے ہیں، اُن کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں، اپنے بچوں کو بدمذہبوں سے تعلیم دِلواتے ہیں گویا کہ وہ اپنے بچوں کو خود گمراہ بنانے کی سعی کرکے اپنی نسل کو برباد کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

اِس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب ﷺ اور حضور کے اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شانِ اقدس میں گُستاخی کرنے والے بدبختوں کو خطاب فرمایا، عزّت ساری اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کریم ﷺ کی ہے، جس نے بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنا ناطہ جوڑ لیا، محبتِ رسول ﷺ میں سب کچھ قربان کر دیا وہ لوگ بھی عزّت کے لائق ہو گئے، ساری عزّتیں ساری عظمتیں اُس محبوبِ ربّ العالمین کی نگاہِ کرم کا صدقہ ہیں، جس کو انہوں نے قبول فرما لیا عزّت والا ہو گیا، جس سے منہ پھیرا ذلیل وخوار ہوا۔

کیونکہ خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

٣٣۔ ﴿نٓ وَ الْقَلَمِ وَ مَا یَسْطُرُوْنَ ○ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّکَ بِمَجْنُوْنٍ ○ وَ اِنَّ لَکَ اَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ○ وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ○﴾ (٥٥٠)

ترجمہ: قلم اور اُن کے لکھے کی قسم۔ تم اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں۔ اور ضرور

٥٤٩۔ حضرت ابوسہل نے فرمایا کہ بدمذہبوں کے لئے کوئی (عزّت و) حُرمت نہیں ہے۔ شرح أصول اعتقاد أهل السُّنّة، سياق ما روى عن النّبيّ ﷺ في النّهي عن مناظرة أهل البدع الخ، برقم: ٢٧٧، ٢٧٨، ص ٦٧

٥٥٠۔ سورة القلم: ٦٨/ ١ تا ٤

تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے۔اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔

شانِ نُزول: مُشرکینِ مکہ خصوصاً ولید بن مغیرہ حضور نبی کریم ﷺ کو مجنون (دیوانہ) کہا کرتا تھا۔قلبِ پاکِ مصطفیٰ ﷺ کو اِس ملعون لفظ سے ایذاء پہنچی، ربّ تعالیٰ نے قسمیں بیان کر کے آپ کے فضائل بیان فرما کر آپ کے قلب پاک کو تسلّی دی۔

سید شریف جرجانی میں لکھتے ہیں: ''النّون سے مراد دوات ہے جو علم اجمالی سے عبارت ہے کیونکہ حروف جو علم کی صورتیں ہیں بالا جمال اس میں موجود ہیں،اور (نٓو القلم) میں ''نٓ'' سے مرادِ علمِ اجمالی ہے جو مرتبہ اُحدیّت میں ہوتا ہے اور ''القلم'' تفصیل کا مرتبہ ہے''۔(۵۵۱)

صرف قلم کی قسم بیان کر کے آپ (ﷺ) کی عزّت افزائی نہیں کی گئی بلکہ ﴿وَمَا يَسْطُرُوْنَ﴾ فرما کر علم کے اُن جواہر پاروں کی بھی قسم بیان کی گئی ہے، جو نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس کی زینت بنتے ہیں، بعض مفسّرین نے فرمایا کہ قلم بھی حضور کا نام ہے، کیونکہ ایک حدیث میں ہے: ''أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ''۔ (۵۵۲)

دوسری حدیث میں ہے ''أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِی'' (۵۵۳) یہ دونوں حدیثیں اِس طرح جمع کی گئیں کہ قلم اور نُور دونوں سے حقیقتِ محمد یہ مراد ہے،حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو اس

۵۵۱۔ كتاب التّعريفات، باب النّون، ص ۱۷۱

۵۵۲۔ سُنَن التّرمذی، كتاب القدر، باب (۱۷)، برقم:۲۱۵۵، ۲۰۱/۳ و كتاب التّفسير، سورة (۶۸) القلم، باب (۶۶)، برقم:۳۳۱۹، ۲۶۴/۴
أيضاً سُنَن أبی داوٗد، كتاب السُّنّة، باب فی القدر، برقم:۴۷۰۰، ۵۲/۵
أيضاً المسند للإمام أحمد: ۳۱۷/۵
أيضاً المواهب اللّدنية، المقصد الأول، تشريف الله تعالىٰ له ﷺ، ۳۷/۱
أيضاً تفسير روح البيان، سورة القلم، الآية: ۱۔۶، ۱۱۷/۱۰
أيضاً مدارج النّبوّة، ۲/۲

۵۵۳۔ مدارج النّبوّة، ۲/۱، ۲/۲
أيضاً تفسير روح البيان، سورة القلم، الآية، ۱۔۶، ۱۱۵/۱۰
اِس حدیث شریف کے مزید حوالہ جات کے لئے علامہ منظور احمد فیضی کی تصنیف ''مقام مصطفیٰ''، ص ۲۱۷، ۲۱۸ کا مطالعہ کیجئے

لئے قلم کہتے ہیں کہ جیسے تحریر سے پہلے قلم ہوتا ہے، ایسے ہی عالم سے پہلے حضور علیہ الصلاۃ و السّلام ہوئے اور جیسے کہ قلمِ الٰہی کی تحریر کوئی بدل نہیں سکتا اِسی طرح حضور کا فرمان دنیا میں کوئی پلٹ نہیں سکتا گویا حضور علیہ السّلام قلم الٰہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شانِ اقدس میں اپنے کلام مبارک میں کئی جگہ قسم ارشاد فرمائی:

﴿لَعَمْرُکَ﴾ (۵۵۴)

ترجمہ: اے محبوب تمہاری جان کی قسم۔(۵۵۵)

﴿یٰسٓ ج وَ الْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ﴾ (۵۵۶)

ترجمہ: اے محبوب حکمت والے قرآن کی قسم تم رسول میں سے ہو۔

﴿لَآ اُقْسِمُ بِہٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَ اَنْتَ حِلٌّ بِہٰذَا الْبَلَدِ﴾ (۵۵۷)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو۔(۵۵۸)

﴿وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ﴾ (۵۵۹)

ترجمہ: تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اُس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

﴿قٓ قف وَ الْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ﴾ (۵۶۰)

۵۵۴۔ سورۃ الحجر: ۱۵/۷۲

۵۵۵۔ اس ارشادِ ربّانی کے تحت صدر الافاضل علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور مخلوقِ الٰہی میں سے کوئی جان بارگاہِ الٰہی میں آپ کی جان پاک کی طرح عزّت وحُرمت نہیں رکھتی اور اللہ تعالیٰ نے سیّدِ عالَم ﷺ کی عمر کے سوا کسی کی عمر وحیات کی قسم نہیں فرمائی، یہ مرتبہ صرف حضور ہی کا ہے۔(خزائن العرفان، سورۃ الحجر: ۱۵/۷۲، ص۳۱۷)

۵۵۶۔ سورۃ یٰسین: ۳۶/۱ تا ۲

۵۵۷۔ سورۃ البلد: ۹۰/۱ تا ۲

۵۵۸۔ اس آیہ کریمہ کے تحت صدر الافاضل لکھتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ عظمت مکہ مکرمہ کو سیّدِ عالم ﷺ کی رونق افروزی کی بدولت حاصل ہوئی۔(خزائن العرفان، سورۃ البلد، ۹۰/۲، ص۷۰۶)

۵۵۹۔ سورۃ البلد: ۹۰/۳

۵۶۰۔ سورۃ ق: ۵۰/۱

ترجمہ: عزّت والے قرآن کی قسم۔

﴿وَ النَّجْمِ اِذَا هَوٰى﴾ (٥٦١)

ترجمہ: اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اُترے۔

﴿وَ الْفَجْرِ ○ وَ لَيَالٍ عَشْرٍ﴾ (٥٦٢)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی۔

کفّار و مشرکین آپ ﷺ پر جنون کا بہتان لگاتے تھے، اُن کے اِس جھوٹے الزام کی تردید خود خالقِ دو جہاں قسم بیان کر کے فرما رہا ہے، فرمایا: ''قسم ہے قلم اور اُس کے لکھے کی'' اِس میں اِس طرف اشارہ ہے کہ جس ذات پاک کے بارے میں یہ ایسی لغو باتیں کرتے ہیں وہ تو ایسی ستودہ صفات کی ہستی ہے کہ قلم کو اُس کی تعریف و ثنا سے فرصت نہ ملے گی، وہی تحریریں علمی دنیا کے لئے باعثِ عز و افتخار ہوں گی جن میں اُس محبوب دلرُبا ﷺ کا ذکر پاک ہوگا، اُن پر تو اُن کے ربّ نے فضل و کرم فرمایا ہے، اُن کے روئے زیبا کو دیکھ کر کُفر سرنگوں ہو گا، اُن سے بڑا پاگل دیوانہ اور کون ہو سکتا ہے جو اس محبوبِ کبریا ﷺ کی شان میں ایسے نازیبا الفاظ اپنی زبان پر لا کر اپنے آپ کو دائمی عذاب کا مستحق بنالے۔

علامہ اسماعیل حقّی رحمۃ اللہ علیہ اِس آیت کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں (٥٦٣)، ''تاویلاتِ نجمیہ'' میں ہے کہ مجنون کا معنی مستُور ہے آیت کا معنی یہ ہے، اے حبیب! اللہ تعالیٰ کی نعمت آپ پر جو اَزل میں ہو چکی یا جو اَبد تک ہونے والی ہے، وہ مستُور پوشیدہ نہیں، کیونکہ مجنون جن سے ہے اور اس کا معنی پردہ ہے اور جن کو بھی جن اِس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسانوں کی آنکھ سے چھپا ہوتا ہے بلکہ آپ تو جو کچھ ہو چکا اس سے بھی واقف ہیں اور جو ہو گا اس سے بھی خبر دار ہیں اور حضور کے اِس علم کامل پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اُس کی ٹھنڈک کو اپنے سینے میں پایا، پس میں نے ''مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ'' (جو ہو گیا

٥٦١۔ سورۃ النّجم:٥٣/١

٥٦٢۔ سورۃ الفجر:٨٩/١ تا ٢

٥٦٣۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ:١۔٦، ١٠/١٢١

اور جو ہوگا) کو جان لیا۔(٥٦٤)

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

سرِ عرش پر ہے تری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئے نہیں وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ (جس نے معاذ اللہ! حضور ﷺ کو مجنون کہا تھا) کے یہ عیب بیان فرمائے:

﴿وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ○ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيمٍ ○ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيمٍ ○ عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيمٍ ○﴾ (٥٦٥)

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سُننا جو بڑا قسمیں کھانے والا، ذلیل، بہت طعنے دینے والا، بہت اِدھر کی اُدھر لگاتا پھرنے والا، بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا گُنہگار، درشت خُو اس سب پر طرہ یہ کہ اُس کی اصل میں خطا۔ (کنزالایمان)

اُس کے بعد فرمایا ﴿سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ﴾ (٥٦٦) ترجمہ: "قریب ہے کہ ہم اُس کی سور کی سی تھوتھنی پر داغ دیں گے"، (کنزالایمان) جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ولید نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ محمد (مصطفیٰ ﷺ) نے میرے حق میں دس باتیں بیان فرمائی ہیں نو (۹) کو تو میں جانتا ہوں کہ مجھ میں موجود ہیں لیکن دسویں بات میری اصل میں خطا ہونے کی اس کا حال مجھے معلوم نہیں، یا تو تُو مجھے سچ سچ بتا دے ورنہ میں تیری گردن مار دوں گا، اِس پر

٥٦٤۔ سُنَن الدّارمي، كتاب الرّؤيا، باب في رؤية الرّبّ تعالىٰ في النّوم، برقم: ٢١٤٩، ٢/١٧٠ عن عبد الرحمن بن عائش
أيضاً أخرجه التّرمذي في "سننه" تعليقاً من قول البخاري بعد حديث: ٣٢٣٥ (٤/٢١٣، ٢١٤)
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب الصّلاة، باب المساجد و مواضع الصّلاة، الفصل الثّاني، برقم: ٣٢٥۔ (٣٧)، ١۔٢/١٥٢

٥٦٥۔ سورة القلم: ٦٨/ ١٠، ١١، ١٢، ١٣

٥٦٦۔ سورة القلم: ٦٨/١٦

اُس کی ماں نے کہا کہ تیرا باپ نامرد تھا، مجھے اندیشہ ہوا کہ وہ مرجائے گا تو اُس کا مال غیر لے جائیں گے تو میں نے ایک چرواہے کو بلالیا، تُو اُس سے ہے۔(٥٦٧)

﴿وَ اِنَّ لَکَ لَاَجْرًا غَیْرَ مَمْنُوْنٍ﴾(٥٦٨)

ترجمہ: ''اور ضرور تمہارے لئے بے انتہاء ثواب ہے'' (کنزالایمان)

یعنی آپ کی شفاعت کبھی ختم نہ ہوگی، اَزل سے اَبد تک آپ ہی کے طفیل سب کی مصیبتیں دُور ہوئیں اور ہوں گی، اے محبوب! تمہارا ثواب کبھی بند نہ ہوگا، قیامت تک آپ کی اُمّت رہے گی اُن کی نیکیاں رہیں گی جن سب کا ثواب صدہا گُنا ہو کر آپ کو ملتا رہے گا۔

''مواہب لدنیہ'' میں ہے کہ مسلمان جو بھی نیک کام کرتے ہیں اس کا ایک ثواب تو کرنے والے کو اور دو اُس کے مُرشد کو اور چار اُس کے مُرشد کے مُرشد کو اور آٹھ اُس کے مُرشد کے مُرشد، اس طرح جس قدر اوپر جاؤ، سلسلہ بڑھتا رہے گا، جب یہ ثواب بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں پہنچتا ہے تو بے شمار اور بے حساب ہو کر پہنچتا ہے۔(٥٦٩)

یہ تو ایک اُمّتی کا ایک نیک کام ہے، اب روزانہ کتنے اُمّتی کتنے نیک کام کرتے ہیں، اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو کتنا ثواب پہنچایا جاتا ہے، جو حساب سے باہر ہے، حدیث میں ہے:

''مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهٖ'' (٥٧٠)

یعنی، جو شخص نیکی پر رہبری کرے اُس کو کرنے والے کی طرح ثواب ملتا ہے۔

اور تمام جہانوں کے اعلیٰ رہبر تو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام ہی ہیں، جو کوئی کسی قسم کی بھی نیکی کرتا ہے یا قیامت تک کرے گا، وہ حضور ﷺ کی رہبری میں کرے گا تو حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کے اَجر کا کیا پوچھنا۔

٥٦٧۔ خزائن العرفان، سورۃ القلم، ٦٨/١٣، ص ٦٧٢

٥٦٨۔ سورۃ القلم: ٦٨/٣

٥٦٩۔ سعادۃ الدّارین، المقدمۃ، المسئلۃ الرّابعۃ، ص ٤٧، ٤٨

٥٧٠۔ صحیح مسلم، کتاب الإمارۃ، باب فضل إعانۃ الغازی فی سبیل اللہ الخ، برقم: ٤٩٣٣/١٣٣۔(١٨٩٣)، ص ٩٣٧، ٩٣٨

امام ربانی مُجدِد الف ثانی فاروقی سرہندی اپنے ''مکتوبات'' میں فرماتے ہیں، جب ''ذکر'' نبی ﷺ سے ماخوذ ہے تو اُس کا ثواب جس قدر ذِکر کرنے والے کو پہنچتا ہے اُس قدر ثواب آنحضرت ﷺ کو بھی پہنچتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَ أَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا" (٥٧١)

یعنی، جس شخص نے کسی نیک طریقہ کو جاری کیا، اُس کو اُس کا اپنا اجر بھی ملے گا اور اُس شخص کا بھی جو اُس پر عمل کرے گا۔

اِس طرح جو نیک عمل اُمتیوں سے وُجود میں آتے ہیں، اُس عمل کا اَجر جس طرح عامل کو پہنچتا ہے اِسی طرح رسول اللہ ﷺ کو بھی جو اُس عمل کے واضع ہیں پہنچتا ہے، بغیر اِس کے کہ عامل کے اَجر کو کچھ کم کریں، اِس بات کی ضرورت نہیں کہ عمل کرنے والا پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کی نیت پر عمل کرے کیونکہ وہ حق تعالیٰ کا عطیہ ہے، عامل کو اُس میں کچھ دخل نہیں، ہاں اگر عامل سے پیغمبر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی نیت بھی ظاہر ہو جائے تو عامل کے زیادہ اَجر کا باعث ہے اور یہ زیادتی بھی نبی کریم ﷺ کی طرف عائد ہوگی (یعنی لوٹ گی)۔(٥٧٢)

لطیفہ: شطرنج کے ایجاد کرنے والا شطرنج کو لے کر بادشاہ کے پاس گیا، بادشاہ نے کہا کہ کچھ انعام مانگو، اُس نے کہا کہ میرے شطرنج کے خانوں کو چاولوں سے اِس طرح بھر دو، کہ ہر اگلے خانے میں پہلے خانہ سے دوگُنا ہوں، یعنی پہلے خانہ میں ایک دوسرے میں دو تیسرے میں چار چوتھے میں آٹھ، پانچویں میں سولہ، بادشاہ نے کہا جاؤ یہ حساب کون لگائے، جو چاول

٥٧١۔ صحیح مسلم، کتاب الزّکاۃ، باب الحثّ علی الصّدقۃ و لو الخ، برقم:٢٣١٤/ ٦٩۔ (١٠١٧)، ص٤٥٣، کتاب العلم، باب مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً الخ، برقم: ٦٨٩٧، ١٥/۔ (١٠١٧م)، ص٢٨٤

أیضاً سُنَن النّسائی، کتاب الزّکاۃ، باب التّحریض علی الصّدقۃ، برقم:٢٥٥٤، ٥/٣، ٥٤، ٥٥

أیضاً سُنَن ابن ماجة، المقدمة، باب مَن سنّ سُنّةً حسنةً الخ، برقم: ٢٠٣، ١/١٢٥

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب العلم، باب ما جاء فیما دعا إلی هُدیً الخ، برقم:٢٦٧٥، ٣/٤٧٢، ٤٧٣

٥٧٢۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ھفتم، مکتوب نمبر٥٧، ص٢٠

کے بورے باورچی خانہ میں ہیں سب لے لو، اِس پر شطرنج کے مالک نے کہا سرکار مجھے تو حساب سے دو جب حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ساری دنیا کے ممالک میں اتنے چاول نہیں ہوتے جتنے حساب سے اُس نے مانگے ہیں، وجہ یہ ہے کہ شطرنج کے چونسٹھ خانے ہیں، آٹھ چاول ایک رتی، آٹھ رتی کا ایک ماشہ، بارہ ماشے کا ایک تولہ، اَسّی تولے کا ایک سیر، جو حساب لگایا چھبیسویں خانہ میں ایک من چاول بنے، اب جو فی خانہ دوگُنا کیا گیا تو آخر میں اتنا چاول ہوا کہ اگر اُس چاول کی قیمت میں سونا دیا جائے، اگر چاول فی روپیہ چار کلو ہو اور سونا پچیس روپے تولہ تو سونا انیس کروڑ من ہوتا ہے، چاولوں کا حساب ہی کیا لگتا یہ چونسٹھ کا حساب تھا جو بادشاہ پورا نہ کرسکا۔

مگر ہمارے آقا کی بارگاہ میں اُمتی کا عمل جب پہنچتا ہے تو دوگُنا، چہار گُنا، آٹھ گُنا علی الترتیب اتنا بڑھ جاتا ہے کہ عدد وہاں کام نہیں کرتا، یہ حساب و کتاب دنیا کے حساب دانوں کا مگر ربّ العالمین دینے والا اور لینے والے محبوب کریم ﷺ، نہ دینے والے کے خزانوں میں کمی نہ ہی لینے والے محبوب کریم ﷺ کے دامن کی کوئی حد، اور نہ ہی محبوب کریم ﷺ کے تقسیم کرنے میں کوئی کمی۔

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا — دریا بہا دیئے ہیں دُربے بہا دیئے ہیں
ان کی نثار کوئی کیسے ہی رنج میں ہو — جب یاد آگئے ہیں سب غم بھلا دیئے ہیں
اِک دل ہمارا کیا ہے آزار اس کا کتنا — تُم نے تو چلتے پھرتے مردے جلا دیئے ہیں
اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں — جس راہ چل گئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

﴿وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (۵۷۳)

ترجمہ: اور بے شک تمہاری خو بو بڑی شان کی ہے۔ (کنزالایمان)

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ ''خُلق'' کے متعلق فرماتے یعنی خُلق نفس کے اُس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اُس کے لئے افعالِ جمیلہ اور خصالِ حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہوجائے۔ (۵۷۴)

۵۷۳۔ سورۃ القلم: ۶۸/۴

۵۷۴۔ التفسیر الکبیر، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۴، ۱۰/۶۰۱

پھر فرماتے ہیں کسی اچھے اور خوبصورت فعل کا کرنا الگ چیز ہے، لیکن اُس کو سہولت اور آسانی سے کرنا الگ چیز ہے، کام خُلق اُس وقت کہلائے گا، جب اُس کے کرنے میں تکلّف سے کام لینے کی نوبت نہ آئے۔(۵۷۵)

یعنی جس طرح آنکھ بے تکلّف دیکھتی ہے کان بے تکلّف سُنتے ہیں، زبان بے تکلّف بولتی ہے، اِسی طرح صفات، شجاعت، حیا، حق گوئی، تقویٰ وغیرہ تجھ سے کسی تردُّد اور توقُّف کے بغیر صُدور پذیر ہونے لگیں تو اُس وقت اِن اُمور کو تیرے اَخلاق شمار کیا جائے گا، عظیم، بہت بڑا۔ علامہ آلوسی لکھتے ہیں کہ

لَا یُدْرِكُ شَأْوَهٗ أَحَدٌ مِنَ الْخَلْقِ (۵۷۶)

یعنی، مخلوق میں سے جس کی سُرعتِ رفتار یا بلند عزم کو کوئی نہ پا سکے اُسے عظیم کہتے ہیں۔

''علیٰ'' استعلاء کے لئے ہے(۵۷۷) یعنی کسی پر حاوی ہونا، چھا جانا اور قابو پا لینے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، آیت یوں نہیں ''وَ اِنَّ لَکَ خُلُقًا عَظِیْمًا'' بلکہ ''وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ'' ہے، حق یہ ہے کہ اخلاقِ حمیدہ اور افعالِ پسندیدہ پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے، یہ سب زیرِ فرمان ہیں، یہ سب مَرکَب ہیں حضور ﷺ اُن کے راکب اور شہسوار ہیں، اِس لئے حضور ﷺ کو اِن اُمور کے لئے کسی تکلّف اور بناوٹ کی ضرورت نہیں، آفتابِ محمدی سے صفاتِ محمدیہ اور کمالاتِ احمدیہ کی کرنیں خود بخود پھوٹتی رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے بھی حکم دیا:

﴿قُلْ مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّ مَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِیْنَ﴾ (۵۷۸)

ترجمہ: (اے حبیب!) تم فرماؤ کہ میں اس قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ (یعنی تکلّف کرنے) والوں میں نہیں۔ (کنزالایمان)

۵۷۵۔ التّفسیر الکبیر، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ١٠/٦٠١

۵۷٦۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ٢٩/٤٠
أیضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ١۔٦، ١٠/١٢١

۵۷۷۔ التّفسیر الکبیر، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ:٤، ١٠/٦٠١

۵۷۸۔ سورۃ ص:٣٨/٨٦

﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ﴾(۵۷۹) فرما کر بتادیا کہ حضور ﷺ کی ذات تمام کمالات کی جامع ہے، وہ کمالات جو پہلے نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے وہ مجموعی طور پر اپنی تمام جلوہ سامانیوں اور اپنی تمام رعنایوں کے ساتھ اُس ذاتِ اَقدس و اَطہر میں موجود ہیں، شُکرِ نوح، خلّتِ ابراہیم، اِخلاصِ موسیٰ، صِدقِ اسماعیل، صبرِ یعقوب و ایوب، تواضُعِ سلیمان علیہم الصّلوٰۃ والسّلام سب یہاں جمع ہیں۔ (۵۸۰)

حُسنِ یوسف دمِ عیسیٰ یدِ بیضا داری　　　آنچہ خُوباں ہمہ دارند تو تنہا داری (۵۸۱)

امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فَاقَ النَّبِیّٖنَ فِیۡ خَلۡقٍ وَّ فِیۡ خُلُقٍ　　　وَ لَمۡ یُدَانُوۡہُ فِیۡ عِلۡمٍ وَّ لَا کَرَمٖ (۵۸۲)

فَاِنَّہٗ شَمۡسُ فَضۡلٍ ھُمۡ کَوَاکِبُھَا　　　یُظۡھِرۡنَ اَنۡوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمٖ (۵۸۳)

یعنی، نبی کریم ﷺ اپنی ظاہری شکل میں اور صورت و سیرت و اخلاق کے اعتبار سے تمام انبیاء سے برتر ہیں، کوئی نبی آپ کے مقامِ علم اور شانِ کرم کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتا، حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی آفتاب ہے سارے انبیاء آپ کے ستارے ہیں اور وہ ستارے عہدِ جاہلیت کے اندھیروں میں آپ کے اَنوار اور تابانیوں کو ظاہر کرتے رہے ہیں۔

اور عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بودھم بحر مکرمت ھم کان　　　کوھرش کان خلقہ القران

۵۷۹۔ سورۃ القلم: ۶۸/۴

۵۸۰۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (۶۸) القلم، الآیۃ: ۱۔۲، ۱۲۲/۱
اسی مقام پر لکھتے ہیں کہ کسی عارف نے کہا
لِکُلِّ نَبِیٍّ فِی الۡاَنَامِ فَضِیۡلَۃٌ　　　وَ جُمۡلَتُھَا مَجۡمُوۡعَۃٌ لِمُحَمَّدٍ (ﷺ)
یعنی، ہر نبی کو لوگوں میں فضیلت ہے اور جملہ فضائل حضرت محمد ﷺ کے لئے جمع کر دیئے گئے ہیں۔

۵۸۱۔ یعنی، حضرت یوسف علیہ السّلام کا حُسن، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پھونک، حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا روشن ہاتھ وہ جو انبیاء علیہم السّلام جداگانہ کمالات رکھتے ہیں آپ تنہا سارے کمالات رکھتے ہیں

۵۸۲۔ قصیدۃ البردۃ، برقم: ۳۸، ص ۳۸

۵۸۳۔ قصیدۃ البردۃ، برقم: ۵۳، ص ۴۲

وصف خلق کسی که قرانست خلة را نعت اوچه امکانست(۵۸۴)

اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کسی نے خُلقِ مصطفوی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن" (۵۸۵)

یعنی، حضور ﷺ کا خُلق قرآن تھا۔

ایک دوسرے نے یہی سوال کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ "سورۃ المومنون" کی پہلی دس آیتیں پڑھ لو۔(۵۸۶)

حکیم ترمذی نے فرمایا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے خُلق سے کسی کا خُلق اعلیٰ نہیں کیونکہ حضور اپنی مرضی اور مشیّت سے دستکش ہو گئے اور اپنے آپ کو کلیۃً حق تعالیٰ کے سپرد کر دیا، امام قُشیری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ نہ آلام و مصائب کے باعث شاہدِ حقیقی سے منہ موڑا اور نہ جُود و عطا سے دامن بھر لینے کے بعد اُس سے بے رُخی برتی۔(۵۸۷)

حضرت جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے خُلق کو عظیم اِس لئے کہا گیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے بغیر حضور کی کوئی خواہش نہ تھی۔(۵۸۸)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

۵۸۴۔ تفسير روح البيان، سورة (٦٨) القلم، الآية:١-٦، ١٠/١٢٢، ١٢٣

۵۸۵۔ دلائل النبوّة للبيهقي، باب ذكر أخبار رؤيت في شمائله و أخلاقه الخ، ١/١٣١
أيضاً المسند للإمام أحمد، برقم:٢٤٦٤٥، ٦/٩٢، ١٦٤
أيضاً أخلاق النبيّ ﷺ للأصبهاني، ص٢٢

۵۸۶۔ صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب جامع صلاة الليل و من نام عنه أو مرض، برقم: ١٦٨٦/ ١٣٩۔ (٧٤٦)، ص٣٣٤
أيضاً أخلاق النبيّ ﷺ للأصبهاني، ص٢٩

۵۸۷۔ تفسير روح البيان، سورة (٦٨) القلم، الآية: ١-٦، ١٠/١٢٣

۵۸۸۔ تفسير القرطبي، سورة (٦٨) القلم، الآية: ٤، ٩/١٨/٢٢٧
أيضاً تفسير المظهري، سورة القلم، ٩/٣٧٠
أيضاً تفسير روح البيان، سورة (٦٨) القلم، الآية:١-٦، ١٠/١٢٣

لَہٗ ھِمَمٌ لَا مُنْتَھٰی لِکِبَارِھَا وَ ھِمَّتُہُ الصُّغْرٰی أَجَلُّ مِنَ الدَّھْرِ (۵۸۹)

یعنی، حضور نبی کریم ﷺ کی ہمتیں اور حوصلے بے شمار ہیں، جو اُن میں سے بڑے حوصلے ہیں، اُن کی تو حد ہی نہیں، حضور ﷺ کی چھوٹی سے چھوٹی ہمت اور حوصلہ زمانہ سے بزرگ تر ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا ارشاد گرامی ہے:

أَدَّبَنِیْ رَبِّیْ تَأْدِیْبًا حَسَنًا (۵۹۰)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے مجھے ادب سکھایا اور اُس کا ادب سکھانا بہت خوب تھا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے لگا تار دس سال حضور ﷺ کی خدمت کی، حضور ﷺ نے مجھے کبھی بھی اُف نہیں کہا، جو کام میں نے کیا اُس کے متعلق کبھی یہ نہیں فرمایا کہ تو نے کیوں کیا، اور جو کام نہیں کیا اُس کے متعلق کبھی نہیں پوچھا کیوں نہیں کیا، (۵۹۱) حضور ﷺ حُسن و جمال میں تمام لوگوں سے برتر تھے، میں نے کسی اطلس یا ریشم کو حضور ﷺ کی ہتھیلیوں سے زیادہ نرم نہیں پایا، کوئی مُشک کوئی عطر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے پسینے سے زیادہ خوشبودار میں نے نہیں سونگھا۔ (۵۹۲)

۵۸۹۔ تفسیر روح البیان، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ١۔٦، ١٢٣/١٠

۵۹۰۔ تفسیر القرطبی، سورۃ (٦٨) القلم، الآیۃ: ٤، ٢٢٨/١٨/٩

۵۹۱۔ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب استخدام الیتیم فی السّفر و الحضر، برقم: ٢٧٦٨، ٢١٤/٢

أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان رسول اللہ ﷺ أحسن النّاس خُلقاً، برقم: ٦٠٧٧، ٦٠٧٨/ ٥١، ٦٠٧٩/٥٢، ٦٠٨٠/٥٣۔ (٢٣٠٨)، ص ١١٣٠، ١١٣١

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب البرّ و الصّلۃ، باب ما جاء فی خُلق النّبیّ ﷺ، برقم: ٢٠١٥، ١١٧/٣، ١١٨

أیضاً الشّمائل، باب ما جاء خُلق رسول اللہ ﷺ، برقم: ٣٤٣، ص ٢١٦

أیضاً سُنَن أبی داؤد، کتاب الأدب، باب فی الحلم و أخلاق النّبیّ ﷺ، برقم: ٤٧٧٣، ٤٧٧٤، ٨٧/٥، ٨٨

أیضاً المسند للإمام أحمد، ١٧٤/٦، ٢٣٦، ٢٤٦

۵۹۲۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب طیب رائحۃ النّبیّ ﷺ و لین ﷺ، برقم:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''قیامت کے دن مومن کے میزان میں حُسنِ اَخلاق سے زیادہ بھاری اور کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ فحش کلام کرنے والے بدزبان سے بُغض رکھتا ہے''۔(۵۹۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''میرے نزدیک تم میں سے زیادہ محبوب اور روزِ قیامت تم میں مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اَخلاق اچھے ہوں گے''، پھر فرمایا، ''میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن تم میں سے سب سے زیادہ دُور بیہودہ باتیں کرنے والا، زبان دراز اور مُتَفَیْہِقُون ہوں گے''، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! پہلے دو لفظوں کا مطلب ہماری سمجھ میں آ گیا، تیسرے لفظ کا مطلب کیا ہے، فرمایا: ''متکبر لوگ''۔(۵۹۴)

''روح البیان'' میں علامہ اسماعیل حقّی نے یہ حدیث نقل کی ہے، حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام نے فرمایا ''اللہ کے نزدیک خُلق کی تین سو ساٹھ صورتیں ہیں، جس میں توحید کے ساتھ اُن میں سے ایک صورت بھی پائی گئی، وہ جنت میں داخل ہوگا''۔

قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رضي الله عنه: هَلْ فِيَّ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اُن میں سے کوئی چیز مجھ میں بھی پائی جاتی ہے۔

قَالَ: "كُلُّهَا فِيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ وَ أَحَبُّهَا إِلَى اللّٰهِ السَّخَاءُ" (۵۹۵)

حضور ﷺ نے فرمایا، ''اے ابو بکر! تم میں حُسنِ خلق کی سب کی سب

۶۱۲۳/۸۱۔ (۲۳۳۰)، ص۱۱۳۷

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب البرّ و الصِّلة، باب ما جاء فی خُلُق النبیّ ﷺ، برقم:۲۰۱۵، ۱۱۸،۱۱۷/۳

أیضاً المسند للإمام أحمد:۱۷۴/۶، ۲۳۶، ۲۴۶

۵۹۳۔ سُنَن التّرمذی، کتاب البرّ و الصّلة، باب ما جاء فی حُسن الخُلق، برقم:۲۰۰۲، ۱۱۲/۳

۵۹۴۔ تفسیر القرطبی، سورة (۶۸) القلم، الآية:۴، ۲۲۸/۱۸/۹

۵۹۵۔ تفسیر روح البیان، سورة (۶۸) القلم، الآية:۱۔۶، ۱۲۳/۱۰، و قال الشّیخ أحمد عزّو عنایة: أخرج نحوه ابن سلیم القرشي في حدیث خیثمة (تحقیق روح البیان، ۱۴۱/۱

صورتیں موجود ہیں، اور اُن میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخاوت بہت محبوب ہے''۔

صاحبِ تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی اِس مقام پر نقل فرماتے ہیں کہ سیدہ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ ﷺ کے ہمراہ اونٹنی یا گدھی پر سوار ہوئیں تو اُس نے تین مرتبہ سُوئے کعبہ سجدہ کیا اور بزبانِ فصیح بولی، میری پُشت پر افضل الانبیاء، سیّدُ المرسلین، حبیبِ کبریاء ﷺ سوار ہیں۔(٥٩٦) (غرضیکہ جانور نے اعترافِ عظمت کیا)

امام احمد کی ''مسند'' اور امام مالک کے ''مؤطا'' (٥٩٧) میں ہے کہ آپ نے فرمایا:

إِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (٥٩٨)

یعنی، میں اِس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اَخلاقِ حَسَنہ کی تکمیل کردوں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب سے بڑھ کر حسین وجمیل (٥٩٩) اور سب سے زیادہ صاحبِ جُود وسخا وعطا (٦٠٠) اور شُجاع ترین تھے (٦٠١) اور یہ کہ

٥٩٦۔ تفسیر المظھری، سورۃ القلم، ٣٦٩/٩

٥٩٧۔ الموطّا للإمام مالك، كتاب حُسن الخُلق، باب ما جاء فی حُسن الخُلق، (برقم:٤٧/١/١٦٩٤)، ص٥٥٦

٥٩٨۔ تفسیر القرطبی، سورۃ القلم، ٢٢٧/١٨/٩
أیضاً تفسیر المظھری، سورۃ القلم، ٣٧١/٩

٥٩٩۔ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النّبیّ ﷺ، برقم:٣٥٤٩، ٤٢٥/٢
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب فی صفة النّبیّ ﷺ و أنه کان أحسن النّاس وجھاً، برقم:٩١/٢١٣٤۔ (٢٣٣٧)، ص١١٣٩

٦٠٠۔ صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب:٦، برقم:٥، ٧/١
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب کان النّبیّ ﷺ أجود النّاس بالخیر الخ، برقم: ٦٠٧٥، ٥٠/٦٠٧٦ (٢٣٠٨)، ص١١٣٠

٦٠١۔ صحیح البخاری، کتاب الجھاد و السّیر، باب الشّجاعة فی الحرب و الجُبن، برقم:٢٨٢٠، ٢٢٨/٢
أیضاً صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعة النّبیّ ﷺ الخ، برقم:٤٨/٦٠٧٢۔ (٢٣٠٧)، ص١١٢٩، ١١٣٠ بلفظ عن أنس قال: کان رسول الله ﷺ أَحْسَنُ النَّاسِ وَ كَانَ أَشْجَعُ النَّاسِ الخ

رسول اللہ ﷺ نے کسی سائل کو جواب میں ''لا'' کبھی نہ فرمایا۔(۶۰۲)

واہ کیا جود و کرم ہے شہہ بطحا تیرا
''نہیں'' سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام طائف تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے وہاں کے لوگوں نے بہت گستاخیاں کیں، یہاں تک کہ آپ کو زخمی کر دیا، جبریل امین نے عرض کی حضور دعا فرمائیں ابھی ابھی اِن کو ہلاک کر دیا جائے، فرمایا، ''جبریل! میں رحمت بن کر آیا ہوں، زحمت بن کر نہیں آیا، اے اللہ! اِن پتھر برسانے والوں پر رحمت برسا دے، یہ نہیں جانتے میں کون ہوں''، جبریل نے عرض کیا، اے اللہ کے حبیب! یہ تو اب ایمان نہ لائیں گے، فرمایا، ''اُمید ہے کہ اِن کی اولاد ایمان لے آئے''، فتحِ مکہ کے روز ہر ایک خوف سے لرزاں اور ترساں تھا اُن میں سے ہر ایک مایوسی اور ناکامی کی دلدل میں پھنسا ہوا تھا، خوف کے مارے اُن کے چہرے زرد پڑ گئے تھے، اُس وقت سرورِ کونین ﷺ نے اُن سے دریافت کیا:

''اے جماعتِ قریش! آج تمہارا وہ غرور اور گھمنڈ کہاں ہے، سنو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُس جاہلیت کے غرور اور تکبّر اور نسب کے فخر کو مٹا دیا ہے، تمام آدمی آدم کی اولاد ہیں، اور حضرت آدم علیہ السلام خاک ہی سے بنے تھے''۔

قریش نے یہ سُن کر کچھ جواب نہ دیا، شرم و ندامت سے اُن کی نظریں زمین پر گڑی ہوئی تھیں، حضور ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا، ''اے قریشی سردارو! تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا سُلوک کروں گا''۔

سردارانِ قریش نے جواب دیا، آپ ہمارے شریف بھائی ہیں، اور شریف برادرزادہ ہیں، یہ جواب سُن کر نبی کریم ﷺ نے یہ کلمات فرمائے:

اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ وَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ (۶۰۳)

۶۰۲۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب ما سُئل رسول اللہ ﷺ قطّ فقال: لا الخ، برقم: ۶۰۸۴/۵۶۔ (۲۳۱۱)، ص ۱۱۳۱

۶۰۳۔ السُّنَن الکبریٰ للبیہقی، کتاب السِّیر، باب فتح مکۃ حرّسها اللہ تعالیٰ، برقم: ۱۸۲۷۶، ۲۰۰/۹

''جاؤتم آزاد ہو، آج تم پر کوئی ملامت یا گرفت نہیں اور اللہ تعالیٰ بھی تم کو معاف فرمادے گا وہ سب سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے''۔

ولید بن مغیرہ نے نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخانہ الفاظ کہے اُس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو قسم بیان فرما کر اور آپ کے اَوصافِ حمیدہ بیان کر کے حضور ﷺ کے دل سے اُس غم واندوہ کو دُور فرمایا(۶۰۴)، کیسی ہے شان مصطفیٰ ﷺ جن کی دلجوئی اللہ عزّ وجلّ اپنے کرم خاص سے فرماتا ہے، اور محبوب کے سامنے اپنی رحمتوں برکتوں اور لازوال نعمتوں کا ذکر فرما کر محبوب ﷺ کی شان کو بلند وبالا فرماتا ہے، صلی اللہ علیہ والہ وبارک وسلم

اُسے منظور بڑھانا تیرا

۳۴۔ ﴿اِنَّ رَبَّکَ یَعۡلَمُ اَنَّکَ تَقُوۡمُ اَدۡنٰی مِنۡ ثُلُثَیِ الَّیۡلِ وَ نِصۡفَهٗ وَ ثُلُثَهٗ وَ طَآئِفَةٌ مِّنَ الَّذِیۡنَ مَعَکَ ؕ وَ اللّٰهُ یُقَدِّرُ الَّیۡلَ وَ النَّهَارَ ؕ عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَیۡکُمۡ فَاقۡرَءُوۡا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ ؕ﴾ (۶۰۵)

ترجمہ: بے شک تمہارا ربّ جانتا ہے کہ تم قیام کرتے ہو کبھی دو تہائی رات کے قریب کبھی آدھی رات کبھی تہائی اور ایک جماعت تمہارے ساتھ والی اور اللہ رات اور دن کا اندازہ فرماتا ہے، اسے معلوم ہے کہ اے مسلمانو! تم سے رات کا شمار نہ ہو سکے گا تو اس نے اپنی مہر سے تم پر رجوع فرمائی اب قرآن میں سے جتنا تم پر آسان ہو اتنا پڑھو۔ (کنزالایمان)

جب حضور نبی کریم ﷺ پر ﴿قُمِ الَّیۡلَ﴾(۶۰۶) کا حکم نازل ہوا تو حضور نبی کریم ﷺ پر نمازِ تہجد ادا کرنا اور اُس میں قرآن کریم کی تلاوت کرنا فرض ہو گیا، بعض علماء فرماتے ہیں کہ ابتداء میں نماز تہجد تمام مسلمانوں پر فرض تھی اور بعض کا خیال ہے کہ نماز تہجد صرف حضور ﷺ پر ہی فرض تھی،(۶۰۷) لیکن جب مسلمانوں نے اپنے آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو نصف

۶۰۴۔ دیکھئے: سورۃ (۶۸) القلم، آیت: ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳

۶۰۵۔ سورۃ المزمّل: ۲۰/۷۳

۶۰۶۔ سورۃ المزمّل: ۲/۷۳

۶۰۷۔ علامہ ابوالحسنات اِس قول کے تحت لکھتے ہیں کہ ''فرضیت سب کے لئے نہ تھی، فرضیت آپ ﷺ کے

شب یا کم وزیادہ عبادت میں مصروف دیکھا تو اُن کے دل میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی اتباع کا شوق پیدا ہوا اور وہ بھی اپنے ہادی ومولیٰ کے ساتھ اپنے مالک کی عبادت میں مشغول رہنے لگے، کیونکہ نصف رات کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے تھے اِس لئے بسا اوقات دو تہائی رات نماز پڑھتے پڑھتے گزر جاتی، یہاں تک کہ اُن کے پاؤں سوج گئے چہروں کی رنگت زرد پڑ گئی، اللہ تعالیٰ نے لُطف وکرم فرمایا اِس حکم میں تخفیف کردی، اب نصف رات جاگنے کی پابندی نہیں، جتنا تم آسانی سے جاگ سکتے ہو اور جتنا بآسانی قرآن پڑھ سکتے ہو اتنا ہی کافی ہے۔

یہ آیت پہلے حکم کے کتنے عرصہ بعد نازل ہوئی اِس میں مختلف قول ہیں، آٹھ ماہ، سولہ ماہ، ایک سال کی مختلف روایات منقول ہیں، امام ابن جریر نے اپنی ''تفسیر'' میں بارہ ماہ کا عرصہ لکھا ہے،(۶۰۸) بعض نے اِس کا یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ تم اس کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے، (۶۰۹) اس وقت کوئی ایسا ذریعہ نہ تھا جس سے بالیقین پتہ چل جائے کہ ٹھیک آدھی رات گزر گئی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس حکم میں نرمی فرمادی اور بعض نے ''لَنْ تُحْصُوْہ'' کا معنیٰ ''لَنْ تُطِيْقُوا قِيَامَهٗ '' کیا ہے(۶۱۰) کہ تم ہمیشہ اتنی دیر قیام کی طاقت نہیں رکھتے تم اس حکم کو نباہ نہ سکو گے، کیونکہ بیماری، سفر وغیرہ کے عوارض انسان کے ساتھ ہیں، جن کے باعث نصف رات جاگنا از حد مشکل ہو جاتا، اِن وجوہ کی بنا پر لوگ ایسا نہ کر سکتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے تم پر آسانی اور تخفیف کردی، اب جتنا آسانی سے جاگ سکتے ہو اور آسانی سے تلاوت کر سکتے ہو، اتنا ہی کافی ہے۔

''تفسیر الحسنات'' (۶۱۱) میں ہے کہ علماء کا اِس میں اختلاف ہے کہ نمازِ تہجد سُنَنِ الزوائد

لئے خاص تھی البتہ تخفیف اُمت کے ضُعف کے پیشِ نظر فرمائی گئی کہ اتباعِ سنّت میں یہ اَمر اُن کے حق میں نفل ہوجائے اور برکاتِ قیامِ شب سے محروم نہ ہوں کیونکہ آپ ﷺ کی اتباع وپیروی دین کی اصل ہے (تفسیر الحسنات، سورۃ المزمّل، ۲۹/۷)

۶۰۸۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ المزمّل، الآیۃ:۱۹، ۲۰، ۱۲/۲۹۵

۶۰۹۔ تفسیر المظھری، سورۃ المزمّل، الآیۃ: ۲۰، ۱۰/۷۸

۶۱۰۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ المزمّل، الآیۃ: ۱۹، ۲۰، ۱۲/۲۹۳

۶۱۱۔ تفسیر الحسنات، سورۃ المزمّل، ۷/۲۹/۱۰۳۵، ۱۰۳۶

سے ہے یا سنّتِ مؤکّدہ تو جمہور کے نزدیک نمازِ تہجد سُنَن الزَّوائد سے ہے یعنی مستحب ہے، البتہ مستحبات میں افضل ترین ہونے کی وجہ سے اِس کے ترک کو ناپسندیدہ جانا گیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ''اُس شخص کی طرح نہ ہونا جو پہلے نمازِ تہجد پڑھا کرتا تھا پھر اس نے اُسے ترک کر دیا''۔ (٦١٢)

اور امام ترمذی نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، تم (لوگ) نمازِ شب کا التزام کرو کہ یہ گزشتہ اُمّتوں کے صالحین کا طریقہ ہے اور (بے شک قیامِ لیل) قُربِ الٰہی کا ذریعہ، گُناہوں کو باز رکھنے والا ہے، اور خطاؤں کو مٹانے والا (اور بیماری کو جسم سے دُور کرنے والا ہے)۔(٦١٣)

اِس کی تفسیر میں بعض علماء کا فرمانا ہے کہ مراد پنجگانہ نمازوں میں قرأت ہے، اور حَسن کا قول ہے کہ مغرب اور عشاء کی قرأت مراد ہے، اور نماز میں قرأت کی کتنی مقدار واجب ہے امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو تکبیر کہو پھر فاتحہ پڑھو، پھر جو کچھ چاہو پڑھو۔(٦١٤) اور امام دار قطنی کی روایت فاتحہ سے پہلے ثنا پڑھنا بھی آیا ہے۔(٦١٥) اور فاتحہ کے بعد یہ الفاظ آئے ہیں اور جس چیز کے پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے یعنی ''فَاقْرَؤُا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰن''۔

امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک اِسی حکم کے تحت نماز میں کم از کم ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات مثل سورۂ کوثر جوازِ نماز کے لئے کافی ہیں، (٦١٦) یعنی اس قدر

٦١٢۔ الزّهد لابن المبارك، برقم: ٩٤١، ص ٥١٤
أيضاً كتاب التّهجد للأشبيلي، فيمن ترك قيام اللّيل بعد ما كان يقومه، برقم: ٨٩٢، ص ١٧٤

٦١٣۔ سُنَن التّرمذي، كتاب الدّعوات، باب ما جاء في دُعاء النّبيّ ﷺ، برقم: ٣٥٤٩، ٣٩١/٤
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب الصّلاة، باب التّحريص على قيام اللّيل، الفصل الثّاني برقم: ١٢٢٧، ١-٢/٢٤٢

٦١٤۔ المسند للإمام أحمد: ٤٢٠/٢

٦١٥۔ سُنن الدّار قطني، كتاب الصّلاة، باب دعاء الاستفتاح بعد التّكبير، برقم: ١١٢٧، ١١٢٨، ٢٩٨/١/١

٦١٦۔ جب کہ ''هدایه'' میں ہے کہ امام اعظم کے نزدیک کم از کم ایک آیت اور صاحبین (امام ابو یوسف اور امام محمد) کے نزدیک ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیات جوازِ نماز کے لئے کافی ہیں، دیکھئے: الهداية، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، فصل في القراءة، ١-٢/٦٧

قرأت لازم ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی (٦١٧) اور امام احمد کا مذہب بھی یہی ہے، البتہ اُن کے نزدیک فاتحہ کے بعد قرأتِ سورت مسنون ہے واجب نہیں، اور اُن کے ساتھ امام شافعی اور امام مالک کا مذہب بھی یہی ہے، اور وہ سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہ ہونے کے قائل ہیں، یعنی فرض قرار دیتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک فاتحہ اور اُس کے ساتھ کسی سورت کا انضمام (یعنی ملانا) واجب ہے۔ کما قیل فی "الهداية" (٦١٨)

اور امام کے پیچھے سورت الفاتحہ کا پڑھنا اختلافی مسئلہ ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک امام کے پیچھے کسی نماز میں بھی خواہ سری ہو یا جہری سورۂ فاتحہ پڑھنے کی ممانعت ہے، اور اُن کی دلیل امام احمد (٦١٩) اور دار قطنی (٦٢٠) کی مروی حدیث حجت ہے:

"قِرَاْءَةُ الْإِمَامِ قِرَاْءَةٌ لَهُ" (٦٢١)

یعنی، امام کی قرأت مقتدی کو بھی کافی ہے۔ (٦٢٢)

اور امام ابوداؤد نے بھی اِس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ حدیث شیخین کی شرط پر صحیح

٦١٧۔ یعنی مطلقاً قرأت فرض ہے سورۂ فاتحہ پڑھنا اور اس کے ساتھ چھوٹی سورت جیسے سورۂ کوثر، چھوٹی تین آیات اس طرح ایک آیت یا دو آیات جو چھوٹی تین آیات کے برابر ہوں فرض کی پہلی دو رکعات میں اور فرائض کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں ملانا واجب ہے جیسا کہ "در مختار" (كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، ص٦٤) میں ہے۔

٦١٨۔ الهداية، كتاب الصّلاة، باب صفة الصّلاة، ١۔٢/٦٠

٦١٩۔ المسند للإمام أحمد، ٣/٣٣٦

٦٢٠۔ سُنَن الدّار قطني، كتاب الصّلاة، باب ذكر قوله ﷺ "من كان له إمام فقراءة الإمام له قراءة، برقم: ١٢٢٣، ١/١/٣٢١

٦٢١۔ سُنَن ابن ماجة، كتاب الصّلاة، باب إذا قرأ الإمام فأنصتوا، برقم: ٨٥٠، ١/٤٦٠

٦٢٢۔ اور حدیث شریف جسے امام ولی الدین تبریزی نے "مشكاة المصابيح" کے كتاب الصّلاة، باب القرأة في الصلاة (الفصل الأول) میں نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ کی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ "جب امام قرأت کرے تو تم خاموش ہو جاؤ" اس کے تحت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی لکھتے ہیں کہ یہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب میں مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کے منع ہونے اور اس پر جہری خواہ سرّی نماز میں قرأت کے واجب نہ ہونے کی دلیل ہے۔ (لمعات التّنقيح، كتاب الصّلاة، باب القرأة في الصّلاة، الفصل الأول، برقم: ٨٢٧ (٦)، ٣/١٣٤)

ہے، جسے امام محمد نے ''موطا'' (٦٢٣) میں بطریق موسیٰ بن ابی عائشہ عن عبداللہ بن شداد عن جابر روایت کیا ہے۔ (یہاں پر ''تفسیر الحسنات'' کا بیان مکمل ہوا) (٦٢٤)

نمازِ تہجد اُمت کے حق میں اگرچہ نہ فرض ہے اور نہ واجب لیکن صحابہ کرام علیہم الرضوان جو نبی ﷺ کے افعال کے اتباع کو اپنے لئے ضروری ولازمی جانتے تھے اُن سے یہ متصور نہیں کہ وہ اس کے تارک ہوں چنانچہ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس بات میں بکثرت احادیث وآثار ہیں جن کا احاطہ نہیں ہوسکتا، لیکن بحیثیت مجموعی طور پر یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ ﷺ کے افعال کی پیروی اور اتباع کیا کرتے تھے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

جب آپ ﷺ نے اپنی نعلین مبارک اُتاری تو تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی جوتیاں اُتار دیں۔ (٦٢٥)

٦٢٣۔ مؤطا الإمام مالك، رواية محمد بن حسن شيباني، أبواب الصّلاة، باب القرأة فى الصّلاة خلف الإمام، برقم:١١٧، ص٦١

٦٢٤۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام اس لئے بنایا گیا ہے کہ اُس کی اقتداء کی جائے پس وہ جب تکبیر کہے تو تکبیر کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو'' اِس حدیث کو امام ابوداؤد نے اپنی ''سُنَن'' کے كتاب الصّلاة، (باب الإمام يصلّى من قعود، برقم:٦٠٤، ١/٢٨٧) میں، امام نسائی نے اپنی ''سُنَن'' کے كتاب الإفتتاح و باب إكتفاء المأموم بقرأة الإمام، برقم:٩٢٢، ١/٢/١٠٤) میں، امام ابن ماجہ نے اپنی ''سُنَن'' کے كتاب الصّلاة (باب إذا قرأ الإمام فأنصتو، برقم:٨٤٦، ١/٤٥٨) میں اور امام احمد نے ''المسند'' (٤/٣٥٣) میں روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے ''مشكاة المصابيح'' کے كتاب الصّلاة، باب القرأة فى الصّلاة (الفصل الثّاني، برقم:٨٥٧، ١-٢/١٧٨) میں نقل کیا ہے۔

٦٢٥۔ سُنن أبى داؤد، كتاب الصّلاة، باب الصّلاة فى النّعل، برقم:٦٥٠، ١/٣٠٢
أيضاً سُنَن الدّارمى، كتاب الصّلاة، باب الصّلاة فى النّعلين، برقم:١٣٧٨، ١/٢٣٥
أيضاً مسند عبد بن حُميد، من مسند أبى سعيد الخدرى، برقم: ٨٨٠، ص٢٧٨
أيضاً صحيح ابن خزيمة، جماع أبواب اللباس فى الصّلاة، باب ذكر الدّليل على أن المصلّى الخ، برقم:٧٨٦، ١/٤٠٥
أيضاً الإحسان بترتيب صحيح ابن حبان، كتاب الصّلاة، باب فرض متابعة الإمام، ذكر

یہ تھا ذوق ومحبت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا،(۶۲۶) یہ بھی اُن صحابہ کرام کی محبت کا صلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکالیف کو دیکھتے ہوئے پیارے محبوب ﷺ کی رحمت وشفقت پر کرم فرمایا کہ اس حکم میں آسانی کی اُمّت کی مغفرت کے غم میں رہتے تھے اور اپنے امتیوں کی معمولی سی تکلیف، دکھ، درد، مصیبت کو برداشت نہ فرماتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ (۶۲۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر

الأمر لمن أتى المسجد الخ، برقم:۲۱۸۲، ۳/۳/۳۰۵، ۳۰۶

أيضاً المسند للإمام أحمد: ۳/۲۰، ۹۲

أيضاً بلوغ الأماني من أسرار الفتح الربّاني، كتاب الصّلاة، إجتناب النّجاسة الخ، الصّلاة في النّعل، برقم: ۱۴۲۷، ۱/۳۸۰

أيضاً فتح المتعال في مدح النّعال، الباب الأوّل، حكم الصّلاة في النِّعال، ص ۴۵

۶۲۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ وہ جمعہ کے دن حاضر ہوئے اور رسول اللہ ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے انہوں نے سُنا کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' تو حضرت ابن مسعود مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے اور نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھ لیا، فرمایا اے عبداللہ بن مسعود ادھر آؤ (سُنَن أبي داؤد، كتاب الصّلاة، باب الإمام يكلم الرّجل في خطبته أيضاً صحيح ابن خزيمة، كتاب الجمعة، جماع أبواب الأذان، باب أمر الإمام الخ، برقم: ۱۷۸۰، ۲/۸۶۳۔ أيضاً جامع بيان العلم و فضله، باب (۶۱) نكتة يستدلّ بها على استعمال عموم الخطاب الخ، برقم: ۸۶۲، ۲/۱۳۳، ۱۳۴) اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستے میں تھے کہ آپ نے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''بیٹھ جاؤ'' تو وہ وہیں راستے میں بیٹھ گئے، رسول اللہ ﷺ اُن کے پاس سے گزرے تو فرمایا ''تیرا کیا حال ہے؟'' عرض کی حضور میں نے آپ کو ''بیٹھ جاؤ'' فرماتے سنا تو میں بیٹھ گیا تو نبی کریم ﷺ نے (دعا دی کہ) ''اللہ تعالیٰ تیری طاعۃ کو زیادہ کرے'' (جامع بيان العلم و فضله، باب (۶۱) نكتة يستدلّ بها الخ، برقم: ۸۶۲، ۲/۱۳۴) متن اور حاشیہ میں ذکر کردہ ان چند واقعات سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان حضور ﷺ کے قول اور فعل کو واجب العمل گردانتے تھے، مسلمانو! حضرات صحابہ کرام کا عمل دیکھو پھر اپنے آپ کو دیکھو کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

۶۲۷۔ سورة التّوبة: ۹/۱۲۸

تمہارا مُشقّت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب ﷺ سے وہ تعلق ہے جسے یوں بیان فرمایا:

كُلُّهُمْ يَطْلُبُوْنَ رَضَائِيْ وَ أَنَا أَطْلُبُ رِضَاكَ يَا مُحَمَّدُ (ﷺ) (٦٢٨)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم، خُدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

۳۵۔ ﴿لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ O اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ O فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ O ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ O﴾ (٦٢٩)

ترجمہ: تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بے شک اِس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے۔ تو جب ہم اُسے پڑھ چکیں اُس وقت اُس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو۔ پھر بے شک اِس کی باریکیوں کا تم پر ظاہر فرمانا ہمارے ذمہ ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: بخاری و مسلم اور دیگر کُتُب احادیث میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نُزولِ وحی کی شِدّت کی وجہ سے جلد جلد پڑھتے، اور اپنی زبان مبارک اور اپنے مقدس ہونٹوں کو جلد جلد حرکت دیتے، اِس خوف سے کہ نازل شُدہ آیات سے کچھ حصہ یاد سے نہ رہ جائے اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔ (٦٣٠)

نبوّت کی گِراں ذمہ داریوں کا حضور ﷺ کو از حد احساس تھا جب وحی نازل ہوتی تو حضور ﷺ پوری طرح متوجہ ہوتے اور جبریل امین جونہی اللہ تعالیٰ کے کلام کی قرأت شروع کرتے حضور بھی جلدی جلدی سے تلاوت فرماتے، مبادا کوئی لفظ رہ نہ جائے، بیک وقت تین

٦٢٨۔ ان کلمات کی تخریج کتاب کے ابتدائی صفحات میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

٦٢٩۔ سورة القيامة:٧٥/١٦ تا ١٩

٦٣٠۔ صحيح البخاری، كتاب بدء الوحی، باب:٤، برقم:٥، ١/٧
أيضاً صحيح مسلم، كتاب الصّلاة، باب الاستماع للقراءة، برقم: ٩٣٥/ ١٤٧۔ (٤٤٨)، ص٢١٣، ٢١٤
أيضاً تفسير ابن كثير، سورة (٧٥) القيامة، الآية:١٦، ٤/٥٨٠
أيضاً تيسير الوصول، سورة (٧٥) القيامة، الآية:١٦، ص٣٧٧

کام، سراپا توجہ بن کر سُننا، اُس کی تلاوت کرنا، اور اُس کے مفہوم کو سمجھنا بڑا دِقّت طلب اور تکلیف دِہ کام تھا، اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب کی یہ تکلیف گوارا نہ فرمائی، اِس زحمت سے بچانے کے لئے یہ ارشاد فرمایا۔

چونکہ یہاں قیامت اور قیامت کی ہولنا کیوں کا ذکر ہو رہا تھا، مضمون کی اہمیت کے پیش نظر حضور ﷺ نے اپنے تین کاموں میں مزید کوشش فرمائی اللہ عزّ وجلّ نے اس شِدّت کو کم کرنے اور اِس تکلیف سے بچانے کے لئے اپنے پیارے نبی مکرم ﷺ پر خصوصی رحمت فرمائی ہے کہ محبوب! آپ کو اس قدر کوشش کرنے کی ضرورت نہیں، جب جبریل ہماری آیتیں پڑھ کر سُنا رہے ہیں تو اس وقت آپ صرف دھیان سے سُنتے جائیں اور یہ فکر نہ کریں کہ کلام کا کوئی حصہ فراموش ہو جائے گا یا کوئی حکم پوری طرح سمجھا نہ جائے گا، یہ فکر دل سے نکال دیں یہ کام ہم نے اپنے ذمہ لے لئے ہیں۔

جب جبریل وحی کا اِلقا کر چکیں گے تو اُس کا ایک ایک کلمہ ایک ایک حرف آپ کے حافظہ میں نقش ہو جائے گا، اِس سارے کلام کو ہم آپ کے سینہ مبارک میں جمع کر دیں گے، اور پھر ہر آیت کا، آیت کے ہر کلمہ کا مقصد اور مفہوم آپ کو سمجھا دینا یہ بھی ہمارا کام ہے، اِن چار آیات نے فتنۂ انکارِ سنّت کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا، مُنکرینِ سنّت کے زبردست اعتراضات کا قلع قمع کر کے رکھ دیا، ہر وہ شخص جو قرآن کو خُداوند عالم کا کلام سمجھتا ہے اُس کے لئے نجات کا راستہ کشادہ ہو جاتا ہے۔

مُنکرینِ سنّت کا بنیادی اعتراض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر صرف قرآن کریم نازل فرمایا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی وحی حضور ﷺ پر نہیں اُتری، قرآن کی جو تعبیر یا احکامِ قرآنی کی جو تفصیل ہمیں کُتُبِ احادیث میں ملتی ہے یہ حضور کی ذاتی رائے ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

قرآن کی ایک چھوٹی آیت ﴿ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾ (۶۳۱) ترجمہ: ''پھر ہمارے ذمہ ہے اس کو کھول کر بیان کر دینا''۔ نے اعتراضات کے اس طومار کو نیست و نابود کر دیا، فرمایا جو کلام آپ پر نازل کیا جا رہا ہے اس کا یاد کرا دینا اُس کو آپ کے سینہ میں جمع کر دینا بھی ہمارا

۶۳۱۔ سورۃ القیامۃ: ۱۹/۷۵

کام ہے اور اُس کا بیان بھی ہمارے ذمہ ہے۔

یعنی قرآنِ کریم کے احکامات ارشادات کے مفہوم اور مُدّعا کو پوری طرح سمجھا دینا بھی ہماری ذمہ داری ہے، یہ آپ کی صوابدید یا اجتہاد پر موقوف نہیں، بلکہ ہم نے (جو عالم الغیب و الشہادہ ہیں، ماضی، حال، مستقبل کے زمانوں اور اُن کے ہر لحظہ بدلتے ہوئے تقاضوں کے خالق ہیں) انہیں کھول کر آپ کو سکھایا ہے، جب قرآن اور قرآن کا بیان دونوں مُنَزَّل مِنَ اللہ ہیں، تو دونوں کا اتباع ہر مومن پر لازم ہوگا اور کسی کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ایک تو واجبُ العمل قرار دے اور دوسرے کو ساقِطُ العمل۔

مُنکرینِ سنّت نے ﴿اِنَّ عَلَیۡنَا بَیَانَهٗ﴾ کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ایک حکم جو ایک جگہ قرآن میں مجملاً مذکور ہے، دوسری آیت میں اُس میں تفصیل درج کر دی گئی اور یہی بیان قرآن ہے جس کا وعدہ کیا گیا، اس کو وہ تفسیر القرآن بالقرآن پر بھاری بھر کم اور رُعب دار اصطلاح سے تعبیر کرتے ہیں، ہم بصد ادب اُن کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ وہ سارے قرآن سے حج کرنے کا طریقہ ہمیں سمجھا دیں، ہم ان کی قرآن فہمی کی داد دیں گے اگر وہ سنّت کی روشنی کے بغیر حج ادا کرنے کے حکم کی تعمیل کریں گے تو انہیں نویں ذی الحجہ کا تعین ملے گا، نہ طواف کا طریقہ، نہ احرام کی تفصیلات، نہ سعی نہ دیگر افعالِ حج کا انہیں صحیح علم ہوگا، اُن کے اجتہاد کے مطابق ملّتِ اسلامیہ کا یہ بین الاقوامی اجتماع انتشار و اختلاف کی نذر ہو جائے گا۔

حج سے بھی زیادہ اہم عبادت نماز ہے، آپ نماز کے بارے میں قرآن کریم کی سب آیتوں کو چُن کر جمع کر لیں، پھر عربی لُغت کی ساری کُتُب جو دستیاب ہو سکتی ہیں وہ بھی فراہم کر لیں، مزید یہ کہ عربی زبان کے ماہرین کو تلاش کریں اُن میں جو ماہر ترین ہوں اُن کی ایک جماعت کو بھی پاس بٹھا لیں اور ہمیں ''اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ'' کا معنیٰ سمجھا دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اِس حکم کی تعمیل ہم سے کس صورت میں چاہتا ہے، یہ لوگ برسوں مغز ماری کرتے رہیں، سنّتِ نبوی کی مدد کے بغیر آیت کریمہ کے اِن دو کلمات کا معنیٰ نہیں بتا سکتے چہ جائیکہ سارے قرآن کو سمجھنے کا دعویٰ کریں۔

قرآن اور بیانِ قرآن (سنّت نبوی) اِس آیت کے مطابق سب مُنَزَّل مِنَ اللہ ہیں، ان

کو جُدا نہیں کیا جا سکتا عمل کرنا ہے تو دونوں پر عمل کرنا ہوگا، اگر بیانِ قرآن کو نظر انداز کر دیں تو ممکن ہی نہیں کہ قرآن کا اس طرح اتباع کریں جس طرح اُس کے نازل کرنے والے کا منشاء ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ عزّ وجلّ کے ذکر کے ساتھ ذکرِ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ سُنیں:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (٦٣٢)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (٦٣٣)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے۔ (کنزالایمان)

﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لَا رَسُوْلِهٖ﴾ (٦٣٤)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کے سوا۔ (کنزالایمان)

﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ﴾ (٦٣٥)

ترجمہ: بیزاری کا حکم سنانا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖٓ﴾ (٦٣٦)

ترجمہ: اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے۔ (کنزالایمان)

﴿مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (٦٣٧)

ترجمہ: جو خلاف کرے اللہ اور اُس کے رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿مَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (٦٣٨)

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول نے اُن کو دیا۔ (کنزالایمان)

﴿اَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ﴾ (٦٣٩)

ترجمہ: اسی لئے کہ وہ اللہ اور رسول سے منکر ہوئے۔ (کنزالایمان)

٦٣٢۔ سورة النّساء:٤/١٣
٦٣٣۔ سورة النّساء:٤/١٤
٦٣٤۔ سورة التّوبة:٩/١٦
٦٣٥۔ سورة التّوبة:٩/١
٦٣٦۔ سورة التّوبة:٩/٣
٦٣٧۔ سورة التّوبة:٩/٦٣
٦٣٨۔ سورة التّوبة:٩/٥٩
٦٣٩۔ سورة التّوبة:٩/٥٤

﴿وَ سَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَ رَسُوْلُہٗ﴾ (٦٤٠)

ترجمہ: اور اب اللہ ورسول تمہارے کام دیکھیں گے۔ (کنزالایمان)

﴿اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ﴾ (٦٤١)

ترجمہ: اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔ (کنزالایمان)

﴿الَّذِیْنَ کَذَبُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ﴾ (٦٤٢)

ترجمہ: جنہوں نے اللہ ورسول سے جھوٹ بولا تھا۔ (کنزالایمان)

﴿الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ﴾ (٦٤٣)

ترجمہ: وہ کہ اللہ اور اُس کے رسول سے لڑتے۔ (کنزالایمان)

﴿قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ (٦٤٤)

ترجمہ: تم فرماؤ غنیمتوں کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔ (کنزالایمان)

﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ﴾ (٦٤٥)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنزالایمان)

﴿فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ (٦٤٦)

ترجمہ: تو اُس کا پانچواں حصہ خالص اللہ اور رسول کا ہے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (٦٤٧)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اِذَا دُعُوْآ اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ﴾ (٦٤٨)

ترجمہ: اور جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں۔ (کنزالایمان)

﴿اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ وَ رَسُوْلُہٗ﴾ (٦٤٩)

٦٤٠۔ سورة التّوبة:٩/٩٤ — ٦٤١۔ سورة التّوبة:٩/٧٤
٦٤٢۔ سورة التّوبة:٩/٩٠ — ٦٤٣۔ سورة المائدة:٥/٣٣
٦٤٤۔ سورة الأنفال:٨/١ — ٦٤٥۔ سورة الأنفال:٨/١٣
٦٤٦۔ سورة الأنفال:٨/٤١ — ٦٤٧۔ سورة المائدة:٥/٩١
٦٤٨۔ سورة النّور:٢٤/٥١ — ٦٤٩۔ سورة النّور:٢٤/٥٠

ترجمہ: (یا یہ کہ ڈرتے ہیں کہ) اللہ ورسول اُن پر ظلم کریں گے۔ (کنزالایمان)

﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ﴾ (٦٥٠)

ترجمہ: وہ جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ﴾ (٦٥١)

ترجمہ: اور سچ فرمایا اللہ اور اُس کے رسول نے۔ (کنزالایمان)

﴿اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا﴾ (٦٥٢)

ترجمہ: ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور اس کے رسول کا حکم مانا ہوتا۔ (کنزالایمان)

بکثرت آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ اپنے محبوب کا ذکر فرمایا۔ یہاں پر اُن میں سے چند کا ذکر کیا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو تقریباً اپنے تیس (۳۰) ناموں سے مخصوص فرمایا وہ اسماء حسب ذیل ہیں:

اَلْأَکْرَمُ، اَلْأَمِیْنُ، اَلْأَوَّلُ، اَلْآخِرُ، اَلْبَشِیْرُ، اَلْجَبَّارُ، اَلْحَقُّ، اَلْخَبِیْرُ، ذُو الْقُوَّةِ، اَلرَّؤُفُ، اَلرَّحِیْمُ، اَلشَّهِیْدُ، اَلشَّکُوْرُ، اَلصَّادِقُ، اَلْعَظِیْمُ، اَلْعَفُوُّ، اَلْعَالِمُ، اَلْعَزِیْزُ، اَلْفَاتِحُ، اَلْکَرِیْمُ، اَلْمُبِیْنُ، اَلْمُهَیْمِنُ، اَلْمُقَدَّسُ، اَلْمَوْلٰی، اَلْوَلِیُّ، اَلنُّوْرُ، اَلْهَادِیْ، طٰهٰ، اور یٰسٓ (٦٥٣)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَ شَقَّ لَهٗ مِنِ اسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَ هٰذَا مُحَمَّدٌ (٦٥٤)

یعنی، اللہ عزّ وجلّ نے اپنے نام سے آپ ﷺ کا نام نکالا، تاکہ آپ

٦٥٠۔ سورۃ النّور: ٦٢/٢٤ ٦٥١۔ سورۃ الأحزاب: ٢٢/٣٣

٦٥٢۔ سورۃ الأحزاب: ٦٦/٣٣

٦٥٣۔ قاضی عیاض علیہ الرحمہ نے جو تفصیل ذکر کی اُن میں سے مذکورہ بالا اسماء لئے گئے ہیں، دیکھئے: الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثّالث، فصل فی تشریف الله تعالیٰ بما سمّاہ به من أسمائه الحُسنی الخ، ص ١٥٤، ١٥٥، ١٥٦، ١٥٧

٦٥٤۔ دیوان حسّان بن ثابت الأنصاری، قافیة الدّال، ص ١٣١

ﷺ کی عزت ہو پس صاحبِ عرش (اللہ تعالیٰ) محمود ہے اور آپ محمد ﷺ ہیں۔(۶۵۵)

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پس اِن تیس (۳۰) ناموں کے سوا اور بھی بہت سے اسماءِ قرآن کریم میں ملتے ہیں، اور وہ یہ ہیں:

الأَحَدُ، الأَصْدَقُ، الأَحْسَنُ، الأَجْوَدُ، الأَعْلٰى، الآمِرُ، النَّاهِي، البَاطِنُ، البَرُّ، البُرْهَانُ، الحَاشِرُ، الحَافِظُ، الحَفِيْظُ، الحَسِيْبُ، الحَكِيْمُ، الحَلِيْمُ، الحَيُّ، الخَلِيْفَةُ، الدَّاعِيُ، الرَّافِعُ، الوَاضِعُ، رَفِيْعُ الدَّرَجَاتِ، السَّلَامُ، السَّيِّدُ، الشَّاكِرُ، الصَّابِرُ، الصَّاحِبُ الطَّيِّبُ، الطَّاهِرُ، العَدْلُ، العَلِيُّ، الغَالِبُ، الغَفُوْرُ، الغَنِيُّ، القَائِمُ، القَرِيْبُ، المَاجِدُ، المُعْطِيُ، النَّاسِخُ، النَّاشِرُ، الوَفِيُّ، حٰمٓ اور نٓوْن (ﷺ) (۶۵۶)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

و ضمّ إلٰـهُ اسمَ النبيّ إلى اسمِهِ ... إذا قَالَ فِي الخَمْسِ المُؤَذِّنُ اشْهَدُ (۶۵۷)

یعنی، اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا، جب مؤذِّن پانچویں وقت "أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہتا ہے تو اُس کے ساتھ "اَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کا بھی اظہار کرتا ہے۔(۶۵۸)

اللہ تعالیٰ کو اپنے پیارے محبوب ﷺ سے کتنا پیار ہے، اپنے ذکر کے ساتھ محبوب کا ذکر شامل فرما کر آپ کی شان کو بلند فرمایا، چنانچہ ایک عاشقِ صادق جسے دنیا امامِ اہلسنّت کے نام سے جانتی ہے فرماتے ہیں:

۶۵۵۔ الشّفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الثّالث، فصل في تشريف الله تعالىٰ بما سمّاه به الخ، ص ۱۵٤

۶۵۶۔ الخصائص الكبرى، باب اختصاصه ﷺ بما سمّى به من أسماء اللّٰه تعالى، ۷۸/۱

۶۵۷۔ ديوان حسّان بن ثابت الأنصاري، قافية الدال، ص ۱۳۱

۶۵۸۔ الخصائص الكبرىٰ، باب اختصاصه ﷺ باشتقاق اسمه الشّريف الشّهير من اسم الله تعالىٰ، ۷۸/۱

وہی نورِ حق وہی ظلِ ربّ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں اُن کی ملک میں آسمان کہ زمین نہیں کہ زماں نہیں
کروں تیرے نام پہ جان فدا نہ بس ایک جان دوجہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں
کھلے کیا راز محبوب و محبّ مستانِ غفلت پر
شرابِ قَدْ رَأَى الْحَقّ جامِ مَنْ رَانِیْ ہے (حدائق بخشش)

۳۶۔ ﴿وَ الضُّحٰیO وَ الَّیْلِ اِذَا سَجٰیO مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰیO﴾ (۶۵۹)

ترجمہ: چاشت کی قسم، اور رات کی جب پردہ ڈالے کہ تمہارے خُدا نے نہ چھوڑا اور نہ مکروہ جانا۔

شانِ نُزول: ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ چند روز وحی نہ آئی تو کفّار نے بطریقِ طعن کہا کہ محمد (ﷺ) کو اُن کے ربّ نے چھوڑ دیا اور مکروہ جانا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (۶۶۰)
دوسری روایت جو شیخین سے ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ علالتِ طبع کے باعث دو تین روز سحری کے وقت بیدار ہو کر مصروفِ عبادت نہ ہوئے، تو ابولہب کی بیوی اُمِ جمیل جس کا مکان حضور ﷺ کے پڑوس میں تھا وہ آئی اور کہنے لگی:

يَا مُحَمَّدُ، إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ شَيْطَانَكَ قَدْ تَرَكَكَ، لَمْ أَرَهُ قَرِبَكَ مُنْذُ لَيْلَتَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ

یعنی، میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے شیطان نے تمہیں چھوڑ دیا ہے، دو تین رات سے میں نے اُسے تمہارے پاس آتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے اِس گستاخی کے جواب میں یہ سورۂ پاک نازل ہوئی۔ (۶۶۱)

۶۵۹۔ سورة الضّحى: ۹۳/ ۱ تا ۳

۶۶۰۔ صحيح مسلم، كتاب الجهاد و السّير، باب ما لقى النّبىّ ﷺ من أذى المشركين و المنافقين، برقم: ۴۶۷۹/ ۱۱۴۔ (۱۷۹۷)، ص۸۸۸

۶۶۱۔ صحيح البخارى، كتاب التّفسير، باب ﴿مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی﴾ برقم: ۴۹۵۰، ۴۹۵۱، ۳/ ۳۲۹، و كتاب فضائل القران، باب كيف نُزول الوحى الخ، برقم: ۴۹۸۳، ۳/ ۳۴۲ أيضاً صحيح مسلم، كتاب الجهاد و السّير، باب ما لقى النّبىّ ﷺ من أذى المشركين و المنافقين، برقم: ۴۶۸۰/ ۱۱۵۔ (۱۷۹۷)، ص۸۸۹

چاشت کے متعلق مُفسّرین کے کئی اقوال منقول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ یہی وہ سعید وقت ہے جس وقت اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السّلام سے کلام فرمایا، جس میں جادوگر عظمتِ رسالت دیکھ کر سجدہ ریز ہوئے، بعض علماء نے کہا کہ مراد ہے رُوئے محبوب (ﷺ) کی قسم ہے اور شب کنایہ ہے کہ آپ کے گیسوئے عنبریں سے۔(٦٦٢)

شاہ عبدالعزیز مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ''تفسیر'' میں فرماتے ہیں: بعض مُفسّرین نے کہا کہ ''ضُحیٰ'' سے مراد حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن اور ''لیل'' سے شب معراج ہے، ''ضُحیٰ'' سے مراد حضور ﷺ کا رُخِ انور ہے، اور ''لیل'' سے زلف عنبریں اور بعض نے فرمایا ''ضُحیٰ'' سے مراد نورِ علم ہے جو آنجناب کو دیا گیا تھا، جس کے سبب سے عالمِ غیب کے مخفی اسرار بے نقاب اور منکشف ہوئے اور ''لیل'' سے مراد حضور کا عفوو درگزر کا خُلق ہے، جس نے اُمّت کے عیبوں کو ڈھانپ لیا ہے، بعض علماء کا ارشاد ہے کہ ''ضُحیٰ'' سے مراد حضور ﷺ کے ظاہری اَحوال ہیں، جن سے مخلوق آگاہ ہے، اور رات سے مراد حضور ﷺ کے اَحوالِ باطن ہیں جن کو علّام الغُیوب کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔(٦٦٣)

امام عشق ومحبت فرماتے ہیں:

ہے کلام الٰہی میں شمس و ضُحیٰ تیرے چہرۂ نور افزا کی قسم
قسمِ شبِ تار میں راز یہ تھا کہ حبیب کی زلفِ دوتا کی قسم

(حدائق بخشش)

رَوشن دن اور پُرسکون تاریک رات کی قسم بیان کر کے کُفّار کے اعتراضات اور مطاعن کی تردید فرمائی اور ساتھ ہی اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی دلجوئی کر دی، کہ اے محبوب! آپ کے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑا ہے اور نہ وہ آپ سے ناراض ہے، بلکہ نُزولِ وحی کی اِس تاخیر میں بھی اُس کی حکمت تھی، اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی عظمت کا ایک واقعہ ''تاج المذکرین'' اور ''ثمار الغراویس'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی

٦٦٢۔ روح البیان، سورۃ (٩٣) الضُّحیٰ، الآیۃ:١، ١٠/٥٤٢
أیضاً خزائن العرفان، سورۃ (٩٣) الضُّحیٰ، ص٧٠٨
٦٦٣۔ تفسیر عزیزی، پارہ عمّ، سورۃ الضُّحیٰ، ص٢١٩

زبانی درج ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی اے محمد! جس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے خلعتِ عطا فرمایا تو مجھے اٹھارہ ہزار سال عرش مجید کے نیچے ساکن ہونے کا حکم دیا، پھر مجھے پوچھا: ''مَنْ خَلَقَكَ؟'' (جبرئیل تمہیں کس نے پیدا کیا ہے؟) میں نے کہا اے پروردگار!'' أَنْتَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمَعْبُودُ فِي اللَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ أَنَا الْعَبْدُ الذَّلِيلُ الْخَاضِعُ الْمُنْقَادُ ''بعدازاں پھر مجھے اٹھارہ سال کوئی خطاب نہ کیا، پھر خطاب فرمایا'' مَنْ خَلَقَكَ وَ مَنْ أَنَا '' جبریل تمہیں کس نے پیدا کیا؟ اور میں کون ہوں؟، میں نے کہا اے پروردگار!'' أَنْتَ خَالِقِيْ وَ رَزَّاقِيْ وَ مُحْيِ وَ مُمِيتِيْ وَ وَارِثِيْ وَ أَنَا الْعَبْدُ الضَّعِيفُ الْمِسْكِيْنُ وَ الْمُسْتَكِيْنُ '' پھر اٹھارہ ہزار سال مجھے خطاب سے نہ نوازا گیا پھر مجھے خطاب ہوا مجھے پوچھا گیا، میں کون ہوں؟ اور تم کون ہو؟ میں نے عرض کیا،'' أَنْتَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ وَ أَنَا الْعَبْدُ الْعَاذِرُ الْخَاضِعُ الْخَاشِعُ '' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم نے صحیح کہا، میں نے جرأت کرتے ہوئے عرض کی اے اللہ! مجھے پیدا کرنے سے پہلے تو نے کوئی اور مخلوق پیدا فرمائی ہے، حکم ہوا سامنے دیکھو، میں نے اُس نُور کے دائیں بائیں، شمال جنوب میں نُور کے اردگرد چار ہالے دیکھے، میں نے عرض کی یا اللہ! یہ نُور کون ہے؟ اِس کی ضیاؤں سے میری آنکھیں چندھیائے جا رہی ہیں۔

فرمایا یہ نُور اُس کا ہے جس کی خاطر میں نے تجھے پیدا کیا، تمام فرشتوں اور تمام مخلوقات کو صرف اُسی کی برکت سے پیدا کروں گا، اور اُس کے وُجودِ گرامی کو اُن سب پر مشرف و مکرم بنا دیا ہے، عرش، کرسی، لوح، قلم، جنت و دوزخ اس ہستی کے طفیل عالمِ وُجود میں آئیں، میں نے عرض کیا یا اللہ! یہ چار نُور کے ہالے کون ہیں؟ فرمایا، آپ کے دائیں طرف آپ کے وزیر ابوبکر صدیق، بائیں طرف آپ کے وزیر عمر بن خطاب ہیں، آپ کے آگے آپ کے حبیب عثمان بن عفان اور آپ کے پیچھے آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی المرتضیٰ ہیں۔'' ثمار الغرادیس'' میں پیچھے کی طرف حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیان کیا اور سامنے کی طرف حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو، فرمایا کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ! چار افراد کتنے برگزیدہ ہیں؟ فرمایا یہ میرے دوست ہوں گے، جو اِن کو دوست رکھے گا میں اُسے دوست رکھوں گا، جو اِن سے دشمنی رکھے گا میں اُس سے دشمنی رکھوں گا، اِن کے دوستوں کو بہشت میں

اپنی رضا دوں گا اور اِن کے دشمنوں کو دوزخ کی آگ میں مبتلا کروں گا۔(٦٦٤)

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر　　جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے

(حدائق بخشش)

یہ ہے وہ پیارا محبوب ﷺ جس کو ربّ نے اپنا محبوب بنایا اُن کی بارگاہ میں جب بھی کسی نے گستاخی کی، اللہ تعالیٰ نے اُس کا جواب عطا فرما کر اُن کو ذلیل وخوار فرمایا اور اپنے حبیب ﷺ کی دلجوئی فرما کر شان کو دوبالا فرمایا، اُن کا چرچا اپنی مخلوق کی زبان پر جاری و ساری فرمایا۔ سبحان اللہ

اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی درود　　اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام

اُن کے مولیٰ کے ان پر کروڑوں درود　　اُنؐ کے اصحاب و عترت پر لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

۳۷۔ ﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰیO وَ لَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰیO﴾ (٦٦٥)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے، اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان)

فرمایا بلکہ آپ پر آپ کے ربّ کے لُطف وکرم اور انعام واحسان کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا، ہر آنے والی ساعت گزری ہو ساعت سے ہر آنے والی گھڑی گزری ہوئی گھڑیوں سے، ہر آنے والی حالت گزشتہ حالات سے اعلیٰ سے اعلیٰ تر، بہتر سے بہتر تر اور ارفع سے ارفع تر ہو گی، اِس ایک جملہ میں کُفّار کے طعن و تشنیع کا سدِّ باب بھی ہو گیا، اور اسلام کے درخشاں مستقبل کے بارے میں خوشخبری بھی سُنا دی۔

دعوتِ اسلام کے ابتدائی دَور کو ذرا تصوّر میں لایئے، ابھی گنتی کے چند افراد نے دینِ حق کو قبول فرمایا تھا، باقی تمام اہلِ مکہ نبی اسلام اور اہلِ اسلام کے خون کے پیاسے تھے، انہوں نے مصمّم ارادہ کر لیا تھا کہ اسلام کا چراغ بُجھا کر رہیں گے، توحید کا یہ گلشن جو مصطفیٰ ﷺ

٦٦٤۔ اسے علامہ اویسی نے "مدارج النبوّۃ" کے حوالے سے اپنی کتاب "شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ"، ص ٩٠، ٩١، ٩٢ میں ذکر کیا ہے۔

٦٦٥۔ سورۃ الضُّحیٰ: ٩٣/٤، ٥

لگا رہے ہیں، اُس کا ایک ایک پودا جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دیں گے، اُس وقت یہ کون خیال کر سکتا تھا کہ یہ دین چند سالوں میں اتنی ترقی کر جائے گا کہ عرب کا چپہ چپہ نُورِ اسلام سے جگمگانے لگا، نبی مکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ وہ عزّت وسروری اور شانِ محبوبی عطا فرمائے گا کہ آج جو خون کے پیاسے ہیں کل اشارہ پر اپنی جانیں قربان کر دیں گے، اور حضور ﷺ کے وضو کا پانی نیچے نہیں گرنے دیں گے اُس کو چہروں اور سینوں پر ملیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: حضور کی اُمّت جو بعد میں فتوحات حاصل کرے گی وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو دکھائیں، جسے دیکھ کر حضور بہت خوش ہوئے، اُسی وقت جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے:

﴿وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی﴾ (٦٦٦)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (کنزالایمان)

یعنی ہماری نوازشات صرف اِن فتوحات ہی میں منحصر نہیں۔

آقا علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اشاعتِ اسلام اور اُس کی ترقی کے لئے ہر وقت فکر مند رہا کرتے تھے، دینِ حق کی سربلندی کے لئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اپنی تمام قوتیں اور کوششیں مرکوز فرما رکھی تھیں، ہر لمحہ اپنی اُمّت کی بخشش ومغفرت کی فکر دامن گیر رہتی تھی، اِن تمام تفکّرات اور اضطرابات کو یہ فرما کر دُور کر دیا، کہ آپ کا ربّ اپنے لُطف وکرم کا آپ پر وہ مینہ برسائے گا کہ آپ کا قلبِ اطہر خود مسرور ہو جائے گا۔

علامہ سید آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اِس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کا کریمانہ وعدہ ہے، جو اُن تمام عطیات کو شامل ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو دنیا میں سرفراز فرمایا، یعنی کمالِ نفس، اوّلین وآخرین کے علوم، اسلام کا غلبہ، دین کی سربلندی اُن فتوحات کے باعث جو عہدِ رسالت میں ہوئیں، اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں ہوئیں، یا دوسرے مسلمان بادشاہوں نے حاصل کیں اور اسلام کا دنیا کے مشارق ومغارب میں پھیل جانا، نیز یہ وعدہ اُن عنایات اور عزّت افزائیوں کو بھی شامل ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے لئے آخرت کے لئے محفوظ رکھی ہیں، جن کی حقیقت اور نہایت کو اللہ تعالیٰ کے

٦٦٦۔ سورۃ الضحٰی: ٩٣/٤

بغیر کوئی اور نہیں جان سکتا۔(٦٦٧)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں حضرت امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے حرب بن شریح کہتے ہیں کہ میں نے امام مذکور سے پوچھا کہ جس شفاعت کا ذکر اہلِ عراق کیا کرتے ہیں کیا یہ حق ہے؟ آپ نے فرمایا بخُدا! حق ہے مجھ سے محمد بن حنفیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: أَشْفَعُ لِأُمَّتِي حَتّٰى يُنَادِيَ رَبِّي أَرَضِيتَ يَامُحَمَّدُ! فَأَقُوْلُ: نَعَمْ يَا رَبِّ رَضِيتُ (٦٦٨)

یعنی، حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اپنی اُمّت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا، یہاں تک کہ میرا ربّ مجھے نِدا کرے گا اور پوچھے گا اے پیارے! کیا آپ راضی ہوگئے، میں عرض کروں گا ہاں اے میرے پروردگار! میں راضی ہوگیا۔

اُس کے بعد امام باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس شخص سے کہا کہ اہلِ عراق تم یہ کہتے ہو کہ قرآن کریم کی سب سے اُمید افزا آیت یہ ہے

﴿قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ﴾ (٦٦٩)

ترجمہ: تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نا اُمید نہ ہو بے شک اللہ سب گُناہ بخش دیتا ہے۔ (کنزالایمان)

لیکن ہم اہلِ بیت یہ کہتے ہیں کہ کتابِ الٰہی میں سب سے زیادہ اُمید افزا آیت یہ ہے:

٦٦٧۔ تفسیر روح المعانی، سورة (٩٣) الضُّحٰی، الآیة:٥، ٥٢٩/١٠

٦٦٨۔ اِس حدیث شریف کو امام بزار نے اپنی "مسند" کے الجزء الثّامن، ممّا روی محمد عن علی، (برقم:٦٣٨، ٢٣٩/٢، ٢٤٠) میں، امام طبرانی نے "الأوسط" کے باب الألف، من اسمہ أحمد، (برقم:٢٠٦٢، ٥٥٩/١، ٦٦٠) میں اور حافظ نورالدین ہیثمی نے "کشف الأستار" کے کتاب البعث، باب الشّفاعة، (برقم:٣٤٦٦، ١٧٠/٤، ١٧١) میں اور "مجمع البحرین" کے کتاب البعث، باب الشّفاعة، (برقم:٤٧٩٨، ٢٩٢/٤، ٢٩٣) میں روایت کیا ہے۔

٦٦٩۔ سورة الزّمر:٥٣/٣٩

﴿وَ لَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ (٦٧٠)

ترجمہ: بے شک قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان)

امام مسلم نے اپنی ''صحیح'' میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز حضور ﷺ نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی کہ جس میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے عرض کی:

﴿فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ﴾ (٦٧١)

ترجمہ: جس نے میری پیروی کی وہ میرے گروہ سے ہے۔

پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی کہ جس میں عیسیٰ علیہ السّلام نے عرض کی:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ج﴾ (٦٧٢)

ترجمہ: اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ میرے بندے ہیں۔ (کنزالایمان)

پھر اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو دعا کے لئے بلند فرمایا، اور عرض کی الٰہی! میری اُمّت، میری اُمّت، پھر حضور ﷺ زاروقطار رونے لگے، اللہ تعالیٰ نے جبریل کو حکم دیا کہ فوراً میرے حبیب کے پاس جاؤ اور اُنہیں جاکر یہ پیغام پہنچاؤ کہ ہم آپ کو آپ کی اُمّت کے معاملے میں راضی کریں گے اور کبھی آپ کو پریشان نہیں کریں گے۔ (٦٧٣)

جائے گی خُلد میں ہنستی ہوئی اُمّت اُن کی　　کب گوارہ ہوئی اللہ کو رقت اُن کی

(حدائق بخشش)

بیہقی نے ''شعب الایمان'' (٦٧٤) میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے

٦٧٠۔ روح المعانی، سورۃ (٩٣) الضُّحی، الآیۃ: ٥، ٥٢٩/٣٠

أیضاً تفسیر روح البیان، سورۃ (٩٣) الضُّحی، الآیۃ:٥، ٢٢٩/٣٠/١٠

٦٧١۔ سورۃ إبراهیم:٣٦/١٤

٦٧٢۔ سورۃ المائدۃ:١١٨/٥

٦٧٣۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب دُعاء النبی ﷺ لأمته و بُکائه شفقةً علیهم، برقم:٤١٩/ ٣٤٦۔ (٢٠٢)، ص ١٢٣

أیضاً تفسیر روح المعانی، سورۃ (٩٣) الضُّحی، الآیۃ:٥، ٥٣٠/٣٠/١٠

٦٧٤۔ الجامع لشعب الإیمان، فصل فی حدب النبیّ ﷺ أمّته و رأفته بهم، برقم:١٣٧٤، ٤٤/٣

قال: رِضَاهُ أَنْ تَدْخُلَ أُمَّتُهُ كُلُّهُمُ الْجَنَّةَ (٦٧٥)

یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ کی رضا ہے کہ اُن کی ساری اُمت جنت میں داخل ہو۔(٦٧٦)

خطیب سے روایت ہے:

لَا يَرْضٰى مُحَمَّدٌ ﷺ، وَأَحَدٌ مِّنْ أُمَّتِهٖ فِي النَّارِ (٦٧٧)

محمد ﷺ ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک اُن کا ایک اُمتی بھی دوزخ میں ہوگا۔(٦٧٨)

ہم نے مانا کہ گُناہوں کی نہیں حد لیکن   تُو ہے اُن کا حُسن تیری ہے جنت تیری

(ذوقِ نعت)

''تفسیر خزائن العرفان'' میں ہے جب یہ آیت نازل ہوئی سیّدِ عالَم ﷺ نے فرمایا کہ جب تک میرا ایک اُمتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا، آیت کریمہ صاف دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ وہی کرے گا جس میں رسول اللہ ﷺ راضی ہوں گے اور احادیثِ شفاعت سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رضا اِسی میں ہے کہ سب گنہگارانِ اُمّت بخش دیئے جائیں۔(٦٧٩) اسی لئے کسی شاعر نے کہا:

٦٧٥۔ تفسیر رُوح البیان، سورۃ (٩٣) الضُّحٰی، الآیۃ: ٥، ١٠/٣٠/٥٢٩
أیضاً الدّرّ المنثور، سورۃ (١٣) الضُّحٰی، الآیۃ: ٥، ٨/٤٩٨

٦٧٦۔ امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سُدی کے طریق سے آیہ مذکور کے تحت روایت کیا کہ قَالَ: مِنْ رِضَا مُحَمَّدٍ ﷺ أَلَّا يَدْخُلَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ النَّارَ (تفسیر ابن جریر، الضُّحٰی، الآیۃ: ١۔٨، ١٢/٦٢٤۔ أیضاً تفسیر روح المعانی، سورۃ الضُّحٰی، الآیۃ: ٥، ١٠/٣٠/٥٢٩۔ أیضاً الدُّرُّ المنثور، سورۃ الضُّحٰی، الآیۃ: ١۔١١، ٨/٤٩٨، یعنی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضرت محمد ﷺ کی رضا یہ ہے کہ اُن کے اہلِ بیت میں سے کوئی ایک (بھی) دوزخ میں داخل نہ ہو۔

٦٧٧۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (٩٣) الضُّحٰی، الآیۃ: ٥، ١٠/٣٠/٥٢٩، و قال: و فی روایۃ الخطیب فی "تلخیص المتشابہ" من وجہٍ آخر عنہ
أیضاً الدُّرُّ المنثور، سورۃ (٩٣) الضُّحٰی، الآیۃ: ١۔١١، ٨/٤٩٨

٦٧٨۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثّلاثون، سورۃ الضُّحٰی، ٧/١٤٠٦

٦٧٩۔ خزائن العرفان، سورۃ (٩٣) الضُّحٰی، ص٧٠٨

أَلَمْ يُرْضِكَ الرَّحْمٰنُ فِي سُورَةِ الضُّحَى　　فَحَاشَاكَ أَنْ تَرْضَى وَ فِينَا مُعَذَّبٌ (٦٨٠)

یعنی، کیا راضی نہیں فرمایا آپ کو رحمٰن نے سورۂ ضحیٰ میں، پس آپ سے ایسا نہیں ہوسکتا کہ آپ راضی ہوجائیں اور ہم میں کسی کو عذاب دیا جا رہا ہو۔

اور جس پروردگار کو راضی کرنے کے لئے تمام مقربین تکلیفیں برداشت کرتے ہیں اور محنتیں اُٹھاتے ہیں وہ کریم اللہ اپنے حبیب مکرم ﷺ کو راضی کرنے کے لئے عطاءِ عام فرماتا ہے۔(٦٨١)

خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم　　خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

۳۸۔ ﴿اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ○ وَ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَکَ ○ وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○﴾ (٦٨٢)

ترجمہ: کیا ہم نے تمہارا سینہ کشادہ نہ کیا اور تم پر سے تمہارا وہ بوجھ اتار لیا، جس نے تمہاری پیٹھ توڑی تھی، اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔ (کنزالایمان)

علامہ راغب اصفہانی ''شرح'' کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: یعنی گوشت کاٹنے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کو ''الشرح'' کہتے ہیں، اِسی سے شرحِ صدر ماخوذ ہے، اس کا مفہوم یہ ہے کہ نورِ الٰہی سے سینہ کا کشادہ ہوجانا، اللہ تعالیٰ کی جانب سے تسکین وطمانیت کا حاصل ہوجانا، اُس کی طرف سے دل میں مسرّت وراحت کا شعور پیدا ہوجانا۔(٦٨٣)

علامہ سید آلوسی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''الشرح'' اصل میں کشادگی اور فراخی کا مفہوم ادا کرتا ہے کسی اُلجھی ہوئی اور مشکل بات کی توضیح کو بھی ''شرح'' کہتے ہیں، فرماتے ہیں، شرح کے لفظ کا استعمال دِلی مسرت اور قلبی خوشی کے لئے بھی ہوتا ہے، آخر میں لکھتے ہیں، یعنی شرحِ صدر کا یہ مفہوم بھی لیا جاتا ہے کہ نفس کو قوت قدسیہ اور انوارِ الٰہیہ سے اِس طرح مؤیّد کرنا کہ وہ معلومات کے قافلوں کے لئے میدان بن جائے، ملکات کے ستاروں کے لئے آسمان بن جائے، اور گوناگوں تجلّیات کے لئے عرش بن جائے، جب کسی

٦٨٠۔ تحقیق روح المعانی، سورۃ الضُّحی، الآیۃ: ٥، ١٠/٣٠/٥٢٩

٦٨١۔ خزائن العرفان، سورۃ (٩٣) الضُّحی، ص٧٠٨

٦٨٢۔ سورۃ الإنشراح: ٩٤/١ تا ٤

٦٨٣۔ مفردات ألفاظ القران، کتاب الشّین، ص٤٤٩

کی یہ کیفیت ہوتی ہے تو اُس کو ایک حالت دوسری حالت سے مشغول نہیں کر سکتی، اُس کے نزدیک مستقبل، حال اور ماضی سب یکساں ہو جاتے ہیں، پھر فرماتے ہیں کہ اِس مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے احسان کا ذکر فرما رہا ہے۔(٦٨٤)

اِس تحقیق کے بعد آیت کی تشریح اِن الفاظ میں فرماتے ہیں کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ کیا ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ نہیں کر دیا کہ غیب کے دونوں جہان اس میں سما گئے، استفادہ اور افادہ کی دونوں مملکتیں جمع ہوگئی ہیں، علائق جسمانیہ کے ساتھ آپ کی وابستگی ملکاتِ روحانیہ کے حصول میں رُکاوٹ نہیں، خلق کی بہبود کے ساتھ آپ کا تعلق معرفتِ الٰہی میں استغراق سے رُکاوٹ نہیں۔(٦٨٥)

علامہ ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی نے بھی ''تفسیر مظہری'' میں اس طرح کی تفسیر بیان کی ہے۔(٦٨٦)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ نے ''قصیدہ بُردہ'' میں یوں بیان فرمایا:

فَـإِنَّ مِـنْ جُـوْدِکَ الدُّنیَـا وَ ضَرَّتَہَـا وَ مِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ (٦٨٧)

یعنی، دنیا و آخرت دونوں آپ کے جُود و کرم کے مظہر ہیں اور لوح و قلم آپ کے علوم کا حصہ ہے۔

مُلّا علی قاری حنفی آخری مصرعہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

عِلْمُھَا أَنْ یکون سطراً مِن سطور عِلمِہٖ و نَھراً من بُحورِ عِلمہٖ (٦٨٨)

یعنی، لوح و قلم کا علم آپ کے علم کے دفتر کی ایک سطر ہے اور آپ کے علم کے سمندروں کی ایک نہر ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی ساری ظاہری زندگی اس آیت کریمہ کی آئینہ دار ہے

٦٨٤۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (٩٤) الإنشراح، الآیۃ: ١۔٤، ١٠/٣٠/٥٣٧، ٥٣٨

٦٨٥۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (٩٤) الانشراح، الآیۃ: ١۔٤، ١٠/٣٠/٥٣٨

٦٨٦۔ تفسیر المظھری، سورۃ الإنشراح، ١٠/٢٦٧

٦٨٧۔ قصیدۃ البُردۃ، برقم: ١٥٥، ص٦٨

٦٨٨۔ الزُّبدۃ العُمدۃ فی شرح البُردۃ، ص١٥٥

سرورِ کائنات ﷺ نے جس بلند حوصلگی اور اُولُو العزمی سے فرائضِ نبوّت کو ادا کیا ہے، جس صبر وشکر کے ساتھ اس راہ میں آنے والی مشکلات اور مصائب کو برداشت کیا وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شرحِ صدر کے بغیر نہ تھا، پھر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے انسانی زندگی کے ہر پہلو کو اپنے علم کے نُور سے منوّر فرمایا، اس کو بھی شرحِ صدر کی برکت کے سوا اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

اِس آیت کریمہ پر غور کرنے سے کلیم اللہ علیہ السّلام اور حبیب اللہ علیہ السّلام کے درمیان فرق بھی واضح ہو جاتا ہے کہ دونوں کو شرحِ صدر بخشا گیا لیکن کلیم اللہ علیہ السّلام کو مانگنے پر اور حبیب اللہ علیہ السّلام کو بن مانگے پھر دونوں کے شرحِ صدر میں بھی زمین وآسمان کا فرق ہے۔

''نزہۃ المجالس'' میں ہے:

قال النّسفی: قال موسیٰ علیه السّلام: یا ربّ أنا کلِیمُكَ و محمدٌ حبِیبُك فما الفرقُ بین الکلیمِ و الحبیبِ فقال: الکلیمُ یعمَلُ برَضاءِ مولَاهُ، و الحبیبُ یَعمَلُ مَولَاهُ برِضَائِه، و الکلیمُ یحبُّ اللهَ و الحبیبُ یُحبُّه اللهُ، و الکلیمُ یأْتِی إلٰی طُور سیناءَ ثمّ یُناجِی و الحبیبُ ینامُ علی فِراشِه فیأتی به جبریلُ إلی مکانی فی طُرفة عینٍ لم یَبلغْه أحدٌ من المخلوقین (٦٨٩)

امام نسفی علیہ الرحمہ نے فرمایا، موسیٰ علیہ السّلام نے ربّ سے پوچھا کہ مولیٰ! میں تیرا کلیم ہوں اور محمد (ﷺ) تیرے حبیب، یہ تو فرما کہ کلیم اور حبیب میں کیا فرق ہے؟ خُدا نے فرمایا، کلیم وہ ہے جو اپنے مولیٰ کی رضا سے کام کرے اور حبیب وہ ہے جس کی رضا سے مولیٰ کام کرے، کلیم وہ ہے جو اللہ سے محبت رکھے، حبیب وہ ہے جس سے اللہ محبت رکھے، کلیم وہ ہے جو خود طورِ سیناء پر آ کر التجا کرے اور حبیب وہ ہے جو اپنے بستر پر آرام فرما ہو اور جبریل (بحکمِ خُدا) حاضر ہو کر اُسے ایک پل میں وہاں لے جائے جہاں مخلوقات سے کوئی نہ پہنچا ہو۔

٦٨٩۔ نُزهةُ المجالس، باب ذکر مناقب سیّد الأوّلین و الآخرین الخ، ٢/٣٨٩

نبی سرورِ ہر رسول و ولی ہے　　نبی رازدارِ مَعَ اللّٰہِ لِیْ ہے

(حدائقِ بخشش)

"اَنقَض" کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن منظور لکھتے ہیں: اَنْقَضَ، أَثْقَلَ ظَهْرَهُ ایسا بوجھ جو پیٹھ کو بوجھل کر دے۔(٦٩٠) صاحبِ قاموس نے "انقض" کا ایک اور معنی تحریر کیا ہے، یعنی کسی چیز کا لاغر اور دُبلا ہونا۔(٦٩١) "تاج العروس" میں یوں ہے یعنی اس بوجھ نے آپ کی پیٹھ کو دُبلا اور لاغر کر دیا، پیہم سفر اور متواتر کام کرنے سے گوشت دُبلا ہو جاتا ہے۔(٦٩٢)

حضرت شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کا ترجمہ اِس طرح کیا ہے، کہ "وہ بوجھ جس نے آپ کی پُشت کو بوجھل بنا دیا تھا"۔(٦٩٣)

لُغتِ عرب میں جب اونٹ کی پُشت پر زیادہ بوجھ لادا جائے تو اُس کی پسلیوں سے ایک قسم کی کڑکڑ کی آواز نکلتی ہے، اُسے بھی "انقض" کے لفظ سے تعبیر کرتے ہے، علماءِ تفسیر نے متعدّد اقوال لکھے ہیں لیکن اُن سے دو اقوال یہاں ذکر کئے جاتے ہیں۔

(ا)......اپنی قوم کو کُھلی گمراہی میں دیکھ کر خاطرِ عاطر کو بہت تکلیف ہوتی ہے اُن کا بے جا بتوں کو پوجنا، فسق و فجور میں غرق رہنا، قمار بازی اور شراب نوشی میں اپنی صحت و دولت دونوں کو برباد کرنا، غریبوں مسکینوں پر ظلم ڈھانا، اُن کے حقوق غصب کرنا، باہمی جنگ وجدال اور قتل و غارت اُن کی اَخلاقی پستی، اُن کی معاشی بدحالی، اُن کی سیاسی بدحالی اور اُن کی سیاسی ابتری، اِن تمام چیزوں کو دیکھ کر حضور ﷺ کو بہت دُکھ ہوتا، اور اِس صورت حال کو یکسر بدل ڈالنے کے لئے ہر وقت مضطرب رہتے، اللہ تعالیٰ نے منصبِ نبوّت پر فائز کیا، اور قرآن کریم جیسا صحیفۂ رشد و ہدایت عطا فرمایا، دینِ اسلام جیسا جامع اور مکمل نظامِ حیات مرحمت فرمایا، جس سے یہ بوجھ اُتر گیا، منزل کا تعین بھی ہو گیا، اور اُس منزل کی طرف لے جانے والا راستہ بھی نُورِ نبوّت سے روشن ہو گیا۔

٦٩٠۔ لسان العرب، حرف الضّاد المعجمه، فصل النّون، ٢٤٤/٧

٦٩١۔ القاموس المحيط، باب الضّاد، فصل النّون، ٨٨٧/١

٦٩٢۔ تاج العروس، باب الضّاد المعجمة، فصل النّون مع الضّاد، ١٩/٣/٥٠

٦٩٣۔ ترجمه فارسی شاه ولی الله، سورة الإنشراح، ص٧٢٣

(۲)......یا اِس بوجھ سے بارِ نبوّت و رسالت مراد ہے، ایسے لوگ صدہا سال سے معبودانِ باطل کی پوجا میں مشغول تھے، جن کی کئی پُشتیں اَخلاقی آوارگی کی نذر ہو چکی تھیں، ظلم و ستم، لوٹ و مار، جن کے نزدیک فخر و مباہات کا سبب تھا، اُن کو اِن پستیوں سے نکال کر توحید، اَخلاقِ حَسَنہ، نظم و ضبط کی بلندیوں پر لے جانا بڑا جان جوکھوں کا کام تھا، اِس راستہ میں مشکلات کے فلک بوس پہاڑ سینہ تانے کھڑے تھے، اور ناکامیوں کی گہری غاریں منہ کھولے ہوئے نگل جانے کے لئے بے تاب تھیں، اِس عظیم فرض کی ادائیگی کا احساس دل کو ہر وقت بے چین رکھتا، اور پھر اُن کا تعصّب و عِناد، اور باطل سے چمٹے رہنے پر اُن کا احمقانہ اصرار اِس بے چینی میں مزید اضافہ کرتا، اللہ تعالیٰ نے شرحِ صدر کی دولت سے مالا مال فرما کر آپ کے اِس بوجھ کو ہلکا کر دیا، طبیعت میں قلق و اضطراب کی جگہ، صبر و عزیمت نے لے لی، اپنی قوم کی بے اعتنائی اور دل آزاریوں پر دل گرفتہ ہونے کے بجائے ہمت و حوصلہ پیدا ہو گیا۔

شاہ عبدالعزیز مُحدّث دہلوی نے اِس کی تشریح اِن الفاظ میں فرمائی، آپ کی ہمت عالی اور پیدائشی استعداد جن کمالات و مقامات پر پہنچنے کا تقاضا کرتی ہے قلب مبارک کو جسمانی ترکیب یا نفسانی تشویشات کی وجہ سے اُن پر فائز ہونا دُشوار معلوم ہوتا تھا، اللہ تعالیٰ نے جب سینہ کھول دیا اور حوصلہ کُشادہ کر دیا، وہ دُشواریاں جاتی رہیں، اور سب بوجھ ہلکا ہو گیا۔(٦٩٤)

جہاں ذکرِ خُدا وہاں ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی رفعت کا ذکر یوں بیان فرمایا:

﴿وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴾ (٦٩٥)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔ (کنزالایمان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَتَانِی جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: إِنَّ رَبِّی وَ رَبَّكَ يَقُوْلُ تَدْرِی كَيْفَ رَفَعْتُ ذِكْرَكَ؟ قَالَ: وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، قَالَ: إِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِی (٦٩٦)

٦٩٤۔ تفسیر عزیزی، پارہ: ٢٩، سورۃ الم نشرح، ص٢٣٤

٦٩٥۔ سورۃ الإنشراح: ٤/٩٤

٦٩٦۔ مُسند أبی یعلی، مُسند أبی سعید الخدری، برقم: ١٣٩١، ص٣٠٤۔
أیضاً مجمع الزّوائد، کتاب علامات النّبوّۃ، باب عظم قدر ﷺ، برقم: ١٣٩٢٢، ٨/٣٢٤

یعنی، میرے پاس جبریل امین آئے اور عرض کی کہ میرا اور آپ کا ربّ فرماتا ہے کہ آپ کا ذکر کیسے بلند کیا گیا؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے، جبریل امین نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے تو میرے ساتھ آپ کا ذکر کیا جائے۔(٦٩٧)

حضور سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

رفعتِ ذکر ہے تیرا حصہ دونوں عالم میں ہے تیرا چرچا
مرغِ فردوس پس از حمدِ خُدا تیری ہی مدح و ثناء کرتے ہیں
(حدائق بخشش)

حدیث قُدسی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

جَعَلْتُ تَمَامَ الْإِيْمَانِ بِذِكْرِكَ مَعِيْ، و قال أيضاً جَعَلْتُكَ ذِكْراً مِنْ ذِكْرِيْ مَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِيْ (٦٩٨)

یعنی، میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ (اے

أيضاً الشّفا بتعريف حقوق المصطفىٰ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص٢٤

٦٩٧۔ قاضی عیاض نے "الشّفاء" میں اور امام جلال الدین سیوطی نے "در منثور" میں زیرِ آیت ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ کے تحت لکھا ہے کہ أخرج ابن جرير، و ابن المنذر، و ابن أبي حاتم، و أبو الشيخ عن مجاهد ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾ (الرّعد: ٢٨) قال: بمحمدٍ ﷺ و أصحابه، و اللّفظ للسيّوطي (الشّفاء بتعريف حقوق المصطفى ﷺ، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص٢٦۔ و الدُّر المنثور، سورة الرّعد، الآية: ٢٥۔ ٢٩، ٥٦٩/٤) یعنی، مجاہد فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ "آگاہ رہو اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں" مُراد اِس سے (حضرت) محمد ﷺ کا ذکر اور صحابہ کا ذکر ہے، کیا ہی خوب لکھا ہے مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب حیدر آبادی نے اپنی کتاب "انوارِ احمدی" میں

پھر ہو ذکرِ سرورِ عالم کا کیسا مرتبہ جس کا ذکر پاک ہے گویا کہ ذکرِ کبریاء
رفعِ ذکر پاک ثابت ہے کلام اللہ سے مطمئن ہوتے ہیں دل ذکرِ شہ لولاہ سے

(الذّکر المحمود، حضور ﷺ کا ذکرِ خُدا کا ذکر ہے، ص١٢)

٦٩٨۔ الشّفاء بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأوّل، الباب الأوّل في ثناء الله تعالىٰ عليه الخ، الفصل الأوّل فيما جاء من ذلك الخ، ص٢٤

محبوب) میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہو اور میں نے آپ کے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے، پس جس نے آپ کا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔

عالم ربانی غوث صمدانی پیر دستگیر سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کی تفسیر یوں بیان فرمائی، فرماتے ہیں:

حيث قرنّا اسمَك باسمِنا و خلّفناك عنّا و اخترنا لخلافتِنا و نيابَتِنا، لذلك أنزلنا في شأنك:

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (٦٩٩)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (٧٠٠)

إلى غير ذلك من الآيات و أيّ رفعٍ و كرامةٍ أعلىٰ و أعظم من ذلك؟

یعنی، ہم نے آپ کے ذکر کو یوں بلند رکھا ہے کہ آپ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملا دیا اور آپ کو اپنا خلیفہ (اعظم) بنا دیا اور اپنی خلافت و نیابت کے لئے منتخب فرما لیا، اسی لئے ہم نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت، آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیتے ہوئے آپ کی شان میں یہ اور اس طرح کی دیگر آیات نازل فرمائیں:

"جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی"

"بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں"۔

اور اس سے بڑھ کر اور کیا عزّت و کرامت اور رفعت کا تصور کیا جا سکتا ہے؟

و بعد ما كرّمناك بأمثال هذه الكراماتِ العليّة، لا تيأس مِن سعةِ رَوحِنا و رَحمتِنا و إعانتِنا و إغناثِتنا، و لا تحزَن على أذى قومِك و استهزائِهم و تطاولِ معاداتِهم و عِنادِهم مَعَك (٧٠١)

یعنی، اے حبیب! جب ہم نے آپ کو اس قسم کی عظیم کرامات سے معزز و

٦٩٩۔ النّساء: ٤/ ٨٠ ٧٠٠۔ الفتح: ٤٨/ ١٠

٧٠١۔ تفسير الجيلاني، سورة الشّرح، ٦/ ٣٩٠، ٣٩١

مشرف فرمایا تو پھر ہماری وسیع تر رحمت اور اعانت سے مایوس نہ ہونا اپنی قوم کی ایذاء رسانی یا استہزاء، دشمنی اور عناد پر غمگین نہ ہونا۔

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ضحاک سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اِس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ آپ سے فرماتا ہے کہ اذان، اِقامت، تشہد میں اور جمعہ کے روز منبروں پر اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ، ایام تشریق، یوم عرفہ، رمی جمار کے وقت اور صفا و مروہ پر اور خطبۂ نکاح میں اور زمین کے مشارق و مغارب میں جہاں اور جب کہیں میرا ذکر کیا جاتا ہے تو اُس کے ساتھ اے حبیب! آپ کا ذکر بھی کیا جاتا ہے، اگر کوئی شخص اللہ جلّ ذِکرہٗ کی عبادت کرے اور جنت، دوزخ اور تمام دینی اُمور کی تصدیق کرے اور اس بات کی شہادت نہ دے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں تو اُس کی عبادت اُسے کچھ فائدہ نہ دے گی بلکہ وہ کافر ہی رہے گا۔ (۷۰۲)

اور اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا کہ ہم نے آپ کے ذکر کو بلند کر دیا اور آخرت میں بھی ہم آپ کو مقامِ محمود پر فائز فرما کر اور بلند و بالا درجات سے نواز کر آپ کے ذکر کو بلند کریں گے۔ (۷۰۳)

اور امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں: علماء کرام نے ذکر کیا کہ ﴿وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ﴾ میں رفعتِ ذکر سے صرف آپ کی نبوّت ہی مراد نہیں بلکہ اس کا دائرہ وسیع اور عام ہے کہ آسمانوں زمینوں میں آپ کی شہرت ہے، عرش پر آپ کا نام نامی لکھا ہوا ہے، کلمۂ شہادت اور تشہد میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام ذکر کیا جاتا ہے، کُتُبِ سابقہ میں آپ کا ذکر ہے، تمام آفاق میں آپ کا ذکر پھیلا ہوا ہے، نبوّت آپ پر ختم کر دی گئی ہے، خطبوں اور اذانوں میں آپ کا ذکر کیا جاتا رہے گا، کُتب و رسائل کے آغاز و اختتام میں آپ کا تذکرہ ہوتا رہے گا، قرآن کریم میں متعدد مقامات میں آپ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آتا ہے مثلاً

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗۤ اَحَقُّ اَنۡ يُّرۡضُوۡهُ اِنۡ كَانُوۡا مُؤۡمِنِيۡنَ﴾ (۷۰۴)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔

۷۰۲- تفسیر القرطبی، سورة الشّرح، الآیة: ٤-٦، ١٠/٢٠/١٠٦/١٠٧

۷۰۳- تفسیر القرطبی، سورة الشّرح، الآیة: ٤-٦، ١٠/٢٠/١٠٦/١٠٧

۷۰٤- سورة التوبة: ٩/٦٢

﴿وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (٧٠٥)

ترجمہ: اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا۔ (کنزالایمان)

﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (٧٠٦)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ دیگر انبیاء علیہم السلام کو اُن کے ناموں سے نِدا فرماتا ہے، مثلاً یَا مُوْسٰی، یَا عِیْسٰی، جب کہ آپ کو نبی اور رسول کے عنوان سے خطاب فرماتا ہے مثلاً یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ، یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت رکھ دی ہے، آپ کا ذکر انہیں اچھا لگتا ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میں ساری کائنات کو آپ کے متبعین اور غلاموں سے بھر دوں گا، وہ آپ کی نعت خوانی اور مدح سرائی کرتے آپ پر درود بھیجتے رہیں گے اور آپ کی سُنتوں کی حفاظت کرتے رہیں گے بلکہ ہر نماز میں فرائض کے ساتھ ساتھ سنتیں بھی ہیں، فرض میں میرے حکم پر اور سنت میں آپ کے حکم پر عمل پیرا ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (٧٠٧)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان)

آپ کی بیعت کو اپنی بیعت قرار دیا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (٧٠٨)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

سلاطین آپ کی اطاعت کو عار نہیں جانیں گے، قرّاء آپ کے الفاظِ قراءت کو محفوظ رکھیں گے، مفسّرین آپ کی کتاب (یعنی آپ پر نازل ہونے والی کتاب) کی تفسیر کرتے رہیں گے، بلکہ تمام علماء و سلاطین آپ کی بارگاہ میں حاضری دیتے رہیں گے اور آپ کی چوکھٹ پر کھڑے ہو

٧٠٥۔ سورۃ النّساء:٤/١٣ — ٧٠٦۔ سورۃ المائدۃ:٥/٩١

٧٠٧۔ سورۃ النّساء:٤/٨٠ — ٧٠٨۔ سورۃ الفتح:٤٨/١٠

کر سلام عرض کرتے رہیں گے اور آپ کے روضۂ اقدس کی خاک کو اپنے چہروں پر ملیں گے، اور آپ کی شفاعت کی امیدوار ہوں گے، سو آپ کا شرف تا قیامت باقی رہے گا۔(۷۰۹)

علامہ آلوسی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں، اِس سے بڑھ کر رفعِ ذکر کیا ہو سکتا ہے کہ کلمہ شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا، حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا، اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ، یَا اَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ، یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ، یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ، پہلے آسمانی صحیفوں میں بھی آپ کا ذکرِ خیر فرمایا، تمام انبیاء اور اُن کی اُمتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لائیں۔(۷۱۰)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی اپنی ''تفسیر'' (۷۱۱) میں اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ کے تحت لکھتے ہیں کہ ''آپ (ﷺ) کے لئے آپ کا ذکر ہر جگہ بلند کیا، اِسی وعدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر ملکوں میں اِس طرح بلند فرمایا کہ آپ کا نام نامی اسم سامی اپنے مبارک نام کے ساتھ رکھا جہاں بھی جس جگہ بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو گا وہاں اللہ تعالیٰ کے حبیب کریم ﷺ کا ذکر بھی ہو گا، پھر وہ خطبہ ہو، اذان ہو، (۷۱۲) نماز میں تشہد ہو،

۷۰۹۔ التّفسیر الکبیر، سورۃ الشّرح، الآیۃ: ۷، ۸، ۱۱/۳۲/۲۰۸

۷۱۰۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۹۴) الشّرح، الآیۃ: ۴، ۱۰/۳۰/۵۴۳ اور امام قسطلانی نے بھی اسے ''المواھب اللّدنیۃ، (المقصد الرّابع، الفصل الثّانی، ۲/۲۸۶) میں ذکر کیا ہے۔

۷۱۱۔ تفسیر ھاشمی (منظوم)، پارہ عمّ، سورۃ الانشراح، ص ۲۴۲

۷۱۲۔ اذان اور رفعتِ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ: علامہ محب اللہ نوری لکھتے ہیں رفعت ذکر مصطفیٰ کی ایک نہایت واضح، خوبصورت اور نا قابل تردید حقیقت اذان بھی ہے، شب روز چوبیس گھنٹوں میں کوئی لمحہ ایسا نہیں کہ دنیا کے کسی گوشے میں اذان نہ ہو رہی ہو، کئی سال ہوئے پاک فوج کے ایک ترجمان ماہ نامہ ''الہلال'' میں سیکنڈ لیفٹیننٹ محمد شعیب کا ایک ایمان افروز مضمون شائع ہوا تھا، موضوع کی مناسبت سے ایسے یہاں مَن وعَن درج کیا جا رہا ہے: ''دنیا کے نقشے کو دیکھیں، اسلامی ممالک میں انڈونیشیا کرۂ ارض کے مشرق میں واقع ہے یہ ملک بے شمار جزیروں پر مشتمل ہے، جن میں جاوا، سماٹرا، بورنیو اور سیلبز مشہور جزیرے ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔ ۱۸ کروڑ آبادی کے اِس ملک میں غیر مسلم آبادی کا تناسب آٹے میں نمک کے برابر ہے۔ طلوعِ سحر سیلبز کے مشرق میں واقع جزائر میں ہوتی ہے، وہاں جس وقت صبح کے ساڑھے پانچ بج رہے ہوتے ہیں، طلوعِ سحر کے ساتھ ہی

کلمۂ طیبہ ہو یا کلمۂ شہادت، اس کے علاوہ قرآن حکیم میں بھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک نام کو اپنے مبارک اسم کے ساتھ رکھا جو مندرجہ ذیل نو جگہوں (۷۱۳) پر آیا ہے الخ

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السّلام اپنے بیٹے

انڈونیشیا کے انتہائی مشرقی جزائر میں فجر کی اذان شروع ہوجاتی ہے، اور ہزاروں مؤذِن خُدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد رسول ﷺ کی رسالت کا اعلان کررہے ہوتے ہیں۔
مشرقی جزائر سے یہ سلسلہ مغربی جزائر کی طرف بڑھتا ہے اور ڈیڑھ گھنٹہ بعد جکارتہ میں مؤذِنوں کی آواز گونجنے لگتی ہے، جکارتہ کے بعد یہ سلسلہ ساٹرا میں شروع ہوجاتا ہے اور سماٹرا کے مغربی قصبوں اور دیہات سے پہلے ہی ملایا کی مسجدوں میں اذانیں بلند ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔
ملایا کے بعد برما کی باری آتی ہے، جکارتہ سے اذانوں کو جو سلسلہ شروع ہوتا ہے وہ ایک گھنٹہ بعد ڈھاکہ پہنچتا ہے، بنگلہ دیش میں ابھی اذانوں کا یہ سلسلہ ختم نہیں ہوتا کہ کلکتہ سے سری نگر تک اذانیں گونجنے لگتی ہیں، دوسری طرف یہ سلسلہ کلکتہ سے بمبئی کی طرف بڑھتا ہے اور پورے ہندوستان کی فضا توحید و رسالت کے اعلان سے گونج اُٹھتی ہے۔
سری نگر اور سیالکوٹ میں فجر کی اذان کا ایک ہی وقت ہے، سیالکوٹ سے کوئٹہ، کراچی اور گوادر تک چالیس منٹ کا فرق ہے، اس عرصے میں فجر کی اذان پاکستان میں بلند ہوتی رہتی ہے، پاکستان میں یہ سلسلہ ختم ہونے سے پہلے افغانستان اور مسقط میں اذانوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے، مسقط سے بغداد تک ایک گھنٹے کا فرق ہے، اِس عرصے میں اذانیں حجاز مقدس، یمن، عرب امارات، کویت اور عراق میں گونجتی رہتی ہیں۔ بغداد سے اسکندریہ تک پھر ایک گھنٹہ کا فرق ہے اِس دوران ترکی میں صدائے توحید و رسالت بلند ہوتی ہے۔ اسکندریہ سے طرابلس تک ایک گھنٹے کا دورانیہ ہے، اِس عرصے میں شمالی افریقہ میں، لیبیا اور تیونس میں اذانوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے، فجر کی اذان جس کا آغاز انڈونیشیا کے مشرقی جزائر سے ہوا تھا، ساڑھے نو گھنٹے کا سفر طے کرکے بحراوقیانوس کے مشرقی کنارے تک پہنچتی ہے۔ فجر کی اذان بحراوقیانوس تک پہنچنے سے قبل ہی مشرقی انڈونیشیا میں ظہر کی اذان، کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے اور ڈھاکہ میں ظہر کی اذانیں شروع ہونے تک مشرقی انڈونیشیا میں عصر کی اذانیں بلند ہونے لگتی ہیں، یہ سلسلہ ڈیڑھ گھنٹہ میں بمشکل جکارتا پہنچتا ہے کہ انڈونیشا کے مشرقی جزائر میں نمازِ مغرب کا وقت ہوجاتا ہے، مغرب کی اذانیں سیلبز سے بمشکل سماٹرا تک پہنچتی ہیں کہ اتنے میں عشاء کا وقت ہوجاتا ہے، جس وقت مشرقی انڈونیشیا میں عشاء کی اذانوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اس وقت افریقہ میں فجر کی اذانیں گونج رہی ہوتی ہیں۔ کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ کرۂ ارض پر ایک سیکنڈ بھی ایسا نہیں گزرتا جس وقت ہزاروں لاکھوں مؤذِن بیک وقت خُدائے بزرگ و برتر کی توحید اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کا اعلان نہ کررہے ہوں، انشاء اللہ العزیز یہ سلسلہ قیامت تک اسی طرح جاری رہے گا۔ (رفعتِ شان وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک، اذان رفعت شان الخ، ص ۲۱، ۲۲)

۷۱۳۔ اور اُن نو مقامات کا بیان آگے مذکور ہے۔

حضرت شیث علیہ السّلام کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا، اے میرے بیٹے! تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو، پس خلافت کو تقویٰ کا تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو، اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اِس کے ساتھ نامِ محمد (ﷺ) کا ذکر کرنا، کیونکہ مَیں نے اُن کا نام عرش کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا ہے، جب کہ میں روح اور مٹی کے درمیان تھا، پھر میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں نامِ محمد (ﷺ) لکھا ہوا نہ ہو، اور میرے ربّ نے مجھے جنت میں رکھا، تو میں نے جنت کے ہر محل اور ہر بالا خانے اور برآمدے پر اور تمام حُوروں کے سینوں پر اور جنت کے تمام درختوں کے پتوں پر اور شجرِ طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان نامِ محمد (ﷺ) لکھا ہوا دیکھا ہے، لہٰذا تو کثرت سے اُن کا ذکر کیا کرو کیونکہ فرشتے ہر وقت اُن کے ذکر میں مشغول ہیں۔(٧١٤)

اللہ اکبر ربّ العلا نے ہر شئے پہ لکھا نام محمد ﷺ
نوح و خلیل و موسیٰ و عیسیٰ سب کا ہے آقا نام محمد ﷺ

حافظ ابو نعیم فرماتے ہیں کہ فخرِ دو عالم ﷺ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ اللہ عزّ وجلّ قرآن کریم میں اپنی اطاعت، معصیّت، فرائض، احکام، وعدہ اور وعید وغیرہا کے ذکر کے وقت اپنے نام کے ساتھ اپنے حبیب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا نام یا منصب بھی متصلاً ذکر کیا:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (٧١٥)

ترجمہ: حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنز الایمان)

﴿وَ یُطِیْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (٧١٦)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کا حکم مانیں۔ (کنز الایمان)

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (٧١٧)

ترجمہ: اور جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرے۔ (کنز الایمان)

﴿وَ مَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ﴾ (٧١٨)

٧١٤۔ زرقانی علی المواهب، ٣١٥/٨ مختصراً و قال رواه ابن عساکر عن کعب الأحبار
٧١٥۔ سورة النّساء:٥٩/٤ — ٧١٦۔ سورة التّوبة:٧١/٩
٧١٧۔ سورة الأحزاب:٥٧/٣٣ — ٧١٨۔ سورة الأنفال:١٣/٨

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے۔ (کنزالایمان)

﴿وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ﴾ (۷۱۹)

ترجمہ: اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے رب دنیا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول۔ (کنزالایمان)

﴿وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ﴾ (۷۲۰)

ترجمہ: اور اُنہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں غنی کر دیا۔

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ﴾ (۷۲۱)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اُسے نعمت دی۔ (کنزالایمان) (۷۲۲)

اور مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی حنفی نے اپنی ''تفسیر'' میں لکھا ہے کہ قرآن کریم میں نو مقامات ایسے ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا نام اپنے مبارک نام کے ساتھ بیان فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں:

(۱) ﴿وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۷۲۳)

ترجمہ: اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ (کنزالایمان)

(۲) اُن میں دوسرا مقامِ رضا ہے:

﴿وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ﴾ (۷۲۴)

ترجمہ: اللہ و رسول کا حق زائد تھا کہ اُسے راضی کرتے اگر ایمان رکھتے تھے۔ (کنزالایمان)

(۳) مقامِ محبت: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾ (۷۲۵)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے

۷۱۹۔ سورة التّوبة: ۹/۵۹ ۷۲۰۔ سورة التّوبة: ۹/۷٤

۷۲۱۔ سورة الأحزاب: ۳۳/۳۷

۷۲۲۔ امام ابونعیم اصفہانی نے جن جن مقامات کا ذکر کیا ہے اُن میں سے یہ چند مقامات ہیں تفصیل کے لئے دیکھئے ''دلائل النبوّة''، الفصل الأول، ۱/٤۷

۷۲۳۔ سورة المائدة: ۵/۹۱ ۷۲٤۔ سورة التّوبة: ۹/٦۲

۷۲۵۔ سورة آل عمران: ۳/۳۱

فرمانبردار ہو جاؤ۔ (کنزالایمان)

(۴) مقامِ بیعت: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ﴾ (۷۲۶)
ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

(۵) مقامِ اجابت: ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَ لِلرَّسُوْلِ﴾ (۷۲۷)
ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔ (کنزالایمان)

(۶) مقامِ عزت: ﴿وَ لِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَ لِرَسُوْلِہٖ﴾ (۷۲۸)
ترجمہ: اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول (اور مسلمانوں) ہی کے لئے ہے۔ (کنزالایمان)

(۷) مقامِ وِلایت: ﴿اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ﴾ (۷۲۹)
ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول۔ (کنزالایمان)

(۸) مقامِ معصیّت: ﴿وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَہٗ یُدْخِلْہُ نَارًا خَالِدًا فِیْھَا ص وَ لَہٗ عَذَابٌ مُّھِیْنٌ﴾ (۷۳۰)
ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کُل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

(۹) مقامِ اِیذاء: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ وَ اَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا﴾ (۷۳۱)
ترجمہ: بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو اُن پر لعنت ہے دنیا و آخرت میں۔ (کنزالایمان)

مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کا بیان مکمل ہوا۔ (۷۳۲)

۷۲۶۔ سورۃ الفتح:۴۸/۱۰ ۔۔۔ ۷۲۷۔ سورۃ الأنفال:۸/۲۴
۷۲۸۔ سورۃ المنافقون:۶۳/۸ ۔۔۔ ۷۲۹۔ سورۃ المائدۃ:۵/۵۵
۷۳۰۔ سورۃ النّساء:۴/۱۴ ۔۔۔ ۷۳۱۔ سورۃ الأحزاب:۳۳/۵۷
۷۳۲۔ تفسیر ھاشمی (منظوم) پارہ عمّ، سورۃ الم نشرح، ص۲۴۲، ۲۴۳ و نسخہ دیگر بحالتِ نثر، ص۱۸۱، ۱۸۲

چند آیات کا ذکر کیا ہے آپ کی شان میں کثیر آیات وارد ہیں اور یہ بھی مشاہدہ فرمائیں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے معاملہ کو اپنا معاملہ بتایا:

﴿وَ مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى﴾ (۷۳۳)

ترجمہ: اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (کنزالایمان)

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ﴾ (۷۳٤)

ترجمہ: وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴾ (۷۳۵)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول اُن کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (کنزالایمان)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ ''شفاء شریف'' میں فرماتے ہیں کہ یحییٰ بن آدم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ (آپ ﷺ کے ذِکر کی رِفعت سے) مُراد نبوّت (کا اعلان) ہے، بعض کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) اے محبوب! جب (بندہ) مجھے یاد کرے گا تو میرے ساتھ تمہیں بھی یاد کرے گا۔ (جس طرح) کلمہ طیبہ میں کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور بعض اذان واقامت میں حضور ﷺ کا ذِکر مراد لیتے ہیں۔ (۷۳٦)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اللہ عزّ وجلّ کا یہ فرمان حضور ﷺ کے لئے اُس کی بارگاہ میں عزّت وعظمت شرافت اور آپ کی بزرگی پر بڑی حُجت ہے کیونکہ آپ ﷺ کے قلب مبارک کو ایمان وہدایت کے لئے کھول دیا، علم وحکمت کی صیانت وحفاظت کے لئے وسیع کر دیا،

۷۳۳۔ سورة الأنفال:۱۷/۸ ۷۳٤۔ سورة الفتح:۱۰/٤۸

۷۳۵۔ سورة النّساء:٦٤/٤

۷۳٦۔ الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲٤

اور جاہلیت کے بوجھ کو آپ ﷺ سے دُور کر دیا اور جاہلیت کی عادات وخصائل کو جس پر یہ لوگ تھے اُن کا دشمن بنا دیا، آپ ﷺ کے دین کو اُن کے دینوں پر غالب کر دیا اور آپ ﷺ کے رسالت ونبوت کے شدائد کو جو تبلیغ ورسالت کی صورت میں پیش آتے اُن سے آپ کو محفوظ کیا، اور جو کچھ آپ پر نازل کیا گیا آپ نے اُن سب کو پہنچا دیا، اور آپ کو اعلیٰ مرتبہ عنایت فرمایا، آپ ﷺ کے نام کے ذِکر کو اتنا کیا کہ اپنے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام ملا دیا۔(۷۳۷)

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے ذِکر کو دنیا وآخرت میں اتنا بلند کیا کہ کوئی خطیب یا کلمۂ شہادت کہنے والا یا نماز پڑھنے والا ایسا نہیں جو "أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰه" نہ کہے۔(۷۳۸)

ابن عطار حمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان کی تکمیل ہی آپ ﷺ کے ذِکر سے ہوتی ہے نیز کہتے ہیں کہ (مطلب یہ ہے کہ) میں نے آپ ﷺ کے ذِکر کو اپنا ذِکر قرار دیا ہے، لہٰذا جس نے آپ ﷺ کا ذِکر کیا اس نے میرا ذِکر کیا۔(۷۳۹)

حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ:

لَا يَذْكُرُكَ أَحَدٌ بِالرِّسَالَةِ إِلَّا ذَكَرَنِيْ بِالرُّبُوبِيَّةِ (۷۴۰)

یعنی، جو شخص تمہاری رسالت کا اقرار کرے گا اُس نے میری ربوبیّت کا اقرار کیا۔

بعض نے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾(۷۴۱) سے مقامِ شفاعت بھی مراد لیا ہے،

۷۳۷۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص۲۲

۷۳۸۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص۲٤
أیضاً المواھب اللّدنیة مع شرحه للزّرقانی، المقصد السّادس، النّوع الأول، فی ذکر آیات تتضمّن عظم قدره و رفع ذکره الخ، ۳۱۳/۸

۷۳۹۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص۲٤

۷٤۰۔ الشّفا، بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص۲۵
أیضاً المواھب اللّدنیة مع شرحه للزّرقانی، المقصد السّادس، النّوع الأول فی ذکر آیات تتضمّن عظم قدرة و رِفعة ذکره الخ، ۳۱۳/۸

۷٤۱۔ سورة الإنشراح: ٤/٩٤

اللہ عزّ وجلّ کے ذِکر کے ساتھ حضور ﷺ کے ذِکر کے قبیل سے یہ بھی ہے کہ اللہ عزّ وجلّ کی اطاعت کے ساتھ حضور ﷺ کی اطاعت اور اللہ عزّ وجلّ کے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام ملا کر بیان کرنا، چنانچہ اللہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

﴿وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ (۷۴۲)

ترجمہ: اور اللہ و رسول کے فرمانبردار رہو۔ (کنزالایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ﴾ (۷۴۳)

ترجمہ: اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ (کنزالایمان)

اِن دونوں کو واوٗ عطف کے ساتھ جو مشترک ہوتی ہے جمع کیا ہے، کلام میں حضور ﷺ کے سوا کسی کو اللہ عزّ وجلّ کے ساتھ جمع کرنا جائز نہیں۔(۷۴۴)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں حضور ﷺ کے مرتبہ کی ایک یہ بھی شان ہے کہ اللہ عزّ وجلّ نے حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا، چنانچہ فرماتا ہے:

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ﴾ (۷۴۵)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان)

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ﴾ الآیۃ (۷۴۶)

ترجمہ: اے محبوب! تم فرما دو کہ لوگو اگر اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔(۷۴۷)

۷۴۲۔ سورۃ آل عمران:۳/۱۳۲ ۷۴۳۔ سورۃ الحدید: ۵۷/۷

۷۴۴۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص۲۵

۷۴۵۔ سورۃ النّساء:۴/۸۰ ۷۴۶۔ سورۃ آل عمران:۳/۳۱

۷۴۷۔ الشّفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص۲۶

چنانچہ ایک روایت کے مطابق جب یہ آیت نازل ہوئی تو کُفّار کہنے لگے کہ (معاذ اللہ) حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ ہم اُن کو خُدا (ربّ) بنالیں، جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو خُدا بنالیا۔(۷۴۸) تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو رُسوا کرنے کے لئے یہ آیہ کریمہ نازل فرما کر اپنی فرمانبرداری کو رسول کی فرمانبرداری کے ساتھ ملا دیا:

﴿قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ﴾ (۷۴۹)

ترجمہ: تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔ (۷۵۰)

محمد برائے جنابِ الٰہی — جنابِ الٰہی برائے محمد ﷺ
بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا — رضائے خُدا اور رضائے محمد ﷺ
محمد کا دم خاص بہر خُدا ہے — سوائے محمد برائے محمد ﷺ
خُدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم — خُدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
خُدا ان کو کس پیار سے دیکھتا ہے — جو آنکھیں ہیں محو لقائے محمد ﷺ
دم نزع جاری ہو میری زبان پر — محمد محمد خُدائے محمد ﷺ

۳۹۔ ﴿اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ ○ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انْحَرْ ○ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ ○﴾ (۷۵۱)

ترجمہ: اے محبوب! بے شک ہم نے تمہیں بے شمار خوبیاں عطا فرمائیں، تو تم اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بے شک جو تمہارا دشمن ہے وہی ہر خیر سے محروم ہے۔ (کنزالایمان)

شانِ نُزول: ابن سعد اور ابن عساکر نے کلبی کے طریق سے بروایت ابی صالح وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کی ہے کہ جب مکہ میں آپ ﷺ کے فرزند ارجمند حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوا تو عاص بن وائل سہمی نے کہا: "قَدِ انْقَطَعَ نَسْلُهٗ فَهُوَ اَبْتَرُ" بے

۷۴۸۔ أخرجه ابن المنذر عن مجاهد و قتاده رضی الله تعالیٰ عنهما

۷۴۹۔ سورة آل عمران:۳۲/۳

۷۵۰۔ الشّفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الأول، الفصل الأول، ص ۲۶

۷۵۱۔ سورة الكوثر:۱۰۸/۱ تا ۳

شک اُس کی نسل منقطع ہوگئی تو وہ ''ابتر'' ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی۔(۷۵۲)

ارشاد فرمایا:اِنَّا یعنی ہم نے جو زمین وآسمان کے خالق و مالک ہیں اے حبیب! ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا ہے جو چیز ہم عطا فرمانا چاہیں اُسے کوئی روک نہیں سکتا جو چیز ہم عطا فرما دیں اُسے کوئی چھین نہیں سکتا۔

یہاں ''اٰتَیْنَا'' کی جگہ ''اَعْطَیْنَا'' مذکور ہے اِن دونوں کے مفہوم میں بہت فرق ہے۔''اَعْطٰی'' کے لفظ کی لغوی تحقیق کرتے ہوئے علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:

> اَعْطٰی کہتے ہیں اپنے ہاتھ سے کوئی چیز کسی کے حوالے کر دینا۔(۷۵۳)

اِس تحقیق کے مطابق آیہ کریمہ کا مفہوم یہ ہوا کہ ہم نے اپنے دستِ قدرت سے ''کوثر'' آپ کے حوالے کر دیا، آپ کو اُس کا مالک بنا دیا، علامہ نیشاپوری اپنی ''تفسیر'' میں لکھتے ہیں:

> اِس آیت کی ابتداء ''اِنَّ'' سے کی گئی ہے جو تاکید پر دلالت کرتا ہے، پھر ضمیر جمع ذکر کی گئی ہے جو تعظیم کا مفہوم دیتی ہے، نیز یہاں ''اِعْطَاء'' کا لفظ استعمال ہوا ہے ''اِیتاء'' کا نہیں، اور ''اعطا'' میں ملکیت پائی جاتی ہے، ''اِیتَــاء'' میں یہ معنی نہیں پایا جاتا، پھر یہاں ماضی کا صیغہ ذکر کیا جو تحقیق پر دلالت کرتا ہے، یعنی یہ کام ہوگیا۔(۷۵۴)

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

> یہاں ''إعطاء'' کا اسناد ضمیر متکلم کی طرف کیا گیا ہے، '' إیتاء'' کا نہیں، اِس سے اُس اَمر کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ''کوثر'' کا مالک بنا دیا۔(۷۵۵)

کیا شانِ جُود وسخا ہے دینے والے کی اور کیا رِفعت و بلندی ہے لینے والا کی۔(ﷺ)

۷۵۲۔ اسی طرح تفسیر البغوی، ٤/٥٣٤، تفسیر القرطبی، ١٠/٢٠/٢٢٢، تفسیر المظھری، ٢١٢/٣، تفسیر ابن کثیر ٧٤١/٤، اور أسباب النُّزول للواحدی، ص ٤٩٥ میں ہے۔

۷۵۳۔ لسان العرب، حرف وی، فصل العین المھملة، ٦٨/١٥

۷۵٤۔ تفسیر غرائب القران، سورة الکوثر، ١٢/ ١٧٥/٣٠

۷۵۵۔ تفسیر روح المعانی، سورة الکوثر: ١٠٨/١، ٦٦٢/١٠

اب ذرا ''کوثر'' کو سمجھنے کی کوشش کیجئے تا کہ معلوم ہو جائے کہ اِس میں فضائل و مکارم کے کتنے سمندر سمو دیئے گئے ہیں، چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی لکھتے ہیں:

''کوثر'' کثرت سے ماخوذ ہے، اس کا وزن ''فوعل'' ہے جو مبالغہ کا صیغہ ہے، اِس کا معنی ہے کسی چیز کا اتنا کثیر ہونا کہ اُس کا اندازہ نہ لگایا جاسکے۔ (۷۵۶)

اور علامہ قرطبی لکھتے ہیں کہ جو چیز تعداد میں، قدر و قیمت میں اور اپنی اہمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ ہو، اُسے ''کوثر'' کہتے ہیں(۷۵۷)

یہاں ایک چیز بڑی غور طلب ہے، وہ یہ کہ قاعدہ یہ ہے کہ موصوف اور صفت دونوں یکجا مذکور ہوتے ہیں لیکن یہاں ایک اُس کے برعکس ہے۔ ''الکوثر'' جو صفت ہے وہ تو مذکور ہے لیکن اس کا موصوف مذکور نہیں اس میں کیا حکمت ہے، اس کے بارے میں علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ایک چیز ''کوثر'' عطا کی ہوتی تو اُس کا ذکر کر دیا ہوتا، اگر چند چیزیں ہوتیں تو اُن کا بیان کیا جاتا، یہاں تو حالت یہ ہے کہ جو عطا فرمایا بے حد و بے حساب عطا فرمایا، کس کا ذکر کیا جائے اور کس کا نہ کیا جائے، اِس لئے صفت ذکر کر دی اور موصوف کو قاری کے ذہن پر چھوڑ دیا گیا، مقصد یہ ہے کہ اے حبیب! میں نے آپ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ بے حد و بے حساب ہیں، عِلم و حِلم، جود و سخا، عفو و درگزر، الغرض جن محامِد و محاسن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو سرفراز فرمایا وہ ایک سمندر ہے، جس کی حد کو کوئی پا نہیں سکتا۔

علماء کرام نے ''کوثر'' کی تفسیر میں متعدد اقوال ذکر فرمائے ہیں، (۷۵۸) چند یہاں بیان کئے جاتے ہیں:

(۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ''کوثر'' سے مراد جنت کی وہ نہر ہے، جس سے جنت کی سب نہریں نکلتی ہیں، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرما دی

۷۵۶۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ:۱، ۱۰/۶۶۲

۷۵۷۔ الجامع لأحکام القرآن، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ:۱، ۲۰/۲۱۶

۷۵۸۔ امام زرقانی مالکی لکھتے ہیں ''کوثر'' کی تفسیر میں تقریباً بیس اقوال ہیں (شرح الزّرقانی علی المواھب، المقصد السّادس، النّوع الأول، ۸/۳۳۱)

ہیں"، اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: "کوثر" ایک نہر ہے جو تمہارے نبی ﷺ کو عطا کی گئی" (۷۵۹) اور حضور ﷺ نے فرمایا "کوثر جنت کی ایک نہر جس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں، موتیوں اور یاقوت کا فرش بچھا ہوا ہے، اُس کی مٹی کستوری سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ شفاف ہے"۔(۷۶۰)

(۲) اُس حوض کا نام (۷۶۱) جو میدانِ حشر میں ہوگا، جس سے حضور علیہ الصّلوٰۃ و السّلام اپنی اُمّت کے پیاسوں کو سیراب فرمائیں گے، جس کے کناروں پر پیالے اس کثرت سے ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے ہیں، (۷۶۲) تا کہ درِ حبیب ﷺ پر آ کر کسی پیاسے کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ اِس حوض کے بارے میں احادیثِ متواترہ مذکور ہیں، علماء کرام نے یہ بھی لکھا ہے کہ اِس کے چاروں کونوں پر خلفائے اربعہ (حضرت ابوبکر، وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم) تشریف فرما ہوں گے، جو شخص اُن میں سے کسی کے ساتھ بُغض رکھے گا اُسے حوضِ کوثر سے ایک گھونٹ بھی نہیں ملے گا۔

(۳) نبوّت (۷۶۳) انبیاء علیہم السّلام تو حضور ﷺ سے پہلے بھی تشریف لائے لیکن نبوّت محمدیہ علیہ التّحیۃ والثّناء کے فُیوض و برکات کی کثرت کا کون اندازہ لگا سکتا ہے، نبوّت کا دامن ساری نوعِ انسانی کو سمیٹے ہوئے ہے بلکہ آپ ساری کائنات کے نبی ہیں، آپ کا بحرِ رسالت زمان ومکان کی حُدود سے آشنا نہیں۔

۷۵۹۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورہ ﴿إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ﴾ برقم:۴۹۶۵، ۳۳۷/۳

۷۶۰۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم: ۲۸۱۸۰، ۷۲۰/۱۲

أیضاً تفسیر ابن عاشور، سورۃ الکوثر، ۵۰۳/۳۰

أیضاً الدُّرّ المنثور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۳، ۵۹۱/۱۰

۷۶۱۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم:۳۸۱۶۶، ۷۱۹/۱۲

۷۶۲۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم:۳۸۱۴۱، ۷۱۷/۱۲

۷۶۳۔ تفسیر ابن جریر، سورۃ الکوثر، برقم:۳۸۱۵۴، ۷۱۸/۱۲

أیضاً حاشیۃ الصّاوی علی الجلالین، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ:۱، ۳۴۱/۶

أیضاً تفسیر ابن عاشور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۲، ۵۰۳/۳۰

(۴) کوثر سے مراد قرآن کریم ہے،(٧٦٤) انبیائے سابقین بھی صحائف اور کتابیں لے کر آئے، لیکن جو جامعیّت اور اَبدیّت اِس کی تعلیمات میں ہے اِس کی نظیر کہاں، علوم و معارف کے خزینے اِس صحیفۂ رُشد و ہدایت میں مستور ہیں وہ کسی اور کو نصیب نہیں۔

(۵) اِس سے مراد دینِ اسلام ہے۔(٧٦٥)

(٦) اِس سے مراد صحابہ کرام کی کثرت ہے (٧٦٦) جتنے صحابہ حضور ﷺ کے تھے کسی دوسرے نبی یا رسول کو اتنے صحابہ میسر نہ آئے۔

(۷) اِس سے مراد رفعِ ذِکر ہے،(٧٦٧) ساری کائنات کی بلندیوں اور پستیوں میں جس طرح اِس نبی رحمت علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے مبارک ذکر کا ڈنکا بج رہا ہے اُس کی مثال نہیں ملتی۔

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ، فرش میں طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگائیے تیری ہی داستان ہے

(حدائق بخشش)

(۸) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ''کوثر'' سے مراد حضور ﷺ کے دل کا نُور ہے جس نے آپ کی اللہ تعالیٰ تک رہنمائی کی اور ماسوا سے ہر قسم کا رشتہ منقطع کر دیا۔(٧٦٨)

(۹) مقامِ محمود،(٧٦٩) روزِ محشر جب شفیع المذنبین شفاعت عامہ فرمائیں گے۔ ﷺ

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ''کوثر'' کی تفسیر بیان کی، الخیر الکثیر (یعنی خیر کثیر)(٧٧٠)

٧٦٤۔ تفسیر ابن جریر، سورة الكوثر، برقم: ٣٨١٨٤، ١٨٨/١٢
أيضاً حاشية الصّاوى على تفسير الجلالين، سورة (١٠٨) الكوثر، الآية: ١، ٣٤١/٦

٧٦٥۔ حاشية الصّاوى على تفسير الجلالين، سورة (١٠٨) الكوثر، الآية: ١، ٣٤١/٦

٧٦٦۔ حاشية الصّاوى على تفسير الجلالين، سورة (١٠٨) الكوثر، الآية: ١، ٣٤١/٦

٧٦٧۔ حاشية الصّاوى على تفسير الجلالين، سورة (١٠٨) الكوثر، الآية: ١، ٣٤١/٦

٧٦٨۔ حاشية الصّاوى على تفسير الجلالين، سورة (١٠٨) الكوثر، الآية: ١، ٣٤١/٦

٧٦٩۔ حاشية الصّاوى على تفسير الجلالين، سورة (١٠٨) الكوثر، الآية: ١، ٣٤١/٦
أيضاً تفسير ابن عاشور، ٥٠٣/٣٠

٧٧٠۔ ان میں سے اکثر اقوال ''الجامع لأحكام القرآن'' ١٠/٢٠/٢١٦، ٢١٧ میں مذکور ہیں

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ تو کہتے ہیں ''کوثر'' جنت کی ایک نہر کا نام ہے تو آپ نے فرمایا وہ بھی اس خیر کثیر میں سے ایک ہے۔(۷۷۱)

علامہ اسماعیل حقی ''کوثر'' کے بارے میں متعدد اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری ظاہری و باطنی نعمتیں ''کوثر'' میں داخل ہیں، ظاہری نعمتوں سے مراد دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور باطنی نعمتوں سے مراد وہ علوم لدنیہ ہیں جو بغیر کُتُب کے محض فیضانِ الٰہی سے حاصل ہوتے ہیں۔(۷۷۲)

علامہ قرطبی نے بھی اِس سے ملتی جلتی تشریح کی ہے،(۷۷۳) اور علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں:

''کوثر'' سے مراد خیرِ کثیر ہے اور دنیوی و اُخروی نعمتیں جن میں فضیلتیں اور فضائل سب شامل ہیں اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ احادیث میں ''کوثر'' کا معنیٰ نہر بتایا گیا ہے یہ بطور تمثیل و تخصیص ہے۔(۷۷٤)

امام اہلسنّت فرماتے ہیں:

اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَر ساری کثرت پاتے یہ ہیں (الاستمداد)

امام سیوطی نے لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے ''کوثر'' کی تفسیر حوض کے ساتھ فرمائی جو قیامت کے دن مؤقف میں ہوگا اور اُس نہر کے ساتھ فرمائی جو جنت میں ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ متواترہ میں ہے پس اِس پر ایمان لانا واجب ہے۔(۷۷۵)

۷۷۱۔ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، سورة ﴿اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ﴾، برقم:٤٩٦٦، ٣٣٧/٣
أیضاً المسند للإمام أحمد:١١٢/٢
أیضاً السُّنَن الکبریٰ للنّسائی، کتاب التّفسیر، سورة الکوثر، برقم:١١٦٤٠، ٣٤٦/١٠،
و فی نسخة أخری، برقم:١١٧٠٤
۷۷۲۔ تفسیر روح البیان، سورة (١٠٨) الکوثر، الآیة:١، ٦٣٤/١٠، ٦٣٥
۷۷۳۔ الجامع لأحکام القرآن، سورة الکوثر:١/١٠٨، ٢٠/١٠/٢١٧، ٢١٨
۷۷٤۔ تفسیر روح المعانی، سورة (١٠٨) الکوثر، الآیة: ١، ٦٦٢/١٠
۷۷۵۔ الأکلیل، سورة الکوثر، ص٢٢٩

پہلے اپنی بے پایاں عنایات سے اپنے حبیب کو سرفراز فرمانے کا ذکر کیا، اب اُن انعامات و احسانات کا شکرادا کرنے کی تلقین ہو رہی ہے، چنانچہ ارشاد ہوا، اے حبیب! اپنے ربّ کے لئے نماز پڑھا کرو اور اُسی کی خاطر قربانی دیا کرو، کم فہم کھاتے تو اللہ تعالیٰ کا ہیں، پلتے اُس کی رحمت کے ٹکڑوں پر ہیں، نشو و نما اُس کے آغوشِ لطف و کرم میں پاتے ہیں، لیکن شکر یہ غیروں کا ادا کرتے ہیں، عبادت معبودانِ باطل کی کرتے ہیں، قربانیاں بتوں کے نام پر دیتے ہیں۔

اے محبوب مکرم! یہ سب سے بڑی ناشکری اور کُفرانِ نعمت ہے:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَ انۡحَرۡ﴾

ترجمہ: تو اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ (کنزالایمان)

ترتیب مضمون کے طور پر ہے جو اس کے بعد ہے یا جو اس سے پہلے گزرا تو اگر آپ ﷺ کو حق تعالیٰ نے بے شمار خوبیاں عطا کیں جیسا عطیہ (الکوثر) کے ذکر میں گزرا، جو جہانوں میں کسی ایک کو ہرگز نہ دیا گیا یہ تو عطیہ مامور بہ (جس کا حکم دیا گیا) ہے یعنی آپ ﷺ پر لازم و واجب ٹھہرتا ہے کہ تعمیل ارشاد کریں (قبول فرمائیں)، یعنی اپنے پروردگار کے لئے خالصتاً نماز پر مداومت فرمائیں، جس ذات کریم نے آپ ﷺ پر ان انعامات کی کثرت فرمائی، جو بھلائی کی کثرت اور خیر ہی خیر ہے، برخلاف اُن لوگوں کے جو نمازوں کو بھولے بیٹھے ہیں اور دکھاوا کرنے والے ہیں، اس میں اس نعمت پر حق سبحانہ وتعالیٰ کے شکر کی ادائیگی ہے بلاشبہ نماز شُکر کی تمام قسموں کی جامع ہے۔

خفاجی کا قول ہے کہ ''کوثر'' بمعنیٰ ''خیر کثیر'' ہے اور فاء سببیہ ہے تو اس نعمت عظیمہ اور عطا جلیلہ پر شکر کے طور پر نماز پڑھو۔(۷۷۶)

''شانیٔ'': مُبغض، جس کے دل میں بُغض و عداوت ہو تو اس کو ''شانی'' کہتے ہیں۔

''ابتر''، بتر سے ہے اور ''بتر'' کا معنیٰ ''القطع''، یعنی کسی چیز کو کاٹ دینا، اہلِ لُغت کے نزدیک وہ مرد جس کا فرزند نہ ہو اُسے ''ابتر'' کہتے ہیں، وہ چار پایہ جس کی دُم نہ ہو اُس کو بھی ''ابتر'' کہتے ہیں، نیز وہ کام جس کا نیک اثر باقی نہ رہے اس کو بھی ''ابتر'' کہتے ہیں۔(۷۷۷)

۷۷۶۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثّلاثون، سورة الکوثر، ۷/۱۰٤۰

۷۷۷۔ الجامع لأحکام القرآن، سورة (۱۰۸) الکوثر، الآیة: ۳، ۲۰/۱۰/۲۲۳

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور سرورِ عالم ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی، حضرت قاسم پھر زینب، پھر عبداللہ، پھر اُمِّ کلثوم، پھر فاطمہ، پھر رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیٰ ابیہم وعلیہم اجمعین، (۷۷۸) پہلے حضرت قاسم کا انتقال ہوا پھر حضرت عبداللہ کا (جن کا لقب طیب وطاہر ہے جب کُفّار نے دیکھا کہ آپ کے دونوں فرزند داغِ مفارقت دے گئے، اب صرف صاحبزادیاں ہی ہیں تو انہوں نے طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں)، عاص بن وائل کہنے لگا:

فَقَدِ انْقَطَعَ نَسلُهٗ فَهُوَ اَبْتَرُ

یعنی، اُن کی نسل منقطع ہو گئی پس وہ ابتر ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے ﴿اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ﴾ نازل فرمایا۔(۷۷۹)

اے محبوب! آپ کا معاملہ تو یہ ہے آپ کی ذُرّیت باقی رہے گی (اور بکثرت ہوگی) آپ کی شہرت کمال اچھائی کے ساتھ اور آپ کے فضل کے نشان قیامت تک باقی رہیں گے، اور آپ کا شرف بلند سے بلند تر ہوتا رہے گا، آپ کا ذکر ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا، آپ ﷺ کے لئے بروزِ جزاء جو کچھ فضل وشرف، اعزاز واکرام، عظمت وشان ہے کہ وہ اس کثرت کثیرہ کے ساتھ ہے کہ بیان اُسے محیط کیسے ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ اے محبوب! جہاں میرا ذکر ہوگا وہاں ساتھ ہی تمہارا ذکر ہوگا، تمہارا ذکر اذانوں میں گونجے گا اور منبروں پر بلند ہوگا، قیامت تک آپ ﷺ کا بکثرت ذکر ہوگا، آپ پر آپ کا ربّ اس کے فرشتے اور تمام مؤمنین درود وسلام کی کثرت کریں گے۔ اور رہی آخرت تو پیارے! وہ آپ کی شانِ محبوبی اور عظمت کے اظہار کا ہی حقیقی دن ہے۔

شانئ: اسم فاعل ہے اور بعض نے کہا کہ ماضی کے معنوں میں ہے تو مطلب یہ ہے اگر کوئی بحالتِ کفر بُغض رکھے پھر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ کو محبوب رکھے، تو وہ اس وعید سے خارج ہے، جیسا کہ بعض اکابر صحابہ کے معاملہ میں ہے کہ اول دشمن ومخالف تھے پھر ایمان

۷۷۸۔ علامہ جمال الدین ابن المبرد نے لکھا ہے کہ بیٹیوں میں پہلے حضرت زینب پیدا ہوئیں، دوسری حضرت رقیہ، تیسری حضرت ام کلثوم اور آخری حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہن (الشّجرۃ النّبویّۃ، الفصل الرّابع، أولاد النّبی ﷺ، ص۱۷۶، ۱۷۷)

۷۷۹۔ الدُّرُّ المنثور، سورۃ (۱۰۸) الکوثر، الآیۃ: ۱۔۳، ۵۹۵/۸

لا کر جاں نثار بن گئے، اُن کی نظروں میں آپ ﷺ ہر شئے یہاں تک کہ اپنی جان سے بڑھ کر محبوب ومطلوب ہو گئے اور حق یہ کہ ایمان کی روح واصل آپ ﷺ کی محبت ہی تو ہے۔ اور جو محبتِ رسول اللہ ﷺ سے محروم ہے وہ مومن ہی نہیں ہو سکتا۔ (۷۸۰)

یہ ہے شانِ مصطفیٰ ﷺ، دشمن گستاخی کرتا ہے رحمتِ خداوندی جوش میں آ جاتی ہے، دشمن کو عذاب کا مژدہ سُنایا جاتا ہے اور محبوب کریم ﷺ کو طرح طرح کی نعمتیں یاد دلا کر خوش فرمایا جاتا ہے۔

شکلِ بشر میں نُورِ الٰہی اگر نہ ہو کیا قدر اس خمیرۂ ماءٔ مدر کی ہے
نُورِ الٰہ کیا ہے محبت حبیب کی جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے

۴۰۔ ﴿تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ O مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَ مَا كَسَبَ O سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ O وَّ امْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ O فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ O﴾ (۷۸۱)

ترجمہ: تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا، اُسے کچھ کام نہ آیا اُس کا مال اور نہ جو کمایا، اب دھنستا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ، اور اُس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی، اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسّا۔ (کنزالایمان)

شانِ نزول: امام احمد، بخاری (۷۸۲)، مسلم (۷۸۳) اور ترمذی (۷۸٤) نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو ارشاد فرمایا:

﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾ (۷۸۵)

ترجمہ: اور اے محبوب! اپنے قریب تر رشتہ داروں کو ڈرایئے۔ (کنزالایمان)

نازل ہوئی تو حضور ﷺ کوہِ صفا پر چڑھے اور بنی فہر، بنو عدی سردارانِ قریش کو بلانا شروع کیا، یہاں تک کہ وہ سب کے سب جمع ہو گئے، جو شخص خود نہ آ سکا اس نے اپنا کوئی آدمی بھیج دیا

۷۸۰۔ تفسیر الحسنات، الجزء الثلاثون، سورة الکوثر، ۷/۱۵٤۱

۷۸۱۔ سورة اللهب: ۱۱۱/۱۔۵

۷۸۲۔ صحیح البخاری، کتاب التّفسیر، باب تفسیر سورة اللّهب، برقم: ٤۹۷۲، ۳/۳۳۹

۷۸۳۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب فی قوله تعالیٰ: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ﴾، برقم: ٤۲۸/۳۳٥۔ (۲۰۸)، ص ۱۲٤

۷۸٤۔ سُنَن التّرمذی، کتاب التّفسیر، باب من سورة تبّت یَدَا، برقم: ۳۳٦۳، ٤/۲۹۰، ۲۹۱

۷۸٥۔ سورة الشّعراء: ۲٦/۲۱٤

تاکہ دیکھے کیوں جمع کیا جارہا ہے، تو ابولہب اور سب قریش آ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، اگر میں تمہیں خبر دوں کہ وادی کے اُس پار ایک لشکر عظیم تم پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے سب بولے ہاں، ہمیں آپ سے بجز سچائی و بھلائی کے اور کوئی تجربہ ہی نہیں، ارشاد فرمایا، تو میں تمہارے لئے نذیر ہوں، اور تمہیں آنے والے عذابِ شدید سے ڈراتا ہوں، تم شرک سے باز آ جاؤ، ابولہب نے اپنے ہاتھ بلند کئے انگلی سے اشارہ کیا، اور بولا: تَبًّا لَكَ أَمَا جَمَعْتَنَا إِلَّا لِهَذا؟ یعنی، اللہ تمہیں تباہ کرے، کیا اس لئے ہمیں جمع کیا ہے۔ (معاذ اللہ)

اِس پر یہ سورت نازل ہوئی، چونکہ ابولہب نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا تھا اِس لئے اُس کے دونوں ہاتھوں کا ذکر خصوصیت سے آیا۔

اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ابولہب کی بیوی امّ جمیل بنت حرب کانٹے اٹھا کر لاتی تھی اور انہیں نبی ﷺ کے راستے میں بچھا دیتی تھی تو اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔(۷۸۶)

بعض علماء کا خیال ہے کہ "تَبَّتْ" یہ جملہ خبریہ ہے، اور "تَبَّ" بھی جملہ خبریہ اور اس سے مراد تاکید ہے لیکن علامہ قرطبی نے "فراء" کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "تَبَّتْ یَدَا" یہ اس کے خلاف دعا ہے اور "تَبَّ" جملہ خبریہ ہے، پہلے فرمایا ایسا ہو جائے گا پھر بتا دیا ایسا ہو گیا:

"قال الفراء: التّبُّ الأوّل: دُعاءٌ، و الثّاني خَبرٌ"۔ (۷۸۷)

یعنی، فراء نے کہا: پہلا "تبّ" دعا ہے اور دوسرا خبر ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی حنفی نقشبندی بھی فرماتے ہیں:

إخبارٌ بعد إخبارٍ للتّأكيد، أو الأولىٰ دعائية و الثّاني إخباريّة و التّعبير بالماضي لتحقّق وقوعه (۷۸۸)

یعنی، خبر کے بعد خبر تاکید کے لئے ہے، یا پہلا دعائیہ ہے اور دوسرا اخباریہ اور ماضی سے تعبیر کرنے کی وجہ اس کے وقوع کا تحقق ہے۔

ابولہب کا نام عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب ہے، یہ رسول اللہ ﷺ کا چچا تھا، آپ ﷺ

۷۸۶۔ الرّوضُ الأُنُف: أم جميل و ما نزل فيها، ۱۱۱/۲

۷۸۷۔ الجامع لأحكام القران، سورة (۱۱۱)، المسد، الآية: ۱، ۲۳۶/۲۰/۱۰

۷۸۸۔ تفسير المظهري، سورة اللّهب، ۳۵۲/۱۰

سے سخت عداوت وعِنا د رکھتا تھا، ابولہب اُس کی کُنیت تھی، اور کُنیت سے ذکر کرنے میں اشارہ ہے کہ وہ جہنمی ہے کہ لہب حقیقی تو وہ ہے جو لہبِ جہنم ہے، ''لہب'' کے معنی شعلہ، لپٹ کے ہیں اور اسی طرح کا ذکر اُس کے حال کے مناسب تھا۔

یہ شخص بہت گورا (بظاہر) خوبصورت تھا اُس کا چہرہ انگاروں کی طرح دمکتا تھا، اِس وجہ سے اُسے ابولہب کہتے تھے۔

''المجمع'' میں طارق محاربی سے منقول ہے کہ میں لوگوں کے درمیان ذوالمجاز کے بازار میں موجود تھا، میں نے ایک شخص کو بیان کرتے سُنا جو لوگوں کو کہہ رہا تھا، اے لوگو! ''لَا اِلٰہ اِلَّا اللہ'' کہو اور کامیابی وفلاح پاؤ، اس کے پیچھے ایک اور شخص کو دیکھا کہ اُسے پتھر مارتا ہے جس سے اُس کی پنڈلیاں اور پاؤں کی جڑیں خون آلود ہو رہی تھیں، وہ لوگوں سے کہتا تھا، یہ شخص جھوٹا ہے تم اس کی تصدیق نہ کرو، اِسے سچا نہ جانو، تو میں نے پوچھا وہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ وہ محمد (ﷺ) ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، اور یہ پچھلا شخص انہی کا چچا ابولہب ہے جو بزعمِ خویش انہیں جھوٹا جانتا ہے۔(۷۸۹)

اُس کے خلاف یہ دعا اُس کی مکمل ہلاکت کے لئے اور یہ بھی صحیح ہے کہ یہ دونوں اُمور کے بارے میں خبر ہوں، کہ '' تَبَّتْ '' سے مراد اُس کے خلاف دعا بھی ہے اور خبر بھی، کہ اُس کی دنیا برباد ہوگئی اور '' تَبَّ '' میں دوسری خبر ہے کہ وہ آخرت میں بھی یقینی طور پر تباہ وبرباد اور ہلاک ہو ہی گیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ابولہب نے کہا اگر میرا بھتیجا اپنے قول میں سچا ہے تو میں اپنا مال واولاد اپنی جان کے بدلے فدیہ کر دوں گا، تو یہ آیت اُتری، (۷۹۰) جس میں اُس کے قول کی تردید ہے کہ اُس کا مال اُس سے تباہی اور عذاب کو نہیں روک سکے گا، اور وہ عذاب سے ہرگز نہ بچ سکے گا، ابولہب بڑا دولت مند تھا، یہ مکہ کے چار دولت مندوں میں سے ایک تھا، اُس کے پاس آٹھ سیر سے زیادہ سونے کی اینٹیں تھیں دیگر جائیداد، سامان، مال مویشی اِس کے ماسوا تھے اور صاحبِ اولاد بھی تھا، اُس کے کئی لڑکے تھے

۷۸۹۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۱، ۱۰/۳۰/۶۸۴

۷۹۰۔ تفسیر المظہری، سورۃ اللّھب، ۱۰/۳۵۲

جو اُس کی موجودگی میں پورے جوان تھے، جب یہ سورت نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے دونوں بیٹوں (جن کی شادی نبی کریم ﷺ کی صاحبزادیوں سے ہوچکی تھی) سے کہا ان دونوں کے لئے میرا سراور تم دونوں کا سر حرام ہے اگر تم نے محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہ دی، تو میں اپنی جائیداد سے محروم کردوں گا، عُتبہ اور عُتیبہ کے گھر حضور ﷺ کی دونوں صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور اُمِّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھیں، عُتبہ نے باادب حاضرِ خدمت ہوکر حضرت رقیہ کو طلاق دی، لیکن عُتیبہ نے گستاخانہ طور پر طلاق دی اور اپنے کُھلے کُفر اور باطنی خباثت کا اظہار بھی کیا، جس پر حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو رنج ہوا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِنْ کِلَابِ" یعنی، اے اللہ! کتوں میں سے کوئی کتا اِس پر مُسلّط کردے۔

ابو طالب اُس وقت وہاں موجود تھے، تو انہوں نے کہا اے برادر زادے! تیرے خلاف اِس سے تجھے کون بچا سکے گا، وہ اپنے سامانِ تجارت کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، ابولہب نے اپنے نوکروں سے کہا کہ رات کو عُتیبہ کو اپنے درمیان میں سُلانا، اتفاق سے ایک جنگل میں رات ہوگئی، سب سو گئے، جنگل سے شیر نکلا، سب کا منہ سونگھتا ہوا چھوڑتا گیا جب عُتیبہ کا منہ سونگھا تو اُسے پھاڑ کرر کھ دیا۔(۷۹۱)

ابولہب بزدلی کے باعث جنگِ بدر میں شریک نہ ہوا، لیکن بدر کی عبرتناک شکست کے بعد ابھی صرف ایک ہفتہ ہی گزرا ہوگا، کہ اس کے جسم پر ایک زہریلا چھالا نکلا (العدسہ) چیچک دانہ نمودار ہوا، چند دنوں میں اُس کے سارے جسم میں پھیل گیا، ہر جگہ سے بدبودار پیپ بہنے لگی، گوشت گل گل کر گرنے لگا اُس کے بیٹوں نے جب دیکھا تو اُسے ایک متعدی بیماری لگ گئی ہے تو انہوں نے اُسے اپنے گھر سے باہر نکال دیا، اور تڑپتے تڑپتے اُس نے جان دے دی، اب اُس کی نعش کو ٹھکانے لگانے کے لئے کوئی عزیز اُس کے قریب نہ گیا، تین دن تک اُس کی لاش پڑی رہی جب اُس کے تعفّن اور بدبو سے لوگ تنگ آ گئے تو اس کے بیٹوں کو لعنت ملامت کی، تب انہوں نے چند حبشی غلاموں کو اُس کی لاش ٹھکانے لگانے پر مقرر کیا، انہوں نے ایک گڑھا کھودا،

۷۹۱۔ الخصائص الکبریٰ، باب دعائہ ﷺ علی أبی لھب، ۱۴۷/۲

أیضاً تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۲، ۶۸۷/۳۰/۱۰

اور لکڑیوں سے اُس کی لاش کو دھکیل کر اس گڑھے میں پھینک دیا اور اوپر پتھر ڈال کر ڈھک دیا (۷۹۲)، یہ اللہ کے غضب کی مار تھی، جس سے اُس کا سارا غرور تکبر مسمار ہو کر رہ گیا، جس اولاد پر اور مال پر اُس کو فخر تھا، سب نے بے یار و مددگار چھوڑ دیا، اِس طرح سے گستاخِ رسول اللہ ﷺ کا انجام سب کُفّار نے دیکھا لیکن پھر بھی اپنے کُفر و عِناد سے باز نہ آئے۔

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِهٖ وَ مِنْ غَضَبِ رَسُوْلِهٖ ﷺ

﴿سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ﴾ اب دھنستا ہے، لپٹ مارتی آگ میں وہ یعنی جلد ہی آخرت میں بہر نوع جہنم میں ضرور داخل ہوگا، اور اُس کی آگ میں جلے گا، یعنی شعلے مارتی بھڑکتی آگ میں جلے گا۔

ابولہب کی بیوی کا نام اَرْوَہ تھا اور کنیت اُمّ جمیل تھی، ایک آنکھ سے کانی تھی، انتہائی بخیل تھی، حرب بن اُمیہ بن عبدالشّمس کی بیٹی تھی، ابوسفیان بن حرب کی بہن تھی، نبی کریم ﷺ سے سخت عداوت و دشمنی رکھتی تھی اور آپ کی ایذاء رسانی کے لئے خود سر پر کانٹوں کا گھٹا لا کر آپ ﷺ کی گزرگاہ پر ڈالتی تھی کہ آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو تکلیف ہو، زخمی ہوں، دولت منداور انتہائی مالدار ہونے کے باوجود خود ہی یہ کام کرتی تھی، (۷۹۳) جس سے اُس کی شقاوت اور عداوت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

صدرالافاضل لکھتے ہیں باوجود یکہ بہت دولتمند اور بڑے گھرانے کی تھی لیکن سیّد عالم ﷺ کی عداوت میں انتہا کو پہنچی تھی کہ خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لا کر رسول کریم ﷺ کے راستہ میں ڈالتی تا کہ حضور ﷺ کو اور حضور ﷺ کے اصحاب کو ایذا و تکلیف ہو اور حضور کی ایذا رسانی اس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اس کام میں کسی دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہ کرتی تھی۔(۷۹۴)

ایسے ہی بدبختوں کا حال اللہ تعالیٰ یوں بیان فرماتا ہے:

﴿وَ اَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝ وَّ

۷۹۲۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ: ۲، ۱۰/۳۰/۶۸۷

۷۹۳۔ تفسیر روح المعانی، سورۃ (۱۱۱) المسد، الآیۃ:۵، ۱۵/۳۰/۶۸۸

۷۹٤۔ خزائن العرفان، سورۃ (۱۱۱) اللھب، ص ۷۱۵

تَصْلِيَةُ جَحِيمٍO﴾ (۷۹۵)

ترجمہ: اور اگر جھٹلانے والے گمراہوں میں سے ہو، تو اس کی مہمانی کھولتا پانی اور بھڑکتی آگ میں دھنسانا۔ (کنزالایمان)

ابن جریر(۷۹۶) ابن ابی حاتم(۷۹۷) نے ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ابولہب کی بیوی اُمّ جمیل حضور ﷺ کے راستوں میں کانٹے وغیرہ ڈالتی تھی تا کہ آپ زخمی ہو جائیں، اور آپ کو تکلیف پہنچے۔ ضحاک، عکرمہ اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی یہی منقول ہے۔

قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَب﴾ سے مراد ہے چُغلیاں کھانے والی یا لگائی بُجھائی کر کے عداوت کی آگ پھیلانے والی۔

ابن جبیر کا قول ہے: ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَب﴾ یعنی گُناہوں کا بوجھ اٹھانے والی۔

شعبی کا قول ہے کہ اُمّ جمیل ایک مضبوط رسّے سے لکڑیوں کا گھٹا باندھ کر لاتی تھی، ایک روز تھک کر ایک پتھر پر سانس لینے کے لئے ٹھہر گئی، پیچھے سے ایک فرشتہ نے رسّی کھینچ کر اُس کو ہلاک کر دیا۔(۷۹۸)

قتادہ اور ابن المسیّب کا قول ہے کہ اُس کے گلے میں پڑا ہوا قیمتی ہار مراد ہے جس کے بارے میں وہ کہتی تھی کہ لات وعزیٰ کی قسم کہ میں اسے آپ ﷺ کی دشمنی میں ضرور خرچ کروں گی۔(۷۹۹)

روایت میں ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو وہ بڑی برافروختہ ہو کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئی، جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ مسجد حرام میں تھے، اور

۷۹۵۔ سورة الواقعة:۹۲/۵٦ تا ۹٤

۷۹٦۔ تفسير ابن جرير، سورة المسد، الآيات: ١۔٥، ٧٣٦/١٢

۷۹۷۔ تفسير ابن أبى حاتم، سورة المسد، برقم: ٢٠٠٨٧، ٥٧٥/٧

۷۹۸۔ تفسير المظهرى، سورة للهب، ٣٥٣/١٠

۷۹۹۔ تفسير روح المعانى، ٦٩٠/٣٠/١٠

أيضاً تفسير المظهرى، سورة اللّهب، ٣٥٣/١٠

اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا پتھر تھا تو وہ بولی مجھے خبر ملی ہے کہ تمہارے صاحب نے میری ہجو (بد تعریفی، بُرائی) بیان کی ہے تو میں بھی ضرور ایسا کروں گی اور ضرور کر کے رہوں گی، اگر وہ شاعر ہیں تو بھی کہوں گی (بکواس کہنے لگی) تو اللہ تعالیٰ نے اُسے اندھا کر دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو دیکھ ہی نہ سکی، تو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا تو میرے ہمراہ کسی اور کو دیکھتی ہے، تو وہ بولی تم مجھ سے تمسخر کرتے ہو، میں تمہارے علاوہ کسی کو نہیں دیکھ رہی، تو ابوبکر خاموش ہو گئے، اور وہ کہتی ہوئی چلی گئی، قریش کو معلوم ہے کہ میں سردار کی بیٹی ہوں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ مجھے فرشتوں نے اُس سے چُھپا لیا تو وہ مجھے نہ دیکھ سکی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اُس کے شر سے محفوظ رکھا۔(۸۰۰)

ایک قول ہے کہ یہ اس کی ذِلّت کی موت کی خبر بھی ہے، کہ وہ اِس حال میں ہلاک ہو کر داخلِ جہنم ہو گی۔(۸۰۱)

عقل ہوتی تو خُدا سے نہ لڑائی لیتے ۔۔۔ یہ گھٹائیں اُسے منظور بڑھانا تیرا
وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کا ہے سایہ تجھ پر ۔۔۔ بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا
مِٹ گئے مٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اَعداء تیرے ۔۔۔ نہ مِٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا
تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے ۔۔۔ جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

۸۰۰۔ تفسیر روح المعانی، سورة (۱۱۱) المسد، الآية: ۵، ۱۰/۳۰/۶۸۹
أيضاً السّيرة النبويّة، ما لقى رسول ﷺ من قومه: ۲/۱۰٤
أيضاً تهذيبُ سيرة ابن هشام، ذكر ما لقى رسول ﷺ من قومه من الأذى، ص ۸۲
۸۰۱۔ تفسير الحسنات، الجزء الثّلاثون، سورة اللّهب، ۷/۱۵٦۰

﴿۲﴾

اب چالیس فرمودات امام ربّانی مُجدِّ دالف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ(۸۰۲) کے ''مکتوبات'' سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں، تا کہ میرے مسلمان بھائی خصوصاً سلسلۂ نقشبندیہ سے وابستگان اپنی زندگی کے نشیب وفراز میں اُن کو پڑھ کر اپنے عقائد کی پختگی پر عمل پیرا ہو کر نجاتِ اَبدی حاصل کر سکیں، یہ وہ عظیم ہستی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں محبتِ رسول ﷺ کی وہ شمع روشن فرمائی جس کی پاسبانی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشّاہ احمد رضا خاں مُحدّث بریلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے کاملین کو بھیجا جن کے ذریعے آج اہلِ سنّت وجماعت کا بول بالا ہے۔اور چالیس ارشادات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔اللہ وحدہٗ ہی صرف عبادت کے لائق ہے

ہمارا تمہارا بلکہ تمام جہان والوں یعنی آسمان وزمین اور اعلیٰ واسفل دونوں کا پروردگار صرف ایک ہی ہے، اور وہ بیچون وبچگون ہے، شبہ و مانند سے مُنزّہ ہے شکل واَمثال سے مُبرّا ہے، پدر و فرزند اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے، اُس بارگاہ میں ہمسر اور ہم مثل ہونے کی کیا مجال ہے؟ اتحاد وحلول کی آمیزش اُس سُبحانہ کی شان میں بُری ہے، اور کون وبُرُوز یعنی پوشیدہ ہونے اور ظاہر ہونے کا گمان اُس جناب قُدس کے حق میں قبیح ہے، وہ زمانی نہیں کیونکہ زمانہ اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے نہ وہ مکانی ہے کیونکہ مکان اُس کا بنایا ہوا ہے، اُس کے وُجود کی کوئی ابتداء نہیں اور اُس کے بقا کی کوئی انتہاء نہیں، سب قسم کا خیر وکمال اُس سبحانہٗ کی ذات میں ثابت ہے اور سب قسم کا نقص وزوال اُس سے مَسلُوب ہے، پس عبادت کے مستحق اور پرستش

۸۰۲۔ آپ کا اسم گرامی ''احمد'' کنیت ابوالبرکات، لقب بدرالدین اور خطاب امام ربّانی مجدّ دالف ثانی ہے اور یاد رہے کہ متبحر عالم علامہ عبدالحکیم سیالکوٹی (ت ۱۰۶۸ھ/ ۱۶۵۸ء) نے آپ کے ''مُجدّ دالف ثانی'' کے منصب جلیل کا سب سے پہلے اظہار فرمایا، آپ کی ولادت شب جمعہ ۱۴ شوال ۹۷۱ھ کو ہوئی شمسی تاریخ ۵ جون ۱۵۶۴ء تھی اور وفات روز سہ شنبہ ۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ بمطابق نومبر ۱۶۲۴ء کو سرہند شریف میں ہوئی، بعض افراد نے ۲۷ اور بعض نے ۲۹ لکھی ہے اور یہ اختلاف مطالع کی بنا پر ہے دن سہ شنبہ کا ہی ہے جیسا کہ ''ارمغان امام ربّانی'' (ص ۶۹) میں ہے۔

کے لائق وہی حق سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔(۸۰۳)

جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ وتقدس بذاتِ خود موجود ہے، اور تمام اشیاء اُس کی ایجاد سے موجود ہیں اور حق تعالیٰ اپنی ذات وصفات اور افعال میں یگانہ ہے اور فی الحقیقت کسی اَمر میں خواہ وُجودی ہو یا غیرِ وُجودی، کوئی بھی اُس کے ساتھ شریک نہیں ہے، مشارکت اسمی اور مناسبت لفظی بحث سے خارج ہے۔(۸۰۴)

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (۸۰۵)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا۔(کنزالایمان)

حضرت حق سبحانہٗ وتعالیٰ رسول کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت فرماتا ہے،(۸۰۶) پس خُدا تعالیٰ کی وہ اطاعت جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سوا ہو وہ حق تعالیٰ کی اطاعت نہیں ہے، اور اِس مطلب کی تاکید وتحقیق کے لئے کلمہ ''قد'' لایا تاکہ کوئی بوالہوس اِن دونوں اطاعتوں کے درمیان جُدائی ظاہر نہ کرے اور ایک کو دوسرے پر اختیار نہ کرے۔(۸۰۷)

۳۔ نبی کریم ﷺ کی تابعداری ذریعہ نجات ہے

اصحابِ کہف نے اتنا بڑا درجہ صرف ایک ہی نیکی کے باعث حاصل کیا، اور وہ نورِ ایمانی کے ساتھ دشمنوں کے غلبہ کے وقت خُدائے تعالیٰ کے دشمنوں سے ہجرت کر جانا تھا، مثلاً سپاہی دشمنوں اور مخالفوں کے غلبہ کے وقت اگر تھوڑا سا تردُّد کریں تو اس قدر نمایاں ہوتا ہے اور اس

۸۰۳۔ مکتوباتِ امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، مکتوب نمبر۱۶۷، ص۵۰

۸۰۴۔ مکتوباتِ امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر۲۶۶، ص۱۰۶

۸۰۵۔ سورۃ النّساء:۴/۸۰

۸۰۶۔ قاضی ابوالولید باجی لکھتے ہیں: پس اللہ عزوجل نے ہم پر اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کو واجب کیا ہے جیسا کہ ہم پر اپنی اطاعت کو واجب کیا ہے (الإشارة فی أصول الفقه، فصل فی السّنّة، ص۱۶۸)

۸۰۷۔ مکتوباتِ امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر۱۵۲، ص۲۸

کا اعتبار ہوتا ہے کہ امن کی حالت میں اس سے کئی گُنا اعتبار میں نہیں آسکتا۔

اور نیز جب آنحضرت ﷺ خُدائے تعالیٰ کے محبوب ہیں تو حضور کے تابعدار بھی، آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیّت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں،(۸۰۸) کیونکہ مُحِبّ اُس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادتیں اور خصلتیں دیکھتا ہے، اپنا محبوب ہی جانتا ہے اور مخالفوں کو اِسی پر قیاس کرنا چاہیئے۔

محمدِ عربی کا بروی ہر دوسر است　　کسی کہ خاکِ درش نیست خاک برسرِ او

وسیلہ دو جہان کلی آبرو کا ہیں نبی سرور ﷺ

پڑے خاک اُس کے سر پر جو نہیں ہے خاک اِس در پر (۸۰۹)

۴۔ حقیقتِ محمدی ﷺ

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو، حقیقتِ محمدی ﷺ جو ظہورِ اول اور حقیقۃ الحقائق ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے حقائق کیا انبیاء کرام کے حقائق اور کیا ملائکہ عظام کے حقائق سب ظلال کی مانند ہیں، اور وہ تمام حقائق کا اصل ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ" (۸۱۰)

سب سے اول خُدائے تعالیٰ نے میرے نُور کو پیدا فرمایا۔

۸۰۸۔ عارف محمد ہاشم کشمی بدخشانی نے نقل کیا کہ حضرت مجدّد فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کے کسی فعل کی ادھوری متابعت کے عوض ہزار احیائے لیالی کو میں نہ خریدوں" اور آپ کا ارشاد ہے "کوئی فضیلت آنحضرت ﷺ کی متابعت کی برابری نہیں کرسکتی" رمضان شریف کے اعتکاف کے سلسلے میں آپ نے مخلصین سے فرمایا "صرف رسول اللہ ﷺ کی متابعت کی نیت کرو ہمارا تبتّل اور انقطاع کیا شئے ہے آپ کی متابعت حاصل ہونے کے لئے ہم کو سو پابندیاں قبول اور بے توسّل متابعت ہم کو ہزار تبتّل اور انقطاع قبول نہیں" (زبدۃ المقامات، بیان وصول بخدمت حضرت خواجہ، فصل ششم، ص ۲۰۴)

۸۰۹۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۴۴، ص ۱۳

۸۱۰۔ یہ حدیث شیخ عبدالحق محدّث دہلوی نے بھی نقل کی ہے دیکھئے: مدارج النبوّۃ، باب اول در بیان خلقت و جمال، ۲/۱

"خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَ الْمومِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ"

میں اللہ کے نُور سے پیدا ہوا ہوں اور مومن میرے نُور سے۔

پس وہ حقیقت باقی تمام حقائق اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہے، اور آنحضرت ﷺ کے واسطہ کے بغیر کوئی مطلوب تک نہیں پہنچ سکتا:

فَھُوَ نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْمُرْسَلِیْنَ وَ اِرْسَالُہٗ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ عَلَیْہِ وَ عَلَیْھِمُ الصَّلَوَاتُ وَ التَّسْلِیْمَاتُ

یعنی، پس وہ نبی الانبیاء والمرسلین ہیں اور اُن کا اِرسال تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔

وہ تمام انبیاء اُولُو العزم باوجود اِصالت کے اُن کی تبعیت طلب کرتے رہے اور اُن کی اُمت میں داخل ہونے کی آرزو کرتے رہے،(۸۱۱) جیسا کہ حدیث شریف (۸۱۲) میں

۸۱۱۔ امام اہلسنّت امام احمد رضا کے والد گرامی حضرت علامہ نقی علی خان متوفی ۱۲۹۷ھ لکھتے ہیں: "لکھا ہے کہ بارہ پیغمبروں نے دعا کی ہے کہ خُدا تعالیٰ ہم کو اُمتِ محمد (ﷺ) میں داخل فرمائے، کہتے ہیں ایک بار لشکرِ اسلام کسی غار کے متصل ٹھہرا تھا، ناگاہ اُس غار سے ایک آواز دردناک پیدا ہوئی کہ کوئی شخص کہتا ہے "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الْاُمَّۃِ الْمَرْحُوْمَۃِ الْمَغْفُوْرَۃِ الْمُسْتَجَابِ لَھَا الْمُبَارَکَۃِ" دریافت کیا تو الیاس پیغمبر تھے اور (مواھب اللدنیہ) موسیٰ علیہ السّلام دعا کرتے ہیں "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اُمَّۃِ اَحْمَدَ" خُدایا! مجھے احمد (ﷺ) کی اُمت میں داخل کر، ایک بار اُن کو خطاب ہوا، "اے موسیٰ! جو احمد کو نہ مانے گا اُس کا ٹھکانہ دوزخ ہے"، عرض کیا، الٰہی! احمد کون ہیں؟ فرمایا: "وہ تمام خلق کا سردار ہے آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے میں نے اُس کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ لکھا، جب تک اُس کی اُمت نہ داخل ہولے بہشت کو سب پر حرام کیا"، عرض کیا اُس کی اُمت کون ہیں؟ فرمایا "وہ لوگ کہ ہر بلندی و پستی پر میری حمد کریں گے، ہر حال میں میری طاعت پر کمر باندھیں گے، اپنے ہاتھ پاؤں اور منہ پاک رکھیں گے، دن کو روزہ رکھیں گے رات کو عبادت کریں گے، اُن کی تھوڑی عبادت قبول کروں گا اور فقط کلمۂ توحید پر اُن کو بہشت میں داخل فرماؤں گا"، موسیٰ علیہ السّلام نے عرض کیا، الٰہی! مجھے اُس اُمت کا پیغمبر کر، ارشاد ہوا کہ "اُن کا پیغمبر انہیں میں سے ہوگا"، عرض کیا مجھے اُس پیغمبر کی اُمت میں کر، حکم ہوا "تو اُس سے مقدم ہے وہ تیرے بعد آئے گا مگر بہشت میں تجھ کو اور اُس کو اکٹھا کروں گا"۔ (الکلام الأوضح فی تفسیر سورۃ "الم نشرح" ص ۷۹)

۸۱۲۔ اس حدیث شریف کو ابو نعیم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے اور "حلیۃ الأولیاء" میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے روایت کیا ہے اور ان احادیث کو امام جلال الدین سیوطی نے "الخصائص الکبریٰ" (۱۲،۱۱/۱) میں نقل کیا ہے۔

وارد ہے۔(۸۱۳)

خود امتی بننے کی مالک سے تمنا کی موسیٰ نے سُنا جِسدَم رُتبہ تری اُمت کا

(قبالۂ بخشش)

۵۔شانِ محبوبی ﷺ

پس علم کو ذاتِ عالم کے ساتھ وہ اتحاد ہے جو غیر کو نہیں، یہاں ''احمد'' کا قُرب جو ''اَحَد'' کے ساتھ ہے معلوم کرنا چاہئے اور جاننا چاہئے کہ اِن کے درمیان کونسا واسطہ ہے، وہ صفتِ علم ہی ہے جو ایک ایسا اَمر ہے جو مطلوب کے ساتھ اتحاد رکھتا ہے، پھر حجاب ہونے کی کیا گنجائش ہے، نیز علم کے لئے ایک ایسا ذاتی حُسن ہے جو صفات میں سے کسی اور کے لئے یہ حُسن ثابت نہیں، اسی واسطے اِس فقیر کے خیال میں صفاتِ واجبی میں سے زیادہ محبوب حق تعالیٰ کے نزدیک صفتِ علم ہے، چونکہ اس کا حُسن بے چونی کی آمیزش رکھتا ہے اس لئے میں اِس کے اِدراک میں قاصر ہوں، اِس حُسن کا پورا پورا اِدراک عالَمِ آخرت سے وابستہ ہے جو رُؤیت کا مقام ہے، جو خُدا تعالیٰ کو دیکھیں گے حضرت محمد ﷺ کے جمال کو بھی پالیں گے اگرچہ اِس جہان میں حُسن کا دوتہائی حصہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو عطا ہوا، اور باقی تیسرا حصہ سب میں تقسیم ہوا، لیکن عالَمِ آخرت میں سارا حُسن حُسنِ محمدی ﷺ ہے اور تمام جمال جمالِ محمد ﷺ، جو خُدا تعالیٰ کو محبوب ہے، صفتِ علم کے حُسن کے ساتھ کسی دوسرے کے حُسن کو کس طرح مشارکت ہوسکتی ہے، جب کہ اس کا حُسن مطلوب کے ساتھ متحد ہونے کے باعث ہے، یعنی حُسن عین مطلوب ہے، دوسرے کے لئے چونکہ اس قسم کا اتحاد نہیں اس لئے ایسا حُسن بھی نہیں، پس پیدائشِ محمدی (ﷺ) باوجود حُدوث کے قِدم ذات کی طرف منسوب ہے، اور اُس کے احکام بھی وُجوبِ ذات تعالیٰ تک منتہی ہیں، اور اُس کا حُسن حُسنِ ذات تعالیٰ ہے، جس میں حُسن کے سوا اور کسی چیز کی آمیزش نہیں یہی وجہ ہے کہ اُس کے ساتھ جمیل مُطلق کی محبت کا تعلّق ہے اور (وہ ذات) حق تعالیٰ کی محبوب ہے:

۸۱۳۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۲۲، ص ۱۲۷

"اَللّٰهُ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ" (٨١٤)

اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے۔(٨١٥)

حقیقتِ محمدی (ﷺ) جو حقیقت الحقائق ہے،(٨١٦) اس حُب کا تعیّن اور ظہور ہے جو ظہورات کا مَبدأ اور مخلوقات کی پیدائش کا منشا ہے جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے:

"كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ" (٨١٧)

میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں پس میں نے خَلْق کو پیدا کیا کہ میں پہچانا جاؤں۔

اول اول وہ چیز جو اُس پوشیدہ خزانے سے میدانِ ظُہور میں آئی، یہی حُب ہے، جو مخلوقات کی پیدائش کا سبب ہوئی ہے، اگر یہ حُب نہ ہوتی تو ایجاد کا دروازہ نہ کُھلتا، عالَم عدم میں راسخ اور مُستقِر رہتا، حدیث قُدسی

٨١٤۔ صحيح مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم الكِبْر و بيانه، برقم:١٤٧ (٩١)، ص٦٦۔
أيضاً مشكاة المصابيح، باب الآداب، باب الغضب و الكِبر، الفصل، برقم:٥١٠٨، ٣-٤/٢٣٣

٨١٥۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ١٠٠، ص٧٦

٨١٦۔ حقیقت الحقائق کا جو مطلب مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے وہ ارشاد نمبر ۴ پر ملاحظہ ہو اور حقیقت الحقائق کا مطلب پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ یوں بیان کرتے ہیں "میرے خیال میں ظہور و سریانِ حقیقتِ احمدیہ ﷺ ہر عالَم و ہر مرتبہ اور ذرّہ ذرّہ میں عند المحقّقین من الصُّوفیہ ثابت ہے اس کو حقیقت الحقائق کہتے ہیں۔ (فتاویٰ مہریہ، آنحضرت ﷺ کے متعلق سوالات کے جوابات، نمبر ٢، ص٥)

٨١٧۔ مکتوبات معصومية، دفتر اول، مکتوب ١١٣، ١/٢٥٧
أيضاً المقاصد الحسنة، حرف الكاف، برقم:٨٣٨، ص٣٣٢
أيضاً الغمّاز على اللُّمّاز، حرف الكاف، برقم:٢٠٧، ص١٧٣
أيضاً الدّرر المنتثرة للسّيوطى، حرف الكاف، (برقم:٣٣٠)، ص٢٢٤،
قال عليّ القارى معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى ﴿وَ مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ﴾ اى ليعرفونى كما فسّره ابن عباس رضى الله عنهما (حاشية مكتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ١٢٢، ص١٢٨)

''لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ'' (۸۱۸)

(اگر تو نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا) کے سِرّ کو جو حضرت خاتم الرسل ﷺ کی شان میں واقع ہے، اس جگہ ڈھونڈنا چاہئے اور

''لَو لَاكَ لَمَا أَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ'' (۸۱۹)

(اگر تو نہ ہوتا تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا) کی حقیقت کو اس مقام میں طلب کرنا چاہئے۔(۸۲۰)

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

وہ کنزِ نہاں یہ نورِ فشاں وہ کن سے عیاں یہ بزمِ فکاں
یہ ہر تن و جاں یہ باغِ جناں یہ سارا سماں تمہارے لئے

۶۔ حضور ﷺ کو معراج وُجود مبارک کے ساتھ ہوا

حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قوم صرف رُؤیت یعنی دیدار کی طلب ہی کے باعث ہلاک ہوگئی، اور حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام طلبِ رؤیت کے بعد ﴿لَنْ تَرَانِیْ﴾ (۸۲۱) سُن کر خود رفتہ ہوگئے، اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جو ربّ العالمین کے محبوب اور تمام اوّلین وآخرین موجودات میں سے بہترین ہیں، باوجود اِس کے معراج بدنی کی دولت سے مُشرّف ہوئے اور عرش وکرسی سے گزر کر مکان وزمان سے بھی اُوپر چلے گئے۔(۸۲۲)

۸۱۸۔ الزّبدة العُمدة فی شرح البُردة، ص ۱۵۵، مزید تفصیل کے لئے علامہ منظور احمد فیضی علیہ الرحمہ کی تصنیف "مقام رسول" (ص ۲۶۱، ۲۶۲) اور علامہ محمد نعمان شیراز حنفی کی تصنیف ''احادیث لولاک کا ثبوت'' بنام تنویر الأفلاك بحلال أحاديث لولاك کا مطالعہ کیجئے۔

۸۱۹۔ یہ حدیث شریف مکتوبات شریف کے علاوہ "جواهر البحار"، "شرح زلیخا" اور "دُرّ یکتا" میں بھی مذکور ہے جیسا کہ "مقام رسول" (ص ۲۶۶) میں ہے۔

۸۲۰۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۲۲، ص ۱۲۸

۸۲۱۔ سورۃ الأعراف: ۷/۱۴۳

۸۲۲۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ پنجم، مکتوب نمبر ۲۷۲، ص ۱۴

خرد سے کہدو کہ سر جھکائے گمان سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے
تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وِصال کے تھے

(حدائقِ بخشش)

۷۔ حضور ﷺ اللہ کے نُور سے پیدا ہوئے

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اُس حُسن و جمال کے بیان میں جو پروردگار عالمیاں جل شانہ کی محبت کا باعث ہے اور جس کے سبب آنحضرت ربّ العالمین کے محبوب ہوئے، حضرت یوسف علیہ السّلام اگرچہ اس صباحت کے سبب جو اُن میں پائی جاتی تھی، حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے محبوب تھے، لیکن ہمارے حضرت پیغمبر خاتم الرّسل ﷺ اُس ملاحت کے باعث جو اُن میں موجود تھی خالقِ کائنات کے محبوب ہیں اور زمین وآسمان کو انہی کے طفیل پیدا فرمایا۔ (۸۲۳)

جاننا چاہیئے کہ پیدائشِ محمدی ﷺ تمام افرادِ انسان کی پیدائش کی طرح نہیں، بلکہ افرادِ عالَم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی، کیونکہ آنحضرت ﷺ باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے جیسے آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ" (۸۲٤)

۸۲۳۔ اُن کے حسنِ باصلاحیت پر نثار شیرۂ جاں کی حلاوت کیجئے (حدائقِ بخشش)

۸۲٤۔ قال صاحب تشیید المبانی (فی تخریج أحادیث مکتوبات امام ربّانی) ذکر المحدّث الشیخ عبد الحق الدّهلوی فی "مدارج النبوّة": "أنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِیْ" (حاشیة مکتوبات امام ربّانی، دفتر سوم، حصه نهم، ص ۷۰ اور حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا کہ حدیث شریف میں ہے: أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ سب سے پہلی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ نور محمدی تھا علی صاحبها الصّلاة و السّلام و التّحیّة، اور تمام علوی و سفلی مخلوقات کو اس نور سے پیدا کیا (مکتوبات معصومیه، دفتر اول، مکتوب ۱۱۳، ۲/۲۰۶)

میں اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہوں۔(۸۲۵)

۸۲۵۔ اس حدیث شریف کو عارف باللہ حضرت خواجہ محمد پارسا علیہ الرحمہ نے ان الفاظ کے ساتھ نقل فرمایا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں: إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَنِيْ مِنْ نُوْرِهٖ (فصل الخطاب للعارف محمد پارسا، ص ٤٦٢) اور حدیثِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ''اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا'' محدّثین، مفسّرین اور اہلِ سیر نے اس حدیث کو مصنّف عبدالرزاق کے حوالے سے اپنی اپنی کتابوں میں ذکر کیا اور صدیوں سے نقل کرتے چلے آرہے ہیں، ڈاکٹر محمد مسعود احمد لکھتے ہیں: گزشتہ چودہ صدیوں میں کسی نے اختلاف نہ کیا، تمام مکاتبِ فکر نے یہی عقیدہ رکھا کہ سب سے پہلے حضور ﷺ کا نُور پیدا کیا گیا لیکن اب کچھ عرصہ سے قدیم کتابوں کے متون کی تخریج و تحقیق کے بہانے متون میں حذف و اضافے کی مہم چلی ہے، یہ حرکت اہلِ علم اور اہلِ تحقیق کی نظر میں سخت مذموم ہے، اس کا مقصد سیاسی نظر آتا ہے اور وہ مقصد یہ ہوسکتا ہے کہ حضورِ انور ﷺ کی عظمت کو گھٹایا جائے اور اسلاف کرام کا اعتبار اُٹھایا جائے کیونکہ ان دونوں حقیقتوں نے ملّت کو مستحکم رکھا ہے ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا تھا'' دورِ جدید میں ملّتِ اسلامیہ کا اصل مرض سلف صالحین سے اعتبار و اعتماد کا اُٹھ جانا ہے'' اس حدیث پاک میں حضورِ انور ﷺ کی عظمت ہے، عظمت کے احساس سے ایمان محکم ہوتا ہے اور دشمنانِ اسلام کا مقصد ایمان کو کمزور کرنا ہے، اس لئے اُن کے نزدیک عظمت کا انکار ضروری ہے الخ (خلقتِ محمدی ﷺ، ص۵۰) اور لکھتے ہیں: اِس حدیث کو اکابر علمائے اہلسنّت صدیوں سے مسلسل نقل کرتے چلے آرہے ہیں، چند حوالے نقل کئے جاتے ہیں (۱) نظام الدین حسین نیشاپوری، تفسیرِ نیشاپوری، جلد اول، ص۵۵، جلد۸ ص۶۶، (۲) شیخ اسماعیل حقی، تفسیر روح البیان، جلد اول، ص ۵۴۸، (۳) شیخ اسماعیل بن محمد العجلونی، کشف الخفاء، جلد اول، ص ۱۳۱۱، حدیث نمبر ۸۲۷، (۴) احمد قسطلانی، المَوَاهب اللّدنية، جلد اول، ص۹، (۵) زرقانی، شرح المَوَاهب اللّدنية، جلد اول، ص۵۶، (۶) عبدالحق مُحدّث دہلوی، مدارج النّبوة، جلد دوم، ص۲، (۷) علامہ فاسی، مطالعُ المسرّات، ص۲۷، (۸) عبدالعزیز دباغ، ابریز، ص۲۲۶، (۹) شیخ روزبہان، تفسیر عرائس البیان، جلد اول، ص ۲۳۸، (۱۰) ابن الحجر الہیتمی، فتاویٰ حدیثیة، ص۵۹، ۶۰۔ ماضی قریب کے مختلف مکاتبِ فکر کے علماء نے بھی حدیثِ نور کا ذکر فرمایا مثلاً (۱) مولانا احمد رضا خاں بریلوی، صلوٰة الصّفا فی نور المُصطفیٰ، (۲) مولوی رشید احمد گنگوہی نے شیخ عبدالحق مُحدث دہلوی علیہ الرحمہ کے حوالے سے حدیثِ نور کی تصدیق، تائید کی ہے، (۳) اشرف علی تھانوی، نَشرُ الطّیب، ص۵ و رسالہ النور، ص۲۳ تا ۲۵ نیز الرّافع و الواضع، ص۱۲، (۴) اسماعیل دہلوی، رسالہ یکروزی، ص۱۱، (۵) نواب وحید الزّماں، ھدیة المھدی، ص۵۶ (خلقتِ محمدی ﷺ، حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا تحقیقی جائزہ، ص۴۹، ۵۰) اور اس حدیث شریف کی مزید تفصیل آیت ۳۳ کے تحت حاشیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔(۸۲۶)

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی ﷺ
(حدائق بخشش)

۸۔ حضور ﷺ کو اپنی طرح بشر کہنا منکر کی بے عقلی ہے

جن مجوبوں نے حضرت محمد ﷺ کو بشر کہا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصوّر کیا،(۸۲۷) وہ منکر ہو گئے، اور جن سعادت مندوں نے اُن کو رسالت اور رحمتِ عالمیان کے طور پر دیکھا اور تمام لوگوں سے مُمتاز اور سرفراز سمجھا وہ ایمان کی دولت سے مُشرّف ہوئے اور نجات پا گئے۔(۸۲۸)

۹۔ نبی کریم ﷺ اور خُلفائے راشدین کی اتباع لازم ہے

پس آپ کو چاہیے کہ نبی کریم ﷺ کی مُتابعت اور اُن کے خلفائے راشدین ہادیین مہدیین کی مُتابعت کو لازم پکڑیں، کیونکہ وہ ہدایت کے ستارے ہیں اور وِلایت کے آفتاب ہیں،(۸۲۹) پس جس شخص کو اُن کی تابعداری کا شرف حاصل ہوا ﴿فَقَدْ فَازَ

۸۲۶۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ نہم، مکتوب نمبر ۱۰۰، ص۷۴، ۷۵

۸۲۷۔ فی زمانہ حضور ﷺ کو محض بشر کہنا اور دوسرے انسانوں کی طرح تصوّر کرنا وہابیہ خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تعالیٰ کا شیوہ ہے، پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: بغیر انضمام کلماتِ تعظیم صرف لفظِ بشر ذِکر کرنا جائز نہیں (فتاویٰ مہریہ، ص۵) کیونکہ کلماتِ تعظیم کے انضمام کا مطلب ہے کہ کہنے والا آپ ﷺ کو دوسرے انسانوں جیسا تصوّر نہیں کرتا اور ایک سوال کے جواب میں پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کہتے ہیں میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہلِ سنّت والجماعت سے ہیں اور ذِکر آنحضرت ﷺ کو بالْأَسْمَاءِ الْمُعَظَّمَه واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں لہٰذا ان سے ہرگز متصوّر نہیں کہ معاذ اللہ فرقۂ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف بشر کا اطلاق جائز کہیں مگر میری رائے وہی ہے جو اوپر عرض کر چکا ہوں کہ صرف لفظ بشر کا اطلاق بغیر انضمام کلمات تعظیم نہ چاہیے کہ بوجہِ شیوع عُرف وقصدِ فرقہ ضالّہ صرف بشر کہتے ہیں اِیہام اَمر ناجائز کا ہے (فتاویٰ مہریہ، آنحضرت ﷺ کے متعلق سوالات کے جوابات، سوال نمبر ۲، ص۵)

۸۲۸۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۶۴، ص۱۴۵

۸۲۹۔ اس میں حضور ﷺ کے اس فرمان کی طرف اشارہ ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُم ، یعنی، میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں اُن میں سے جس کی بھی اقتداء کروگے ہدایت پاؤگے (مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصّحابة، الفصل الثّالث، ... ۶۰۱۸ ...

فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾(٨٣٠) وہ دونوں جہان میں بڑھ کر کامیاب ہوا، اور جو اُن کی مخالفت میں پیدا ہوا ﴿فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾(٨٣١) وہ سخت گمراہ ہوا۔(٨٣٢)

اہلِ سنّت کا ہے بیڑا پار اصحابِ حضور نجم ہیں، اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(حدائق بخشش)

١٠۔ سنتِ نبی ﷺ پر عمل کرنا ہی بزرگی ہے

بزرگی سنّت کی تابعداری سے وابستہ ہے،(٨٣٣) اور زیادتی شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے، مثلاً دوپہر کا سونا، جو اِس تابعداری سے وابستہ ہو، کروڑ کروڑ شب بیداریوں سے جو اِس تابعداری کے موافق نہ ہوں، اَولیٰ و افضل ہے،(٨٣٤) اور ایسے ہی عید فطر کے دن کا کھانا جس کا شریعت نے حکم کیا، خلافِ شریعت دائمی روزہ رکھنے سے بہتر ہے، شارع علیہ السّلام کے حکم سے جیتل (بمعنی دام) کا دینا اپنی خواہش سے سونے کا پہاڑ خرچ کرنے سے بزرگ تر ہے۔ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن صبح کی نماز باجماعت ادا کر کے

٨٣٠۔ سورة الأحزاب: ٧١/٢٣۔ ترجمہ: اس نے بڑی کامیابی پائی۔

٨٣١۔ سورة النّساء: ١١٦/٤۔ ترجمہ: وہ دُور کی گمراہی میں پڑا۔

٨٣٢۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ اول، مکتوب نمبر ٢٥، ص ٦٦

٨٣٣۔ اتباعِ سنّت کے بارے میں حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اور فرمان پڑھیے آپ فرماتے ہیں: "ایک ضروری نصیحت یہ ہے کہ صاحب شریعت علیہ الصّلاۃ والسلام والتّحیّۃ کی پیروی اپنے اوپر لازم کرلو، کیونکہ نجات اس کے بغیر محال ہے، دنیا کی زیبائش و آرائش کی طرف مطلقاً توجہ نہ کرو اور اس کے حاصل ہونے یا نہ ہونے کو کوئی اہمیت نہ دو کیونکہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی نظر میں دنیا مبغوض و مردود ہے عند اللہ دنیا کی کوئی قدر نہیں بندگانِ خُدا کو چاہیئے کہ دنیا کے ہونے کی نسبت نہ ہونے کو بہتر جانیں اور دنیا کی بے وفائی اور جلد فنا ہونے کی بات تو مشہور بلکہ مُشاہد ہے، دنیا سے محبت رکھنے والے کو اُن لوگوں کے حالات سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے جو پہلے ہو گزرے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سیّد المرسلین علیہ و علیٰ اٰلہ الصّلاۃ و السّلام کی پیروی کی توفیق مرحمت فرماتے ہیں، آمین (مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ٧٤، ص ٦١)

٨٣٤۔ یہ نبی ﷺ کے اس فرمان سے ماخوذ ہے کہ "عَمَلٌ قَلِيْلٌ فِيْ سُنَّةٍ خَيْرٌ مِنْ عَمَلٍ كَثِيْرٍ فِيْ بِدْعَةٍ" (الباعث لأبي شامة، ص ٢٧۔ أيضاً كتاب الاعتصام للشّاطبي، الباب الثّاني، برقم: ١٥٩، ١/٥٣)

یاروں میں نگاہ کی، اُن میں ایک آدمی موجود نہ پایا، اس کا سبب پوچھا، یاروں نے کہا کہ وہ شخص رات جاگتا رہا ہے، شاید اِس وقت سو گیا ہو، امیر المؤمنین نے فرمایا کہ اگر وہ تمام رات سوتا رہتا اور صبح کی نماز جماعت سے ادا کرتا، تو اُس کے لئے بہتر تھا۔(۸۳۵)

اُن کے جو ہم غلام تھے خَلق کے پیشوا رہے
اُن پھرے جہاں پھرا آئی کمی وقار میں

(دیوانِ سالک)

۱۱۔ شیخین کریمین (۸۳۶) رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی فضیلت

تمام اہلِ حق کا اجماع ہے کہ پیغمبروں کے بعد تمام انسانوں میں سے افضل حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔(۸۳۷)

۸۳۵۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۱۱۴، ص۱۱۸ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اثر کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے "الموطا"، (کتاب صلاۃ الجماعۃ، برقم:۷، ص۱۰۳) میں روایت کیا اور ولی الدین تبریزی نے "مشکاۃ المصابیح"، (کتاب الصلاۃ، باب الجماعۃ و فضلھا، الفصل الثالث، برقم: ۱۰۸۰، ۱۔۲/۲۱۶) میں نقل کیا۔

۸۳۶۔ شیخین کریمین سے مراد حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں۔

۸۳۷۔ اُمتِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اہلِ حق میں سب سے مقدم حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان ہیں کہ ساری اُمت کے صلحاء مل کر کسی صحابی کے درجے و مرتبے کو نہیں پہنچ سکتے اُن صحابہ کا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق نظریہ و عقیدہ یہ ہے صحابہ کرام میں سے کوئی بھی درجے و مرتبے میں شیخین کریمین کے برابر نہیں ہے اور یہ کسی ایک صحابی کا نظریہ نہیں ہے بلکہ جمیع صحابہ یہی اعتقاد رکھتے تھے چنانچہ امام بخاری کی روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَانِ النَّبِيِّ ﷺ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ (صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضل أبی بکرٍ بعد النبیّ ﷺ، برقم:۳۶۵۵، ۲/۴۵۱)

یعنی، ہم نبی کریم ﷺ کے (ظاہری) زمانہ مبارکہ میں صحابہ کرام کے درمیان ترجیح دیا کرتے تھے تو حضرت ابوبکر کو ترجیح دیتے پھر حضرت عمر کو پھر حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے۔

اور امام ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا:

كُنَّا فِي زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لَا نَعْدِلُ بِأَبِي بَكْرٍ أَحَدًا، ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ نَتْرُكُ أَصْحَابَ

رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ لَا نُفَاضِلُ بَیْنَهُمْ (سُنَن أبی داوٗد، کتاب السُّنّة، باب التفضیل، برقم: ٤٦٢٧، ٥/٢٠، ٢١)

یعنی، ہم رسول اللہ ﷺ کے (ظاہری) زمانہ مبارکہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، پھر ہم اصحاب رسول ﷺ کو چھوڑ دیتے تھے اُن کے مابین ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں دیتے تھے۔

اور امام ترمذی کی روایت میں ہے:

کُنَّا نَقُوْلُ وَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ حَیٌّ أَبُوْ بَکْرٍ وَ عُمَرُ وَ عُثْمَانُ (سُنَن التّرمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عثمان بن عفان، برقم: ٣٧٠٧، ٤/٤٨٦)

یعنی، صحابہ کہا کرتے تھے اور رسول اللہ ﷺ (ظاہری حیات کے ساتھ) حیات تھے ابوبکر، عمر، عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

حدیثِ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ظاہر ہے کہ یہ نظریہ صرف چند صحابہ کا نہیں تھا بلکہ جمیع صحابہ کرام یہی نظریہ رکھتے تھے اور یہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضیلتِ شیخین پر اجمالاً اجماع کی حکایت ہے جیسا کہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے "قُرّۃ العینین" (مسلك سوم، ص٢٦) میں ذکر کیا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ظاہری زمانہ مبارکہ میں صحابہ کرام کے مابین یہی معروف تھا صرف معروف ہی نہ تھا بلکہ صحابہ کرام اپنی زبانوں سے کہا بھی کرتے تھے جیسا کہ ترمذی کی روایت میں "کُنّا نقول" کے الفاظ سے ظاہر ہے اور یہ نہیں ہوسکتا کہ جملہ صحابہ کرام ایک نظریہ رکھتے ہوں اور اپنی زبانوں سے اُس کا اقرار بھی کرتے ہوں اور رسول اللہ ﷺ کو اُس کی خبر نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کسی قول یا فعل پر اطلاع پا کر اُسے ردّ نہ فرمائیں تو اُسے تقریری حدیث کہا جاتا ہے جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ شیخین کی فضیلت تقریری حدیث سے ثابت ہے چنانچہ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی مندرجہ بالا تینوں روایات نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: این حدیث مشعر است بتقریر آنحضرت ﷺ (قُرّۃ العَینین، مسلك سوم، ص٢٦) یعنی، یہ حدیث آنحضرت ﷺ کی تقریر کی خبر دیتی ہے۔

امام ترمذی کی روایت میں ہے کہ

عن جابر بن عبداللہ قال: قَالَ عُمَرُ لِأَبِی بَکْرٍ: یَا خَیْرَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ، فَقَالَ أَبُوْ بَکْرٍ أَمَا إِنَّكَ إِنْ قُلْتَ ذَاكَ فَلَقَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ: "مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰی رَجُلٍ خَیْرٍ مِنْ عُمَرَ" (سُنَن التّرمذی، کتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، برقم: ٣٦٨٤، ٤/٤٥٦)

یعنی، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

....

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے رسول اللہ ﷺ کے بعد لوگوں میں (سب سے) بہتر، تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تم یہ کہتے ہو تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''عمر سے بہتر کسی شخص پر سورج طلوع نہیں ہوا''۔

اِس سے معلوم ہوا کہ شیخین کریمین اللہ اور اُس کے رسول کی جناب سے عطا ہونے والی اِس فضیلت کو خود بھی جانتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وِصال سے قبل جب آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کرنے کے لئے بلوایا تو لوگوں نے کہا آپ ایک سخت آدمی کو ہم پر خلیفہ مقرر کریں گے اور آپ جب اپنے ربّ کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اُسے کیا جواب دیں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بخدا! تم مجھے ڈراتے ہو میں کہوں گا: اَللّٰھُمَّ استَخلَفتُ عَلَیهِم خَیرَ خَلقِكَ اے اللہ! میں نے اُن پر تیری مخلوق میں بہتر کو خلیفہ بنایا ہے (قُرّۃ العَینَین، مسلك سوم، ص۲۸ و قال أخرجه ابن أبي شیبة۔ أیضاً موسوعة السِّیر للصَّلّابی، فصل الخطاب في سیرة أمیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی الله عنه، الفصل الثّالث، ٤/٨١، ٨٥ بلفظ "خَیرَ أَهلِكَ")

اور شیخین کریمین کی افضلیت میں حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے اتنی روایات مروی ہیں کہ علماء کرام نے فرمایا کہ وہ حدِّ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں چنانچہ شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی لکھتے ہیں: حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت کے ایام میں اپنی متعدد مجالس میں شیخین کریمین کی افضلیت کو بالترتیب بیان فرمایا اور ایک جماعت جو اِس مسئلہ میں فاسد گمان رکھتی تھی اُسے زجر فرمائی اور فقہاء صحابہ حاضر ہوتے اُن میں سے کسی کی طرف سے اِس پر منع یا کوئی اعتراض ظاہر نہ ہوا اور یہ آثار تواتر کی حد کو پہنچے ہوئے ہیں۔ (قُرّۃُ العَینَین، مسلك سوم، ص۲۸)

امام بخاری کی روایت ہے کہ حضرت محمد بن حنفیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے والد (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے پوچھا نبی کریم ﷺ کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟ آپ نے فرمایا: حضرت ابوبکر، میں نے عرض کی پھر کون؟ فرمایا عمر الخ۔ (صحیح البخاری، کتاب فضائل الصحابة، باب فضل أبي بکر بعد النّبيّ ﷺ، برقم: ٣٦٥٥، ٢/٤٥١)

امام احمد کی روایت ہے کہ حضرت ابوجحیفہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابا جحیفہ! کیا میں تجھے اِس اُمت کے نبی کے بعد اُمت میں سب سے افضل کی خبر نہ دوں تو میں نے عرض کی کیوں نہیں، فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی افضل نہیں سمجھتا تھا، آپ نے فرمایا اس اُمت کے نبی کے بعد افضل حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (المسند للإمام أحمد، ١/١٠٦)

افضلیت کی وجہ جو کچھ اِس فقیر (۸۳۸) نے سمجھی ہے وہ فضائل و مناقب کی کثرت نہیں بلکہ ایمان میں سب سے سابق ہونا اور دین کی تائید اور مذہب کی ترقی کے لئے سب سے زیادہ مال و جان کو خرچ کرنا ہے کیونکہ سابق گویا دین کے اُمر میں لاحق کا استاد ہے اور لاحق جو کچھ پاتا ہے سابق کی دولت سے پاتا ہے، یہ تینوں کامل صفتیں حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی میں منحصر ہیں، اور یہ دولت اُس وقت اُن کے سوا کسی کو میسر نہیں ہوئی، (۸۳۹) رسول اللہ ﷺ نے علالتِ وصال باکمال میں فرمایا، ''لوگوں میں سے کوئی ایسا شخص نہیں، جس نے مجھ پر ابو بکر بن ابی قحافہ سے بڑھ کر مال و جان میں احسان کیا ہو، اگر میں کسی کو دوست بنانا چاہتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اسلامی دوستی افضل ہے، اس مسجد میں ابو بکر کے دریچہ کے سوا اور جتنے دریچے ہیں سب کو میری طرف سے بند کردو''۔(۸٤۰)

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا، تم نے مجھے جھٹلایا اور ابو بکر نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے میری ہمدردی کی اور غم خواری کی، کیا تم

اور اِس باب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، علقمہ بن قیس، نزال بن سبرہ، عبد خیر، صصعہ بن صوحان وغیرہم سے مروی روایات ہیں تفصیل کے لئے شاہ ولی اللہ مُحدّث دہلوی کی ''قُرّة العینین'' ملاحظہ ہو۔

۸۳۸۔ یعنی مُجدِّد الف ثانی شیخ احمد فاروقی

۸۳۹۔ شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد مجالس میں برسرِ منبر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کی، کسی کی طرف سے ردّ اور سوال نہیں ہوا (قُرّة العینین، مسلك سوم، ص۲۷) کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سمیت تمام صحابہ کا نظریہ یہی تھا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ترمذی کی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی روایت میں ہے، آپ نے فرمایا کہ ابو بکر ہمارے سردار ہیں ہم سے بہترین اور ہم میں سے رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پیارے ہیں (سُنن التّرمذی، کتاب المناقب، باب مناقب أبی بکر الصّدیق رضی اللہ عنہ، برقم: ۳٦٥٦، ٤٤٤/٤)

۸٤۰۔ صحیح البخاری، کتاب الصّلاة، باب الخوفة و الممرّ فی المسجد، برقم: ٤٦٧، ١١٩/١ أیضاً صحیح مسلم، کتاب فضائل الصّحابة رضی اللہ عنھم، باب فضائل أبی بکر الصّدیق رضی اللہ عنہ، برقم: ٦٢٤٥-٢/ (٢٣٨٢)، ص ١١٦١

میرے لئے میرا دوست (۸٤۱) نہیں چھوڑتے''۔(۸٤۲)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب نبی ہوتے''۔(۸٤۳)

حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا(۸٤٤) کہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اِس اُمّت میں سب سے افضل ہیں، جو کوئی مجھے اُن پر فضیلت دے وہ مُفتری ہے، میں اُس کو اتنے کوڑے ماروں گا جتنے مُفتری کو لگاتے ہیں۔(۸٤۵)

۸٤۱۔ حدیث شریف میں ہے کہ''ابوبکر نے تم پر نماز اور روزے کے سبب فضیلت نہیں پائی لیکن ایک شی کے سبب جو اُن کے دل میں رکھی گئی ہے''(المقاصد الحسنة، حرف الميم، برقم: ۹۷۰، ص ۳۷۰۔ أيضاً كشف الخفاء، حرف الميم، برقم: ۲۲۲٦، ۲/۱۷۰۔ أيضاً الغُمّاز على اللُّمّاز، حرف الميم، برقم: ۲٤۵، ص۱۹۵۔ أيضاً إتقان ما يحسن من الأخبار، باب الميم، برقم: ۱٦۳۸، ص۳۹٦۔ أيضاً الشّذرة، حرف الميم، برقم: ۸۳۲، ۲/۱۱۱) اور امام سخاوی نے لکھا ہے کہ اسے امام غزالی نے ذکر کیا ہے اور حافظ عراقی نے فرمایا کہ میں نے اسے مرفوع نہیں پایا اور یہ حکیم ترمذی کے ہاں ''نوادرُ الأصول'' میں بکر بن عبداللہ مُزنی کے قول سے ہے اور نبی ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: أَنْتَ صَاحِبِیُ فِی الْغَارِ، وَ أَنْتَ مَعِی عَلَی الْحَوضِ یعنی، آپ غار میں میرے ساتھی ہے اور حوضِ کوثر پر میرے ساتھ ہوں گے۔ (سُنَن التّرمذی، برقم: ۳۷۵۲، و شرح السُّنّة للبغوی، برقم: ۳۸۷۲، و فوائد العراقيين، من فضائل أبي بكر صديق رضى الله تعالٰى عنه، برقم: ۱۰، ص۲۳، ۲٤)

۸٤۲۔ صحيح البخاری، كتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب قول النّبیّ ﷺ: "لو كُنتُ مُتّخِذًا خَلِيْلًا"، برقم: ۳٦٦۱، ۲/۴۵۲

۸٤۳۔ سُنَن التّرمذی، كتاب المناقب، باب فی مناقب عمر بن الخطاب رضی الله عنه، برقم: ۳٦۸٦، ٤/٤۵۷

أيضاً المسند للإمام أحمد، ٤/۱۵٤

أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب عمر رضی الله عنه، الفصل الثّانی، برقم: ٦۰٤۷، ۳۔٤/٤۱۹

۸٤٤۔ اسے امام ذہبی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (حاشیہ مکتوبات امام ربّانی) اور امام عبداللہ بن احمد نے ''السُّنّة'' (برقم: ۱۳۲۲، ص ۲٤۲) میں روایت کیا ہے۔

۸٤۵۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۱۷، ص ۳۷، ۳۸۔ حافظ اسماعیل ابن زنجویہ نے روایت کیا کہ کوفہ میں ایک روز ایک شخص نے حضرت علی

۱۲۔ خلفائے اربعہ و دیگر صحابہ کرام کی فضیلت

اور فضیلت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے، (۸۴۶) لیکن شیخین کی افضلیت صحابہ اور تابعین کے اِجماع (۸۴۷) سے ثابت ہے۔ (۸۴۸)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور اُن کو میرے بعد نشانہ نہ بناؤ، جس نے اُن کو دوست رکھا، اُس نے گویا میری محبت کے باعث اُن کو دوست رکھا، اور جس نے اُن سے بُغض رکھا، اُس نے گویا میرے ہی بُغض کے باعث اُن سے بُغض رکھا، اور جس نے اُن کو ایذا دی اُس نے گویا مجھے اِیذا دی، اور جس نے مجھے اِیذا دی (۸۴۹) اُس نے اللہ تعالیٰ کو اِیذا دی، اور جس نے اللہ کو اِیذا دی وہ اُس کا مواخذہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے لوگوں میں بہتر! میرے معاملے میں نگاہ فرمایئے، تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسے آگے لاؤ، فرمایا کیا تو نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا: کیا تو نے حضرت ابوبکر و عمر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا: اگر تو کہتا میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے تو میں تیری گردن مار دیتا اور اگر تو کہتا میں نے حضرت ابوبکر و عمر کو دیکھا ہے تو تجھے سخت مار مارتا (مختصر كتاب الموافقة بين أهل البيت و الصّحابة، إنكار عليّ من ذكرها بسوءٍ الخ، ص۱۲۲)

۸۴۶۔ دیکھئے امام ابن ہمام حنفی کی "المسایرة" اور اُس پر ابن ابی شریف کی شرح "المسامرة" (خاتمة في إيضاح عقيدة أهل السّنّة و الجماعة، ص۳۲۸)

۸۴۷۔ شاہ ولی اللہ مُحدِّث دہلوی لکھتے ہیں کہ صحابہ و تابعین کا اس پر اِجماع ہے کہ اُمت میں افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اُن کے بعد عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ (قُرّةُ العَينَين، مسلك سوم، ص۲۶)

۸۴۸۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر اول، حصه چهارم، مکتوب نمبر۲۶۶، ص۱۲۹

۸۴۹۔ لہٰذا صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سبّ و شتم حرام ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی تو اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کے صرف کو قبول نہیں کرے گا اور نہ عدل کو یعنی اس کے فرض و نفل کو قبول نہیں کرے گا (تاریخ جرجان، حرف العين، من اسمه عبدالله، برقم:٤٥٦، ص١٢٠) اور امام جلال الدین سیوطی نقل کرتے ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کو سبّ و شتم کی تحریم کا ضروریاتِ دین سے ہونا معلوم ہے۔ (إلقام الحجر

کرے گا،(۸۵۰) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ لَعَنَهُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ﴾ (۸۵۱)

ترجمہ: بے شک جو ایذاء دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ اُن پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں۔ (کنزالایمان)

اور جو کچھ صحابہ کے درمیان نزاع کی صورت میں واقع ہوا ہے اُسے نیک توجیہ پر محمول کرنا چاہئے، (۸۵۲) ....

لمن زكّى سابّ أبا بكر و عمر، الفصل الثّالث فی حكم سابّ الشّيخين، ص (۷۱) اور صحابہ کرام علیہم الرضوان پر طعن درحقیقت قرآن وسنّت پر طعن ہے، چنانچہ حضرت مجدّد فرماتے ہیں: قرآن واحادیث صحابہ کرام کی تبلیغ سے ہم تک پہنچے ہیں، جب صحابہ کرام مطعون ہو جائیں تو جو دین اُن کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے وہ بھی مطعون اور نا قابل اعتماد ہوگا، نَعوُذ بِاللّٰہ مِنْ ذٰلِکَ۔ شاید اس گروہ کا مقصد نبی آخرالزمان علیہ و علی الہ الصّلاۃ و السّلام کے دین کا ابطال اور آپ کی شریعت کا انکار ہے، ظاہر میں یہ اہلِ بیتِ رسول سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن حقیقت میں شریعتِ محمدیہ علیہ التّحیۃ والثناء کے دشمن ہیں، کاش! یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے موافقین کو سیلاب سے سالم رہنے دیتے اور تقیہ کے داغ سے انہیں داغدار نہ کرتے جو فریب کاروں اور منافقین کی علامت ہے (مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر ششم، مکتوب نمبر ۳۶، ص۲۸)

۸۵۰۔ سُنَن التّرمذی، کتاب المناقب، باب فيمن سبّ أصحاب النّبیّ ﷺ، برقم:۳۸۶۲، ۴/۵۳۵
أيضاً المسند للإمام أحمد، ۸۷/۴
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب الصّحابة، الفصل الثّانی، برقم:۶۰۱۴، ۳۔۴/۴۱۴

۸۵۱۔ سورة الأحزاب:۳۳/۵۷

۸۵۲۔ حضرت امام ربانی مُجدّد الف ثانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں حدیث شریف میں ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
إِيَّاكُمْ وَ مَا شَجَرَ بَيْنَ أَصْحَابِیْ (مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، حصہ ھفتم، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷، ص۴۹)
یعنی جو اختلافات میرے صحابہ کے مابین ہوئے تم اس کا تذکرہ کرنے سے بچو۔
اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا ذُكِرَ أَصْحَابِيْ فَأَمْسِكُوْا یعنی، چون اصحاب من مذکور گردند واز مُنازعات ایشان یاد کردہ شود شما خود را نگاہ دارید و یکے را بر دیگرے اختیار نکنید۔ یعنی، جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے اُن کے منازعات ذکر کئے جائیں تو تم اپنے آپ پر نگاہ رکھو ایک کو دوسرے پر اختیار نہ دو۔(مکتوبات امام ربّانی، جلد دوئم، دفتر دوم، حصه ششم، مکتوب نمبر ۳۶، ص۷۸) و قال المحشی: رواه الطبرانی عن ابن مسعود و ثوبان و ابن عدی عن عمر، تشیید۔ اور اس حدیث شریف کو علامہ سہمی نے "تاریخ جرجان" (حرف الکاف و قبل رقم: ۶۱۹، ص۱۶۲) میں روایت کیا ہے۔

اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ زبانوں کو طعنہ زنی سے روکو اور ان باتوں کے ذکر سے بچو جو اُن کی شان کے لائق نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے اُس شخص کی زبان کاٹنے کا ارادہ فرمایا جس نے (صحابیِ رسول ﷺ) حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی تھی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بارے میں بات کی گئی آپ نے فرمایا میں اس کی زبان کاٹ دوں گا تاکہ یہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کے اصحاب کو گالی نہ دے سکے۔(الشّفاء بتعریف حقوق المصطفی، القسم الرّابع، الباب الثالث، فصل: من سبّ آل بیته الخ، ص۴۲۱، و إلقام الحَجَر، الفصل الثّالث فی حکم سابّ الشّیخین، ص۷۰)

حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین ہونے والے نزاع کے بارے میں کسی نے امام شافعی سے پوچھا تو آپ نے فرمایا:

عَصِمَ اللّٰهُ مِنْهَا دِمَائَنَا، فَلْنَعْصِمْ أَلْسِنَتَنَا (دفاع عن معاویة رضی الله عنه، معاویة أمیراً للشّام، ص۹)

یعنی، (اے سائل) اللہ تعالیٰ نے ہمارے خونوں کو اس سے بچالیا (کہ ہم اس وقت نہ تھے) پس ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی زبانوں کو اس (نزاع کے ذکر کرنے) سے بچائیں۔

حضرت مُجدّد الف ثانی لکھتے ہیں کہ مذکورہ بالا قول حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے(مکتوبات امام ربّانی، جلد دوئم، حصه ششم، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۳۶، ص۷۸)

امام ابن حجر ہیتمی شافعی لکھتے ہیں: صرّح ائمّتُنا و غیرُهم فی الأصول بأن یجب الإمساك عمّا شجر بین الصّحابة رضی الله تعالیٰ عنهم (تطهیر الجنان و اللّسان، الفصل الثّالث، تنبیه، ص۳۱)

یعنی، ہمارے ائمہ وغیرہم نے اُصول میں تصریح فرمائی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین جو اختلافات ہوئے اس کے تذکرے سے رُکنا واجب ہے۔

صدرالشریعہ محمد امجد علی حنفی متوفی ۱۳۶۷ھ ایک سوال "علامہ سعدالدین تفتازانی"، "شرح مقاصد"

اور ہوا و تعصّب سے دُور سمجھنا چاہئے۔(۸۵۳)

حضرت خاتم الرُّسل ﷺ کے بعد امامِ برحق اور خلیفۂ مطلق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، اُن کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُن کے بعد حضرت عثمان ذُوالنّورَین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد ازاں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور اُن کی اَفضلیت اِن کی خلافت کی ترتیب پر ہے۔(۸۵۴)

ترے چاروں ہمدم ہیں یک جاں یک دل ابو بکر فاروق عثمان علی ہے

(حدائق بخشش)

۱۳۔ اللہ جلّ شانہٗ کی رضا

حق تعالیٰ اپنے نبی مکرم اور اُن کی بزرگوار آل ﷺ کے طفیل ظاہر و باطن کو حضرت مصطفیٰ ﷺ کی سنّت کی متابعت سے آراستہ پیراستہ کرے، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حق تعالیٰ کے محبوب ہیں، اور جو چیز محبوب اور مرغوب ہے وہ حق تعالیٰ کے مطلوب و محبوب کے لئے ہے، اسی واسطے حق تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے:

﴿اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ﴾ (۸۵۵)

ترجمہ: تمہاری خُوبُو بڑے شان کی ہے۔(کنزالایمان)

میں لکھتے ہیں: "نَکُفُّ عَنْ ذِکْرِ الصَّحابۃِ اِلَّا بِخَیرٍ " اس کا مطلب کیا ہے؟" کے جواب میں لکھتے ہیں "اس کا مطلب ظاہر ہے کہ جو ایسی بات ہو کہ اس ظاہر پہلو اچھا نہ ہوا سے ذکر ہی نہ کریں گے اور اگر ذکر کریں گے تو اس کا صحیح محمل نکالیں گے کہ اُن کی تنقیصِ شان نہ ہو اور اگر محمل صحیح ذہن میں نہ آتا ہو تو ذکر ہی نہ کریں۔(فتاویٰ امجدیہ، کتاب شتّٰی، ۴/۴۶۲، ۴۶۴)

اور اُن کے مابین واقع ہونے والے اختلافات خلافت کے لئے نہ تھے بلکہ اجتہادی خطا کی وجہ سے تھے چنانچہ علامہ سعدالدین تفتازانی لکھتے ہیں جو جھگڑے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مابین وقوع پذیر ہوئے وہ خلافت کے بارے میں جھگڑے نہیں تھے بلکہ اجتہادی غلطی کی بنا پر تھے۔(شرح العقائد النّسفیۃ، بحث الخلافۃ ثلاثون سنۃ الخ، ص۱۵۲)

۸۵۳۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر ۲۶۶، ص۱۳۰، ۱۳۱

۸۵۴۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوئم، حصہ ھفتم، دفتر دوم، مکتوب نمبر ۶۷، ص۴۷، ۴۸

۸۵۵۔ سورۃ القلم: ۶۸/۴

اور نیز فرماتا ہے:

﴿اِنَّکَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَO عَلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ﴾ (٨٥٦)

ترجمہ: بے شک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو۔ (کنزالایمان)

اور نیز فرماتا ہے:

﴿وَ اَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیۡ مُسۡتَقِیۡمًا فَاتَّبِعُوۡہُ ۚ وَ لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ﴾ (٨٥٧)

ترجمہ: بے شک یہ ہے میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو۔ (کنزالایمان)(٨٥٨)

١٤۔ انبیاء علیہم السّلام زندہ ہیں

"اَلۡاَنۡبِیَآءُ [أَحۡیَآءٌ] یُصَلُّوۡنَ فِی الۡقُبُوۡرِ" (٨٥٩)

٨٥٦۔ سورة یٰسٓ:٣٦/٢،٣

٨٥٧۔ سورة الأنعام:٦/١٥٣

٨٥٨۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصه دوم، مکتوب نمبر ٤١، ص٢

٨٥٩۔ مسند أبی یعلی، برقم:٣٤٢٥، ص٦٥٨ و إسناده صحیح کما قال الهیثمی فی "مجمع الزّوائد" (برقم:١٣٨١٢، ٨/٢٧٦)، و الدّهلوی فی "جذب القلوب" (ص ١٨٠، ١٨٣) و "مدارج النّبوّة" (٢/٤٤٧) و السّمهودی فی "وفاء الوفاء" (٢/٤/١٨١) و غیرهم من المحدّثین۔
أیضاً حیاة الأنبیاء صلوات الله علیهم بعد وفاتهم، للبیهقی، برقم:٢، ص٧٢ و إسناده صحیح کما قال العسقلانی فی "الفتح" و السّخاوی فی "القول البدیع" (ص ١٧١، ١٧٢) و غیرهما۔
أیضاً فردوس الأخبار، برقم:٢٠٤٠، ١/٧٤۔
أیضاً تاریخ أصبهان، ترجمة (١٠٢٦) عبدالله بن إبراهیم بن الصبّاح المقرئ، ٢/٤٤۔
أیضاً کشف الأستار، کتاب علامات النّبوّة، برقم:٢٣٣٩، ٣/١٠٠۔
أیضاً الکامل لابن عدی، ترجمة، (برقم:٩١/٤٦٠) حسن بن قتیبة المدائنی، ٣/١٧٣
أیضاً تاریخ مدینة دمشق، ذکر من اسمه الحسن، ترجمة (برقم:١٤٠٤) الحسن بن علی بن الوتاق، ١٣/٣٢٦
أیضاً میزان الاعتدال، للذّهبی، حرف الحاء، من اسمه الحسن، ترجمة (برقم:٢١٧١) الحسن بن قتیبة الخزاعی المدائنی، ١/٥١١، ٥١٢

انبیاء کرام علیہم الصّلاۃ والسّلام (زندہ ہیں) قبروں میں نماز پڑھتے
ہیں۔(۸۶۰)

۸۶۰۔ جن علماء اعلام نے حدیث "الأنبیاءُ أحیاءٌ" الحدیث (نبی زندہ ہیں) کو صحیح قرار دیتے ہوئے اسے نقل کیا اور اس سے استدلال کیا اُن کی فہرست طویل ہے اُن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔
امام فخر الدّین رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ "التّفسیر الکبیر" (سورۃ الأسراء الآیۃ: ۸۵، ۳۹۵/۲۱/۷، وفی أخری ۴۱/۲۱) میں۔ امام ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۷۱ھ "التّذکِرَۃ" (باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ الآیۃ﴾، ص۱۷۶، ۱۷۷) میں۔ علامہ ابن القیم متوفی ۷۵۱ھ اپنی کتاب "الرُّوح" (المسئلۃ الرّابعۃ: ھل تموت الرّوح؟ ص۴۹، دارالفکر، وفی ص ۱۲۰، دار ابن کثیر) میں۔ امام تقی الدین سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ "شفاء السّقام" (ص۱۸۷) میں۔ امام شرف الدین طیبی متوفی ۷۴۳ھ "شرح الطّیبی" (کتاب الصّلاۃ، باب الجمعۃ، الفصل الثّانی برقم: ۱۳۶۱۔ (۳)، ۲۱۱/۳) میں۔ شارح صحیح البخاری امام شمس الدّین محمد بن یوسف کرمانی متوفی ۷۸۶ھ "کواکبُ الدّراری" (کتاب بدء الخلق، باب بعد باب قول النّبیّ ﷺ: "لَوْ کُنْتُ مُتّخِذاً خَلِیْلاً" الخ الآیۃ: ۶،۳۴۳۳/۱۴/۲۱۰) میں۔ امام مجدّ د الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ "الصِّلات و البُشر فی الصلاۃ علی خیر البشر" (الدّلیل علی حیاۃ النبی ﷺ، ص۱۲۶) میں۔ حافظ زین الدّین عبدالرحمٰن احمد بن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ "أھوالُ القُبور" (الباب التّاسع: فصل مایمنع من الدّخول الخ ص۱۶۴، المؤیّد، وفی ص۱۱۹، دارالکتاب العربی) میں۔ امام احمد بن ابی بکر بوصیری متوفی ۸۴۰ھ "إتحافُ الخِیَرۃ المَھَرۃ" (کتاب علامات النبوّۃ، باب: الأنبیاءُ أحیاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ، برقم: ۸۸۰۲، ۱۹۴/۹) میں۔ شارح صحیح البخاری حافظ شہاب الدّین ابن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ "فتحُ البَاری" (کتاب فضائل أصحاب النّبیّ ﷺ، باب قول النّبیّ ﷺ: "لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِیْلاً" قال أبو سعید، برقم ۳۶۵۶۔۳۶۷۸، تحت قولہ: لَایُذِیْقَکَ اللّٰہُ الْمَوْتَتَیْن ۳۶/۷/۹۰) میں اور "مُختصر زوائد مسند البزّار" (باب بدء الخلق و قصص الأنبیاء، برقم: ۱۸۵۲، ۲۱۷/۲) میں اور "المطالبُ العالیۃ" (کتاب بدء الخلق، باب حَیَاۃِ الْأَنْبِیَاءِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ فِیْ قُبُوْرِھِمْ، برقم: [۳۴۶۲/۲]، ۹۳/۸) میں اور "لِسَانُ المیزان" (من اسمہ الحجاج، ترجمۃ (۲۳۲۷) (۱۷۳۰) حجّاج بن الأسود، ۲۱۲/۲) میں۔ شارح صحیح البخاری علامہ بدر الدّین عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ "عمدۃ القاری" (کتاب فضائل الصّحابۃ، باب بعد باب قول النّبیّ ﷺ "لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِیْلاً" بعد الحدیث برقم: ۳۶۷۰، تحت قولہ: لَایُذِیْقَکَ اللّٰہُ الْمَوْتَتَیْن" ۴۰۳،۴۰۲/۱۱) میں۔ علامہ ابن الضّیاء حنفی متوفی ۸۵۸ھ اپنی "تاریخ" (الفصل

آپ نے سُنا ہوگا اور ہمارے پیغمبر علیہ الصّلوۃ والسّلام معراج کی رات جب حضرت

التّاسع فی حکم زیارۃ الرّسول اللہ ﷺ الخ، ص۳۳۶) میں۔ حافظ شمس الدّین سخاوی شافعی متوفی ۹۰۲ھ "القَول البَدِیع" (فوائد نختم بھا الباب الرّابع، السّادسۃ: رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ حَیٌّ عَلَی الدَّوَام، ص ۱۷۱، ۱۷۲) میں۔ امام جلال الدّین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ "إنباءُ الأذْکِیَاءِ بِحَیَاۃِ الأنْبِیَاء" (برقم:۳، ص۱۱۷، طبع جمعیّۃ إشاعۃ أھل السُّنّۃ، و ۱۳۹/۲ فی ضمن "الحاوی للفتاوی") میں اور "الجامعُ الصَّغِیر" (حرف الھمزۃ: المحلّی بأل من حرف الھمزۃ، برقم: ۳۰۸۹، ۶۳۸/۲) میں۔ علامہ نورالدین علی بن احمد سمہودی متوفی ۹۱۱ھ "وفاءُ الوَفاء" (الباب الثّامن، الفصل الثّانیُ: فِی بقیۃ أدلّۃ الزّیارۃ، ۱۸۱/۴/۲) میں۔ شارح صحیح البخاری علامہ احمد بن محمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ "المَواھبُ اللّدنیۃ" (الفصل السّادس، الفصل الثّالث، ۴۱۸/۲ والمقصد العاشر، الفصل الثّانی، ۴۱۳/۳) میں۔ علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی ۹۴۲ھ "سُبُل الھُدیٰ والرّشاد" (الباب الحادی عشر فی حَیَاتِہٖ فی قبرہٖ وکذالک سائر الأنبیاء علیہ وعلیھم أفضل الصّلاۃ والسّلام، ۳۵۷/۱۲) میں۔ حافظ ابن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۳ھ "الجَوھرُ المُنظّم" (الفصل الثّانی، تنبیہ، ص ۸۰) میں اور "الإیضاح" پر اپنے حاشیہ (الباب السّادس ص ۴۸۳) میں۔ مُلّا علی قاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ "شرحُ الشّفا" (القسم الثّانی، الباب الثّالث فی تعظیم أمرہ ﷺ، فصل: واعلم أنّ حرمۃ الخ ۷۱/۲، ۷۲، وفی أخریٰ ۳۹۶/۳) میں اور "مرقات المفاتیح" (کتاب الصّلوٰۃ برقم: ۱۳۶۱۔ (۸)، ۴۱۰/۳) میں۔ حافظ زین الدّین محمد عبدالرّؤف مناوی متوفی ۱۰۳۱ھ "فیضُ القَدِیر" (حرف الھمزۃ، فصل المحلّی بأل من ھذا الحرف، برقم: ۳۰۸۹، ۳۹/۳ وقال: ھو حدیث صحیح) میں اور "التّیسیر" (حرف الھمزۃ، فصل المحلّی بأل من ھذا الحرف، ۴۲۶/۱، وقال: قال السّمھودی رجالہٗ ثقات، وصحّحہ البیھقی) میں۔ علامہ علی بن برہان الدّین حلبی متوفی ۱۰۴۴ھ "السّیرۃ الحلبیۃ" (بابُ ذِکر الأسراء والمعُراج الخ، ۱/ ۵۲۶) میں۔ شیخ محقق عبدالحق محدّث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ "جذب القُلوب" (ص ۱۸۰، ۱۸۳) میں اور "مدارج النّبوّۃ" (کتاب الصّلوٰۃ، باب الجمعۃ الفصل الثّانی، ۴۴۷/۲) میں اور "لمعاتُ التّنقیح" (کتاب الصّلوٰۃ، باب الجمعۃ، الفصل الثّانی برقم: ۱۳۶۱۔ (۸)، تحت قولہ: انّ اللّٰہ حرّم الحدیث، ۱۶۱/۴ وقال: والمذھب أن الأنبیاء أحیاء حیاۃً حقیقیۃ دنیاویۃ الخ میں۔ علامہ شہاب الدّین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ "نسیمُ الرّیاض" (القسم الثّانی، الباب الثّالث فی تعظیم أمرہ ﷺ، فصل: واعلم أن حرمۃ الخ ۴۸۶/۳، وفی أخریٰ ۳۹۸/۳) میں۔ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ "مَراقی الفَلاح" (کتاب الحج، باب زیارۃ النّبیّ ﷺ، ص ۴۳۱) میں۔ علامہ شمس الدین محمد احمد شوبری شافعی متوفی ۱۰۶۹ھ "فتویٰ فی

موسیٰ کلیم علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی قبر پر سے گزرے تو دیکھا کہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں،(۸۶۱)

کـرامـات الأولیـاء" (ص ۱) میں۔علامہ علی بن احمد عزیزی متوفی ۱۰۷۰ھ "السّـراجُ المُنِیر" (حرف الهمزة، ۲/۲۵۶) میں۔محشّی صحاح ستّہ علامہ ابوالحسن سندھی کبیر متوفی ۱۱۳۸ھ "حاشیة السّندی علی السّنن للنّسائی"، (کتاب الجمعة، باب إکثار الصّلوٰة علی النّبیّ ﷺ یوم الجمعة، برقم: ۱۳۷۰، ۲/۳/۹۰) میں۔علامہ فقیر اللہ علوی حنفی متوفی ۱۱۹۵ھ نے "قطب الإرشاد" (الفصل الثّانی فی فوائد الصّلاة المقصد السّادس فی الصّلاة علی النّبیّ ﷺ الخ ص ۳۷۶) میں۔امام محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۲ھ "شرح الزّرقانی علی المواهب" (المقصد السّادس، النّوع الثّالث فی وصفه مقاله بالشّهادة الخ ۸/۳۵۷، ۳۰۸، وفی ۶/۱۶۹ النّسخة الأزهرية المصرية ۱۳۲۷ھ) میں۔

۸۶۱۔ جیسا کہ "صحیح مسلم"، (کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ علیه السّلام، برقم: ۶۲۲۳/ ۱۶۴، و ۶۲۲۴/۱۶۵۔ (۲۳۷۵)، ص ۱۱۵۵، ۱۱۵۶) میں ہے، اسی طرح اس حدیث شریف کو امام احمد نے اپنی "مسند" (۳/۱۲۰، ۱۴۸، ۲۴۸ و ۵/۵۹) میں، امام ابویعلی موصلی نے اپنی "مسند" (برقم: ۳۳۲۵/۵۶۹، ص ۶۴۳ عن ثابت البنانی عن أنس، و برقم: ۴۰۶۷/۱۳۱۱، ص ۷۶۲ و برقم: ۴۰۸۵/۱۳۲۹، ص ۷۶۴ عن سلیمان التّیمی عن أنس) میں، امام عبدالرزّاق نے "المصنّف" (کتاب الجنائز، باب السّلام علی قبر النّبیّ ﷺ، برقم: (۱۸۳۳۔ ۶۷۵۶، ۳/۲۸۴) میں، امام ابن حبان نے اپنی "صحیح" (الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الأسراء، ذکر خبر أو هم عالماً من النّاس الخ، برقم: ۴۹، و ذکر الموضع الذی فیه رأی المصطفی ﷺ موسی الخ، برقم: ۵۰، ۱/۱۳۱) میں، امام نسائی نے "سُنن المجتبی" (کتاب قیام اللیل و تطوّع النّهار، باب ذکر صلاة نبیّ الله موسیٰ علیه السّلام، برقم: ۱۶۲۷ تا ۱۶۳۳، ۲/۳/۲۱۲، ۲۱۳) میں اور "السُّنَن الکبریٰ" (کتاب قیام اللّیل و تطوّع النّهار، (۵۷۴) ذکر صلاة نبی الله موسیٰ علیه السّلام باللّیل، برقم: ۱۳۳۰ تا ۱۳۳۳، ۲/۱۲۸، ۱۲۹) میں، امام بیہقی نے "حیاة الأنبیاء" (برقم: ۶، ۷، ۸، ص ۷۸، ۷۹، ۸۰) میں، امام عبد بن حُمید نے اپنی "مُسند" (مسند أنس بن مالك، برقم: ۱۲۰۵، ص ۳۶۲) میں، امام طبرانی نے "المعجم الکبیر" (۱۱/۹۱) میں، امام سہمی نے "تاریخ جُرجان" (حرف العین، من اسمه عبد الله، برقم: ۴۵۲، ص ۱۱۹) میں روایت کیا ہے۔

حضرت مجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حدیثِ انس ذکر کی اُس کے بعد اِس حدیث شریف کو لائے تو آپ اس حدیث شریف کو لا کر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حدیث شریف "اَلْأَنْبِیَـاءُ أَحْیَـاءٌ فِـیْ

اور جب اُسی وقت آسمان پر پہنچے تو حضرت کلیم اللہ علیہ السّلام کو وہاں پایا۔(۸۶۲)

قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ'' معنوی لحاظ سے بھی صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا قبر میں نماز پڑھنا واقع ہو چکا ہے اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے مشاہدہ فرما کر ہمیں اس کی خبر دی، لہٰذا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبر میں نماز پڑھنا ثابت ہے جس میں کسی کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں تو دیگر انبیاء علیہم السّلام کے اپنی قبروں میں نماز پڑھنے کو کوئی شئے مانع نہیں جب انبیاء علیہم السّلام کا اپنی قبروں میں نماز پڑھنا ثابت ہے تو اُن کا زندہ ہونا بطریقِ اَولیٰ ثابت ہوا۔

۸۶۲۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصه ششم، مکتوب نمبر ۴۳۔ مُحشّی عفی عنہ کہتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو نبی ﷺ نے اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے تو وہاں موجود پایا پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو وہاں پایا، علامہ سخاوی لکھتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ یہ (یعنی قبر میں نماز پڑھنا) حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ خاص ہے تو اس کے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ ہم نے حدیثِ ابی ہریرہ سے جسے امام مسلم نے مرفوعاً روایت کیا ہے اِس کے شواہد پاتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''بے شک میں نے اپنے آپ کو جماعتِ انبیاء علیہم السّلام میں دیکھا پھر دیکھا کہ ایک پتلے دُبلے گھنگریالے بالوں والے ہیں گویا وہ قبیلۂ شنوءہ سے ہیں اور اُن میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کو دیکھا کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں اُن کے ساتھ تمہارے صاحب (یعنی حضور ﷺ) بہت زیادہ مشابہ ہیں، پھر نماز کا وقت آ گیا میں نے جماعتِ انبیاء کی امامت کی'' بیہقی نے کہا کہ سعید بن المسیب کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے آپ اُن کو بیت المقدس میں ملے۔

اور واقعۂ معراج میں حضرت ابو ذر اور مالک بن صعصعہ سے مروی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جماعتِ انبیاء علیہم السّلام سے آسمانوں میں ملے، پھر آپ نے اُن سے کلام فرمایا، اور یہ تمام حدیثیں ''صحیح'' ہیں بعض بعض کی مخالف نہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا پھر رات ہی میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام اور دیگر انبیاء علیہم السّلام کو بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو آپ ﷺ نے اُن کو آسمانوں میں دیکھا جیسا کہ آپ ﷺ نے اِس کی خبر دی، کہا کہ انبیاء علیہم السّلام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر تشریف لے جانا عقلاً جائز ہے جیسا کہ اس پر سچے کی خبر (یعنی نبی ﷺ کا فرمان) وارد ہے، اور اِن تمام میں انبیاء علیہم السّلام کے زندہ ہونے پر دلالت ہے (القول البدیع، فوائد الباب الرابع، فائدة السادسة، رسول الله ﷺ حیّ علی الدّوام، ص ۱۷۲، ۱۷۳) اور احادیثِ معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا اپنی قبر میں اور مسجد اقصیٰ میں اور آسمانوں پر موجود ہونے کا ذکر ہے حضور ﷺ نے جاتے وقت انہیں اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، مسجد اقصیٰ پہنچے پر انہیں وہاں بھی پایا تو سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ تو مسجد اقصیٰ براق پر تشریف لے گئے تو موسیٰ علیہ

....

السّلام کس پر گئے، نماز کی حالتِ قیام میں تھے، نماز پوری کر کے گئے یا چھوڑ کر، اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السّلام اپنی قبر میں بھی موجود تھے اور مسجد اقصیٰ اور آسمان میں بھی تشریف فرما ہوئے کیونکہ ان مقامات میں آپ کی موجودگی کے بارے میں احادیث وارد ہیں چنانچہ امام بیہقی نے لکھا اور اُن سے امام ابن حجر ہیتمی نے نقل کیا کہ یہ سب صحیح ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اپنی قبر میں نماز پڑھتے دیکھے گئے، پھر آپ اور دوسرے انبیاء کو بیت المقدس لے جایا گیا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ کو سیر کرائی گئی پھر حضرات انبیاء علیہم السّلام کو آسمانوں کی طرف لے جایا گیا جیسا کہ ہمارے نبی ﷺ تشریف لے گئے، پس آپ ﷺ نے انہیں وہاں دیکھا جیسا کہ آپ نے اس کی خبر دی اور انبیاء علیہم السّلام کا مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر موجود ہونا عقلاً جائز ہے جیسا کہ اس پر سچے کی خبر وارد ہے اور اس تمام میں انبیاء علیہم السّلام کی حیات پر دلالت ہے (حیاۃ الأنبیاء للبیھقی، ص ۸۵۔ أیضاً الجوھر المنظم للھیتمی، الفصل الثّانی، ص ۸۱ دار الحاوی)، اور عارف باللہ امام عبدالوہاب شعرانی لکھتے ہیں:

فوائدِ معراج سے یہ بھی ہے کہ ایک جسم کا ایک وقت میں دو جگہ حاضر ہونا جیسا کہ حضور سید عالم ﷺ نے اپنی ذات مقدسہ کو بنی آدم کے نیک بخت افراد میں دیکھا جب کہ حضور ﷺ پہلے آسمان میں آدم علیہ السّلام کے ساتھ جمع ہوئے، اور اسی طرح آدم و موسیٰ اور اُن کے علاوہ انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وعلیہم وسلّم کہ وہ زمین میں اپنی قبروں میں بھی موجود ہیں اور اُسی وقت آسمانوں میں بھی ساکن، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے آدم کو دیکھا، میں نے موسیٰ کو دیکھا، میں نے ابراہیم کو دیکھا (صلی اللہ علیہ و علیہم وسلم) اور روح کی قید لگا کر یہ نہیں فرمایا کہ میں نے روحِ آدم کو دیکھا اور نہ یہ فرمایا کہ میں نے روحِ موسیٰ کو دیکھا، پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ آسمانوں میں گفتگو فرمائی، حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام بعینہٖ زمین میں اپنی قبر انور کے اندر کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا۔

پس اے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ ایک جسم دو جگہ نہیں پایا جا سکتا اِس پر تیرا ایمان کیسے ہوگا؟ (الیواقیت و الجواھر، الجزء الثّانی، المبحث الرّابع و الثّلاثون فی بیان صحۃ الإسراء الخ، ص ۲۷۷، و فی النّسخۃ الأزھریۃ، ۲/ ۴۰۔ أیضاً مقالات کاظمی، ۲/ ۵۰)

اور ایک وقت میں متعدد مقامات پر موجود ہونا یہ نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہے چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت ہے کہ رمضان کے مہینے میں آپ تشریف فرما تھے ایک مرید نے آکر روزہ افطار کرنے کی دعوت دی آپ نے قبول فرمالی اُس سے آنے کا وعدہ فرمالیا کچھ دیر بعد دوسرا آیا اُس نے افطار کی دعوت دی آپ نے قبول فرمالی، تیسرا آیا افطار کی دعوت دی آپ نے وعدہ فرمالیا، ایک شخص آپ کی بارگاہ میں موجود تھا کرامات اولیاء کا قائل نہ تھا، تین اشخاص کے ساتھ آپ کے افطار کے وعدے کو دیکھ کر دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ افطار ایک ہی وقت ہوتا ہے ایک شخص ایک ہی جگہ

۱۵۔ فُقرا کی محبت

آپ کا شریف اور لطیف خط صادر ہوا، الحمد للہ کہ اس کے مضمون سے فُقرا کی محبت اور اُن کی طرف توجہ کا حال معلوم ہوا، جو سرمایۂ آخرت ہے کیونکہ یہی لوگ اللہ کے ہمنشین ہیں (۸۶۳)

افطار کر سکتا ہے اور وعدہ خلافی مؤمن کی شان کے بھی لائق نہیں یہ تو اللہ کے ولی کہلاتے ہیں، آج تو یہاں رُکنا چاہئے اور یہ تماشا دیکھنا چاہئے اُس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ آپ نے شام تک ستر آدمیوں سے افطار کا وعدہ فرما لیا اور جب افطار کا وقت آیا تو کہیں بھی تشریف نہ لے گئے، وہیں روزہ افطار فرما لیا وہ شخص دل ہی دل میں خوش ہونے لگا کہ آج مجھے اِن کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کا موقع مل گیا لوگ آئے، نمازِ مغرب پڑھ کر گھروں کو چلے گئے، عشاء کے لئے آئے تراویح نماز سے فارغ ہو کر بیٹھے تو ایک مرید نے کہا آج اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ حضرت ہمارے ہاں افطار پر تشریف لائے، دوسرے نے کہا نہیں نہیں حضرت تو ہمارے ہاں تھے، اس طرح ستّر کے ستّر کہنے لگے حضرت نے ہمارے ہاں افطار کیا ہے وہ شخص حیرت زدہ پوچھنے لگا کہ تم سچ کہتے ہو سب نے کہا ہاں ہاں ہم حلفیہ کہتے ہیں کہ حضرت نے ہمارے ہاں ہمارے ساتھ افطار کیا ہے، پھر سب مل کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں گئے، معاملہ عرض کیا آپ نے فرمایا، یہ ٹھیک ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو وہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ ایک وقت میں ستّر کیا ستّر ہزار مقامات پر حاضر ہونا چاہیں تو حاضر ہو سکتے ہیں، ع

گئے اِک وقت میں ستّر مریدوں کے یہاں آقا
سمجھ میں آ نہیں سکتا معمّہ غوثِ اعظم کا

تو نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام اُس وقت اپنی قبر میں بھی تھے اور مسجد اقصیٰ اور آسمانوں میں بھی تشریف فرما ہوئے، یہ نبی کا معجزہ ہے اور ولی کی کرامت، آئندہ سطور میں ارشاد نمبر ۱۶ میں حضرت مجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس باب میں کلام منقول ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک وقت میں چالیس مقامات پر موجود ہونے کی کرامت بھی مروی ہے اور حاشیہ میں شیخ ابو الفتح جونپوری علیہ الرحمہ سے ایک ہی وقت دس جگہ تشریف لے جانے اور اپنے حجرے میں بھی موجود رہنے کی کرامت بھی نقل کی گئی ہے۔

۸۶۳۔ یہ جملہ حدیث شریف "وَ أَنَا مَعَ عَبْدِیْ إِذَا ذَکَرَنِیْ" سے ماخوذ ہے کیونکہ فقیر کبھی غافل نہیں ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ﴾ (حاشیہ مکتوبات امام ربّانی)، أخرجه البخاري، تعليقاً في باب ﴿وَ لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ﴾، و نقله التبريزي في "مشكاة المصابيح"، برقم: ۲۲۸۵ و نقله السّخاوي في "المقاصد الحسنة"، برقم: ۱۸۶، ص ۱۱۴

اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا،(۸٦٤) رسول اللہ ﷺ فقرائے مہاجرین کی طفیل اللہ تعالیٰ سے فتح طلب کرتے تھے(۸٦٥) اور آنحضرت ﷺ نے انہی کے حق میں فرمایا، ''بہت سے ایسے پریشان ہیں جو دروازہ سے ہٹائے ہوئے ہیں اگر خُدا کی قسم کھائیں تو (۸٦٦) البتہ پورا کر دے، اس کو اللہ تعالیٰ''۔(۸٦٧)

۱٦۔ اولیاء اللہ کا مختلف مقامات پر حاضر ہونا

اگر کاملین کی ارواح کو یہ طاقت عطا کی جائے تو کونسی تعجب کی بات ہے، اور دوسرے بدن کی اُن کو کیا حاجت ہے،(۸٦۸) اس قسم کی ہیں وہ حکایتیں جو بعض اولیاء اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک ساعت میں مختلف مکانوں میں حاضر ہوتے ہیں اور مختلف کام اُن سے وقوع میں آتے ہیں، یہاں بھی اُن کے لطائف مختلف جسدوں میں متجسّد ہو کر اور مختلف شکلوں میں مُتشکّل ہو جاتے ہیں، اس طرح اِس عزیز(۸٦۹) کا حال ہے، جو ہندوستان میں رہتا ہے اور کبھی اپنے ملک سے باہر نہیں نکلا، بعض حضرات مکہ معظّمہ سے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے اِس عزیز کو حرمِ کعبہ میں دیکھا ہے اور ہمارے اور اِس عزیز کے درمیان ایسی ایسی باتیں ہوئیں

۸٦٤۔ لفظ البخاری "هُمُ الْجُلَسَاءُ"، و لفظ مسلم "هُمُ الْقَوْمُ"

۸٦٥۔ "مشكاة المصابيح" میں حدیث شریف کے ابتدائی کلمات ہیں: كان رسول الله ﷺ يستفتح

۸٦٦۔ جیسا کہ صحیح مسلم، (كتاب البرّ و الصّلة و الأداب، باب فضل الضّعفاء و الخاملين، برقم: ۲٦۲۲، ص ۱۲٦۱)۔ اور "مشكاة المصابيح"، (كتاب الرّقاق، باب فضل الفقراء و ما كان من عيش النّبيّ ﷺ، الفصل الأول، برقم: ۵۲۳۱، ۳۔۲۰۳/٤ میں ہے۔

۸٦٧۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۷٤، ص ٦۰، ٦۱

۸٦۸۔ حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: جب جنوں کو قدرتِ الٰہی سے یہ قدرت حاصل ہے کہ وہ مختلف شکلوں میں مُتشکّل ہو کر عجیب و غریب کام سرانجام دیتے ہیں تو اگر اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو یہ طاقت عنایت فرمادے تو کونسی تعجب کی بات ہے اور ان کو دوسرے مثالی بدنوں کی کیا ضرورت ہے۔ اسی طرح بعض اولیاء اللہ سے منقول ہے کہ وہ آنِ واحد میں متعدد مقامات پر حاضر ہوتے ہیں اور اُن سے مختلف قسم کے کام وقوع پذیر ہوتے ہیں۔(مکتوبات امام ربّانی، مکتوب نمبر ۱۸)

۸٦۹۔ اس سے حضرت مُجدّد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رضی اللہ عنہ نے اپنا حال بیان فرمایا ہے اور عزیز سے خود کو مراد لیا ہے۔

ہیں، بعض نقل کرتے ہے کہ ہم نے اِس کو رُوم میں دیکھا ہے اور بعض بغداد میں دیکھ کر آتے ہیں، سب اِس عزیز کے لطائف ہیں جو مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔(۸۷۰)

۱۷۔ بزرگوں کی دعا سے قضا بدل جاتی ہے

میرے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت سید محی الدین جیلانی (غوث الاعظم) قدس سرّہ نے اپنے بعض رسالوں میں لکھا ہے کہ قضائے مُبرم میں کسی تبدیلی کی مجال نہیں مگر مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ اگر چاہوں تو میں اس میں بھی تصرّف کروں۔

اس بات سے بہت تعجب کیا کرتے ہیں اور بعید از فہم فرماتے ہیں، یہ نقل مدّت تک اِس فقیر کے ذہن میں رہی، یہاں تک کہ حضرت حقّ تعالیٰ نے اِس دولت سے مشرف فرمایا، ایک دن ایک بلیّہ کے دفع کرنے کے دَرپے ہوا جو کسی دوست کے حق میں مقرر ہو چکی تھی، اُس وقت بڑی اِلتجا اور عاجزی اور نیاز سے عرض کی ....اور معلوم ہوا

۸۷۰۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر۵۸، ص۲۴، ۲۵۔

میر عبدالواحد بلگرامی علیہ الرحمۃ الباری لکھتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہ کے پاس ماہِ ربیع الاوّل میں بتقریب میلادِ پاک رسول اللہ ﷺ دس جگہ سے استدعا آئی کہ بعد نمازِ ظہر تشریف لائیں، آپ نے ہر جگہ کا بلاوا قبول کر لیا، حاضرین نے عرض کیا کہ اے مخدوم آپ نے دسوں جگہ کا بلاوا قبول کر لیا اور دسوں جگہ ظہر کے بعد چلنا ہے یہ کیسے ہو گا؟ فرمایا کہ کرشن چندر (ہندوؤں کا آوارہ پیشوا) تو کافر تھا بیک دم (بطورِ استدراج) سینکڑوں جگہ پہنچا، اگر ابوالفتح دس جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے، چنانچہ نمازِ ظہر کے بعد جب ایک جگہ سے ڈولی پہنچی، مخدوم حجرہ سے باہر تشریف لائے پالکی پر سوار ہو گئے اور تشریف لے گئے، یونہی جب دوسری جگہ کی سواری آئی، الغرض دسوں جگہ کی سواری آئی، مخدوم ہر مرتبہ حجرہ سے باہر تشریف لاتے پالکی پر سوار ہوتے اور تشریف لے جاتے اور (لطف یہ کہ) حجرہ میں بھی تشریف فرما رہتے۔

اس واقعہ کے بعد ولی کامل عارف باللہ سیدی عبدالواحد بلگرامی فرماتے ہیں، اے عقل مند! تو اسے تمثیل مت سمجھ لینا یعنی یہ خیال نہ کرنا کہ شیخ کا مثالی وجود اتنے مقامات پر تشریف لے گیا، نہیں خُدا کی قسم خود شیخ کی ذات ہر جگہ تشریف لے گئی بلکہ یہ تو صرف ایک شہر اور ایک مقام کا واقعہ ہے جب کہ بحرِ توحید میں مستغرق رہنے والے تو تمام عالم میں خواہ علویات ہوں یا سفلیات موجود رہتے ہیں۔(سبع سنابل مترجم، ترجمہ: مفتی خلیل خان برکاتی، چھٹا سنبلہ، حقائق وحدت اور آثار محبت و معرفت کے ظہور میں، ص ۳۴۴، ۳۴۵، حامد اینڈ کمپنی، لاہور، طبع ثانی ۱۹۹۹م)

کہ حق تعالیٰ نے اُس بلیّہ کو دفع فرما دیا۔(۸۷۱)

میری تقدیر بُری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثباتِ کے دفتر پہ کڑورا تیرا

(حدائق بخشش)

۱۸۔ کراماتِ اولیاء حق ہے

اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں اور اُن سے بکثرت خرقِ عادات کے واقع ہونے کے باعث اُن کی یہ بات عادتِ مُستَمِرہ ہوگئی ہے اور کرامت کا مُنکر علم عادی اور ضروری کا مُنکر ہے، نبی کا مُعجزہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ملا ہوتا ہے اور کرامت اِس بات سے خالی ہے بلکہ اُس نبی کی متابعت کے اقرار کرنے کے ساتھ ملی ہوتی ہے۔(۸۷۲)

۱۹۔ تصوُّرِ شیخ

اِس محبت کے نشان والے طالب اِس دولت کی تمنّا کرتے ہیں اور ہزاروں میں سے ایک کو ملتی ہے، ایسے حال والا شخص کامل مناسبت کی استعداد رکھتا ہے، اور شیخ مقتداء کی تھوڑی صحبت سے اُس کے تمام کمالات کو جذب کر لیتا ہے، رابطہ کی نفی کیوں کرتے ہو، رابطہ مسجود الیہ ہے نہ مسجود لہٗ محرابوں اور مسجدوں کی نفی کیوں نہیں کرتے، اِس قسم کی دولت سعادت مندوں کو میسر آتی ہے تاکہ تمام احوال میں صاحبِ رابطہ کو اپنا وسیلہ جانیں اور تمام اوقات اُسی کی طرف مُتوجہ رہیں، نہ اُن بدبخت لوگوں کی طرح جو اپنے آپ کو مستغنی جانتے ہیں، اور توجہ کے قبلہ کو اپنے شیخ کی طرف سے پھیر لیتے ہیں اور اپنے معاملہ کو درہم برہم کر لیتے ہیں۔(۸۷۳)

۲۰۔ شیخ کا استعمال شُدہ کپڑا فیوض و برکات کا باعث ہے

ہاں اگر شیخ کامل سے کوئی کپڑا تبرک کے طور پر تجھے ہاتھ لگے اور اعتقاد و اخلاص کے

۸۷۱۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر۲۱۷، ص۱۲٤

۸۷۲۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب نمبر۲٦٦، ص۱۲۹

۸۷۳۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر۳۱، ص٦۸

ساتھ تو اُسے پہن کر زندگی بسر کرنا چاہے تو اِس صورت میں بے شمار فائدوں اور ثمروں کے حاصل ہونے کا قوی احتمال ہے۔(۸۷۴)

۲۱۔ عُرس کی حاضری

حضرت خواجہ قدس سرّہٗ کے عُرس شریف کے دنوں میں دہلی حاضر ہو کر ارادہ تھا کہ آپ کی خدمت عالی میں بھی پہنچے۔(۸۷۵)

۲۲۔ ایصالِ ثواب

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ کلام اللہ ختم کرنا اور نمازِ نفل کا پڑھنا اور تسبیح و تہلیل کرنا اور اُس کا ثواب ماں، باپ یا استاد یا بھائیوں کو بخشنا بہتر ہے یا کسی کو نہ بخشنا بہتر ہے، واضح ہو کہ بخشنا بہتر ہے کیونکہ اِس میں اپنا بھی نفع ہے اور غیر کا بھی اور عجب نہیں کہ اُس عمل کو دوسروں کے طفیل قبول کرلیں اور نہ بخشنے میں صرف اپنا ہی نفع ہے۔(۸۷۶)

آپ نے پے در پے مصائب کی ماتم پُرسی(۸۷۷) کی بابت لکھا تھا "اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"(۸۷۸) یاروں اور دوستوں کو فرمائیں کہ ستّر ستّر ہزار بار کلمہ طیبہ " لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" پڑھ کر خواجہ محمد صادق مرحوم اور اُن کی ہمشیرہ اُمِّ کلثوم مرحومہ کی روحانیت کو بخشیں، یعنی ستّر ہزار بار پڑھ کر ایک کی روح کو بخشیں اور ستّر ہزار بار دوسرے کی روح کو، دوستوں سے دعاء فاتحہ مسئول و مطلوب ہے۔(۸۷۹)

۸۷۴۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب ۱۹۰، ص۷۷

۸۷۵۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ چہارم، مکتوب ۲۳۳، ص۲۳

۸۷۶۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب ۷۷، ص۷۸

۸۷۷۔ مکتوب شریف کی عبارت یہ ہے "عزائے مصائب" اور "غیاث اللغات" میں ہے کہ "عزا" زَبر کے ساتھ ہے جس کے معنی مصیبت پر صبر کرنا، اور صبر کرنا اور اس میں استقامت، اور عُرف میں بمعنی ماتم پُرسی کے ہے۔

۸۷۸۔ اور یہ اللہ عزّ وجلّ کے حکم ﴿اَلَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ لا قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ (سورۃ البقرۃ:۲/۱۵۶) کی بجا آوری ہے۔

۸۷۹۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ۶۴، ص۳۹

۲۳۔ اعمالِ مقربہ

اعمالِ مقربہ (یعنی وہ عمل جن سے درگاہِ الٰہی میں قُرب حاصل ہوتا ہے) فرض ہیں یا نفل، فرضوں کے مقابلے میں نفلوں کا کچھ اعتبار نہیں، فرضوں میں ایک فرض کا ادا کرنا، ہزار سالہ نفلوں کے ادا کرنے سے بہتر ہے، اگرچہ وہ نفل خالص نیت سے ادا کئے جائیں، اور خواہ وہ نفل از قسم نماز، روزہ، ذکر و فکر وغیرہ وغیرہ ہوں بلکہ کہتے ہیں کہ فرائض کے ادا کرنے کے وقت سنتوں میں سے کسی سنّت اور مستحبات میں سے کسی مستحب کی رعایت کرنا یہی حکم رکھتا ہے۔ (۸۸۰)

۲۴۔ بدعتی (۸۸۱) کی صُحبت کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان دہ ہے (۸۸۲)

یقینی طور تصوّر فرمائیں کہ بدعتی (یعنی بدعقیدہ) کی صحبت کا فساد ....

۸۸۰۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ اول، مکتوب نمبر ۲۹، ص ۷۵

۸۸۱۔ یعنی بدعقیدہ

۸۸۲۔ مرتد یقیناً کافر سے بدتر ہے اس لئے اس کی صحبت کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان دہ بھی ہے، آج کا مسلمان جو خود کو مہذّب سمجھتا ہے، با اخلاق گردانتا ہے وہ بدعقیدہ لوگوں سے نفرت اور اُن کی مخالفت کو اخلاق سے گری ہوئی حرکت قرار دیتا ہے حالانکہ کُفار کی مخالفت خُلقِ عظیم میں داخل ہے جب اُن کی مخالفت خُلقِ عظیم میں داخل ہے تو بدعقیدہ لوگوں کی مخالفت اور مرتدین سے نفرت و بیزاری اور اُن سے عداوت بطریقِ اولیٰ خُلقِ عظیم میں داخل ہوگی، حضرت مُجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصّلاۃ والسّلام کو جو خُلقِ عظیم سے مُتّصف ہیں، کُفار سے جہاد کرنے اور اُن پر سختی فرمانے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ کُفار پر سختی کرنا خُلقِ عظیم میں داخل ہے۔ پس اسلام کی عزّت کرنے سے اُن کی خواہ مخواہ تعظیم کرنا نہیں اونچی جگہ بٹھانا مراد نہیں بلکہ انہیں اپنی مجالس میں جگہ دینا اُن کے ساتھ بیٹھنا اُٹھنا اور اُن سے گفتگو کرنا بھی اعزاز میں شامل ہے انہیں کُتوں کی طرح دُور رکھنا چاہیئے، اگر کوئی دنیاوی غرض یا کام اِن کے سوا حاصل نہ ہو سکے تو انہیں بے قدر جانتے ہوئے بقدرِ ضرورت اُن سے معاملہ کرنا چاہیئے بلکہ اسلامی کمال تو یہ ہے کہ دنیاوی اغراض کے لئے بھی اُن سے رابطہ قائم نہ کیا جائے، اور کسی طرح اُن سے میل جول نہ رکھا جائے، حق سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں اپنا اور اپنے پیغمبر علیہ الصّلاۃ والسّلام کا دشمن قرار دیا ہے۔ پس اللہ و رسول کے دشمنوں سے میل جول اور محبت والفت رکھنا بہت بڑی خطاؤں میں شامل ہے، دشمنانِ حق سے اُنس و محبت رکھنے کا کم از کم ضرر یہ ہے کہ احکام شرعیہ جاری کرنے اور نشاناتِ کفر مٹانے کی قوت مغلوب اور کمزور ہو جاتی ہے۔ علاقہ و دوستی ایسا کرنے سے مانع ہوتا ہے اور یہ بہت بڑا نقصان ہے، خُدا کے دشمنوں کی محبت اللہ تعالیٰ سے

(۸۸۳) کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ ہے، (۸۸٤) اور تمام بدعتی (بد مذہب و بدعقیدہ) فرقوں میں بدتر اُس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبرِ خُدا ﷺ کے اصحاب کے ساتھ بُغض رکھتے ہیں (۸۸۵)

دشمنی رکھنے کی جانب کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس کے پیغمبر علیہ الصّلاۃ والسّلام سے دشمنی رکھنے کا سبب بن جاتی ہے۔ انسان کو یہی گمان رہتا ہے کہ وہ زُمرۂ اہلِ اسلام سے ہے، اللہ و رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اُس کے اِس کرتوت کی چنگاریوں نے اُس کے خرمنِ دین و ایمان کو خاکستر کر دیا۔ (مکتوباتِ امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۶۳، ص ٤٣، ٤٤)

حضرت مجدّد کے اس مکتوب کی روشنی میں حضرت مُجدّد رضی اللہ عنہ کے سلسلہ سے وابستگی رکھنے والے وہ لوگ جو بدمذاہب کے ساتھ محبت و دوستی رکھتے ہیں اُن کے ساتھ کھاتے، پیتے، بیٹھتے اُٹھتے ہیں، قادیانی جن کے مرتد ہونے میں کسی مسلمان کو شک نہیں اُن سے بھی میل جول رکھتے ہیں تو اسے اخلاقِ حسنہ قرار دیتے ہیں، ایسے لوگ اپنا انجام جان لیں کہ اُن کا دین و ایمان خاکستر ہو چکا ہے اور وہ نام نہاد پیر جو جھوٹی عزّت اور دنیاوی جاہ اور فانی دولت کے حصول کی خاطر بدمذہب، بدعقیدہ لوگوں کو توبہ کروائے بغیر اپنے حلقہ میں داخل کرتے ہیں اس طرح وہ صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ساتھ بدمذاہب کے میل جول کا اہتمام کر کے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے ایمانوں کو خراب کرنے کی ناپاک سعی کرتے ہیں، مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے شکاریوں کے دام سے اپنے آپ کو بچائیں، حضرت مُجدّد کے سلسلہ سے وابستہ ہو کر اُن کا فیض چاہتے ہو تو حضرت مُجدّد کے بیان کردہ عقائدِ صحیحہ کے حامل اُن کی تعلیمات کے عامل کسی شیخ کی تلاش کریں۔

۸۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس فساد کی تشریح یوں فرمائی کہ "بے شک بدمذہبوں کی ہم نشینی دلوں کو بیمار کر دیتی ہے" (کتاب القدر، باب ما روی فی الأهواء و تكذيب أهل القدر، برقم: ٤١٣، ص ١٥١)

۸۸٤۔ حضرت مُجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فرمان مسلمانوں کے لئے عموماً اور مشائخ نقشبندیہ کے لئے خصوصاً اور پھر اُن کے واسطے سے نقشبندیت سے وابستگان کے لئے نص ہے کہ وہی شخص آپ کا مرید اور آپ کے سلسلے سے وابستہ ہے جو بدمذہبوں سے اجتناب کرتا ہوگا اور جو بدمذہب لوگوں سے دوستی و موالات رکھتا ہو پھر چاہے اپنے نام کے ساتھ سلسلہائے طریقت میں سے جتنے سلاسل کی نسبت چسپاں کر لے اس کا تعلق کسی سلسلہ کے ساتھ بھی نہیں ہے سلسلہ سے وابستگی تو دُور کی بات ہے اس کا تو ایمان ہی خطرے میں ہے وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

۸۸۵۔ حضرت مُجدّد علیہ الرحمہ کا یہ فرمان اُس وقت کا ہے جب بدمذہبوں میں سے رافضی فتنہ سرزمینِ ہند میں زوروں پر تھا تو آپ نے اُن کی مذمّت فرمائی، ردّ و ابطال فرمایا، وہابیت کی پیداوار اور اس کی ہند میں

(یعنی رافضی)۔ (۸۸۶)

۲۵۔سودی قرض میں سب کا سب روپیہ حرام ہے

آپ اس دن فرماتے تھے کہ رِباءِ قرض سودی میں صرف زیادتی ہی حرام ہے، اور بارہ تنگہ کے عوض دس تنگہ قرض لینے میں صرف یہی دو تنگہ زیادتی حرام ہے، لیکن جب فقہ کی کتابوں کی طرف رجوع کیا تو معلوم ہو گیا کہ شریعت میں جس عقد میں زیادتی ہے اس میں ربا (سود) بھی ہے، پس ناچار یہ عقد حرام ہو گا اور جو کچھ حرام کے سبب سے حاصل کریں، وہ بھی حرام ہو گا، پس وہ تنگہ بھی رِبا (سود) ہو گا اور حرام۔(۸۸۷)

۲۶۔نفسِ اَمّارہ کی مُذمّت اور اس ذاتی مرض کا علاج

میرے مخدوم ومکرم! نفسِ اَمّارہ انسانی حُب وجاہ وریاست پر پیدا کیا گیا ہے اور اِس کا مقصود ہمہ تن ہمسروں پر بلندی کا حاصل کرنا ہے، اور وہ بالذّات اِس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوقات اُس کی محتاج اور اُس کے اَمر ونہی کے تابع ہو جائے اور وہ خود کسی کا محتاج اور محکوم نہ ہو، اُس کا یہ دعویٰ خدائے بے مثل کے ساتھ اُلوہیّت اور شرکت کا ہے بلکہ وہ بے سعادت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے، چاہتا ہے کہ حاکم صرف آپ ہی ہو اور سب اُس کے محکوم۔

حدیث قُدسی میں آیا ہے: ''اپنے نفس کو دشمن رکھ کیونکہ وہ میری دشمنی میں

آمد بہت بعد کی ہے اگر وہابیت اس وقت ہوتی تو اس کی بھی پُر زور مذمت فرماتے اس کے باوجود آپ کے معتقدات واعمال سے وہابیت کا ردّ ہو جاتا ہے جس پر آپ کے مکتوبات اور دیگر تصانیف شاہد ہیں اسی لئے جب امام اہلسنّت امام احمد رضا مُحدّث بریلوی کا زمانہ آیا تو رافضیّت کے بعد وہابیت سرزمین ہند پر اپنے پنجے گاڑ رہی تھی، اور اس کے بارے میں عوام تو عوام بہت سے علماء بھی ابھی تردّد کا شکار تھے تو آپ نے اسلاف کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے اس ضروری اور اہم کام کی جانب توجہ فرمائی اور سب سے زیادہ ردِّ فتنۂ وہابیّت کا فرمایا اگرچہ آپ نے رافضیت اور قادیانیت وغیرہما کا بھی ردّ فرمایا ہے۔

۸۸۶۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ٥٤، ص۲۷

۸۸۷۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ۱۰۲، ص۱۰۳

کھڑا ہے''۔(۸۸۸)

دیگر حدیثِ قُدسی میں ہے: ''تکبّر میری چادر ہے، اور عظمت میرا کپڑا، پس جس نے اِن دونوں میں سے کسی میں میرے ساتھ جھگڑا کیا میں اُس کو دوزخ میں داخل کروں گا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں''۔ (۸۸۹)

دنیا کمینی جو خُدا تعالیٰ کی ملعونہ اور مبغوضہ ہے اِس باعث سے ہے کہ دنیا کا حاصل ہونا نفس کی کی مراد کے حاصل ہونے میں مدد دیتا ہے پس جو کوئی دشمن کی مدد کرے، وہ لعنت ہی کے لائق ہے، اور فقر فخرِ محمدی ﷺ ہے (۸۹۰) کیونکہ فقر میں نفس کی نامرادی اور عاجزی ہے،

۸۸۸۔ ''عَـادِ نَفْسَكَ فَإِنَّهَا انْتَصَبَ بِمُعَادَاتِيْ'' بعض فرماتے ہیں کہ یہ قدسیاتِ داؤد علیہ السّلام سے ہے ''معرب'' (حاشیہ مکتوبات امام ربّانی)

۸۸۹۔ صحیح مسلم، کتاب البرّ و الصّلة، باب تحریم الكبر، برقم: ۱۳۶/۶۷۷۳۔ (۲۶۲۰)، ص۱۲۶۱
أیضاً سُنَن أبی داوٗد، کتاب اللّباس، باب ما جاء فی الکبر، برقم: ۴۰۹۰، ۲۲۶/۴، ۲۲۷
أیضاً سُنَن ابن ماجة، کتاب الزُّهد، باب البراۃ من الکبر الخ، برقم:۴۱۷۴، ۹۹/۴
أیضاً الإحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البرّ و الإحسان، باب ما جاء فی الطّاعات الخ، برقم:۳۲۸، ۲۷۲/۱
أیضاً مسند إسحاق بن راهویه، من رجال الکوفیین، برقم:۲۹۵، ص۱۴۳
أیضاً المسند للإمام أحمد: ۲۴۸/۲، ۳۷۵/۲، ۴۱۴/۲۔
أیضاً نقله البرکلی فی ''الطّریقة المحمّدیة''، برقم:۱۳۶، ص۱۳۵
أیضاً نقله السّخاوی فی ''المقاصد الحسنة'' برقم:۷۹۴، ص۳۱۹

۸۹۰۔ یہ نبی ﷺ کے فرمان ''الفَقْرُ فَخْرِی'' کی طرف اشارہ ہے جو لوگوں میں معروف ہے، علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی نے لکھا کہ اِس کی کوئی اصل نہیں ہے اور قاضی عیاض نے ''شفاء شریف'' میں اِسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ذکر کیا بعض نسخوں میں مذکور بالا الفاظ کے ساتھ اور بعض نسخوں میں ''العِجزُ فَخرِی'' کے الفاظ سے ہے، ملا علی قاری نے ''شرح شفا'' میں فرمایا کہ اس کے موضوع اور باطل ہونے کا حکم اس کے سنت اور حدیث ہونے کے اعتبار سے ہے نہ کہ اس کے معنی کے اعتبار سے، معنی تو کتاب اللہ کے موافق ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَ اللّٰهُ الْغَنِیُّ وَ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ﴾ کے موافق ہیں (حاشیہ مکتوبات امام ربّانی، دفتر اول، حصہ دوم، ص۲۵) امام دیلمی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ فِی الدُّنْیَا الفَقْرُ، یعنی، مومن کا تحفہ دنیا میں فقر ہے۔ دیلمی کی اس روایت کے بارے میں امام سخاوی لکھتے ہیں: سنده لا

انبیائے علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کی بعثت سے مقصود اور شرعی تکلیفوں میں حکمت یہی ہے کہ نفسِ اَمّارہ عاجز اور خراب ہو جائے، شرعی احکام نفسانی خواہشوں کے دفع کرنے کے لئے وارد ہوئے ہیں، جس قدر شریعت کے موافق عمل کیا جائے اُس قدر نفسانی خواہشیں کم ہوتی ہیں، یہی وجہ ہے کہ احکام شرعی میں ایک حکم کا بجالانا نفسانی خواہشوں کے دُور کرنے میں اُن ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو اپنے پاس سے کئے جائیں، کئی درجہ بہتر ہے بلکہ ایسی ریاضتیں اور مجاہدے جو شریعتِ غرا کے موافق نہ کئے جائیں، نفسانی خواہشوں کو مدد اور قوت دینے والے ہیں۔(۸۹۱)

رضا جو دل کو بنانا تھا جلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خودی سے رہیدہ ہونا تھا (حدائق بخشش)

۲۷۔حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں ضروری ہیں

میرے سعادت مند بھائی! آدمی کو جس طرح حق تعالیٰ کے اوَامر ونواہی کے بجالانے سے چارہ نہیں ہے، ویسے ہی خَلق کے حُقوق کو ادا کرنے اور اُن کے ساتھ غم خواری کرنے سے چارہ نہیں ہے۔

اَلتَّعْظِیْمُ لِاَمْرِ اللّٰہِ وَ الشَّفْقَۃُ عَلٰی خَلْقِ اللّٰہِ (۸۹۲)

''اللہ تعالیٰ کے اَمر کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا'' میں انہی دو حقوق کے ادا کرنے کا بیان فرمایا ہے، اور دونوں طرف کو مدِّ نظر رکھنے کی ہدایت کرتا ہے، پس اِن دونوں میں سے صرف ایک ہی طرف پر اقتصار کرنا سراسر قصور ہے اور کُل کو چھوڑ کر جُزو پر کفایت کرنا کمالیت سے دُور ہے، پس خَلق کے حُقوق کو ادا کرنا اور اُن کی ایذاء کو برداشت کرنا ضروری

ـاس بہ اور یہ حدیث عندالدیلمی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے بہت ضعیف سند کے ساتھ بھی مروی ہے (المقاصِدُ الحَسَنَة، حرف الفاء، برقم:۷۴۵، ص۳۰۷)

۸۹۱۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر۵۲، ص۲۴، ۲۵

۸۹۲۔ ملا علی قاری نے ''مرقاۃ'' میں فرمایا کہ ''عبودیت اللہ تعالیٰ کے اَمر کی تعظیم اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرنا ہے'' (حاشیہ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، ص۵۵)

ہے اور اُن کے ساتھ حُسنِ معاشرت یعنی اچھی طرح رہنا سہنا واجب ہے، بد دماغی اور لاپرواہی اچھی نہیں۔

گرچہ عاشق حُسن میں ہو خود جہان کا نازنین
نازِ محبوبی کے آگے نازگی اچھی نہیں

عاشقوں کا نازنین ہونا سراسر غلط ہے۔(۸۹۳)

۲۸۔ چند نصیحتیں جو ضروری ہیں

۱۔ اپنے عقائد کو فرقۂ ناجیہ یعنی علماءِ اہلِ سنّت و جماعت جو کہ فرقہ ناجیہ ہیں کے عقائد کے موافق دُرست کریں۔(۸۹٤)

۸۹۳۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۷۰، ص ٥٤

۸۹٤۔ اے میرے نقشبندی بھائیو! غور کرو، ہمارے سلسلہ کے رہبر، دوسرے ہزار کے مُجدّد ہمیں پہلی نصیحت کیا فرماتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ "اہلِ سنّت و جماعت فرقہ جو کہ ناجیہ ہیں کے مطابق عقائد درست کرو"، یہی اس سلسلہ کی اساس ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم علماءِ اہلسنّت و جماعت کی تعلیمات کی روشنی میں اپنے عقائد کو درست رکھیں، قادیانیّت، رافضیّت، خارجیّت، وہابیّت وغیرہا کے عقائد ونظریات کو اپنے دل میں ہرگز جگہ نہ دیں جگہ دینا تو دُور کی بات ہے اُن کے عقائد ونظریات کو اپنے قریب بھی نہ آنے دیں، فی زمانہ بہت سے ایسے بھی ہیں جو اپنے آپ کو نقشبندی کہتے ہیں اور اُن کے عقائد ونظریات وہی ہیں جو بد مذاہب کے ہیں ایسے لوگوں کا نقشبندیّت سے دُور کا بھی کوئی واسطہ نہیں ہے، ایسے پیر بھی ملیں گے جو نقشبندی کہلاتے ہوں گے اور عقائد ونظریات کے اعتبار سے وہابی ہوں گے یا وہ اُن زعماء وہابیہ کو پسند کرتے اور اُن کی تعلیمات کو عام کرتے ہوئے نظر آئیں گے کہ جن سے بارگاہِ رسالت ﷺ میں گستاخیاں سرزد ہوئی ہیں اور وہ علماء عرب وعجم کے نزدیک کافر قرار پائے جن کے بارے میں علماء نے لکھا کہ جو اُن کے کُفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے تو ایسے نام نہاد نقشبندیت کے داعی پیروں سے دُور رہئے، اے نقشبندیو! تمہارے پیر تو وہ ہیں جو حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد ونظریات کے حامل اور اُن کی تعلیمات کے عامل ہوں اور حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور ﷺ کو نُور مانتے ہیں جیسا کہ ارشاد نمبر ۴ وے میں گزرا، حضرت مُجدّد تو حضور ﷺ کو اپنی مثل بشر ماننے والوں کو مُنکر گردانتے ہیں جیسا کہ ارشاد نمبر ۹ میں گزرا، حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو حضور ﷺ کی جسمانی معراج کے قائل ہیں جیسا کہ ارشاد نمبر ۱ میں گزرا اور حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرماتے ہیں اگر حضور ﷺ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیّت کو ظاہر نہ فرماتا جیسا کہ ارشاد نمبر ۵ میں ہے

۲۔ عقائد کے دُرست کرنے کے بعد احکام فقہیہ کے مطابق عمل بجالائیں، کیونکہ جس چیز کا اَمر ہو چکا ہے اُس کا بجالانا ضروری ہے اور جس چیز سے منع کیا گیا ہے اُس سے ہٹ جانا لازم ہے۔

۳۔ پنج وقتہ نماز کو سُستی اور کاہلی کے بغیر شرائط اور تعدیلِ ارکان کے ساتھ ادا کریں۔

۴۔ نصاب کے حاصل ہونے پر زکوٰۃ ادا کریں، امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عورتوں کے زیور میں بھی زکوٰۃ کا ادا کرنا فرمایا ہے۔(۸۹۵)

۵۔ اپنے اوقات کو کھیل کُود میں صرف نہ کریں اور قیمتی عمر کو بیہودہ اُمور میں ضائع نہ کریں پھر اُمورِ منہیّہ اور محظوراتِ شرعیہ کے بارے میں کیا تاکید کی جائے۔

۶۔ سُرود و نغمہ یعنی گانے بجانے کی خواہش نہ کریں، اور اُس کی لذّت پر فریفتہ نہ ہوں، یہ ایک قسم کا زہر ہے جو شہد میں ملا ہوا ہے اور سمِ قاتل (یعنی قاتل زہر) ہے جو شکر

حضرت مُجدّد تو حضور ﷺ کی شفاعت کو مانتے ہیں کہ کبیرہ گُناہوں کے عذاب کو دُور کرنے میں حضور ﷺ کی شفاعت نافع ہے، حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ''انبیاء علیہم السّلام زندہ ہیں'' جیسا کہ ارشاد نمبر ۱۴ میں ہے، وہ لوگ جو حضور ﷺ کے نور کے منکر، حضور ﷺ کو اپنی مثل بشر مانیں، حضور ﷺ کی جسمانی معراج سے انکاری ہوں، حیاتِ انبیاء کا انکار کریں اور جو کہیں کہ کوئی شفاعت کرنے والا نہیں، بھلا ایسے گمراہ تمہارے پیر کیسے بن سکتے ہیں اگر وہ خود اِن اُمور کا انکار نہیں کرتے تو انکار کرنے والوں کو حق پر مانتے ہیں انہیں اپنا امام گردانتے ہیں تو یہ بھی اُن میں سے ہوئے اگر آپ کسی ایسے دھوکے باز کے دھوکے میں آگئے ہوں تو فوراً اس سے لاتعلق ہو جایئے کہ ایسا شخص خود گمراہ ہے، آپ کو بھی گمراہ کردے گا، اگر آپ کو معلوم نہیں ہے تو اس کی تقریروں اور تحریروں کو نوٹ کیجئے کہ وہ کہیں کسی بدمذہب کی تعریف تو نہیں کرتا، اُس کے اپنے عقائد تو خراب نہیں، نہ سمجھ آئے تو اس کی تحریر و تقریر کو صحیح العقیدہ سنّی علماء پر پیش کیجئے اُن سے مدد لیجئے پھر اگر ایسی بات نہ ملے تو شکر کیجئے اور اگر اُس کے عقائد میں کوئی خرابی نظر آئے تو علیحدگی اختیار کرنے میں دیر نہ کیجئے، میرا مقصد صرف آپ لوگوں کو بدمذہبوں سے بچانا اور حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد کے حامل آپ کی تعلیمات پر عامل سچے نقشبندی پیروں کی جستجو میں لگانا ہے کیونکہ جو لوگ خود گمراہ ہوں وہ آپ کو کیا راہ دکھائیں گے پھر بدمذہب کی تعظیم حرام اور اُس کی صحبت زہر قاتل ہے جیسا کہ اس پر احادیث و آثار و اقوال پہلے گزر چکے ہیں اور اس بارے میں آپ حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ کا ارشاد نمبر ۳۷ پر ضرور پڑھ لیجئے۔

۸۹۵۔ یعنی زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم فرمایا ہے۔

سے آلودہ ہے۔(۸۹۶)

۷۔ لوگوں کی غیبت اور سخن چینی سے اپنے آپ کو بچائیں، شریعت میں اِن دونوں بُری خصلتوں کے حق میں بڑی وعید آئی ہے۔

۸۔ جہاں تک ہو سکے جھوٹ بولنے اور بہتان لگانے سے پرہیز کریں کیونکہ یہ دونوں بُری عادتیں تمام مذہبوں پر حرام ہیں، اور اِن کے کرنے والے پر بڑی وعید آئی ہے۔

۹۔ خلقت کے عیبوں اور گناہوں کا ڈھانپنا اور اُن کے قصوروں سے درگزر کرنا اور معاف کرنا بڑے عالی حوصلہ والے لوگوں کا کام ہے۔

۱۰۔ غلاموں اور ماتحتوں پر شفیق و مہربان رہنا چاہیئے اور اُن کے قصوروں پر مواخذہ نہ کرنا چاہیئے، موقع اور بے موقع اُن نامُرادوں کو مارنا، کوٹنا اور گالی دینا اور اِیذا دینا نامناسب ہے۔

۱۱۔ اپنی تقصیروں کو نظر کے سامنے رکھنا چاہیئے، جو ہر ساعت حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی نسبت وقوع میں آ رہی ہیں اور حق تعالیٰ اُن کے مواخذہ میں جلدی نہیں کرتا، اور روزی نہیں روکتا۔

۱۲۔ عقائد کے درست کرنے اور احکام فقہیہ کے بجا لانے کے بعد اپنے اوقات کو ذِکرِ الٰہی میں بسر کریں، اور جس طرح ذِکر کا طریقہ سیکھا ہوا ہے اُسی طرح عمل میں لائیں اور جو کچھ اُس کے منافی ہو اُس کو اپنا دشمن جان کر اُس سے اجتناب کریں۔

ہر چہ جز ذِکرِ خدائے اَحسن ست   گر شکر خوردن بود جان کندن ست

عشقِ حق کے ما سوا جو کچھ کہ ہے ہر چند اَحْسَن ہے
شکر کھانا بھی گر ہو گا عذاب جان کندن ہے (۸۹۷)

۸۹۶۔ حدیث شریف ہے کہ "الغِنَاءُ يُنبِتُ النِّفَاقَ فِي القَلْبِ" (الجامع الصّغیر، برقم: ۵۸۱۰، ۱۱۸۵/۳) یعنی، گانا بجانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

۸۹۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۳۴، ص۸۵، ۸۶

۲۹۔ اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد کے مطابق عمل کرنا ذریعہ نجات ہے

یعنی اول لازم ہے کہ اپنے عقائد کو اہلِ سنّت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کے موافق دُرست کریں، (۸۹۸) دوسرے احکامِ شرعیہ فقہیہ کے موافق عمل کریں اور تیسرے صوفیہ کرام قدس سرّہم کے بلند طریقہ پر سلوک کریں جس کو اِن سب کی توفیق حاصل ہوگئی، وہ دونوں جہان میں بڑا کامیاب ہوگیا اور جو اِن سے محروم رہا اُس کو بڑا خسارہ حاصل ہوا۔(۸۹۹)

حضرت خواجہ احرار قدس سرّہٗ سے منقول ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر تمام احوال ومواجید کو ہمیں دے دیں، اور ہماری حقیقت کو اہلِ سنّت و جماعت کے عقائد کے ساتھ آراستہ نہ کریں تو سوائے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور تمام خرابیوں کو ہم پر جمع کر دیں لیکن ہماری حقیقت کو اہلِ سنت و جماعت کے عقائد سے نوازش فرمائیں تو پھر کچھ خوف نہیں۔(۹۰۰)

۳۰۔ نبی کریم ﷺ کی شفاعت اور کلمہ طیبہ کے فضائل

فقیر اِس کلمہ طیبہ کو رحمت کے اُن ننانوے حصوں کے خزانہ کی کنجی معلوم کرتا ہے، جو آخرت کے لئے ذخیرہ فرمائے ہیں، اور جانتا ہے کہ کُفر کی ظلمتوں اور شرک کی کدورتوں کو دفع کرنے کے لئے اِس کلمہ طیبہ سے بڑھ کر زیادہ شفیع اور کوئی کلمہ نہیں، جس شخص نے اِس کلمہ طیبہ کی تصدیق کی ہو، اور ذرہ ایمان حاصل کرلیا ہو اور پھر کُفر وشرک کی رسموں میں مبتلا

۸۹۸۔ حضرت مُجدّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ "پیغمبرِ خُدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل میں اکہتر (۷۱) فرقے بن گئے تھے جن میں ایک کے سوا سب جہنمی تھے، قریب کہ میری اُمّت کے تہتر (۷۳) فرقے بن جائیں، جن میں سے ایک جنتی ہوگا اور باقی سب جہنمی"۔ صحابہ نے عرض کی کہ وہ نجات پانے والا فرقہ کون سا ہوگا؟" آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ اُسی طریقے پر ہوگا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں" اور اسی نجات پانے والے فرقہ کا نام اہلسنّت و جماعت ہے اور وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو ضروری قرار دیتے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے صحابہ کی پیروی کرتے ہیں، اے اللہ! ہمیں اہلسنّت و جماعت کے عقیدے پر قائم رکھنا اور اسی جماعت میں رہتے ہوئے موت آئے اور ان حضرات یہ میں ہمارا حشر ونشر ہو (مکتوبات امام ربّانی، جلد دوئم، مکتوب نمبر ۶۷، ص ۱۵)

۸۹۹۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۷۷، ص ۶۴

۹۰۰۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ سوم، مکتوب نمبر ۱۹۳، ص ۸۱

ہو(۹۰۱) تو اُمید ہے کہ اِس کلمہ کی شفاعت سے اُس کا عذاب دُور ہو جائے گا اور دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پا جائے گا۔

جس طرح کہ اس اُمت کے تمام کبیرہ گُناہوں کے عذاب کو دُور کرنے میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نافع اور فائدہ مند ہے اور یہ جو میں نے کہا ہے کہ اس اُمّت کے کبیرہ گُناہ تو اس لئے کہا ہے کہ سابقہ اُمتوں میں کبیرہ گُناہوں کا ارتکاب بہت کم ہے، بلکہ کُفر وشرک کی رسمیں بھی بہت کم پائی جاتی ہیں، شفاعت کی زیادہ محتاج یہی اُمّت ہے، گزشتہ اُمتوں میں بعض لوگ کُفر پر اڑے رہتے اور بعض اخلاص کے ساتھ ایمان لاتے اور اَمر بجالاتے تھے۔

اگر کلمہ طیبہ اُن کا شفیع نہ ہوتا اور حضرت خاتم الرُسُل ﷺ جیسے شفیع اُن کی شفاعت نہ فرماتے تو یہ اُمت پُر گناہ ہلاک ہو جاتی:

اُمَّةٌ مُذْنِبَةٌ وَ رَبٌّ غَفُوْرٌ

اُمت گُنہگار ہے اور ربّ بخشنے والا ہے۔

حق تعالیٰ کی عفو وبخشش جس قدر اِس اُمت کے حق میں کام آئے گی، معلوم نہیں کہ گزشتہ اُمتوں کے حق میں اِس قدر کام آئے، گویا رحمت کے ننانوے حصوں کو اِسی پُر گناہ اُمت کے لئے ذخیرہ کیا ہوا ہے۔

کہ ہیں گُناہ گار لائق بخشش

چونکہ حق تعالیٰ عفو ومغفرت کو دوست رکھتا ہے اور عفو ومغفرت کے لئے اِس پُر تقصیرِ اُمّت کے برابر کوئی محل نہیں، اس لئے یہ اُمت خیر الاُمَم ہو گئی اور کلمہ جو اِن کی شفاعت کرنے والا ہے، افضل الذِکر بن گیا اور اِن کی شفاعت فرمانے والے پیغمبر نے سیّد الانبیاء کا خطاب پایا۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

ہاں ارحم الراحمین اور اَکرمُ الاکرمین ایسا ہی ہونا چاہیئے۔

۹۰۱۔ یعنی کفار ومشرکین کی ایسی رسوم میں مبتلا ہو جو اُن کے مذہبی شعار نہیں ہے کیونکہ کفار کی ایسی رسم میں مبتلا ہونا جو اُن کی مذہبی شعار ہو اسے فقہاء کرام نے کفر لکھا ہے جیسا کہ ''فتاویٰ تتارخانیہ'' اور ''فتاویٰ ہندیہ'' وغیرہما میں ہے۔

کریموں پر نہیں ہے کام دشوار (۹۰۲)

۳۱۔ اہلُ اللہ کو باطن میں دنیا سے کوئی تعلق نہیں

خُدا تعالیٰ کی معرفت اُس شخص پر حرام ہے جس کے باطن میں دنیا کی محبت رائی کے دانہ جتنی بھی ہو، یا اُس کے باطن کو دنیا کے ساتھ اِس قدر تعلق ہو، یا دنیا کی اتنی مقدار اُس کے باطن میں گزرتی ہو،(۹۰۳) باقی رہا ظاہر، اُس کا ظاہر جو باطن سے کئی منزلیں دُور پڑا ہے، اور آخرت سے دنیا میں آیا ہے، اور اُس کو لوگوں کے ساتھ اختلاط پیدا کیا ہے، تاکہ وہ مناسبت حاصل کرے، جو افادہ اور استفادہ میں مشروط ہے، اگر دنیاوی کلام کرے اور دنیاوی اسباب میں مشغول رہے تو گنجائش رکھتا ہے اور کچھ مذموم نہیں بلکہ محمود ہوتا ہے تاکہ بندوں کے حقوق ضائع نہ ہوں اور استفادہ اور افادہ کا طریق بند نہ ہو جائے، ظاہر میں لوگ اُس کو اپنی طرح گندم نما جو فروش تصوّر کرتے ہیں اور اُس کے ظاہر کو اس کے باطن سے بہتر جانتے ہیں، اور خیال کرتے ہیں کہ بظاہر بے تعلق دکھائی دیتا ہے مگر باطن میں گرفتار ہے یا اللہ! تو ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر، تو سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا ہے۔(۹۰٤)

۳۲۔ صُحبتِ صالح، اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

آپ کا صحیفہ شریفہ جو کمالِ محبت و اخلاص سے صادر فرمایا تھا مع ہدیوں اور تحفوں کے پہنچا، اللہ تعالیٰ آپ کو اس گروہ کی محبت پر استقامت عطا فرمائے، اور قیامت کو انہی کے ساتھ

۹۰۲۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب نمبر ۳۷، ص ۹۶

۹۰۳۔ حضرت مُجدّد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے ظاہر ہے کہ دنیا کے طالب پر اللہ تعالیٰ کی معرفت حرام ہے پھر حضرت مُجدّد کے سلسلہ سے وابستگی کے دعویدار اس نام نہاد پیر کے بارے میں کیا خیال ہے جو اپنے مریدین و معتقدین سے اعلانیہ کہے کہ اپنے روپے پیسے مجھے دے دو، یا جس کی نظر مریدوں کے مال و دولت پر ہو، یا جو پیر مال کی ایسی ہوس رکھتا ہو کہ سود جو حرام قطعی ہے اس کے لین دین سے بھی گریز نہ کرتا ہو، کیا ایسے شخص سے بیعت اور اُس سے وابستگی کسی مسلمان کو روا ہوگی، ہرگز نہیں کیونکہ پیر سے مسلمان اپنا تعلق اس لئے جوڑتا ہے کہ اُسے معرفتِ الٰہی حاصل ہو تو جس پر اللہ تعالیٰ کی معرفت حرام ہو چکی ہو اس کے ذریعے کسی کو کیا معرفت حاصل ہوگی۔

۹۰٤۔ مکتوباتِ امام ربانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ششم، مکتوب ۳۸، ص ۹۸

اٹھائے، یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہم نشین بد بخت نہیں ہوتا،(۹۰۵) اور ان کا انیس وحبیب محروم نہیں ہوتا:(۹۰۶)

هُمْ جُلَسَاءُ اللّٰهِ (۹۰۷)

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ایسے ہم نشین کہ اُن کو دیکھنے سے خُدا یاد آجاتا ہے۔

نَظَرُهُمْ دَوَاءٌ وَ كَلَامُهُمْ شِفَاءٌ وَ صُحْبَتُهُمْ ضِيَاءٌ وَ بَهَاءٌ، هُمْ مَنْ

۹۰۵۔ صحیح مسلم، کتاب الذّکر و الدّعاء، باب فضل مجالس الذّکر، برقم:۲۶۸۹، ص۱۰۳۷ بلفظ "وَ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ"
أيضاً المقاصد الحسنة، باب حرف الهاء، برقم:۱۲۸۰، ص۴۵۲، و قال: متفق عليه عن أبي هريرة مرفوعاً
أيضاً سُنَن الترمذي، كتاب الدّعوات، باب ما جاء "اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْأَرْضِ" برقم:۳۶۰۰، ۴/۴۱۷، بلفظ "هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى لَهُمْ جَلِيْسٌ"

۹۰۶۔ وَ لَا يَحْرُمُ أَنِيْسُهُمْ وَ لَا يُخَيَّبُ مُسِيْئُهُمْ

۹۰۷۔ "صحيح البخاري" (كتاب الدّعوات، باب فضل ذكر الله عزّ و جلّ، برقم:۶۴۰۸، ۴/۱۸۷ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ) إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ۔
أيضاً المقاصد الحسنة، حرف الهاء، برقم:۱۲۸۰، ص۴۵۲ و قال و في الباب عن ابن عباس في "الطبراني الصّغير" و عن أنس في "البزار" بلفظ "هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ) (یہاں تک کے کلمات کو امام ابن ماجہ نے اپنی "سُنَن" کے کتاب الزّهد، باب من لا يُؤبه له، برقم:۴۱۱۹، ۴/۴۷۳ میں روایت کیا الفاظ یہ ہیں:"أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِخِيَارِكُمْ" قَالُوْا: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "خِيَارُكُمُ الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ عَزَّ وَ جَلَّ" اسی طرح امام بخاری نے "الأدب المفرد" کے باب (۱۵۰) النّمام، برقم:۳۲۶، ص۱۰۱ میں، امام احمد نے "المسند" (۶/۴۵۹)، برقم:۲۸۱۵۱، ۲۸۱۸۳) میں اور عبد بن حمید نے اپنی "مسند" (کے من (۱۴۰) حديث أسماء (برقم:۱۵۸۰، ص۴۵۷) میں روایت کیا ہے اور ابن المبارک اور حکیم ترمذی نے روایت کیا کہ عن سعيد بن جبير (عن ابن عباس)، قال: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَوْلِيَاءُ اللّٰهِ؟ قَالَ: "الَّذِيْنَ إِذَا رُؤُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ" (الزُّهد و الرِّقاق، لابن المبارك، باب تعظيم ذكر الله عزّ وجلّ، برقم:۲۰۵، ص۱۷۱، و نوادر الأصول، الأصل الرّابع و المئة، برقم:۶۲۳، ۳/۱۴۹، (و في نسخة أخرى الأصل الثّالث و المئة ۲/۵۶۷)) یعنی، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا "وہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ عزوجل یاد آجائے"۔

رَأیٰ ظَاھِرَھُمْ خَابَ وَ خَسِرَ وَ مَنْ رَأیٰ بَاطِنَھُمْ نَجٰی وَ أَفْلَحَ

یہ وہ لوگ ہیں جس نے اِن کو پہچانا اُس نے اللہ تعالیٰ کو پالیا(۹۰۸) اور اُن کی نظر دَوا ہے اور اُن کا کلام شفا اور اُن کی صحبت سراپا نور وضیاء ہے یہ وہ لوگ ہیں جس نے اُن کے ظاہر کو دیکھ لیا وہ محروم ونا اُمید ہوا اور جس نے اُن کے باطن کو دیکھا بزرگ ہوگیا اور نجات وخلاصی پاگیا۔

کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ اِلٰہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے، کہ جس نے اُن کو پہچانا اُس نے تجھے پالیا اور جب تک تجھے نہ پایا اُن کو نہ پہچانا یعنی اُن کا پہچاننا اور تیرا پانا ایک دوسرے سے الگ نہیں۔(۹۰۹)

۳۳۔ مومن کی بلند شان اور اُس کو ایذاء دینے سے بچنا ضروری ہے

دل اللہ تعالیٰ کا ہمسایہ ہے جس قدر دل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قریب ہے اُس قدر کوئی اور شئے قریب نہیں، دل خواہ مومن (نیکوکار) ہو یا گنہگار، اُس کی اِیذاء سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے کیونکہ ہمسایہ خواہ عاصی اور نافرمان ہو پھر بھی اُس کی حمایت اور مدد کی جاتی ہے، پس اُس کی اذیت سے ڈرنا چاہئے کیونکہ کُفر کے بعد جو اللہ تعالیٰ کی ایذاء کا باعث ہے، دل کی ایذا جیسا بڑا گُناہ اور کوئی نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے والی چیزوں سے زیادہ اقرب دل ہی ہے، نیز خَلق سب کی سب اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں اور کسی شخص کے غلام کو مارنا یا اُس کی اہانت کرنا اُس کے مولا و مالک کی اِیذاء کا موجب ہے، تو پھر اُس مولا کا کیا حال ہوگا جو مالک ومُختار ہے، اُس کی خَلق میں جتنا کہ اُس نے حکم دیا ہے اُس سے بڑھ کر تصرّف نہ کرنا چاہئے، کیونکہ وہ (یعنی اس قدر) اِیذا میں داخل نہیں بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بجا آوری ہے، مثلاً بکر زانی کی حد سو کوڑے ہے اگر کوئی سو کوڑے سے زیادہ مارے تو ظلم ہے اور ایذا میں داخل ہے۔(۹۱۰)

۹۰۸۔ وَ ھُمْ مَنْ عَرَفَھُمْ وَجَدَ اللّٰہَ

۹۰۹۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۲، ص ۴۳

۹۱۰۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، مکتوب ۴۵، ص ۱۰۵، ۱۰۶

۳۴۔ حقّ تعالیٰ کی قضا پر راضی رہنا چاہئے

رنج و خوشی اور عافیت و بلا میں اللہ ربّ العالمین کی حمد ہے، اُس حکیم جلّ شانہٗ کا کوئی کام حکمت و بہتری سے خالی نہیں ہوتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کرتا ہے اُس میں سراسر اِصلاح و بہتری ہوتی ہے۔

﴿وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (۹۱۱)

اور قریب ہے کوئی بات تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ (کنزالایمان)

پس آپ اُس کی بلا (آزمائش) پر صبر کریں، اُس کی قضا پر راضی رہیں، اُس کی اطاعت پر ثابت قدم رہیں، اور اُس کی نافرمانی سے بچیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِیْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَیْدِیْكُمْ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ﴾ (۹۱۲)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا اور بہت کچھ تو معاف فرما دیتا ہے۔ (کنزالایمان)

اپنے افعال سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کریں اور اُس سے عفو و عافیت طلب کریں۔ (۹۱۳)

۳۵۔ قرآن مجید تمام احکامِ شرعیہ کا جامع ہے

قرآن مجید تمام احکام شرعیہ بلکہ تمام گزشتہ شریعتوں کا جامع ہے اس شریعت کے بعض

۹۱۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲/۲۱۶

۹۱۲۔ سورۃ الشّوریٰ: ۴۲/۳۰

۹۱۳۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر سوم، حصہ ہشتم، مکتوب نمبر ۱۹، ص ۴۵

احکام اِس قسم کے ہیں جو نص کی عبارت اور اِشارت اور دلالت اور اقتضا سے مفہوم ہوتے ہیں، اِس قسم کے احکام کے فہم میں تمام خاص وعام اہلِ لُغت برابر ہیں۔

دوسری قسم کے احکام وہ ہیں جو اجتہاد اور استنباط سے مفہوم ہوتے ہیں، یہ فہم آئمہ مجتہدین کے ساتھ مخصوص ہے، جن میں اول آنحضرت ﷺ بقول جمہور، پھر آنحضرت ﷺ کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم، پھر آنحضرت ﷺ کی اُمّت کے تمام مجتہدین ہیں..........

قرآن مجید کی تیسری قسم کے احکام اِس قسم کے ہیں جن کو سمجھنے سے انسان کی طاقت عاجز ہے، جب تک احکام کے نازل کرنے والے جلّ شانہٗ کی طرف سے اطلاع نہ ملے اُن احکام کو کچھ سمجھ نہیں سکتے، اس اعلام واطلاع کا حاصل ہونا پیغمبرِ خُدا ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے، پیغمبر کے سوا کسی اور کو یہ اطلاع نہیں دیتے، یہ احکام اگرچہ کتاب سے ہی ماخوذ ہیں، لیکن چونکہ اِن احکام کے مظہر پیغمبر ﷺ ہیں اِس لئے یہ احکام سنّت کی طرف منسوب ہوئے ہیں، کیونکہ اِن کا مظہر سنّت ہے، جس طرح احکام اجتہادیہ کو قیاس کی طرف منسوب کرتے ہیں اسی اعتبار سے کہ قیاس ان احکام کا مظہر ہے، پس سنّت وقیاس دونوں احکام کے مظہر ہیں۔(۹۱۴)

۳۶۔ فضائلِ امام اعظم رضی اللہ عنہ اور نزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

پس ہمارے پیغمبر ﷺ کی پچھلی سنّت پہلی سنّت کی ناسخ ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السّلام جو نُزول کے بعد اِس شریعت کی متابعت کریں گے، آنحضرت ﷺ کی سنّت کا اتباع بھی کریں گے، کیونکہ اِس شریعت کا نسخ جائز نہیں، عجب نہیں کہ علماء ظاہر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے مجتہدات سے ان کے ماخذ کے کمال دقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار کر جائیں اور اُن کو کتاب وسنت کے مخالف جانیں، حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مثال حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سی ہے جنہوں نے ورع وتقویٰ کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط میں وہ بلند درجہ حاصل کیا ہے جس کو دوسرے لوگ سمجھ نہیں سکتے، اور اُن کے مجتہدات کو دقّت معانی کے باعث کتاب وسنّت کے مخالف جانتے ہیں، اُن کو اور اُن کے اصحاب کو اصحابِ رائے خیال کرتے ہیں، یہ سب کچھ اُن کی حقیقت تک

۹۱۴۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ھفتم، مکتوب نمبر ۵۵، ص ۱۱

نہ پہنچنے اور اُن کے فہم وفراست پر اطلاع نہ پانے کا نتیجہ ہے۔(۹۱۵)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جنہوں نے اُن کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرمایا ہے:

اَلْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ عِيَالُ أَبِیْ حَنِيْفَةَ (۹۱۶)

۹۱۵۔ امام ربانی مُجدّ دالف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ فقہ کے بانی ہیں تین چوتھائی فقہ اِن کے لئے مسلّم ہے جب کہ باقی آئمہ ایک چوتھائی میں سارے شریک ہیں، فقہ میں صاحب خانہ امام ابوحنیفہ ہیں، اور باقی سب اُن کے بال بچے ہیں، باوجود اس کے کہ میں مذہب حنفی کا پابند ہوں لیکن مجھے امام شافعی سے گویا ذاتی محبت ہے اور انہیں بزرگ جانتا ہوں اس لئے بعض نفلی کاموں میں اُن کی تقلید کر لیتا ہوں، لیکن کیا کروں دوسرے آئمہ مجتہدین کو وافر علم اور کمال تقویٰ کے باوجود امام ابوحنیفہ کے سامنے بچوں کی طرح دیکھتا ہوں (مکتوبات امام ربّانی، جلد دوئم، حصہ ھفتم، مکتوب نمبر ۵۵، ص۱۰) اور دوسری کتاب میں لکھتے ہیں: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزرگوں کے بزرگ ترین امام ہیں، وہ امام اجل پیشوائے اکمل ہیں، اُن کی بلندی شان کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ وہ امام مالک، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب سے زیادہ عالم اور متقی ہیں، اُن کا مقام اِن تمام سے بلند تر ہے، حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ''تمام فقہائے اسلام امام ابوحنیفہ کے سامنے طفلِ مکتب ہیں'' امام شافعی جب امام ابوحنیفہ کی قبر پر فاتحہ کے لئے حاضر ہوتے تو اپنے مسلک اور اجتہاد کو چھوڑ دیتے تھے اور اپنی رائے پر عمل کرنے کی بجائے امام ابوحنیفہ کو ترجیح دیا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس شخص کے سامنے اپنی رائے کا اظہار کروں جس کی رائے ہمیشہ فائق اور بلند ہے، آپ کا یہ معمول تھا کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے مزار کی زیارت کو روانہ ہوتے تو اس عرصے کے دوران امام کے پیچھے فاتحہ پڑھنا چھوڑ دیا کرتے تھے اور فجر کی نماز میں قنوت بھی ترک کر دیا کرتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقام اور شان کو امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی صحیح طور پر جانتے تھے۔(مبدء و معاذ، حضرت امام اعظم کی عظمت، ص۸۲)

۹۱۶۔ تهذيب التّهذيب، من اسمه: النّعمان، برقم:۸۳۹۹ بلفظ "النَّاسُ عَيَالٌ فِی الْفِقْهِ عَلٰى أَبِیْ حَنِيْفَةَ"
أيضاً عقود الجمان، ص۱۸۷ بلفظ "مَنْ أَرَادَ أَنْ تَبَحَّرَ فِی الْفِقْهِ فَهُوَ عَيَالٌ عَلٰى أَبِیْ حَنِيْفَةَ"۔
أيضاً الأنتقاء، الجزء الثّالث، ذكر أبی حنيفة، برقم:۲۲، قول الشّافعی فيه، ص ۲۱۰۔
أيضاً تاريخ بغداد، باب النّون، ذكر من اسمه النّعمان، ۲۴۶/۱۱۔
أيضاً الانتصار و التّرجيح للمذهب الصّحيح، الباب الأول، ص۴۵۶۔
أيضاً تبييض الصّحيفة، ص۱۰۴ بلفظ "النَّاسُ عَيَالٌ عَلٰى أَبِیْ حَنِيْفَةَ فِی الْفِقْهِ"

یعنی، فقہاء سب امام ابوحنیفہ کے عیال ہیں۔(۹۱۷)

اِن کم ہمتوں کی جرأت پر افسوس ہے کہ اپنا قصور دوسروں کے ذمے لگاتے ہیں:

قاصرے گر کند این قافلہ را طعن قصور — حاش لِلّٰہ کہ برارم بزبان این گلہ را

ہمہ شیرانِ جہاں بستۂ این سلسلہ اند — رُوبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را

اگر کوئی قاصر لگائے طعن اُن کے حال پر — توبہ توبہ گر زبان پر لاؤں میں اِس کا گلہ

شیر ہیں باندھے ہوئے اِس سلسلہ میں سب کے سب — لومڑی حیلہ سے توڑے کس طرح یہ سلسلہ

اور یہ جو خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے ''فصول سِتّہ'' میں لکھا ہے کہ ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نُزول کے بعد امام ابوحنیفہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے''، ممکن ہے کہ اِسی مناسبت کے باعث جو امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے ساتھ ہے لکھا ہے یعنی حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السّلام کا اجتہاد حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجتہاد کے موافق ہوگا، نہ یہ کہ اُن کے مذہب کی تقلید کریں گے، کیونکہ حضرت روح اللہ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی شان اِس سے برتر ہے کہ علمائے اُمت کی تقلید کریں، بلا تکلف وتعصب کہا جاتا ہے کہ اِس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذاہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سنّت کی پیروی میں سب سے آگے ہیں حتیٰ کہ احادیث مُرسَل کو احادیث مُسنَد کی طرح متابعت کے لائق جانتے اور اپنی رائے پر مقدم سمجھتے ہیں اور ایسے ہی صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر ﷺ کی شرفِ صحبت کے باعث اپنی رائے پر مقدم جانتے ہیں، دوسروں کا ایسا حال نہیں، پھر بھی مخالف اُن کو

۹۱۷۔ احمد بن سریج بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعی سے سُنا آپ نے فرمایا کہ میں نے امام مالک بن انس سے پوچھا کیا آپ نے امام ابوحنیفہ کو دیکھا ہے اور اُن سے مناظرہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہاں، میں نے ایسے شخص کو دیکھا وہ اگر اس پتھر کے ستون کو دیکھے اور کہہ دے کہ یہ سونے کا ہے تو دلائل سے ثابت کر دے (الانتصار و الترجیح للمذهب الصّحيح، الباب الأول، ص ٤٥٦) اسے نقل کرنے کے بعد سبط ابن الجوزی متوفی ۶۵۴ھ نے لکھا کہ اسے شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ''طبقات الفقہاء'' میں حکایت کیا ہے۔

صاحبِ رائے کہتے ہیں اور بہت بے ادبی کے لفظ اُن کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ سب لوگ اُن کے کمالِ علم وورع وتقویٰ کا اقرار کرتے ہیں۔(۹۱۸)

۳۷۔ اپنے پیر کے زندہ اور موجود ہونے کے باوجود دوسرے شخص کے پاس جاکر راہِ حق کی طلب کرے یہ جائز ہے

جاننا چاہئے کہ مقصود حق تعالیٰ ہے اور پیر حق تعالیٰ کی جناب تک پہنچانے کا وسیلہ ہے، اگر طالب رشید اپنے آپ کو کسی اور شیخ کے پاس لے جائے تو اُس کی صُحبت میں اپنے دل کو جمع پائے تو جائز ہے کہ پیر کی زندگی میں پیر کے اِذن کے بغیر طالب اُس شیخ کے پاس جائے، اور اُس سے رُشد وہدایت طلب کرے، لیکن چاہئے کہ پیر اول کا انکار نہ کرے، اور نیکی کے ساتھ اُس کو یاد رکھے،(۹۱۹) خاص کر پیری مریدی اِس وقت رسم اور عادت رہ گئی ہے(۹۲۰) اکثر اِس وقت کے پیروں کو اپنی خبر نہیں، اور کُفر وایمان کا پتہ نہیں، تو پھر خُدا تعالیٰ کی کیا خبر بتلائیں گے، اور مریدوں کو کونسا راستہ دکھلائیں گے۔

آگہ از خویشتن چونیست جنین　　　کے خبر دارد از چُنان و چُنین

۹۱۸۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ہفتم، مکتوب نمبر ۵۵، ص۱۳، ۱۴

۹۱۹۔ اور حضرت پیر مہر علی شاہ علیہ الرحمہ ایک سوال کہ "ایک شخص مدّت العمر کتنے شخصوں سے بیعت کر سکتا ہے مشہور تو یہ ہے کہ ایک کے سوا دوسرے سے بیعت کرنے میں رجعت ہو جاتی ہے اس کی کیا اصلیت ہے"؟ جواب میں لکھتے ہیں کہ "ایک شخص کئی اشخاص سے بیعت تبرّک وفیض حاصل کر سکتا ہے اور جائز ہے بشرطیکہ شیخ اول کی تحقیر وتوہین نہ کرے ورنہ رجعت ہوگی" (فتاویٰ مہریہ، متفرق مسائل کے جوابات، سوال نمبر ۲۱، ص۴۹، ۵۰)

۹۲۰۔ پیری مریدی اس زمانے میں رسم اور عادت کے ساتھ ساتھ میراث بھی بن گئی ہے کہ پیر کا بیٹا ہی پیر بنے گا چاہے وہ جاہلِ مطلق ہو اور ساتھ بدعمل اور فاسق ہو، حرام وحلال میں تمیز، جائز وناجائز میں فرق نہ کرتا ہو، مال ودولت کے حصول میں اتنا حریص کہ اپنا ہو یا پرایا، حلال ذریعے سے آیا ہو یا حرام سے، اس کی پرواہ نہ کرے، پھر اگر کوئی کہہ دے کہ یہ شخص اہل نہیں تو جاہل مرید اس کے طرفدار بن جاتے ہیں اور خود صاحبزادہ صاحب کا مطالبہ یہ ہوتا ہے میرے باپ کی مسند ہے اس لئے میں ہی اس کا حقدار ہوں، ایسے شخص نے جو کیا سو کیا مگر افسوس اُن مریدوں پر جو ایسے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ جائیں دوسری کی طرف رجوع نہ کریں، خُدا کا راستہ تلاش نہ کریں جیسا کہ حضرت مجدّد کے فرمان سے ظاہر ہے۔

جنہیں کو جب کہ خبر اپنی کچھ نہیں کیا بتائے گا پھر وہ چُنان و چُنین

ایسے مرید پر ہزار افسوس ہے کہ اِس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ جائے، اور دوسرے کی طرف رُجوع نہ کرے،(۹۲۱) اور خُدا تعالیٰ کا راستہ تلاش نہ کرے، یہ شیطانی خطرات ہیں جو پیر ناقص کی زندگی کے باعث طالب کو حق تعالیٰ سے ہٹا کر رکھتے ہیں، جہاں دل کی جمعیت اور ہدایت ہو بے توقف اُدھر رُجوع کرنا چاہئے اور شیطانی وسوسہ سے پناہ مانگنی چاہئے۔(۹۲۲)

۳۸۔ توبہ، وانابت، وورع، وتقویٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿تُوبُوْآ اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ﴾ (۹۲۳)

اور اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ کروائے مسلمانو! سب کے سب اِس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ (کنزالایمان)

اور فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْآ اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا ؕ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ يُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ﴾ (۹۲۴)

اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے قریب ہے کہ تمہارا ربّ تمہاری برائیاں تم سے اُتار دے، اور تمہیں

۹۲۱۔ اس سے بڑھ کر ہزار ہا بار بلکہ بے شمار بار افسوس اس مرید پر کہ جس کا پیر بد مذہب ہو یا بد مذہبوں سے محبت ودوستی رکھتا ہو اُن کی تعریف وتوصیف کرتا ہو اور وہ اس طرح کے پیر پر اعتقاد کر کے بیٹھ جائے بلکہ اپنا متاعِ ایمان لُٹا کر بیٹھ جائے پھر کسی ناصح کی نصیحت، خیر خواہ کی خیر خواہی قبول کرنے کو تیار نہ ہو۔

۹۲۲۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصہ ھفتم، مکتوب نمبر ۶۳، ص ۳۵، ۳۶

۹۲۳۔ سورۃ النّور: ۳۱/۲۴

۹۲۴۔ سورۃ التّحریم: ۸/۶۶

باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔ (کنزالایمان)

اور فرمایا:

﴿وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ﴾ (۹۲۵)

اور چھوڑ دو کُھلا اور چُھپا گناہ۔ (کنزالایمان)

گُناہوں سے توبہ کرنا ہر شخص کے لئے فرض عین ہے، کوئی بشر اِس سے مُستغنی نہیں ہوسکتا جب انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام توبہ سے مُستغنی نہیں ہوئے تو پھر اوروں کا کیا ذکر ہے۔ (۹۲۶)

حضرت سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں:

و إِنَّهٗ لَيُغَانُ عَلٰى قَلْبِيْ، وَ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِي الْيَوْمِ وَ اللَّيْلَةِ سَبْعِيْنَ مَرَّةً (۹۲۷)

یعنی، میرے دل پر پردہ آ جاتا ہے اِس لئے رات دن میں ستّر بار اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں۔ (۹۲۸)

۹۲۵۔ سورة الأنعام: ۶/ ۱۲۰

۹۲۶۔ انبیاء علیہم السّلام معصوم ہیں توبہ و استغفار سے مقصود گُناہوں کی بخشش ہی نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی بارگاہ میں آہ وزاری کرنے والے، توبہ واستغفار کرنے والے پسند ہیں، اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہوتا ہے جو اس کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا سے انبیاء علیہم السّلام بھی مستغنی نہیں ہیں۔

۹۲۷۔ أخرجه مسلم في "صحيحه" في كتاب الذِّكر و الدّعاء الخ، (باب استحباب الإستغفار الخ، برقم: ۴۱/۶۹۵۷۔ (۲۷۰۲)، ص۱۲۹۴، ۱۲۹۵) و أبو داؤد في "سُنَنه" في الصّلاة (باب في الاستغفار، برقم: ۱۴۱۵، ۲/ ۱۲۰) و أحمد في "مُسنده" (۴/ ۲۱۱) و عبد بن حميد في "مُسنده" (برقم: ۳۶۴، ص۱۴۲) و النّسائي في "عمل اليوم و اللّيلة" (كم يستغفر في اليوم و اللّيلة، برقم: ۴۴۷، ص۱۴۴) و الطّبراني في "الكبير" (برقم: ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۱/ ۲۰۳) و البيهقي في "الشّعب" (برقم: ۶۳۱، ۲/ ۱۴۷) ...... بلفظ "مأة مرّة"

۹۲۸۔ استغفار کے بے شمار فوائد ہیں اُن میں سے غم سے نجات، تنگی سے چھٹکارا اور رزقِ حلال کی فراوانی ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس نے استغفار کو لازم کرلیا (ہمیشہ استغفار کیا یا کثرت سے استغفار کیا) تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر تنگی

پس اگر گناہ اِس قسم کے ہیں کہ جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق کے ساتھ ہے اور بندوں کے مظالم اور حقوق کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے جیسے کہ زنا اور شراب کا پینا اور سرود و ملاہی کا سُننا اور غیر مَحرم کی طرف بنظرِ شہوت دیکھنا اور بغیر وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا، اور بدعت پر اعتقاد رکھنا وغیرہ وغیرہ، تو اُن کی توبہ ندامت اور استغفار اور حسرت وافسوس اور بارگاہِ الٰہی میں عذر خواہی کرنے سے ہے۔(۹۲۹)

اگر فرائض میں سے کوئی فرض ترک ہوگیا تو توبہ میں اُس کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اور

سے نکلنے کی راہ اور ہر غم سے نجات عطا فرمائے گا اور اُسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا وہم وگمان بھی نہ ہو"۔ (سُنَن أبی داؤد، کتاب الصّلاۃ، باب فی الاستغفار، برقم: ۱۵۱۸، ۲/۱۲۱۔ أیضاً سُنن ابن ماجۃ، کتاب الأدب، باب الاستغفار، برقم:۳۸۱۹، ٤/۲۹٤۔ أیضاً السُّنن الکبریٰ للنّسائی، برقم: ۱۰۲۹۰۔ أیضاً کتاب عمل الیوم و اللّیلۃ، ثواب ذلك، برقم:۱۰۲۱۷، ۹/۱۷۱۔ أیضاً المسند للإمام أحمد، ۱/۲٤۸۔ أیضاً المعجم الکبیر للطّبرانی، ۱۰/۲۸۱۔ أیضاً نوارد الأصول، برقم:۸۷٤، ٤/۱۰۱)

۹۲۹۔ مقصد یہ ہے کہ گُناہ ہوجانے کے بعد سچے دل سے رُجُوع اِلَی اللہ لازمی ہے جب رُجوع اِلی اللہ پایا جائے گا اور اس کے تقاضے پورے ہو جائیں گے تو گُناہوں کے بخشے جانے کی قوی اُمید ہے جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے "جس نے گُناہ کیا، پس اُس نے جانا کہ اُس کا ربّ ہے چاہے تو اُسے معاف فرما دے، چاہے تو عذاب دے تو حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اُسے بخش دے"۔ (الجامع الصّغیر، حرف المیم، برقم: ۸۳۸۰، ٤/۱٦۷۹) یہاں بھی رجوع اِلی اللہ پایا گیا، اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے "جس نے گُناہ کیا، پھر اُس نے جانا کہ اللہ تعالیٰ اُس کے اِس گُناہ پر مطّلع ہے تو اس کی بخشش ہوگئی اگرچہ اس نے بخشش طلب نہ کی"۔ (الجامع الصّغیر، برقم: ۸۳۸۱، ٤/۱٦۷۹) یہاں بھی رجوع اِلی اللہ پایا گیا اور جب کسی طرح بھی رُجوع نہ پایا جائے تو گُناہ کرنے والا اپنے گُناہ کے سبب عذاب کا مستحق قرار پاتا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ "جس نے گُناہ کیا حالانکہ وہ ہنس رہا ہو تو وہ روتے ہوئے دوزخ میں داخل ہوگا" (الجامع الصّغیر، حرف المیم، برقم:۸۳۸۲، ٤/۱٦۷۹) یہاں دوزخ میں جانے کا سبب اس کا گُناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رُجوع نہ کرنا ہے کیونکہ جو شخص گُناہ کرکے ہنسے تو یقیناً وہ اپنے گُناہ پر پشیمان نہ ہوا اور جو گُناہ کرکے پشیمان نہ ہوا تو اس سے رُجوع اِلی اللہ نہ پایا گیا آج بہت سے لوگ جن میں عوام وخواص دونوں شامل ہیں اس میں مبتلا نظر آتے ہیں، گُناہ یقیناً بُرا ہے لیکن اس سے زیادہ بُرا یہ ہے کہ گناہ کرکے اس پر پشیمانی نہ ہو۔

اگر گُناہ اِس قسم کے ہیں جو بندوں کے مظالم اور حقوق سے تعلق رکھتے ہیں تو اُن سے توبہ کا طریق یہ ہے کہ بندوں کے حقوق اور مظالم ادا کئے جائیں اور اُن سے معافی مانگیں اور اُن پر احسان کریں اور اُن کے حق میں دعا کریں اور اگر مال و اسباب والا شخص مرگیا ہو تو اُس کے لئے استغفار کریں اور اُس کا مال اُس کے وارثوں اور اولاد کو دے دیں اور اگر اُس کا وارث معلوم نہ ہو تو مال جنایت کے برابر صاحبِ مال اور اُس شخص کی نیت کر کے جس کو ناحق ایذا دی ہو، فقرا و مساکین میں صدقہ و خیرات کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو صادق ہیں سُنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس کسی بندہ سے گُناہ سرزد ہو تو وضو کرے اور نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گُناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اُس کے گُناہ بخش دیتا ہے۔(۹۳۰)

۹۳۰۔ سُنَن أبی داوٗد، کتاب الصّلاۃ، باب فی الاستغفار، برقم: ۱۵۲۱، ۲/۱۲۲

أیضاً سُنَن التّرمذی، أبواب الصّلاۃ، باب ما جاء فی الصّلاۃ عند التّوبۃ، برقم:۴۰۶، ۱/۳۰۲

أیضاً کتاب عمل الیوم و اللّیلۃ، ما یفعل من بُلی بذنبٍ و ما یقول، برقم: ۴۲۰، ص۱۳۸، ۱۳۹

أیضاً کتاب عمل الیوم و اللّیلۃ لابن السُّنّی، باب (۱۸۷)، ما یقول اذا أذنب ذنباً، برقم: ۳۶۰، ۱/۴۱۳، ۴۱۴، ۱۵

أیضاً سُنَن ابن ماجۃ، کتاب إقامۃ الصّلاۃ، باب ما جاء فی أن الصّلاۃ کفّارۃ، برقم: ۱۳۹۵، ۲/۱۷۸، ۱۷۹

أیضاً کتاب الدّعا للطّبرانی، باب (۲۷۱) فضل الاستغفار فی أدبار الصّلوات، برقم:۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ص۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸

أیضاً المسند للإمام أحمد، ۱/۲

أیضاً موارد الظّمآن، کتاب التّوبۃ، باب فیمن أذنب ثم صلّی الخ، برقم:۲۴۵۴، ص۶۰۸

أیضاً عُدّۃ الحِصن الحصِین، الباب الرّابع، صلاۃ التّوبۃ، ص۶۵

أیضاً تحفۃ المخلصین، الجزء الثّالث، الباب الرّابع، صلاۃ التّوبۃ، برقم:۲۴۶، ۲/۳/۸۳۶

أیضاً مختصر کتاب الموافقۃ بین أھل البیت و الصّحابۃ، باب ما روی علی عن أبی بکر الخ، ص۵۶

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾ (۹۳۱)

جو شخص بُرائی کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے تو اللہ تعالیٰ کو غفور رحیم پائے گا۔

ایک حدیث میں ہے، جو شخص گناہ کر کے نادم ہوا تو یہ ندامت اُس کے گناہ کا کفارہ ہے۔(۹۳۲)

ایک اور حدیث میں ہے، ''آج کل کرنے والے ہلاک ہو گئے''۔(۹۳۳)

حدیث قدسی ہے: ''میرے بندے جو کچھ میں نے تجھ پر فرض کیا ہے، ادا کر، تو سب لوگوں سے زیادہ عابد ہو جائے گا اور جن باتوں سے منع کیا ہے ہٹ جا، تو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو جائے گا، اور جو کچھ میں نے تجھے رزق دیا ہے اُس پر قناعت کر تو سب سے غنی ہو جائے گا''۔(۹۳۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں(۹۳۵) کہ قیامت کو پرہیز گار اور زاہد

۹۳۱۔ سورة النّساء:٤/١١٠

۹۳۲۔ أخرجه أحمد في "مُسنده" (١/٢٨٩) و الطبراني في "المعجم الكبير"، (١٢/١٣٤) و البيهقي في "الشّعب"، (السّابع و الأربعون من شعبب الإيمان، برقم:٦٦٣٨، ٩/٢٦٦) عن ابن عباس مرفوعاً بلفظ كَفَّارَةُ الذَّنْبِ النَّدَامُ أو النَّدَامَةُ، و قال العسقلاني في "تشذيد القوس": في نسخة سمعان بن مهدى عن أنس "مَنْ أَذْنَبَ ذَنْباً ثُمَّ نَدِمَ عَلَيْهِ فَهُوَ التَّوْبَةُ" "تشييد المباني" (حاشيه مكتوبات امام ربّانی، دفتر دوم، حصه هفتم، ص٣٨)

۹۳۳۔ "هَلَكَ الْمُسَوِّفُوْنَ يَقُوْلُوْنَ سَوْفَ نَتُوْبُ" مُسَوِّفُوْنَ بمعنی سَوْفَ أَفْعَلُ" ہے رواه الدّيلمى فی "مسند الفردوس" و الخطيب و البخاری فی "التاريخ" و لكن بألفاظ آخر، تشييد المبانی (حاشيه مكتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصه هفتم، ص٣٨)

۹۳٤۔ رواه صاحب الكنز الخفي، تشييد المبانی (حاشيه مكتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصه هفتم، ص٣٨)

۹۳۵۔ جُلَسَاءُ اللّٰهِ تَعَالَى غَدًا أَهْلُ الْوَرَعِ وَ الزُّهْدِ فِي الدُّنْيَا (الجامع الصّغير، برقم:٣٥٩٧، ٢/٧٤٦۔ أيضاً كنز العمّال، كتاب الجهاد، قسم الأقوال، حرف الواو: الورع، برقم:٧٢٧٦، ٢/٣/١٧٢)

اللہ تعالیٰ کے ہمنشین ہوں گے۔(۹۳۶)

۳۹۔کلماتِ اَذان کے معانی

حمد وصلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیے کہ اذانِ نماز کے کلمات سات ہیں، ''اَللّٰـهُ اَكْبَر، اَللّٰهُ اَكْبَر ''یعنی، اُس کو کسی عابد کی عبادت کی ضرورت نہیں ہے، اپنی مُہتم بالشان معنی کے لئے یہ کلمہ چار بار دوہرایا گیا۔''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ''یعنی، میں شہادت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ اپنی کبریائی اور مستغنی از عبادت ہونے کے باوجود عبادت کا مستحق بھی وہی حق سبحانہ تعالیٰ ہے، اُس کے سوا اور کوئی عبادت کے لائق نہیں۔''اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللّٰه ''یعنی، میں شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور اُس کی طرف سے طریق عبادت پہچاننے والے ہیں اور حق تعالیٰ کی بارگاہ کے لائق بھی وہی عبادت ہے جو آنحضرت ﷺ کی تبلیغ کی جہت سے حاصل ہوئی ہے۔''حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاح '' یہ دو کلمے وہ ہیں جن کے ذریعہ نمازی کو فرض نماز ادا کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے، جس کا ادا کرنا فلاح و نجات کا باعث ہے۔''اَللّٰـهُ اَكْبَر '' یعنی، کسی کی عبادت اُس کی پاک جناب کے لائق نہیں ہے،'' لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه '' یعنی، وہی حق تعالیٰ عبادت کا مستحق ہے، اگر چہ کسی سے اُس کی جناب پاک کے لائق عبادت ہو نہیں سکتی، شانِ نماز کی بزرگی اِن کلمات کی بزرگی سے جو نماز کے اظہار کے لئے موضوع ہیں سمجھنی چاہیے۔(۹۳۷)

۴۰۔محبتِ اہلِ بیت

ابن عبدالبر نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،''جس نے علی کو دوست رکھا، اُس نے مجھے دوست رکھا، اور جس نے اُس سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا اور جس نے علی کو اِیذا دی اُس نے مجھے اِیذا دی، جس نے مجھے اِیذا دی اُس نے اللہ تعالیٰ کو اِیذا دی''۔(۹۳۸)

۹۳۶۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصه هفتم، مکتوب نمبر ٦٦، ص٣٨، ٣٩

۹۳۷۔ مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصه پنجم، مکتوب نمبر ٣٠٢، ص١٤٩

۹۳۸۔ المسند للإمام أحمد:٤٨٣/٣۔

أيضاً المستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصّحابة رضى الله عنهم، باب من أطاع علياً الخ، برقم:٤٦٧٧، ٨٩/٤

أيضا نقله الهيثمى فى "المجمع" برقم:١٤٧٣٦، ١٢٢/٩

طبرانی(۹۳۹) اور حاکم (۹۴۰) نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "علی کی طرف دیکھنا عبادت ہے"۔

ترمذی نے اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ امام حسن، حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی مبارک ران پر ہیں اور آپ فرمارہے ہیں "یہ دونوں میرے بیٹے میری بیٹی کے بیٹے ہیں، یا اللہ! میں اِن کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اِن کو دوست رکھ، اور جو لوگ اِن سے محبت رکھیں اُن کو بھی دوست رکھ"۔(۹۴۱)

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ اہلِ بیت میں سے کون کون سے آپ کو زیادہ عزیز ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: "حسن اور حسین" (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)۔(۹۴۲)

حضرت مِسوَر بن مَخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، "فاطمہ میرے جگر کا گوشہ ہے، جس نے اُس سے بُغض رکھا اُس نے مجھ سے بُغض رکھا"۔(۹۴۳)

۹۳۹۔ المعجم الكبير للطّبراني، برقم:١٠٠٠٦، ٧٦/١، ٧٧

۹۴۰۔ أيضاً المستدرك للحاكم، كتاب معرفة الصّحابة رضى الله عنهم، النَّظَرُ إِلٰى عَلِيٍّ عِبَادَةٌ، برقم:٤٧٣٦ عن عمران بن حصين رضى الله عنه، و برقم:٣٧٣٧، ٣٧٣٨ عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه، ١١٨/٤، ١١٩
أيضاً مجمع الزوائد، كتاب المناقب، باب النّظر إليه رضى الله عنه، برقم:١٤٦٩٤، ١٤٦٩٥، ١٠٩/٩

۹۴۱۔ سُنَن التّرمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين رضى الله عنهما، برقم:٣٧٦٩، ٤٩٦/٤
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت رضى الله عنهم، الفصل الثّاني، برقم:٦١٦٥، ٣ـ٤/٤٤٠

۹۴۲۔ سُنَن التّرمذي، كتاب المناقب، باب مناقب الحسن و الحسين رضى الله عنهما، برقم:٣٧٧٢، ٤٩٧/٤
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت رضى الله عنهم، الفصل الثاني، برقم:٦١٦٧، ٣ـ٤/٤٤٠

۹۴۳۔ صحيح البخاري، كتاب فضائل الصّحابة، باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ، برقم:٣٧١٤، ٢٦٩/٢، ٤٧٠
أيضاً فردوس الأخبار، برقم:٤٢٨٢، ١١١/٢
أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أهل بيت رضى الله عنهم، الفصل الأول، برقم:٦١٣٩، ٣ـ٤/٤٣٦

اور ایک روایت میں ہے کہ ''جو چیز اُس کو متردّد کرے وہ مجھے بھی متردّد کرے اور جس چیز سے اس کو ایذا پہنچے مجھے بھی پہنچتی ہے''۔(۹۴۴)

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا، ''فاطمہ مجھے تجھ سے زیادہ پیاری ہے، اور تو میرے نزدیک اُس سے زیادہ عزیز ہے''۔(۹۴۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دن تحائف وہدایا لے آتے تھے اور اِس سبب سے رسول اللہ ﷺ کی رضامندی طلب کرتے تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواج دو گروہ تھیں، ایک گروہ میں حضرت عائشہ، حفصہ، سودہ اور صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن تھیں اور دوسرے گروہ میں حضرت اُمِّ سلمہ اور باقی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن تو حضرت اُمِّ سلمہ والے گروہ نے حضرت اُمّ سلمہ سے کہا کہ آپ ﷺ سے عرض کریں کہ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ جہاں میں ہوا کروں وہیں تحائف لایا کریں پس حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں یہ بات عرض کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اُمّ سلمہ اِس بارے میں مجھے اِیذا نہ دے کیونکہ عائشہ کے کپڑے کے سوا کسی اور عورت کے کپڑے میں میرے پاس وحی نہیں آتی''۔

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ بات سُن کر عرض کی یا رسول اللہ! میں اِس بات سے توبہ کرتی ہوں، پھر حضرت اُمِّ سلمہ کے گروہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

۹۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب فضائل الصّحابة رضی الله نعهم، باب فضائل فاطمة رضی الله عنها الخ، برقم: ۹۳/۶۳۸۸ ۔(۲۴۴۹)، ص۱۱۸۸

أیضاً سُنَن أبی داؤد، کتاب النّکاح، باب ما یکره أن یجمع بینهنّ من النّساء، برقم: ۲۰۷۱، ۲/۳۸۵

أیضاً سُنَن التّرمذی، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمة بنت محمد ﷺ، برقم: ۳۸۶۷، ۵۳۷/۴

أیضًا سُنَن ابن ماجة، کتاب النّکاح، باب الغیرة، برقم: ۱۹۹۸، ۲/۴۹۲

أیضاً مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بیت رضی الله عنهم، الفصل الأول برقم: ۶۱۳۹، ۳ـ۴/۴۳۶

۹۴۵۔ إنّ النّبیّ ﷺ قَالَ لِعَلِیّ: فَاطِمَةُ أَحَبُّ مِنْكَ وَ أَنْتَ أَعَزُّ عَلَیَّ مِنْهَا

بلایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تاکہ وہ یہی بات رسول اللہ ﷺ سے کہیں، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اے میری بیٹی! کیا تو اُس چیز کو دوست نہیں رکھتی جس کو میں دوست رکھتا ہوں''، عرض کیا کہ کیوں نہیں، پھر فرمایا کہ ''اُس کو یعنی عائشہ کو دوست رکھو''۔(۹۴۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی عورتوں میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں کی کہ جتنی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر کی، حالانکہ میں نے اُن کو دیکھا نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ اکثر اُن کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور بسا اوقات بکری ذبح کر کے اُس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیا کرتے تھے، اور جب کبھی میں کہتی کہ کیا خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی عورت دنیا میں نہیں ہوئی تو رسول اللہ ﷺ فرماتے کہ ''وہ تھی جیسی کہ تھی اور اُس سے میری اولاد تھی''۔(۹۴۷)

۹۴۶۔ صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب من أهدى إلى صاحبه و تحرّى بعض نسائه دون بعض الخ، برقم:۲۵۸۱، ۲/۱۵۰، ۱۵۱

أيضاً صحيح مسلم، كتاب فضائل الصّحابة رضى الله عنهم، باب فى فضائل عائشة رضى الله عنها، برقم:۲۴۴۲، ص ۹۵۰، ۹۵۱

أيضاً سُنَن التّرمذى، كتاب المناقب، باب فضل عائشه رضى الله عنها، برقم:۳۸۷۹، ۴/۵۴۱، ۵۴۲

أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أزواج النّبىّ ﷺ، و رضى الله عنهن، برقم:۶۱۸۹، ۳۔۴/۴۴۴

۹۴۷۔ صحیح البخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب تزويج النّبىّ ﷺ خديجة الخ، برقم:۳۸۱۸، ۴/۴۹۲

أيضاً صحيح مسلم، كتاب فضائل الصّحابة رضى الله عنهم، باب فضائل خديجة أمّ المؤمنين رضى الله عنها، برقم: ۶۲۵۹/ ۷۵۔ (۲۴۳۵)، ص ۱۱۸۲

أيضاً سُنَن التّرمذى، كتاب المناقب، باب فضل خديجة رضى الله عنها، برقم:۳۸۷۵، ۴/۵۴۰

أيضًا سُنَن ابن ماجة، كتاب النّكاح، باب الغيرة، برقم:۱۹۹۷، ۲/۴۹۱

أيضاً المسند للإمام أحمد، ۶/۲۰۲

أيضاً مشكاة المصابيح، كتاب المناقب، باب مناقب أزواج النّبىّ ﷺ و رضى الله عنهنّ، برقم:۶۱۸۶، ۳۔۴/۴۴۴

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ (۹۴۸)

''عباس میرا ہے اور میں عباس کا ہوں''۔

دیلمی نے ابوسعید سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''اللہ تعالیٰ اُس شخص پر سخت غضب فرماتا ہے جس نے مجھے میری اولاد کے حق میں ایذادی''۔(۹۴۹)

حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''تم میں سے اچھا وہ شخص ہے جو میرے بعد میرے اہلبیت کے ساتھ بھلائی کرے''۔(۹۵۰)

۹۴۸۔ سُنَن التّرمذی، کتاب المناقب، باب مناقب العبّاس بن عبد المطلب رضی الله عنه، برقم: ۳۷۵۹، ۴۹۲/۴
أیضاً مشکاة المصابیح، کتاب المناقب، باب مناقب أهل بیت النّبیّ ﷺ و رضی الله عنهم، الفصل الثّانی، برقم: ۶۱۵۷، ۳_۴/۴۳۹
أیضاً فردوس الأخبار، برقم: ۴۰۶۵، ۸۶/۲

۹۴۹۔ امام حاکم نے اپنی "مستدرك" (برقم: ۴۷۱۷) میں روایت کیا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کوئی ہم اہلِ بیت سے بُغض نہیں رکھے گا مگر اللہ تعالیٰ اُسے آتش جہنم میں داخل فرمادے گا''۔ اور ابن حبان نے اپنی "صحیح" (الإحسان، برقم: ۶۹۷۸) میں حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں بُغض رکھے گا ہم اہلِ بیت سے کوئی شخص مگر اللہ تعالیٰ اُسے آتشِ جہنم میں داخل فرمادے گا''۔ (استجلاب ارتقاء الغُرف، باب التّحذیر من بغضِهم و عدواتهم الخ، ص ۱۶۴، ۱۶۵) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری عترت میں مجھے ایذاء دی تو اُس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے'' (استجلاب ارتقاء الغرف، باب التّحذیر من بعضهم الخ، ص۱۶۷)

۹۵۰۔ المستدرك للحاکم، کتاب معرفة الصّحابة رضی الله عنهم، باب (۲۱۶۷) تزکیة المال بإضافة الضّیف و إطعام المسکین غیره، برقم: ۵۴۱۰، ۳۶۹/۴، و افقه الذهبی فی التّلخیص: علی شرط مسلم (کتاب تلخیص المستدرك، تابع کتاب معرفة الصّحابة، ذکر مناقب عبد الرحمن بن عوف الزّهری رضی الله عنه، برقم: ۵۴۳۷، ۲۶/۴۔
أیضاً فردوس الأخبار، برقم: ۲۶۷۴، ۳۶۱/۱۔
أیضاً السُّنّة لابن أبی عاصم، باب فی فضل عبد الرحمن بن عوف، برقم: ۱۴۵۱، ص۳۲۲
أیضاً کنز العمّال، کتاب الفضائل، الباب الخامس، الفصل الأول، برقم: ۳۴۱۴۱، ۴۴/۱۲/۶
أیضاً الصّواعق المحرّقه، الباب الحادی عشر، الفصل الثّانی، الحدیث الرّابع، ص ۱۸۶

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''جس نے میرے اہلِ بیت کے ساتھ احسان کیا میں قیامت کے دن اُسے اُس کا بدلہ دوں گا''۔ (۹۵۱)

ابن عدی اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ''تم میں سے صراط پر وہ شخص زیادہ ثابت قدم ہوگا جس کو میرے اہلِ بیت اور اصحاب کے ساتھ زیادہ محبت ہوگی''۔ (۹۵۲)

اِلٰہی بحقِ بنی فاطمہ ۔۔۔ کہ بر قولِ ایمان کُنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کُنی ور قبول ۔۔۔ من ودست و دامانِ آلِ رسول

خُدایا بحقِ بنی فاطمہ ۔۔۔ کہ ایمان پر ہو مِرا خاتمہ
دُعا کو مِری رَدّ کر یا قبول ۔۔۔ مجھے بس ہے دامانِ آلِ رسول

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ وَ عَلٰى جَمْعِ اِخْوَانَه مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْمَلٰئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَ عَلٰى سَائِرِ عِبَادَ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَجْمَعِيْنَ (۹۵۳)

اب میں اپنی اِس تحریر کو حضور نبی کریم ﷺ کے اوصافِ حمیدہ اور آپ کے حُلیہ مبارک ﷺ کے مختصر بیان پر ختم کرتا ہوں۔

حضور ﷺ تمام اُوصاف (حمیدہ) کے جامع تھے۔

اس ذاتِ اقدس ﷺ کے بارے میں تمہارا کیا اندازہ ہوسکتا ہے جس میں یہ تمام کے تمام محاسن وخصائل علی وَجہِ الکمال اِس طرح مجتمع ہوں کہ جن کی کوئی انتہاء نہ ہو اور نہ وہ احاطۂ بیان میں لائے جاسکتے ہوں، اور نہ کسب وحیلہ کی گنجائش، صرف اللہ عزّ وجلّ ہی کسی کو یہ خاص

۹۵۱۔ تاریخ مدینة دمشق، ترجمة: عمر بن علی بن أبی طالب، برقم:٥٢٥٤، ٣٠٣/٤٥
أیضاً کنز العمّال، کتاب الفضائل، الباب الخامس فی فضل أهل البیت، الفصل الأول فی فضلهم مجملاً، برقم:٣٤١٤٨، ٤٥/١٢/٦
أیضاً الصّواعق المحرّقة، الباب الحادی عشر، الفصل الثّانی، الحدیث التّاسع، ص١٨٧
أیضاً استجلابُ ارتقاء الغُرف للسّخاوی، باب "الحِثّ علی حُبّهم الخ"، ص١٠٢

۹۵۲۔ الکامل لابن عدی، ترجمة: (برقم: ١٢٩١/١٧٠) محمد بن محمد بن الأشعث أبو الحسن الکوفی، ٥٦٦/٧

۹۵۳۔ مکتوبات امام ربّانی، جلد دوم، دفتر دوم، حصه ششم، مکتوب نمبر٣٤، ص٩١ تا ٩٥

طور پر مرحمت فرمادے۔

فضیلتِ نبوّت، رسالت، خُلّت (محبوبیت) محبت، برگزیدگی، اسریٰ (سیرِ ملکوت) رؤیت وقُرب ربّ تبارک وتعالیٰ، وحی، شفاعت، وسیلہ، بزرگی، بلند درجہ، مقامِ محمود، براق، معراج، (عرب وعجم) سرخ وسیاہ کی طرف بعثت، انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنا اور امامت فرمانا، اُمَمِ سابقہ اور انبیاء کرام علیہم السّلام پر گواہی دینا، اولادِ آدم کی سرداری، لِواءُ الحمد، خوشخبری دینا، ڈر سُنانا، اللہ عزّ وجلّ کی بارگاہ میں تمکّن وطاعت، امانت، ہدایت، رحمۃ للعالمین، مقام رضا کا پانا، سوال کا قبول ہونا، کوثر، سماعِ قول، اِتمامِ نعمت، عفوِ گزشتہ وآئندہ، وضعِ وِزر (بوجھ کا اٹھانا)، ذکر کی بلندی، مدد سے سرفراز فرمانا، نزولِ سکینہ، ملائکہ سے تائید، کتاب وحکمت، سبع مثانی اور قرآن عظیم دینا، تزکیۂ اُمّت، اللہ عزّ وجلّ کی طرف بلانا، اللہ عزّ وجلّ اور فرشتوں کی جانب سے دُرود بھیجنا، لوگوں کو اس کا حکم دینا جس کا اللہ عزّ وجلّ نے مشاہدہ کرایا، ان سے تکلیف اور سخت وشدید عبادت کو دُور کرنا، آپ کے نام کی قسم بیان فرمانا، آپ ﷺ کی دعاؤں کا قبول فرمانا، پتھروں اور گونگوں کا کلام کرنا، مُردوں کا زندہ کرنا، بہروں کو سُنانا، آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہونا، کم کو زیادہ کرنا، کھارے پانی کو میٹھا کرنا، چاند کو دوٹکڑے کرنا، سورج کو واپس لوٹانا، اشیاء کو منقلب کرنا و بدلنا، رُعب وہیبت سے مدد دیا جانا، غیب پر اطلاع دینا، بادلوں کا سایہ کرنا، کنکروں کا کلمہ پڑھنا، تکلیفوں سے نجات دینا، لوگوں کے شر سے بچانا، (آپ کے خون وبول کا پاک ہونا اور باعثِ نجات ہونا)۔

یہاں تک کہ کوئی عقل (آپ ﷺ کے) ان (اوصاف وفضائل) کو نہیں گھیر سکتی اور آپ ﷺ کو ایسا علم عطا فرمانا کہ اس کو سوائے اس علم کے عطا کرنے والے، فضیلت دینے والے (خُدا) کے کوئی احاطہ نہیں کرسکتا، کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ ہی ہے جس نے آپ ﷺ کے لئے آخرت میں بڑے بڑے مراتب اور مقدس درجات، سعادتِ حسنیٰ کے مرتبے میں وہ زیادتی مرحمت فرمائی کہ عقلیں اُن کے نیچے ہی ٹھہر جاتی ہیں، اور اُن کے ادراک سے وہم وخیال تک متحیر ہو جاتے ہیں۔(٩٥٤)

٩٥٤۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثانی فی تکمیل الله تعالیٰ له المحاسن خَلقًا و خُلقًا الخ، فصل: قال القاضی الخ، ص٤٦، ٤٧

آپ ﷺ کا حُلیہ مبارک

آپ ﷺ کی صورت اور اس صورت کا جمال اور آپ ﷺ کے اعضاء وقُویٰ کے متناسب ہونے میں تو بہت سی احادیث صحیحہ ومشہورہ منقول ہیں، منجملہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حضرت علی، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت براء بن عازب، اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت ابن ابی ہالہ، حضرت ابن ابی جُحیفہ، حضرت جابر بن سمرہ، حضرت اُمِّ معبد، حضرت ابن عباس، حضرت مُعرِّض بن مُعَیقِیب، حضرت ابی طفیل، حضرت عدّاء بن خالد، حضرت خُریم بن فاتک، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور ﷺ کا گورا رنگ، سیاہ وکُشادہ آنکھیں، سُرخ ڈورے والی لمبی پلکیں، رَوشن چہرہ، باریک ابرو، اُونچی بینی (ناک)، چوڑے دانت، گول چہرہ، فراخ پیشانی، گھنی ریش مبارک جو سینہ کو ڈھانپ لے، شکم وسینہ ہموار، چوڑا سینہ، بڑے کاندھے، بھری ہوئی ہڈی، موٹے بازو، کلائیاں پنڈلیاں ہتھیلیاں فراخ، قدم چوڑے، ہاتھ پاؤں لمبے، بدن مبارک خوب چمکتا، سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر، میانہ قد نہ زیادہ طویل نہ زیادہ قصیر، باوجود اس کے سب سے زیادہ لمبا شخص ہوتا اگر آپ کے برابر کھڑا ہوتا تو اس سے بلند معلوم ہوتے۔

آپ کے مبارک بال نہ بالکل سیدھے نہ بلدار، جب آپ ﷺ تبسم فرماتے تو دندان مبارک مثل بجلی کے چمکتے، بارش کے اولے کی طرح سفید وشفاف، جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ نور کی جھڑیاں آپ ﷺ کے دندان مبارک سے جھڑ رہی ہیں، گردن نہایت خوبصورت نہ آپ ﷺ کا چہرہ بہت بھرا ہوا تھا نہ بہت لاغر بلکہ بدن کے متناسب ہلکا گوشت تھا۔(۹۵۵)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی بالوں والے کو کہ اس کے بال کندھوں تک لٹکتے ہوں، سرخ لباس میں حضور ﷺ سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ کسی کو

۹۵۵۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی، القسم الأول، الباب الثانی: فی تکمیل اللہ تعالیٰ له المحاسن الخ، فصل: إن قلت الخ، ص ۴۷، ۴۸، ۴۹

خوبصورت نہ دیکھا، گویا آپ ﷺ کے رخسار مبارک میں سورج تیر رہا ہے، جب آپ ﷺ مسکراتے تھے تو دیواروں پر اُس کی چمک پڑتی تھی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا کہ آپ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح چمکتا تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں بلکہ چاند و سورج کی طرح چمکتا تھا اور آپ ﷺ کا چہرہ گول تھا۔

حضرت اُمِ مَعبد رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی تعریف میں کہا کہ آپ ﷺ دُور سے بہت خوبصورت اور قریب سے نہایت شریں اور حسین معلوم ہوتے تھے۔

حضرت ابن ابی ہالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مثل چمکتا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی تعریف میں یہ آخری الفاظ بیان فرمائے کہ جو شخص اچانک آپ ﷺ کو دیکھتا وہ خوفزدہ ہو جاتا اور جو آپ ﷺ سے ملاقات کرتا وہ حضور ﷺ سے محبت کرتا۔(۹۵۶)

اللہ کی سر تابقدم شان ہیں یہ ‌ ‌ ‌ ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں ‌ ‌ ‌ ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

(حدائق بخشش)

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اے اللہ! ہمارے رؤف ورحیم آقا اپنے رحمۃ للعالمین حبیب ﷺ کے صدقے اِن چند الفاظ کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما اور اسے میرے لئے اور قارئین کے لئے ذریعہ نجات بنا، اس میں جو بھی کمی یا غلطی ہوئی اُسے معاف فرما، اور خاتمہ بالخیر فرما کر شہادت کی موت مدینہ منورہ میں عطا فرما اور بقیع میں مدفن مقدّر فرما دے۔ آمین

خداوندا دمِ آخر یہ عزرائیل فرمائیں
جمیل قادری ہوشیار ہو سرکار آتے ہیں

۹۵۶۔ الشفا بتعريف حقوق المصطفى، القسم الأول، الباب الثاني في تكميل الله تعالىٰ له المحاسن، فصل إن قلت الخ، ص ٤٩

تو غنی از دو ہر عالم من فقیر روز محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو بینی کہ حسابم نہ گریز از نگاہے مصطفیٰ پنہاں نگیر

و آخرُ دَعوانا أنِ الحمدُ لِلّٰہ ربِّ العالمین (۹۵۷)

خادم محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی

۹۵۷۔ اس مفید تالیف کے مؤلف پیر طریقت، رہبر شریعت حضرت خواجہ صوفی محمد اشرف نقشبندی مُجدّدی دامت برکاتہم العالیہ نے اس تحریر کے ذریعے اور کارکنانِ جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان) نے اس کی تحقیق و تخریج و تعلیق اور اس کی اشاعت کے ذریعے ترویج شریعت کی کوشش کی ہے جو موجودہ حالات میں یقیناً بہت بڑا سعادت کا کام ہے کیونکہ مسائل شرعیہ کو رواج دینا، مخلوقِ خُدا کے عقائد و اعمال کی اصلاح کرنا انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرنا ہے، چنانچہ حضرت مُجدِّد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "سب سے اعلیٰ نیکی یہ ہے کہ ترویجِ شریعت کی کوشش کی جائے، کسی شرعی حکم کو جاری کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جب کہ اسلامی شعائر مٹائے جا رہے ہوں۔ اللہ عزّ وجلّ کی راہ میں کروڑوں روپے خیرات کرنے سے بڑھ کر ہے کیونکہ مسائل شرعیہ کو رواج دینا انبیائے کرام کی پیروی کرنا ہے اور وہ حضرات ساری مخلوق سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ یہ بات مُسلّمہ ہے کہ اعلیٰ نیکیوں کی توفیق انبیائے کرام علیہم الصّلاۃ والسّلام کو نصیب ہوتی ہے جب کہ دھن دولت خرچ کرنے کی سعادت تو غیر انبیاء کو بھی میسر آ جاتی ہے" (مکتوبات امام ربانی، جلد اول، دفتر اول، حصہ دوم، مکتوب نمبر ٤٨، ص ۲۱)

اور راقم حضرت مؤلف مدّ ظلہ کا کہ جن سے احقر کا روحانی تعلق ہے احسان مند ہے کہ دین متین کی اس خدمت کا موقع مہیا فرمایا اور اراکین جمعیت خصوصاً بانی ادارہ حضرت علامہ محمد عرفان صاحب ضیائی مدظلہ اور مہتمم جامعۃ النور حضرت علامہ محمد مختار اشرفی مدظلہ کا جن سے ترویج و اشاعتِ دین کے سلسلے میں طویل عرصے کا ساتھ ہے، احسان مند ہے کہ ترویج و اشاعتِ دین میں معاون ہوئے، دعا ہے کہ اس تعلق کو اور ساتھ سلامت رکھے، آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ

فقط

محمد عطاء اللہ نعیمی غفرلہ

مآخذ ومراجع

۱۔ آپ ﷺ زندہ ہیں واللّٰہ۔ للعلامة محمد عباس الرّضوی، مكتبة المدينة المنوّرة، حافظ آباد، الطّبعة الثّانية ۲۰۰٤م

۲۔ الإبَانَة عن شريعة الفِرقة النّاجِيّة ومجانبة الفِرَق المَذْمُومة۔ لابن بطّة، الإمام أبى عبدالله عبيد الله بن محمد الحنبلى (ت۳۸۷ھ)، تحقيق أحمد فريد المزيدى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۲۲ھ۔ ۲۰۰۲م

۳۔ إتحافُ الأنام بأوّل مولدٍ فى الإسلام۔ للشّيخ عيسى بن عبدالله بن مانع الحُمَيرى (مترجم بنام اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلا میلاد، علامہ ذاکر اللہ النقشبندی)، جمعيّة إشاعة أهل السّنّة (باكستان)، كراتشى ۲۰۰۵م

٤۔ إتحافُ الخِيرَةُ المُهْرة بزوائِدِ المسانيد العشرة۔ للبوصيرى الإمام أحمد بن أبى بكرابن إسماعيل (ت۸٤۰ھ)، تحقيق أبى عبدالرّحمٰن وغيره، مكتبة الرُّشد، الرّياض، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۱۹ھ۔۱۹۹۸م

۵۔ إتحاف الزّائر وأطراف المقيم للسّائر فى زيارة النّبىّ ﷺ۔ لابن عساكر، الحافظ أبى اليُمن عبدالصّمد بن عبدالوهّاب (ت٦۸٦ھ)، تعليق حسين محمد على شكرى، مركز أهل السُّنّة بركات رضا، غجرات، الهند ۱٤۲٤ھ۔۲۰۰۳م

٦۔ إتقانُ مٰايَحسُن مِنَ الأخبار الواردة عَلَى الألسُن۔ للغزّى، نجم الدّين محمد بن محمد بن محمد (۱۰٦۱ھ)، علّق عليه الدّكتور يحىٰ مراد، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۵۲ھ۔۲۰۰٤م

☆ أحادِيث لَوْلَاك كاثبوت= تنوير الأفلاك بحَلال أحاديثِ لَوْلَاك

☆ الأحاديث المختارة= المختارة

۷۔ الإحْسَان بتَرْتِيْب صَحِيْح ابن حبان، رتّبه الأمير علاؤالدين على بن بلبان الفاسى (ت۷۳۹ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ۱٤۱۷ھ۔ ۱۹۹٤م

٨۔ إحياءُ عُلوم الدين۔ للغزالي، حجّة الإسلام أبي حامد محمد بن محمد الطّوسي (ت ٥٠٥ھ)، دارالخير، بيروت، دمشق، الطّبعة الثّانيّة ١٤١٣ھ۔ ١٩٩٣م

٩۔ أَخْلاقُ النّبيّ ﷺ وآدابه۔ لأبي الشّيخ، الحافظ أبي محمد بن جعفر الأصبهاني (ت٣٦٩ھ)، تحقيق الدّكتور السّيدالجميلي، دارالكتاب العربي، بيروت، الطّبعة الرّابعة ١٤٢٣ھ ـ ٢٠٠٢م

١٠۔ الأدَبُ المُفرَد۔ للبخاري، الإمام أبي عبدالله محمد بن إسماعيل الجُعفِي (ت ٢٥٦ھ)، دارالمعرفة، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

١١۔ أرمغان إمام ربّاني۔ للصّوفي غلام سرور النّقشبندي المجدّدي، شير ربّاني پبلی كيشنز، لاهور ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٧م

١٢۔ إزالةُ الخِفَاء عن خلافة الخُلَفاء۔ للدّهلوي، الإمامِ المحدّث قطب الدّين أحمد بن عبدالرّحيم الشّهير بشاه ولي اللّه الحنفي (ت ١١٧٦ھ)، نورمحمد كارخانه تجارت، كراتشي

١٣۔ أسبَابُ نُزُوْلِ القُرآن۔ للواحدي، الإمام أبي الحسن علي بن أحمد (ت٤٦٩ھ)، تحقيق كمال بسيوني زغلول، دار الكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

١٤۔ استِجْلابُ إرْتِقَاءِ الغُرف بحُبّ أقرِباءِ الرّسول ﷺ وذَوِي القُربى۔ للسّخاوي، شمس الدّين محمد بن عبد الرّحمٰن الشّافعي (ت٩٠٢ھ)، تحقيق حسين محمد بن علي شكري، مكتبة الملك فهد الوطنيّة بالرّياض، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م

١٥۔ الاستِيْعاب في مَعْرِفَة الأصْحَاب۔ لابن عبد البرّ، الحافظ أبي عمر يوسف بن عبدالله بن محمد القرطبي الأندلسي المالكي (ت٤٦٣ھ)، تحقيق الشّيخ علي محمد معوّض والشّيخ عادل أحمد عبد الموجود، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٢م

١٦۔ أُسْدُ الغَابَة في مَعْرِفَة الصّحَابَة۔ لابن الأثير الجزري، عز الدين أبي الحسن علي بن محمد الشّيباني (ت٦٣٠ھ)، دارالفكر بيروت ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٣م

١٧۔ الإشارة فی أصول الفقه ۔ للباجی، القاضی أبی الولید سلیمان بن خلف الأندلسی ، القرطبی، الذّهبی (ت ٤٥٠ ھ)، تحقیق عادل أحمد عبد الموجود و علی محمد معوّض، مکتبة نزار مصطفیٰ الباز، مکة المکرمة، الطّبعة الثّانیة ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

١٨۔ أشِعَّةُ اللّمعَات (شرح مشکاة المصابیح)۔ للدّھلوی، الشّیخ عبد الحق بن سیف الدّین المحدّث الحنفی (ت ١٠٥٢ ھ)، المکتبة النُّوریة الرّضویة، سکھر، باکستان ١٩٧٦م

١٩۔ أقوالُ التّابِعِیْن فی مسائل التّوحید والإیمان، جمعه و حقّقه عبدالعزیز بن عبدالله المبدل، دارالتّوحید والنّشر، الرّیاض، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٢٠۔ الإکتفاء بما تضمّنه من مغازی رسول الله ﷺ والثّلاثة الخلفاء۔ للکلاعی، أبی الرّبیع سلیمان بن موسیٰ الحُمیری الأندلسی (ت ٦٣٤ ھ)، تحقیق محمد عبدالقادر عطار، دارالکتب العِلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠م

٢١۔ الإکْلِیل فی استنباط التّنزیل۔ للسّیوطی، الحافظ جلال الدّین أبی بکر الشّافعی (ت ٩١١ ھ)، مکتبة إسلامیة، کوئٹة

٢٢۔ إلقام الحجر لمن زکّی سابّ أبی بکر و عمر۔ للسّیوطی، الإمام الحافظ جلال الدّین أبی بکر الشّافعی (ت ٩١١ ھ)، تحقیق وتعلیق مرزوق علی إبراھیم، دار اللواء للطّباعة و النّشر و التّوزیع، القاھرہ، الطّبعة الأولی ١٤١١ھ۔ ١٩٩١م

٢٣۔ إنباء الأنباء فی حیاة الأنبیاء۔ لأبی الحسن الصّغیر، العلّامة غلام حسین ابن المخدوم محمد صادق السِّندی الحنفی، تحقیق أبی سعید غلام مصطفی السّندی، أکادمیة الشّاہ ولی الله، حیدر آباد ١٣٩٨ھ

٢٤۔ إنباء الأذکیاء بحیاة الأنبیاء۔ للسّیوطی، الحافظ جلال الدّین أبی بکر الشّافعی (ت ٩١١ ھ)، تحقیق و تعلیق و تخریج المفتی محمد عطاء الله النّعیمی، و العلّامة محمد فرحان القادری، جمعیّة إشاعة أهل السّنّة، میتادر، کراتشیٔ، الطّبعة الأولی ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م

٢٥۔ إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء فى ضمن الحاوى للفتاوىٰ۔ للسّيوطى، الحافظ جلال الدّين أبى بكر الشّافعى (ت ٩١١ ھ)، تصحيح عبداللطيف حسن عبد الرحمٰن، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٢٦۔ الانتصار و التّرجيح للمذهب الصّحيح (فى ضمن الفقه و أصول الفقه من أعمال الإمام محمد زاهد الكوثرى، رتّبه أحمد الخيرى (ت١٣٨٧ھ))۔ لسبط ابن الجوزى، المحدّث الفقيه المؤرّخ أبى المظفر جمال الدّين يوسف بن مزمل الحنفى (ت ٦٥٤ ھ)، تحقيق العلاّمة زاهد الكوثرى (ت١٣٧١ ھ) دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٥ھ۔ ٢٠٠٤م

٢٧۔ الأنْتِقَاءُ فى فضائل الأئمّة الثّلاثة الفُقَهاء۔ لابن عبدالبرّ، الحافظ أبى عمر يوسف بن عبد الله بن محمد القرطبى الأندلسى المالكى(ت٤٦٣ ھ)، اعتنى به الشّيخ عبد الفتّاح أبوغدة، المكتبة الغفوريّة العاصميّة، كراتشى

٢٨۔ الأنْوَارُ فى شَمَائِلِ المُخْتار۔ للبغوى، مُحَىّ السُّنّة الحسين بن مسعود (ت٥١٦ ھ)، تحقيق العلاّمة إبراهيم اليعقوبى، دار المكتبى، دمشق، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٦ھ۔١٩٩٥م

٢٩۔ الأنوارُ اللُّمعَة فى الجمع بين مفردات الصّحاح السّبعة۔ لابن الصّلاح، الحافظ أبى عمرو عثمان بن عبد الرّحمن الكردى الموصلى الشّافعى (ت٦٤٣ھ)، تحقيق سيّد كسروى حسن، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

٣٠۔ الأنْوَارُ المُحَمَّدِيّة من المواهب اللّدنيّة۔ للنّبهانى، الشّيخ يوسف بن إسماعيل الشّافعى (ت ١٣٥٠ ھ)، تصحيح الشّيخ عبد الوارث محمد على، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٧ھ۔ ١٩٩٧م

٣١۔ أهوال القبور وأحوال أهلها۔ لابن رجب، العلامة أبى الفرج زين الدّين عبدالرّحمٰن أحمد الحنبلى(ت ٧٩٥ ھ)، تعليق خالد عبداللطيف السّبع

العلمی، دارالکتاب العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٥ھ۔ ٢٠٠٤م

٣٢۔ أهوال القبور وأحوال أهلها إلى النُّشور۔ لابن رجب، العلامة أبی الفرج زین الدّین عبدالرّحمٰن بن أحمد الحنبلی (ت٧٩٥ھ)، تحقیق بشیر محمد عیون، مکتبة المؤیّد، الرّیاض، و مکتبة دارالبیان، دمشق، وبیروت، الطّبعة الثّانیة ١٤١٤ھ۔١٩٩٤م

٣٣۔ البَاعِث علی إنکار البدع والحوادث۔ لأبی شامة، العلاّمة عبدالرّحمٰن بن إسماعیل الشّافعی (ت٦٦٠ھ)، تحقیق عادل عبدالمنعِم أبی العباس، مکتبة السّاعی، الرّیاض

٣٤۔ البَحْرُ الزَّخّار۔ للبزّار، للحافظ الإمام أبی بکر أحمد بن عمرو العتکی (ت٢٩٢ھ)، تحقیق عادل بن سعد، مکتبة العلوم و الحکم، المدینة المنوّرة، الطّبعة الأولٰی ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٣٥۔ البَحرُ العَمِیق فی مناسك المُعتمر والحاجّ إلی بیت اللّٰه العتیق۔ لابن الضّیاء، الإمام أبی البقاء محمد بن أحمد المکی الحنفی (ت٨٥٤ھ)، تحقیق عبداللّٰه نذیر أحمد عبدالرّحمٰن مزی، مؤسّسة الرّیان، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ ۔٢٠٠٦م

٣٦۔ البِدَایة والنِّهایة۔ لابن کثیر، الحافظ أبی الفداء إسماعیل بن عمر (ت٧٧٤ھ)، تحقیق یوسف الشّیخ محمد البقاعی، دارالفکر،بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٣٧۔ بغیة المُلتمس فی سُباعیات حدیث الإمام مالك بن أنس۔ للعلائی، الحافظ صلاح الدّین أبی سعید خلیل بن الأمیر سیف الدّین الدّمشقی الشّافعی (ت٧٦١ھ)، تحقیق وتعلیق حمدی عبدالمجید السّلفی، عالم الکتب،بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٠٥ھ۔١٩٨٥م

٣٨۔ بُغیة النّاسك فی أحکام المناسك۔ للبهوتی، الشّیخ محمد بن أحمد بن علی الحنبلی (ت١٠٨٨ھ)، تحقیق وتعلیق الدّکتور عبداللّٰه بن محمد بن أحمد

الطّریقی، الرّیاض ١٤٢٥ھ

٣٩۔ بلوغ الأمانی من أسرار الفتح الرّبّانی (شرح ترتیب مُسند الإمام أحمد بن حنبل الشّیبانی)۔ للسّاعاتی، الشّیخ أحمد عبدالرّحمٰن البنّا (ت١٣٧٨ھ)، أُعتنی به حسّان عبدالمنّان، بیت الأفکار الدّولیة، الأردن

٤٠۔ بوستان سعدی ۔ الإمام شرف الدّین بن عبداللّٰه (٦٩١ھ)، انتشارات عالمکیری از نسخه محمد علی فروغی (ذکاء الملك)، المطبع الإیران

٤١۔ بوستان۔ للسّعدی، شرف الدّین بن عبداللّٰه (٦٩١ھ)، میرمحمد کتب خانه، کراتشی

٤٢۔ بهارشریعت۔ للأعظمی، العلّامة أمجد علی، صدر الشّریعة الحنفی (ت١٣٦٧ھ)، مکتبة إسلامیة، لاهور۔

٤٣۔ تاجُ العُرُوس من جَوَاهِر القَامُوس۔ للزُّبَیْدی، السیّد محمد مرتضیٰ بن محمد الحُسَیْنی الحنفی (ت١٢٠٥ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٨ھ۔ ٢٠٠٧م

٤٤۔ تَارِیْخُ أَصْبَهَان ۔ للأصبهانی، الإمام أبی نعیم أحمد بن عبداللّٰه بن أحمد (ت٤٣٠ھ)، تحقیق سید کسروی حسن، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٠ھ۔ ١٩٩٩م

٤٥۔ تارِیْخُ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام۔ للذّهبی، المُورّخ شمس محمد بن أحمد (ت٧٤٨ھ)، تحقیق الدّکتور عبدالسّلام، دارالکتب العربی، بیروت، الطّبعة الثّانیّة ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٤٦۔ تاریخُ بَغداد (مدینةُ الإسلام)۔ للبغدادی، الإمام أبی بکر أحمد بن علی الخطیب (ت٤٦٣ھ)، تحقیق صدقی جمیل العطّار، دارالفکر، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

٤٧۔ تاریخ جُرجان ۔ للسّهمی، الحافظ حمزة بن یوسف السّهمی (ت٤٢٧ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢٥ھ۔ ٢٠٠٤م

٤٨۔ تاریخ خلیفة بن خیاط۔ أبی عمرو العصفری البصری (ت ٢٤٠ ھ) بروایة مفتی بن خالد، تحقیق الأستاذ الدّکتور سهیل زکّار، دارالفکر، بیروت ١٤١٤ ھ۔ ١٩٩٣م

٤٩۔ تاریخ الخمیس فی أحوال أنفس النّفیس، للبکری، الإمام حسین بن محمد بن الحسن (ت٩٦٦ ھ)، اعتنیٰ به عبدالله محمد الخلیلی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ٢٠٠٩م

☆ التّاریخ الکبیر للبخاری = کتاب التّاریخ الکبیر

٥٠۔ تَارِیْخُ مَدِیْنَةِ دِمَشق۔ لابن عساکر، الحافظ أبی القاسم علی بن الحسن ابن هبة الله بن عبد الله الشّافعی (ت ٢٣٠ ھ)، تحقیق علی شیری، دار الفکر، بیروت ١٤٢١ھ۔٢٠٠٠م

٥١۔ تَاریخُ مکّة المُشَرَّفَة والمسجد الحرام والمدینة الشّریفة والقبر الشّریف۔ لابن الضّیاء، الإمام أبی البقاء محمد بن أحمد بن محمد المکّی الحنفی (ت ٨٥٤ھ)، تحقیق العلّامة إبراهیم الأزهری وأیمن نصرالأزهری، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّانیّة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

٥٢۔ تأویل مُختلفِ الحدیث ۔ لابن قُتیبة، الإمام أبی محمد عبدالله بن مسلم الدّینوری (ت٢٧٦ ھ)، تحقیق محمد عبدالرّحیم، دارالفکر، بیروت، ١٤١٥ھ۔١٩٩٥م

٥٣۔ تَبْیِیْضُ الصَّحِیْفَة مناقبِ أبِی حَنِیْفة۔ للسّیوطی، الحافظ جلال الدّین عبدالرّحمٰن الشّافعی (ت ٩١١ ھ)، إدارة القرآن والعلوم الإسلامیة، کراتشی، الطّبعة الثّانیّة ١٤١٨ھ

٥٤۔ التَّحْرِیْر وَالتَّنْوِیْر۔ لابن عاشور، الشّیخ محمد الطّاهر، مؤسّسة التّاریخ، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٥٥۔ تُحْفَة درود شریف۔ للخیری، العلّامة حبیبُ البشر الرّنکونی، دار القرآن پبلشرز، بمبئی

٥٦۔ تُحفَةُ الأشرَاف بمعرفة الأطراف۔ للمُزّی، الحافظ جمال الدّین أبی الحجّاج یوسف بن عبد الرّحمٰن (ت٧٤٢ھ)۔ تعلیق عبدالصّمد شرف الدّین، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

٥٧۔ تحفة المُخلصین بشرح عُدّة الحِصن الحَصِین من کلام سیّد المرسلین۔ للفاسی، المحدّث أبی عبدالله محمد بن عبد القادر (ت١١١٦ھ)، تحقیق و تعلیق الدّکتور محمد بن عزّوز، دار ابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢٨ھ۔ ٢٠٠٨م

٥٨۔ تحقیق روح المعانی۔ للمحقّق محمد أحمد الأمد، وعمر عبدالسّلام السّلامی، دارإحیاء التّراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٥٩۔ تحقیق محمود محمد نصّار علی السُّنَن للتّرمذی، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٦٠۔ تدریب الرّاوی فی شرح تقریب النّووی، للسّیوطی، الحافظ جلال الدّین عبدالرحمٰن بن أبی بکر الشّافعی (ت ٩١١ھ)، تحقیق وتعلیق الدّکتور أحمد عمر هاشم، دارالکتاب العربی، بیروت ١٤١٩ھ۔١٩٩٩م

٦١۔ التّذکرة فی أحوال الموتٰی وأُمورِ الآخرة۔ للقُرطبی، الإمام شمس الدّین أبی عبدالله محمد بن أحمد الأنصاری (ت٦٧١ھ)، دارالمنار، القاهرة، المکتبة التّجاریة، مکة المکرّمة

٦٢۔ ترجمهٔ قرآن فارسی۔ للدّهلوی، المحدّث قطب الدّین أحمد بن عبد الرّحیم الشّهیر بشاه ولیّ الله الحنفی (ت ١١٧٦ھ)، تاج کمبنی، کراتشی

٦٣۔ تَسْهِیلُ الوُصُوْل إلی مَعرِفةِ أسبابِ النُّزُوْل (الجامع بین الرّوایات الطّبری والنّیسابوری، وابن الجَوْزی، والقُرطبی، وابن کثیر، والسّیوطی)، للشّیخ خالد عبد الرحمن العك، دار المعرفة، بیروت، الطّبعة الثّانیّة ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠م

٦٤۔ التّشویق إلی البیت العتیق، للطّبری، العلامة جمال الدّین محمد بن محب الدّین أحمد المکی الشّافعی (ت٦٩٠ھ)، تحقیق أبی عبد الله محمد حسن محمد حسن إسماعیل، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤١٩ھ۔ ١٩٩٨م

٦٥۔ تطهيرُ الجنان و اللّسان۔ للهيتمی، الإمام المحدّث أحمد بن محمد بن علی بن حجر المکی الشّافعی (ت ٩٧٤ھ)، علّق علیه عبد الوهاب عبد اللطیف، مکتبة القاهرة، مصر

٦٦۔ تعلیق سُنَن أبی داوٗد۔ لعزّت عبید الدّعاس و عادل السّید، دار ابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولٰی ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

٦٧۔ تفسیر ابن أبی حاتم۔ للإمام الحافظ عبد الرحمٰن بن أبی حاتم محمد التّمیمی الحنظلی (ت٣٢٧ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولٰی ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

☆ تفسیرُ ابن جَرِیْر= تفسیر الطّبری

☆ تفسیر ابن عاشور= التّحریر و التّنویر

٦٨۔ تفسیرُ ابن کَثِیْر، للعلّامة عماد الدّین أبی الفداء إسماعیل بن کثیر الدّمشقی (ت٧٧٤ھ)، دار الأرقم، بیروت

☆ تفسیرُ البَغْوی= مَعَالم التَّنزِیل

٦٩۔ تفسیر الجیلانی۔ للسّیّد الشّریف، محی الدّین أبی محمد عبد القادر الجیلانی الحسنی الحسینی (ت ٥٦١ھ)، تحقیق السّیّد الشّریف الدّکتور محمد فاضل، مرکز الجیلانی، استنبول، الطّبعة الأولٰی ١٤٣٠ھ۔ ٢٠٠٩م

٧٠۔ تفسیرُ الْحَسَنَات۔ لأبی الحسنات، السّیّد محمد أحمد القادری الحنفی، ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاهور

☆ تفسیرُ الْخَازِن= لُباب التّأویل فی معانی التّنزیل

☆ تفسیر روح المعانی= روح المعانی فی تفسیر القران العظیم و السّبع المثانی

٧١۔ تفسیرُ الطّبُری۔ لابن جریر، الإمام أبی جعفر محمد بن جریر(ت ٣١٠ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الرّابعة ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م

٧٢۔ تفسیرُ عَرَائِس البَیَان فی حَقَائِق القُرْآن۔ للبَقْلی، أبی محمد صدر الدّین رُوزبهان بن أبی النّصر (ت٦٠٦ھ)، تحقیق الشّیخ أحمد فرید المزیدی، دارالکتب

العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٩هـ ـ ٢٠٠٨م

٧٣ـ تفسيرُ عَزِيزِیْ۔ لـلدّهلوى، الشّاه المحدّث عبد العزيزبن الشّاه ولىّ اللّٰه الحنفى (ت١٢٣٩هـ)، كتب خانه رحيميه، ديوبند، يو پى،١٣٨٨هـ

٧٤ـ تـفسيـر غرائِب القرآن ورغـائِـب الـفـرقـان۔ لـلنّيسَابُورى، العلّامة نظام الدّين الـحسيـن بـن مـحـمـد بـن حسيـن القمى (على هامش جامع البيان)، المطبعة الكبرىٰ الأميرية ببولاق، مصر، الطّبعة الأولىٰ ١٣٢٩هـ

☆ تفسيرُ فَتْحُ الْعَزِيْز= تفسير عزيزى۔

☆ تفسيرُ القُرْطبِى= الجَامع لأحكَام الْقران۔

٧٥ـ التفْسِيْرُ الْكَبِيْر۔ للرّازى، الإمام فخر الدّين محمد بن عمر الشّافعى(ت٦٠٦هـ)، دار إحياء التّراث العربى، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٠هـ ـ ١٩٩٩م

٧٦ـ تفسيرُ الكَشّاف مِن حَقَائِق غَوَامِضِ التّنزِيل وعُيون الأقاويل فى وُجُوْه التّأويل۔ للزمخشرى، جاراللّٰه محمد بن عمر المعتزلى(ت ٥٣٨هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الرّابعة ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م

٧٧ـ تـفسِيْرُ المَظْهَرى۔ لـلـقـاضـى مـحـمـد ثـنـاء اللّٰه العثمانى الحنفى النّقشبندى (ت١٢٢٥هـ)، تـحـقـيـق مـحـمـد عزّوعناية، دار إحياء التّراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٥هـ ـ ٢٠٠٤م

٧٨ـ تـفسير المنار ـ لـلـعـلامة مـحـمـد رشيد رضا، دارالفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٨هـ ـ ٢٠٠٧م

٧٩ـ تَـفْسِيْر النَّسَفى۔ لـلإمـام حـافـظ الدّين أبى البركات أحمد بن محمود الحنفى (ت ٧١٠هـ)، دارالفكر، بيروت

☆ تفسير النّيسابورى = تفسير غرائب ورغائب الفرقان

٨٠ـ تـفسِيـرُ نُـوْرِ الْعِرْفان۔ لـلـنّـعيـمـى، الـمـفـتـى أحـمـد يار خان البدايونى الحنفى (ت١٣٩١هـ)، إدارة كُتُبِ إسلامية، غُجرات، باكستان

٨١ـ تـفسير هاشمى، (منظوم)۔ للتّتوى، الـعـلامة الـمخدوم محمد هاشم بن عبد

الغفور الحارثی السّندی الحنفی القادری (ت۱۱۷٤ھ)، سندی أدبی بورد، جامشورو، حیدرآباد، طبع أول ۱٤۰۷ھ۔ ۱۹۸۷م

۸۲۔ تقْرِیبُ البُغْیَة بترتیبِ أحادیثِ الحِلْیَة۔ للإمام نورالدین علی بن أبی بکر الهیثمی (ت۸۰۷ھ)، وأتمّه الحافظ أبوالفضل أحمد بن علی ابن حجر العسقلانی الشّافعی (ت۷۵۲ھ)، تحقیق محمد حسن إسماعیل، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۸۳۔ تقریبُ التّهْذِیب ۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب الدّین أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر الشّافعی (ت۸۵۲ھ)، مؤسّسة الرّسالة، بیروت، ۱٤۱۷ھ۔ ۱۹۹۷م

۸٤۔ تقیید العلم ۔ للبغدادی، الإمام أبی بکر أحمد بن علی الخطیب (ت٤٦۳ ھ)، اعتنی به الدّانی منیر آل زهوی، الکمتبة العصریّة، بیروت ۱٤۲٦ھ۔۲۰۰۵م

۸۵۔ تَلْخِیصُ الحَبِیْر فی تخریج أحادیثِ الرّافعی الکبیر۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب، أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر الشّافعی (ت ۸۵۲ھ)، مؤسّسة قرطبة، والمکتبه المکّیّة، مکّة المکرمة، الطّبعة الثّانیّة ۱٤۲٦ھ۔ ۲۰۰٦م

۸٦۔ التّنبیه والرّدّ علی أهل الأهواء والبدع، للعلامة أبی الحسین محمد بن أحمد بن عبدالرّحمٰن الشّافعی (۳۷۷ھ)، تحقیق یمان بن سعد الدی[illegible] مادی للنّشر، دمام

۸۷۔ تنویر الأفلاك بجَلال أحادیثِ لَوْلَاك۔ للعلامة أبی الفضل مح[illegible] نعمان شیراز الحنفی، المکتبة الشّیرازیة، کراتشی

۸۸۔ التّوسّل بالنّبیّ ﷺ وأفکار جهلة الوهّابیین وتکفیرهم لعامة المسلمین بالتّوسّل به ﷺ۔ للعلّامة أبی حامد بن مرزوق، مرکز أهل السّنّة برکات رضا غجرات، الهند، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۷ھ۔۲۰۰٦م

۸۹۔ تهذِیْبُ التّهْذِیْب۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب الدین أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر الشّافعی (ت۸۵۲ھ)، تحقیق الشّیخ خلیل مامون شیحا وغیره، دارالمعرفة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۱۷ھ۔ ۱۹۹٦م

۹۰۔ تهذیب سیرة ابن هشام۔ لعبد السّلام هارون، دارالبحوث العلمیة، بیروت،

الطّبعة الخامسة ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷م

۹۱۔ التّيسير بشرح الجامع الصّغير، للمناوی، الحافظ زين الدّين محمد عبد الرّؤوف (ت۱۰۳۱ھ)، مكتبة الإمام الشّافعی، الرّياض، الطّبعة الثّالثة ۱٤۰۸ھ۔ ۱۹۸۸م

☆ جَامِعُ البيَان وتأويل القرآن= تفسيرُالطّبری

۹۲۔ جامع بيان العلم وفضله ومايبنغی فی روايته وحمله۔ لابن عبدالبرّ، الحافظ أبی يوسف بن عبداللّٰه النّمری القرطبی المالكی(ت٤٦۳ھ)، تحقيق أبی عبدالرحمٰن فواز أحمد زَمرلی، دارابن حزم مؤسّسة الرّيان، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲٤ھ۔۲۰۰۳م۔

۹۳۔ الجَامِعُ الصَّحِيْح هو سُنَن التّرمذی۔ للإمام أبی عيسی محمد بن عيسی التّرمذی (ت۲۷۹ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ۔۲۰۰۰م

۹٤۔ الْجَامِعُ الصَّغِيْر من حديثِ البَشِيْر النَّذِير۔ للسّيوطی، جلال الدّين أبی الفضل عبدالرحمٰن بن أبی بكر الشّافعی (ت۹۱۱ھ)، تحقيق حمدی الدّمرداش، مكتبة نزار مصطفیٰ الباز، مكة المكرمة، الطّبعة الثّانيّة ۱٤۲۰ھ۔ ۲۰۰۰م

۹۵۔ الجامع لأحكام القرآن ۔ للقُرطبی، الإمام أبی عبد اللّٰه محمد بن أحمد الأنصاری المالكی (٦٦۸ ھ)، دار إحياء التّراث العربی، بيروت، الطّبعة الأولی ۱٤۱٦ھ۔ ۱۹۹۵م

۹٦۔ الجَامِعُ لِشُعُبِ الإيمان۔ للبيهقی، الإمام أبی بكر أحمد بن الحسين الشّافعی (ت٤۵۸ھ)، تحقيق الدّكتور عبد العلی عبد الحَميد حامد، مكتبة الرُّشد،الرّياض، الطّبعةالأولیٰ۱٤۲۳ھ۔ ۲۰۰۳م

۹۷۔ جِلاءُ الأفهام فی الصّلاة والسّلام علی خير الأنام۔ لابن القيّم، العلامة شمس الدّين محمد بن أبی بكر (ت۷۰۱ھ)، تصحيح وتعليق طٰه يوسف شاهين، المكتبة الرّضويّة، لائلفور، باكستان۔

۹۸۔ الجوهر المنظّم فی زيارة القبر المكرّم۔ للهيتمی، المحدّث أحمد بن محمد بن

علی بن حجر المَکّی (ت ٩٧٤ ھ)، عُنِیَ به قصّی محمد نورس الحلّاق، دار الحاوی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ-٢٠٠٧م

٩٩- الجَوهَرُ المُنظّم فی زیارة القبر الشّریف النّبویّ المکرّم المعظّم- للهیتمی، المحدّث أحمد بن محمد بن علی بن حجر المَکّی (ت٩٧٤ ھ)، المکتبة القادریة بالجامعة النّظامیّة الرّضویّة، لاهور

١٠٠- حاشیة السِّندی علی السُّنَنِ لابن ماجة- لأبی الحسن الکبیر، الإمام نور الدّین محمد بن عبد الهادی الحنفی (ت١١٣٨ ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٧ھ- ١٩٩٦م

١٠١- حاشیةُ السِّندی علی السُّنَن للنّسائی- لأبی الحسن الکبیر، الإمام نورالدّین محمد بن عبدالهادی الحنفی (ت١١٣٨ ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤ھ- ٢٠٠٣م

١٠٢- حاشیة العلّامة ابن حجر الهیتمی (علی شرح الإیضاح فی مناسك الحج)- للهیتمی، المحدّث أحمد بن محمد بن علی المکی الشّافعی (ت٩٧٤ ھ)، تحقیق عبدالمنعم إبراهیم، مکتبة نزار مصطفیٰ الباز، مکة المکرمة، الطّبعة الثّانیة ١٤٢٧ھ-٢٠٠٦م

١٠٣- حَاشِیَةُ العَلّامة الصّاوی (علی التّفسِیر الجَلَالَین)- للإمام أحمد بن محمد المصری المالکی (ت١٢٤١ ھ)، دارإحیاء التُّراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٩ھ- ١٩٩٩م

١٠٤- حاشیه مکتوباتِ إمام ربّانی، للعلامة نور أحمد الپسروی، مکتبه أحمدیه مجدّدیّه، کوئٹه

١٠٥- حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَی العَالَمِیْن فی مُعجزاتِ سیّدِ المُرسَلین صلی اللّٰه علیه وسلم- للنّبهانی، الشّیخ یوسف بن إسماعیل الشّافعی (ت ١٣٥٠ ھ)، تحقیق الشّیخ عبدالوارث محمد علی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٧ھ- ١٩٩٦م

١٠٦- حِلْیَةُ الأَوْلیاء وطَبَقَاتُ الأصفیاء- للأصبهانی، الإمام أبی نعیم أحمدبن عبد اللّٰه بن

أحمد (ت ٤٣٠هـ)، دارالكتب العربى، الطّبعة الخامسة ١٤٠٧هـ ـ ١٩٨٧م
١٠٧ـ حَيَاةُ الأَنْبياء صَلَوَاتُ اللّٰه عليهم بعد وفاتهم ـ للبيهقى، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين (ت٤٥٨هـ)، تحقيق الدّكتور أحمد بن عطية الغامدى، مكتبة العلوم والحكم، المدينة المنوّرة الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٢هـ ـ ٢٠٠١م
١٠٨ـ حيات القلوب فى زيارة المحبوب ـ للتّتوى، الإمام المخدوم محمد هاشم بن عبدالغفور الحارثى السّندى الحنفى (ت١١٧٤هـ)، إدارة المعارف، كراتشى ١٣٩١هـ
١٠٩ـ خَزَائِنُ العِرفان ـ لصدر الأفاضل، السّيّد محمد نعيم الدّين الحنفى (ت ١٣٦٧هـ)، المكتبة الرّضوية، كراتشى
١١٠ـ خصائص الأمّة المحمّديةـ للعلامة السيّد محمد بن علوى المالكى، الكمتبة العصريّة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٧هـ ـ ٢٠٠٦م
١١١ـ الخَصَائِصُ الكُبرى ـ للسّيوطى، جلال الدّين أبى الفضل عبدالرّحمٰن بن أبى بكر الشّافعى (ت ٩١١هـ)، دارالكتب العلمية، بيروت
١١٢ـ خلقتِ محمدى ، للدّكتور محمد مسعودِ أحمد، إداره مسعودية، كراتشى ١٤٢٥هـ ـ ٢٠٠٥م
١١٣ـ درُّالثَّمِيْن فى مُبشّرات النّبىّ الكريم ـ للدّهلوى، المحدّث قُطب الدّين أحمد بن عبد الرّحيم، الشّهير بشا ولى اللّٰه (ت١١٧٦هـ)، مع الحواشى للشّاه محمد إسحاق الدّهلوى، سُنّى دار الإشاعة علويّة رضويّة، فيصل آباد
١١٤ـ درِحبیب ﷺ کی حاضری جنت کی ضمانت ہے، از افاضات المفتى محمد أشفاق القادرى الرّضوى، تحريك إتحاد أهسلنّت (باكستان) كراتشى ٢٠٠٢م
١١٥ـ الدُّرر السّنيّة فى الرّدّ على الوهّابيّة، للعلامة أحمد بن زينى دحلان المكى (ت ١٣٠٤هـ)، المكتبة الحقيقة، استانبول، تركية ١٤٠٣هـ ـ ١٩٨٢م
١١٦ـ الدُّرُّ المُخْتار شرح تَنْوِيْر الأَبْصَار ـ للحصكفى، العلامة محمد بن على الحنفى (ت١٠٨٨هـ)، تحقيق عبدالمُنعم خليل إبراهيم، دارالكتب العلمية، بيروت،

الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م
١١٧۔ الدّرر المنتثرة فی الأحادیث المشتهرة۔ (علی هامش الفتاوی الحدیثیة) للسّیوطی، الإمام جلال الدّین عبد الرّحمٰن الشافعی (ت ٩١١ ھ)، مطبعة مصطفی البابی الحلبی و أولاده، بمصر، الطّبعة الأولی ١٣٥٦ھ۔ ١٩٣٧م
١١٨۔ الدُّرُّ المنثور فی التّفسیر بالمأثور، للسّیوطی، الإمام جلال الدّین عبد الرحمٰن بن أبی بکر الشّافعی (ت ٩١١ ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م
١١٩۔ الدُّرالمَنضود فی الصّلاة والسّلام علی صاحب المقام المحمود۔ للهیتمی، الإمام المحدّث أحمد بن محمد بن علی بن حجر المکّی الشّافعی (ت ٩٧٤ھ)، عنی به بوجمعة عبدالقادر مکری ومحمد شادی مصطفیٰ عربش، دارالمنهاج، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٦ھ۔٢٠٠٥م
١٢٠۔ دفاع عن معاویة رضی الله عنه۔ لزید بن عبد العزیز الفیاض (ت ١٤١٦ ھ)، مؤسّسة الرّسالة، الطّبعة الثّانیة ١٤٢٦ھ۔ ٢٠٠٥م
١٢١۔ دلائل الخیرات فی ذکر الصّلاة علی النّبی المختار صلی اللّٰه علیه وسلم۔ للإمام أبی عبداللّٰه محمد بن سلیمان الجزولی السّملالی الحسنی (ت ٨٧٠ ھ)، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م
١٢٢۔ دَلَائِلُ النُّبُوَّةِ۔ لابن کثیر، أبی الفداء عماد الدّین إسماعیل بن عمر (ت ٧٧٤ ھ)، مرکز أهلِ السُّنّة برکات رضا، فوربندر غُجرات، الهند، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م
١٢٣۔ دَلَائِلُ النُّبُوَّةِ۔ للأصبهانی، الإمام أبی نعیم أحمد بن عبد اللّٰه بن أحمد (ت ٤٣٠ ھ)، تحقیق الدّکتور محمد رواس قلعه جی و عبد البرّعبّاس، دار النّفائس
١٢٤۔ دَلَائِلُ النُّبُوَّةِ ومعرفةُ أحوالِ صاحبِ الشّریعة۔ للبیهقی، الإمام أبی بکر أحمد بن الحسین الشّافعی (ت ٤٥٨ ھ)، تعلیق الدّکتور عبد المعطی قلعجی، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م
١٢٥۔ دلیلُ النّاسك ۔ للعلامة عبدالغنی بن یاسین اللّبدیّ الحنبلی (ت ١٣١٩ ھ)،

عُنی به راشد بن عامر، دارالزّمان، المدينة المنوّرة، ١٤٢٨ھ۔ ٢٠٠٧م
١٢٦۔ دِيْوَان حَسّان بن ثابت الأنصاری مع شرحه۔ ضبطه وصحّحه عبدالرحمٰن البرقوتی، دارالكتاب، بيروت ١٤١٠ھ۔ ١٩٩٩م
١٢٧۔ الذّخائِرُ القدسيّة فی زيارة خير البرية ﷺ۔ للعلامة عبدالحميد بن محمد علی بن عبدالقادر قُدس المكی الشّافعی (ت ١٣٣٥ھ) عُنیَ به قصیّ محمد نورس الحلّاق، دارالحاوی، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٨ھ۔ ٢٠٠٧م
١٢٨۔ الذّكر المحمود فی بيان المولد المسعُود۔ للعلّامة محمد إمام الدّين الحنفی القادری الرّضوی، گِردَھر سسٹم پریس، لاهور۔
١٢٩۔ ذوقِ نعت۔ للعلامة حسن رضا بن نقی علی خان البريلوی القادری الحنفی، نوريّه رضويّه پبلی کیشنز، فيصل آباد، ١٩٩٦م
١٣٠۔ الرّحيقُ المختوم شرح قلائدُ المنظوم (لابن عبدالرّزاق الحنفی فی ضمن رسائل ابن عابدين)۔ لابن عابدين، العلامة السيّد محمد أمين الآفندی الشّامی الحنفی (ت١٢٥٢ھ)، المكتبة الهاشمية فی دمشق ١٣٢١ھ
١٣١۔ ردّالمحتار علی الدّرّالمختار۔ لابن عابدين، العلامة السيّد محمد أمين الآفندی الشّامی الحنفی (ت١٢٥٢ھ)، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠م
☆ رسائل إبن عابدين= مجموعة رسائل ابن عابدين
١٣٢۔ رسالة فی اثبات كرامات الأوليا ۔ للسّحاعی، العلامة شهاب الدّين أحمد بن محمد المصری الأزهری الشّافعی (ت١١٩٧ھ)، المكتبة الحقيقة، استانبول، تركية، ١٤٠٣ھ۔ ١٩٨٣م
١٣٣۔ رفعت شان وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ، للنّوری، العلامة محب اللّٰه، فقيه اعظم پبلی کیشنز، بصير پور، اوکاره ١٤٣١ھ۔ ٢٠١٠م
١٣٤۔ رُوْحُ البَيَانْ۔ للحقّی، الشيخ إسماعيل البروسی الحنفی(ت ١٣٣٧ھ)، تعليق الشّيخ أحمد عزّوعناية، دارإحياء التّراث العربی، بيروت، الطّبعة الأولیٰ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٤م

۱۳۵۔ الرّوح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء۔ لابن القیّم، شمس الدّین أبی عبد اللّٰہ محمد بن أبی بکر الزُّرعیّ الدّمشقی (ت ۷۰۱ ھ)، تحقیق یوسف علی بدیوی، دار ابن کثیر، دمشق، بیروت، الطّبعة السّادسة ۱٤۲۵ھ۔۲۰۰۵م

۱۳٦۔ الرّوح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء۔ لابن القیّم، شمس الدّین أبی عبد اللّٰہ محمد بن أبی بکر الزُّرعیّ الدّمشقی (ت ۷۰۱ ھ)، تعلیق محمد خالد العطّار، دارالفکر، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲٤ھ۔۲۰۰۳م

۱۳۷۔ الرُّوح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء۔ لابن القیّم، شمس الدّین أبی عبد اللّٰہ محمد بن أبی بکر الزُّرعیّ الدّمشقی (ت ۷۰۱ھ)، دار القلم بیروت، الطّبعة الثانیّہ ۱٤۰۳ھ۔ ۱۹۸۳م۔

۱۳۸۔ رُوْحُ الْمَعَانِیْ فی تفسیر القرآن وسبع المثانی۔ للآلوسی، العلامة أبی الفضل شهاب الدین السیّد محمود البغدادی الحنفی (ت۱۲۷۹ ھ)، صحّحه محمد أحمد الأمد، وعمر عبد السّلام السّلامی، دار إحیاء التُّراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۰ھ۔ ۱۹۹۹م

۱۳۹۔ الرّوضُ الْأُنُف فی تفسیر السّیرة النّبویّة لابن هشام۔ للسّهیلی، الفقیه أبی القاسم عبدالرحمٰن بن أبی الحسن الخثعمی (ت۵۸۱ ھ)، دارالفکر، بیروت ۱٤۰۹ھ۔ ۱۹۸۹م

۱٤۰۔ الرّیاضُ النَّضِرة فی مناقب العشرة۔ للإمام أبی العباس أحمد بن عبدالله الشّهیر بالمُحبّ الطّبری (٦۹٤ھ)، دارالمنار، القاهرة، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ۔۲۰۰۰م

۱٤۱۔ زادُ المَسِیر فی علم التّفسِیر۔ لابن الحوزی، جمال الدّین عبد الرّحمن بن علی (ت ۵۹۷ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الثّانیّة ۱٤۲۲ھ۔ ۲۰۰۲م

۱٤۲۔ زَادُ المَعَادَ فی هدی خَیُر العباد۔ لابن القیّم، شمس الدّین أبی عبدالله محمد أبی بکر الزُّرعیّ الدّمشقی (ت۷۵۱ھ)، دارإحیاء التُّراث العربی، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱٤۲۱ھ۔ ۲۰۰۱م

☆ الزُّبدة العُمدة فی شرح البُردة = شرح قصیدة البردة

۱۴۳۔ زبدة المقامات ۔ للبدخشانی، العارف محمد هاشم الکشمی ، (ت۱۰۵۸ ھ)، منشی نَوَل کشور، کانپور ۱۳۰۷ ھ، و مکتبة الحقیقة، استانبول ۱۴۰۸ ھ۔ ۱۹۸۸م

۱۴۴۔ الزُّهد والرّقائق۔ لابن المبارك، الإمام شیخ الإسلام عبدالله بن المبارك المروزی (ت۱۸۱ ھ)، تحقیق وتعلیق أحمد فرید، دارالعقیدة، القاهرة، الطّبعة الاولیٰ ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴م

۱۴۵۔ سبع سنابل۔ للعارف عبد الواحد بلگرامی، (مترجم)، حامد ایند کمبنی، لاهور، الطّبعة الثّانیة ۱۹۹۹م

۱۴۶۔ سُبُل الهُدیٰ والرّشاد فی سِیرةِ خیرِ العباد۔ للصّالحی الشّامی، الإمام محمد بن یوسف الدّمشقی الشّافعی (ت۹۴۲ ھ)، تحقیق وتعلیق الشّیخ عادل أحمد عبدالموجود والشّیخ علی محمد معوض، دارالکتب العلمیة، بیروت الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۳م

۱۴۷۔ السّراجُ المُنِیر شرح الجامع الصّغیر۔ للعزیزی، العلّامة علی بن أحمد (ت۱۰۵۰ ھ)، مکتبة الإیمان، المدینة المنوّرة

۱۴۸۔ سرکارِ اعظم ﷺ کی غلامی پر اللہ تعالیٰ کا انعام۔ للتُّرابی، محمد شهزاد القادری، زاویه ببلیشرز، لاهور، ۲۰۰۶م

۱۴۹۔ سَعَادَةُ الدّارَیْن فی الصّلاة علی سیّد الکونین ﷺ۔ للنّبهانی، یوسف بن إسماعیل القاضی الشّافعی (ت۱۳۵۰ ھ)، تخریج وتصحیح عبد الوارث محمد علی، مرکز أهلِ السُّنّة برکات رضا، فور بندر گُجرات، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۵ھ۔۲۰۰۴م

۱۵۰۔ السُّنّة۔ لابن أبی عاصم، الإمام أبی بکر أحمد بن عمرو (ت ۲۸۷ ھ)، دارابن حزم، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۶۴ھ۔ ۲۰۰۴م

۱۵۱۔ السُّنّة۔ للإمام عبدالله بن أحمد ابن حنبل (ت ۲۹۰ ھ)، تحقیق أبی هاجر محمد السعید بن بسیونی زغلول، دارالکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الرّابعة

١٤٢٤ھـ ٢٠٠٣م

١٥٢۔ سُنّت کی آئینی حیثیت، للعلامة بدرالقادری، جمعيّة إشاعة أهل السُّنّة (باكستان) كراتشي، ١٤٣٠ھـ ٢٠٠٩م

١٥٣۔ سُنَن إبن مَاجَة۔ للإمام أبي عبد الله محمد بن يزيد القَزْوِيني (ت٢٧٣ ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٩ھـ ١٩٩٨م

١٥٤۔ سُنَن أبِي داؤد۔ للإمام سليمان بن أشعث السّجستاني (ت٢٧٥ ھ)، دار ابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھـ ١٩٩٧م

☆ سُنن التِّرمذی = الجامع الصّحيح

١٥٥۔ سُنَنَ الدّارقُطني۔ للإمام على بن عمر البغدادی (ت ٣٨٠ ھ)، تعليق مجدى بن منصور، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٧ھـ ١٩٩٦م

١٥٦۔ سُنَنُ الدّارِمِیُ۔ للإمام أبِیُ محمد عبدالله بن عبدالرّحمٰن (ت٢٥٥ ھ)، تخريج الشّيخ محمد عبدالعزيز الخالدی، دارالكتب العلمية بيروت

١٥٧۔ السُّنَنُ الكُبرىٰ۔ للبيهقى، الإمام أبى بكر أحمد بن الحسين الشّافعى (ت٤٥٨ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھـ ١٩٩٩م

١٥٨۔ السُّنَنُ الكُبرىٰ۔ للنّسائى، الإمام أبى عبدالرحمٰن أحمد بن شعيب الخُرَاسَانى (ت٣٠٣ ھ)، تحقيق حسن عبدالمُنعِم شبلى، مؤسّسة الرّسالة، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١ھـ ٢٠٠١م

☆ سُنَن المُجتبى = سُنن النّسائى

١٥٩۔ سُنَنُ النّسائى۔ للإمام أبى عَبد الرّحمن أحمد بن شعيب الخُرَاسَانى (ت٣٠٣ ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٤ھـ ٢٠٠٣م

١٦٠۔ سِيَر أعْلام النُّبلاء۔ للذّهبى، الإمام شمس الدين محمد بن أحمد (ت٧٤٨ھ)، دارالفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٧ھـ ١٩٩٧م

١٦١۔ السّيرة الحلبيّة۔ للحلبى، العلاّمة على بن برهان الدّين الشّافعى (ت١٠٤٤ ھ)، ضبطهٗ وصحّحه عبدالله محمد الخصيلى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة

الثّانية ١٤٢٧هـ-٢٠٠٦م

١٦٢- االسّيرة النّبويّة لابن هشام، أبى محمد عبدالملك المعافرى (ت٢١٣هـ) (مع الرّوض الأُنف)، تعليق طٰه عبدالرّؤف سعد،، دارالفكر، بيروت ١٤٠٩هـ-١٩٨٩م

١٦٣- شانِ حبیب الرحمٰن۔ للنّعيمى، المفتى أحمد يار خان البدايونى الحنفى (ت١٣٩١هـ)، مكتبة إسلامية، لاهور۔

١٦٤- شانِ مصطفیٰ بزبانِ مصطفیٰ ﷺ، للعلّامة المفتى غلام حسن القادرى، مشتاق بك كارنر، لاهور

١٦٥- الشّجرة النبويّة فى النّسب الخير البريّة۔ لابن المبرّد، جمال الدين يوسف بن حسن الصالحى (ت٩٠٩هـ)، اعتنى به الطحطاوى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٦هـ- ٢٠٠٥م

١٦٦- الشّذرة فى الأحاديث المشتهرة۔ لابن طُولُون، أبى عبدالله محمد بن على بن محمد الصّالحى (ت٩٥٣هـ)، تحقيق كمال بن بسيونى زغول، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٣هـ-١٩٩٣م

☆ شرح الخربوتى على البُردة = عصيدة الشّهدة

١٦٧- شرح أُصول إعتقاد أهل السّنّة والجماعة۔ للطّبرى اللالكائى، الحافظ أبى القاسم هبة الله ابن الحسن الشّافعى (ت٤١٨ هـ)، دارابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٦هـ-٢٠٠٥م

١٦٨- شرحُ السُّنّة ـ للبغوى، الإمام أبى محمد الحسين بن مسعود (ت ٥١٦هـ)، تحقيق الشّيخ على محمد معوّض والشّيخ عادل أحمد عبدالموجود، دارالكتب العلمية بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٤هـ- ٢٠٠٣م

١٦٩- شرحُ الشّفا۔ للقارى، الإمام على بن سلطان محمد الحنفى المعروف بالملاّ على القارى (ت١٠١٤هـ)، صحّحه عبدالله محمد الخليلى، دارالكتب العلمية، بيروت

۱۷۰۔ شرح صحیح مسلم ۔ للنّووی، الإمام أبی زکریا یحی بن شرف الشّافعی (ت ۶۷۶ھ)، تحقیق محمد فواد عبدالباقی، دارالکتب العلمیة، بیروت، ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰م

۱۷۱۔ شرح الطّیبی (علی مشکاة المصابیح)۔ للإمام شرف الدّین الحسین بن محمد (ت ۷۴۳ھ)، تعلیق أبی عبداللہ محمد علی سمك، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۲ھ۔ ۲۰۰۱م

۱۷۲۔ شرح العقائد النّسفیة ۔ للتّفتازانی، الإمام سعد الدّین مسعود بن عمر (ت ۷۹۱ھ)، قدیمی کتب خانه، کراتشی

۱۷۳۔ شرح العلّامة الزّرقانی علی المواهب اللّدنیة۔ للعلّامة محمد بن عبد الباقی الزّرقانی، المالکی (ت ۱۱۲۲ھ)، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م

۱۷۴۔ شرح قصیدة البُردة۔ للقاری، الإمام علی بن سلطان محمدالحنفی المعروف بالملّا علی القاری (ت ۱۰۱۴ھ) مخطوط مصوّر مخزون فی دار الکتب للمفتی محمد أحمد النّعیمی الواقع فی غریب آباد ملیر کراتشی، وفی دارالکتب لجمعیّة إشاعة أهل السّنّة الواقع بجوار نور مسجد، میتها در، کراتشی

۱۷۵۔ شرح قصِیْدة البُردة ۔ للعلّامة محیّ الدّین محمد بن مصطفیٰ بشیخ زاده (علی هامش عصیدة الشّهدة)، نور محمد أصح المطابع، کراتشی۔

۱۷۶۔ شرحُ مَعَانِی الآثار ۔ للطّحاوی، الإمام أبی جعفر أحمد بن محمد المصری الحنفی (ت ۳۲۱ھ)، تحقیق محمد زهری النّجّار و محمد سید جاد الْحق، عالم الکتب، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۴م

۱۷۷۔ شرف المصطفیٰ ﷺ۔ للنّیسابوری، الإمام الحافظ أبی سعید عبدالملك بن أبی عثمان محمد (ت ۴۰۶ھ)، تحقیق أبی عاصم، دارالبشائر الإسلامیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

۱۷۸۔ الشّفا بتعریف حُقُوْقِ المُصطفیٰ۔ للقاضی أبی الفضل عیاض بن موسی بن

عياض اليَحصُبي المالكي(ت٥٤٤هـ)، دار إحياء التُّراث العربي، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م

١٧٩۔ شفاء السّقام في زيارة خير الأنام۔ للسُّبكي، الإمام المحدّث تقي الدّين علي الشّافعي (ت٧٥٦هـ)، نوريه رضوية ببلي كيشنز، لاهور۔

١٨٠۔ الشَّمَائِلُ المُحَمَّدِيّة۔ للتّرمذي، الإمام أبي عيسىٰ محمد بن عيسىٰ (ت٢٧٩هـ)، تحقيق عبده علي كوشك، اليمامة للطّباعة والنّشر والتّوزيع، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٣هـ۔ ٢٠٠٢م

١٨١۔ شمائم إمداية۔ رتّبه شرفعلي التهانوي، مدني كتب خانه، ملتان

١٧٢۔ شواهِدُ النُبوّة لتقوية يقين أهل الفتوة۔ للجامي، نور الدّين عبد الرّحمن الحنفي (ت٨٩٨هـ)، حاجي محمدرفيق وحاجي نعمت اللّٰه تاجرانِ كُتُب، قندهار، أفغانستان

١٨٣۔ شہد سے میٹھا نام محمد ﷺ۔ للأويسي، العلامة أبي صالح محمد فيض أحمد الحنفي القادري، مكتبة أويسية، بهاوِلفور ١٤٠٥هـ۔ ١٩٨٥م

١٨٤۔ صدائے نوی شرح مثنوی مولوی ومعنوی۔ للأويسي، العلامة أبي صالح محمد فيض أحمد، مكتبة أويسية، بهاولفور، ١٩٨١م

١٨٥۔ صَحِيُحُ ابن خُزيُمَة، للإمام أبي بكر محمد بن إسحاق بن خُزيُمَة النّيسابُوري (ت٣١١هـ)، تحقيق وتعليق الدّكتور محمد مصطفىٰ الأعظمي، المكتب الإسلامي، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤هـ۔ ٢٠٠٣م

١٨٦۔ صَحِيُحُ البُخَارِيُ۔ للإمام أبي عبد اللّٰه محمد بن إسماعيل الجُعفي (ت٢٥٦هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ۔ ١٩٩١م

١٨٧۔ صَحِيُح مُسْلِم۔ للإمام أبي الحسين مسلم بن الحجاج القشيري (ت٢٦١هـ)، داراالأرقم، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ۔ ٢٠٠١م

١٨٨۔ الصِّلات و البُشر في الصّلاة على خير البَشَر۔ للفيروز آبادي، مَجد الدّين مُحمد بن يعقوب صاحب القاموس (ت٨١٧هـ)، تحقيق و تعليق محمد نور الدّين

عدنان الجزائريو عبد القادر الخياری و محمد مطيع الحافظ، الرّحيم اكادمی، كراتشی، الطّبعة الأولى ١٤٢٦ھ

١٨٩۔ الصّواعق المحرقة فی الرّدّ على أهل البدع والزّندقة۔ للهيتمی، الإمام المحدّث أحمد بن محمد بن علی إبن حجر المكی الشّافعی، (ت ٩٧٤ھ)، علّق عليه عبد الوهاب عبداللطيف، مكتبة القاهرة، مصر

١٩٠۔ الضُّعَفَاءُ الْكَبِيْر۔ للعُقَيلی، الحافظ أبی جعفرمحمد بن عمر المكّی (ت ٣٢٢ھ)، تحقيق الدّكتورعبدالمُعطِی أمين قلعجی، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعةالأولىٰ ١٤٠٤ھ۔ ١٩٨٤م

١٩١۔ ضياء القرآن۔ للأزهری، پير كرم شاه، ضياء القرآن پبلی كيشنز، لاهور

☆ طَبَقَاتُ ابن سعد= الطّبقات الكُبرى

١٩٢۔ الطّبقاتُ الكُبرىٰ۔ لابن سعد، محمد (ت ٢٣٠ھ)، تعليق سهيل كيّالی، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٤م

١٩٣۔ الطّرِيقةُ المُحمّدِيّة والسّيرة الأحمديّة۔ للبركلی، الإمام محمد بن بيرعلی بن إسكندر الرّومی التّركی (ت ٩٨١ھ)، تحقيق الدّكتور محمد حسينی مصطفىٰ، دارالعلم العربی، حلب، سورية، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٢م

١٩٤۔ العُجَاب فی بيان الأسباب۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب الدّين أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر الشّافعی (ت ٨٠٢ھ)، تحقيق عبدالكريم محمد إنيس، دارابن الجوزی، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٦ھ

١٩٥۔ عُدّة الحِصْن الحصِين من كلام سيّد المرسلين۔ للجزری، الإمام شمس الدّين محمد بن محمد (ت ٨٨٣ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت

١٩٦۔ عَصِيْدَةُ الشُّهدة شرح قصيدة البُردَة۔ للخربوتی، العلاّمة عمر بن أحمد، نور محمد أصح المطابع كراتشی

١٩٧۔ العَطَايا النّبويّة فی الفتاوی الرّضويّة = الفتاوىٰ الرّضويۃ

١٩٨۔ عُقُود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبی حنيفة النُّعمان للصّالحی الشّامی۔

الإمام محمد بن يوسف الدّمشقي الشّافعي (ت٩٤٢ھ)، مكتبة الإيمان السّمانية، المدينة المنوّرة

١٩٩۔ علمی سرگرمیاں عہد رسالت اور عہد صحابہ میں (التّراتب الإدارية، القسم العاشر)۔ للكتاني، العلّامة محمد عبدالحيّ بن عبدالكبير الحسني، (ت١٣٨٢ھ)، مترجم العلّامة الحافظ محمد إبراهيم الفيضي، مكتبة فيض القرآن، كراتشي ١٤٢٨ھ۔ ٢٠٠٧م

٢٠٠۔ عُمدة الرّعاية في حلّ شرح الوقاية۔ للكنوي، العلّامة أبي الحسنات عبدالحيّ الحنفي (ت ١٣٠٤ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت ٢٠٠٩م و مكتبة إمداية، ملتان

٢٠١۔ عُمدة القاري شرح صحيح البخاري۔ للعيني، الإمام بدرالدّين أبي محمد محمود بن أحمد الحنفي (ت٨٥٥ھ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٨م

٢٠٢۔ عمل اليوم و اللّيلة (مع عُجالة الرّاغب)۔ لابن السُّنّيّ، الحافظ أبي بكر أحمد بن محمد الدّينوري (ت٣٦٤ھ)، دار ابن حزم، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

٢٠٣۔ عَمَلَ اليَوم واللّيلة ۔ للنّسائي، الإمام أبي عبد الرحمٰن أحمد بن شعيب الخُراساني (ت ٣٠٣ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٨ھ۔ ١٩٨٨م

٢٠٤۔ عيد ميلادالنّبيُ کا بنیادی مقدمہ۔ للعلّامة أبي الفتح نصراللّٰه خان، كراتشي

٢٠٥۔ الغُمّاز على اللُّمّاز في الموضوعات المشهورات۔ للسّمهوري، الإمام نورالدّين أبي الحسن الشّافعي (ت٩١١ھ)، تحقيق محمد عبدالقادر عطاء، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٦ھ۔ ١٩٨٦م

٢٠٦۔ غوث العباد ببيان الرّشاد۔ للشّيخ مصطفى أبي يوسف الحمامي من علماء الأزهر، دار إحياء الكتب العربيّة، مصر ١٣٥٠ھ

٢٠٧۔ فتاویٰ ابن صلاح۔ للإمام تقي الدّين أبي عمرو عثمان بن صلاح الشّافعي (ت٦٤٣ھ)، دارالمعرفة، بيروت

٢٠٨۔ فتاویٰ أمجدية۔ للأعظمي، العلّامة أمجد علي، صدر الشّريعة الحنفي (ت ١٣٦٧ھ)، رتّبه عبد المنّان الكليمي، و علّق عليه المفتي محمد شريف الحق الأمجدي، المكتبة الرّضوية، كراتشي، الطّبعة الأولى ١٤١٧ھ۔ ١٩٩٧م

٢٠٩۔ الفتاوىٰ البزازية۔ (على هامش الفتاوىٰ الهندية) للكردري، حافظ الدّين محمد بن محمد الحنفي (ت ٨٢٧ھ)، دارالمعرفة، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٣١٣ھ۔ ١٩٧٣م

٢١٠۔ الفَتاوىٰ الرَّضَوِيّة۔ مع التّخريج، لإمام أهل السّنّة، الإمام أحمد رضا بن نقي على خان الحنفي (ت ١٣٤٠ھ)، رضافاؤنديشن، لاهور

٢١١۔ فتاوىٰ الرّملي۔ في فروع الفقه الشّافعي، للإمام شهاب الدّين أحمد بن حمزة الرّملي (ت ٩٠٧ھ)، وجمع شمس الدّين محمد بن أحمد الرّملي (ت ١٠٠٤ھ)، تحقيق محمد عبدالسّلام شاهين، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٤م

٢١٢۔ فتاوىٰ مهرية۔ للعلامة السيّد پير مهر علي شاه الگيلاني، رتّبه العلّامة فيض أحمد فيض، طبع في پاكستان انترنيشنال برنترز، لاهور ١٤١٧ھ۔ ١٩٩٨م

٢١٣۔ فَتْحُ البَارِي شرح صحيح البخاري۔ للعسقلاني، الحافظ أحمد بن علي بن حجر الشّافعي (ت ٨٥٢ھ)، تحقيق الشّيخ عبدالعزيز بن عبدالله، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٢١٤۔ الفتح الكبير في ضمّ الزّيادة إلى الجامع الصّغير۔ للسّيوطي، جمعه و رتّبه الشّيخ يوسف بن إسماعيل النّبهاني الشّافعي (ت ١٣٥٠ھ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٣م

٢١٥۔ فتح المُتعال في مدح النِّعال (وصف نِعال النّبيّ ﷺ)، للتّلمساني، الإمام أبي العباس شهاب الدّين أحمد بن محمد بن أحمد المقري المالكي (ت ١٠٤١ھ)، ضبطه أحمد فريدي المزيدي دارالكتب العلمية، بيروت الطبعة الأولىٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

٢١٦۔ فتوى فى كرامات اولياء (ملحق الدّرر السّنية)۔ للشّوبرى، العلامة شمس الدين محمد أحمد الشّافعى (ت١٠٦٩ھ)، المكتبة الحقيقة، استانبول، تركية

٢١٧۔ فِرْدُوسُ الْأَخْبَار بمأثورالخطاب المخّرج على كتاب الشّهاب۔ للدّيلمى، الحافظ شيرويه بن شهردار بن شيرويه (ت٥٠٩ھ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

٢١٨۔ فصل الخطاب بوصل الأحباب۔ للعارف الإمام المحدّث، المفسّر محمد بن محمد بن محمد البخارى الشهير بخواجه محمد بارسا، دار الإشاعة العربية، كوئتة

٢١٩۔ فضل الصّلاة على النّبىّ ﷺ، للجهضمى، الحافظ القاضى إسماعيل بن إسحاق الأزدى البصرى (ت٢٨٢ھ)، تحقيق أسعد بن تيم، دارالعلوم عمان، الأردن، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٣ھ۔ ٢٠٠٣م

٢٢٠۔ فَضْلُ الصّلاة على النّبىّ صلى الله عليه وسلم۔ للحُسِيْنى، السيّد عبدالله سراج الدّين، مكتبة دارالفلاح

٢٢١۔ فوائد العراقيين ـ للحافظ أبى سعيد النّقاش، الحنبلى (ت٤١٤ھ)، تحقيق و تعليق مجدى السيّد إبراهيم، مكتبة القرآن، القاهرة

٢٢٢۔ فيضُ القَدِير (شرح الجامع الصّغير من أحاديث البشير النّذير)۔ للمناوى، العلّامة زين الدّين محمد عبدالرّؤف (ت١٠٣١ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

٢٢٣۔ فيوضُ الحرمَين۔ للدّهلوى، المحدّث شاه قطب الدّين أحمد بن عبدالرّحيم الحنفى، الشّهير بشاه ولىّ الله (ت١١٧٦ھ)، مطبع أحمدى، دهلى

٢٢٤۔ اَلْقَامُوْسُ الْمُحِيْط۔ للفيروز آبادى، مَجد الدين محمد بن يعقوب (ت٨١٧ھ)، دار إحياء التّراث العربى، بيروت، الطّبعة الثّانية ١٤٢٠ھ۔ ٢٠٠٠م

٢٢٥۔ القربة إلى ربّ العالمين بالصّلاة على محمد سيّد المرسلين ﷺ۔ للإمام خلف بن عبدالملك بن بشكوال (ت٥٧٨ھ)، تحقيق سيّد محمد سيّد وخلاف

محمود عبدالسميع، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٩٩٩م
٢٢٦۔ قُرّة العَينَين في تفضيل الشّيخَين رضى الله تعالىٰ۔ للدّهلوى، المحدّث قطب الدّين أحمد بن عبدالرّحيم الحنفى، الشّهير بشاه ولىّ الله (١١٧٦ ھ)، المكتبة السّلفية، لاهور، تصوير المطبوع مطبع مجتبائى دهلى ١٣١٠ھ
٢٢٧۔ القِرى لقاصد أمّ القُرى۔ للطّبرى، الحافظ أبى العباس أحمد بن عبدالله الشّهير بمحب الدّين الطبرى (ت٦٩٤ ھ)، تحقيق مصطفى السّقاء، المكتبة العلمية، بيروت
٢٢٨۔ قطب الإرشاد۔ للعلوى، العلّامة فقيرالله بن عبدالرحمٰن النّقشبندى الحنفى (ت١١٩٥ھ)، مكتبة إسلامية، كوئتة
٢٢٩۔ قَصِيْدة البُردَة ۔ للبوصيرى، الإمام شرف الدّين أبى عبدالله محمد بن سعيد بن حمّاد الصّنهاجى المصرى (ت٦٩٦ ھ)، جمعيّة إشاعة أهل السُّنّة (باكستان)، الواقع بجوار نور مسجد ميتادر، كراتشى
٢٣٠۔ القَولَ البَدِيْع فى الصّلاةِ على الحَبِيْبِ الشّفِيْع۔ للسّخاوى، الحافظ شمس الدّين محمد بن عبدالرحمٰن الشّافعى (ت٩٠٢ ھ)، دارالكتاب العربى، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٥ھ۔ ١٩٨٥م
٢٣١۔ الكَامِل فى ضُعَفَاء الرِّجال۔ لابن عدى، الحافظ أبى أحمد عبدالله الجرجانى (ت ٣٦٠ھ)، تحقيق الشّيخ عادل أحمد والشّيخ على محمد معوّض، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م
٢٣٢۔ كتاب الأذكار۔ للنّووى، الإمام أبى زكريا يحيىٰ بن شرف الشّافعى (ت٦٧٦ھ)، تحقيق بشير محمد عيون، مكتبة دارالبيان، دمشق، الطّبعة الثّالثة ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م
٢٣٣۔ كتابُ الإعتِصَام۔ للشّاطبى، الإمام أبى إسحاق إبراهيم بن موسى اللّخمى الغرناطى (ت٧٩٠ھ)، دارالفكر، بيروت ١٤٢٤ھ۔ ٢٠٠٣م
٢٣٤۔ كتاب الإيضاح فى مناسك الحجّ والعمرة۔ للنّووى، الإمام أبى زكريا يحىٰ بن

شرف الشّافعی (ت٦٧٦ ھ)، دارالبشائر الإسلامية، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤١٧ھ۔ ١٩٩٧م

٢٣٥۔ كتابُ البِدع والنّهی عنها۔ لابن وضّاح، العلاّمة أبی عبدالله محمد بن وضّاح القُرطبی (ت٢٨٧ ھ)، تخريج أبی عمير مجدی بن محمد المصری، مكتبة عبدالمصور بن محمد، القاهرة، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٦ھ

٢٣٦۔ كتابُ التّاريُخ الكبير۔ للبُخاری، الإمام محمد بن إسماعيل الجُعفی (ت٢٥٦ھ)، تحقيق مصطفی عبد القادرأحمد عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠١م

٢٣٧۔ كِتَابُ التَّعْرِيْفَات۔ للشّريف الجرجانی، الإمام علی بن محمد بن علی الحسينی الحنفی (ت٨١٦ھ)، دار الفكر، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٧م

٢٣٨۔ كتاب تلخيص المستدرك۔ للذّهبی، الإمام شمس الدّين أبی عبدالله (ت٧٤٨ھ)، تحقيق، الدّكتور محمود مطرجی، دارالفكر، بيروت ١٤٢٢ھ۔٢٠٠٢م

٢٣٩۔ كتاب التّهجد۔ للأشبيلی، الحافظ أبی محمد عبد الحق عبد الرحمٰن (ت٥٨١ھ)، تحقيق و تعليق مسعد عبد الحميد السّعدانی وغيره، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولی ١٤١٥ھ۔ ١٩٩٤م

٢٤٠۔ كتاب الدّعاء، للطّبرانی، الإمام أبی القاسم سليمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ)، تحقيق مصطفی عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م

٢٤١۔ كتاب الشّريعة۔ للآجری، الإمام أبی بكر محمد بن الحسين (ت٣٦٠ھ)، تحقيق الدّكتور عبدالله بن عمر بن سليمان الدّميجی، دارالوطن، الرّياض، الطّبعة الثّانية ١٤٢٠ھ۔١٩٩٩م

٢٤٢۔ كتابُ الصّمت (فی ضمن موسوعة ابن أبی الدّنيا)۔ لابن أبی الدّنيا، الإمام الحافظ أبی بكر عبدالله بن محمد القرشی (ت٤٨١ ھ)، المكتبة العصريّة،

الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٦ﻫـ-٢٠٠٦م

٢٤٣۔ كتابُ الفُتوح ۔ للعلاّمة أبى محمّد أحمد بن أعثم الكوفى (ت ٣١٤ﻫ)، تحقيق على شيرى، دارالأضواء، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١١ﻫ۔ ١٩٩١م

٢٤٤۔ كتابُ القَدر۔ للفريابى، الحافظ أبى بكر جعفر بن محمد (ت ٣٠١ﻫ)، تحقيق سعد عبدالغفّار على، دار أضواء السّلف المصريّة، القاهرة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٩ﻫ۔ ٢٠٠٨م

٢٤٥۔ كِتَابُ المَغَازِىْ۔ للواقدى، أبى عبد الله محمد بن عمر (ت ٢٠٧ﻫ)، تحقيق محمد عبدالقادر أحمد عطا، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤ﻫ۔ ٢٠٠٤م

☆ كتابُ المُنتَقى= المُنتقى

☆ الكرمانى شرح صحيح البخارى= كواكب الدّرارى

٢٤٦۔ كشف الأستار عن زوائد البزّار على الكُتُب السّتّة۔ للهيثمى، الحافظ نور الدين على بن أبى بكر (ت٨٠٧ ﻫ)، تحقيق حبيب الرّحمٰن الأعظمى، مؤسّسة الرّسالة، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٤ﻫ۔ ١٩٨٤م

٢٤٧۔ كشفُ الخِفاء ومُزيل الألباس عمّا اشتهر من الأحاديث على الألسنةِ النّاس۔ للعجلونى، الشّيخ إسماعيل بن محمد الجراحى الشّافعى (ت١١٦٢ ﻫ)، ضبطه وصحّحه الشّيخ محمد عبدالعزيز الخالدى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٨ﻫ۔١٩٩٧م

٢٤٨۔ كَشَفُ الغُمّة عن جميع الأمّة۔ للشّعرانى، الإمام عبدالوهاب بن أحمد بن على المصرى (ت٩٧٣ﻫ)، دارالفكر، بيروت، ١٤٠٨ﻫ۔ ١٩٨٨م

٢٤٩۔ الكَلاَمُ الأَوْضح فى تفسير سورة "الم نشرح" للعلاّمة نقى على خان الحنفى (ت١٢٩٧ﻫ)، ضياء الدّين ببلى كيشنز، كراتشى

٢٥٠۔ كنزالإيمان فى ترجمة القران، لإمام أهل السنّة، الإمام أحمد الرّضا بن نقى على خان القادرى الحنفى (ت ١٣٤٠ﻫ)، مكتبة رضوية، كراتشى

٢٥١۔ كَنْزُ العُمّال فی سُنَن الأقوال والأفعال۔ للهندی، العلامة علاؤالدين علی المتقی بن حسام الدّين (ت٩٧٥ھ)، تحقيق محمود عمر الدّمياطی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٢ھ۔ ٢٠٠٤م

٢٥٢۔ كواكبُ الدّراری (شرح صحيح البخاری)۔ للكرمانی، الإمام شمس الدّين محمد بن يوسف بن علی الشّافعی (ت٧٩٦ھ)، دار إحياء التّراث العربی، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤٠٥ھ۔ ١٩٨٥م

٢٥٣۔ كَوْثَرُ النّبیّ وزلال حوضه الرّوی۔ للفرهاروی، العلامة عبدالعزيز بن أحمد مخطوط مصوّر مخزون فی دَارُالكُتُب للمفتی محمد أحمد النّعيمی الواقع فی مليرکراتشی، ودارالكتب لجمعيّة إشاعة أهل السُّنّة والجَمَاعة (باكستان) الواقع بجوار نور مسجد، ميتادر كراتشی

٢٥٤۔ گلدستہ درود شریف۔ للعلامة السّيّد سعادت علی القادری (ت١٤٣٠ھ)، جمعية إشاعة أهل السُّنّة (باكستان)، الواقع بجوار نور مسجد، ميتادر، كراتشی، ٢٠٠٤م

٢٥٥۔ لُبَابُ التّأويْل فی معانی التّنزيل، للعلامة علاء الدين علی بن محمد البغدادی (ت٧٢٥ھ)، مطبعة مصطفی البابی الحلبی وأولاده بمصر، الطّبعة الثّالثة ١٣٧٥ھ۔ ١٩٥٥م

٢٥٦۔ لُبابُ النّقول فی أسباب النّزول، للسّيوطی، الإمام جلال الدّين عبد الرّحمن بن الكمال أبی بكر الشّافعی (ت٩١١ھ)، تحقيق محمد الفاضل، مركز أهلِ السُّنّة بركات رضا، الهند، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٥ھ ۔ ٢٠٠٤م

٢٥٧۔ لِسَانُ العَرَب۔ لابن منظور، أبی الفضل جمال الدّين محمد بن كرم المصری (ت٧١١ھ) دارالفكر، بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٤م

٢٥٨۔ لِسان الميزان۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب الدّين أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر الشّافعی (ت٨٥٢ھ) تحقيق الشّيخ عادل أحمد عبد الموجود، و الشّيخ علی محمد معوض، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولی ١٤١٦ھ۔ ١٩٩٦م

٢٥٩ـ لوَاقِحُ الأنوَارِالقُدسِيَّةِ فى العُهود المحمّديّة۔ للشّعرانی، الإمام عبد الوهاب بن أحمد بن على المصرى (ت٩٧٣هـ)، تحقيق نوّاف الجرّاح، داراقرأ، دمشق، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٥هـ۔ ٢٠٠٤م

٢٦٠ـ لَمُعَاتُ التّنقِيح (شرح مشكاة المصابيح)۔ للدّهلوى، الشّيخ عبدالحق بن سيف الدّين، المحدّث (ت١٠٥٢هـ)، تحقيق محمد عبد اللّٰه المفتى، و تخريج عبد الرحمن الجوهرى، مكتبة المعارف العلمية، لاهور، الطّبعة الثّانيّة ١٣٩٢هـ۔ ١٩٧٢م

٢٦١ـ مبدء و معاد ـ للمجدّد الألف الثّانى، الشّيخ أحمد بن عبد الأحد الفاروقى، السّرهندى الحنفى (ت١٠٣٤هـ)، ترتيب و ترجمة للعلامة إقبال أحمد الفاروقى، مكتبة نبوية، لاهور

٢٦٢ـ المَجَالَسَةُ وجواهرُ العِلم۔ للدّينوى، الإمام أبى بكر أحمد بن مرواز المالكى (ت٣٣٣هـ)، تحقيق السيّد يوسف أحمد، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢١هـ۔ ٢٠٠٠م

٢٦٣ـ مَجْمَعُ البَحْرَين فى زوائد المُعجمَين (المُعجم الأوسط، المُعجم الصّغير للطّبرانى)۔ للهيثمى، الحافظ نورالدين أبى الحسن على بن أبى بكر (ت٨٠٧هـ)، تحقيق محمد حسن إسماعيل الشّافعى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤١٩هـ۔ ١٩٩٨م

٢٦٤ـ مَجْمَعُ الزّوَائِد ومنبع الفوائد۔ للهيثمى، نورالدين على بن أبى بكر المصرى (ت٨٠٧هـ)، تحقيق عبد القادر عطا، دار الكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ۔ ٢٠٠١م

٢٦٥ـ مجموعة رسائل ابن عابدين۔ للعلّامة السيّد محمد أمين ابن عابدين الآفندى الحنفى (ت١٢٥٢هـ)، المكتبة الهاشميّة، فى دمشق ١٣٢١هـ

٢٦٦ـ المُحدّث الفاضل بين الرّاوى و الواعى۔ للرّامهرمزى، القاضى الحسن بن عبد الرّحمن (ت٣٦٠هـ)، تحقيق الدّكتور محمد عجاج الخطيب، دار الفكر،

بیروت، الطّبعة الأولىٰ ١٣٩١ھ۔ ١٩٩٧م
٢٦٧۔ محقّ التّقوّل فی مسئلة التّوسّل (فی ضمن مقالاتِ الكوثری)۔ للكوثری، العلامة محمد زاهد بن حسن الحنفی (ت ١٣٧١ھ)، أيج أيم سعيد كمبنی، كراتشی، الطّبعة الأولىٰ ١٣٧٢ھ
٢٦٨۔ المختارة۔ للضّياء المقدسی، الإمام ضياء الدين أبی عبدالله محمد بن عبدالواحد الحنبلی (ت٦٤٣ھ)، تحقيق معالی أ۔د۔ عبدالملك بن عبدالله دهيش، مكتبة الأسری، مكة المكرمة، الطّبعة الخامسة ١٤٢٩ھ۔ ٢٠٠٨م
٢٦٩۔ مُختَصر زَوَائِد مُسنَد البزّار علی الكُتُب السِّتَّةِ ومُسند أحمد۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب الدّين أبی الفضل أحمد بن علی ابن حجر (ت٨٥٢ھ)، تحقيق صبری بن عبدالخالق أبی ذر، مؤسّسة الكتب الثّقافة۔ بيروت، الطّبعة الثّالثة ١٤١٤ھ۔ ١٩٩٣م
٢٧٠۔ مختصر كتاب الموافقة بين أهل البيت و الصّحابة۔ للحافظ إسماعيل بن علی ابن زنجوية الرّازی السّمان (ت٤٤٥ھ) و اختصره جار الله أبو القاسم محمود بن عمر الزّمخشری (ت٥٣٨ھ) تحقيق: السّيد يوسف أحمد، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م
٢٧١۔ مدَارِجُ النّبُوّة ودرجات الفتوة۔ للدّهلوی، الشّيخ عبدالحق بن سيف الدّين، المُحَدِّث (ت١٠٥٢ھ۔١٦٤٢م)، المكتبة النُّورِيّة الرّضويّة، سكهر، الطّبعة الأولىٰ ١٣٩٧ھ۔١٩٧٧م
☆ مَدَارِك التّنزِيْل وحَقَائِق التّأوِيل= تَفسِيرُ النّسَفی
٢٧٢۔ مراقی الفلاح شرح نور الإيضاح كلاهما۔ للشرنبلالی، الإمام أبی الإخلاص حسن بن عمّار الحنفی (ت١٠٦٩ھ)، تحقيق و تعليق بشار بكری عرابی، مكتبة مرزوق، دمشق
٢٧٣۔ مِرقَاةُ المَفَاتِيح (شرح مشكاة المصابيح)۔ للقاری، الإمام علی بن سلطان محمد الحنفی المعروف بالملّاعلی القاری (ت ١٠١٤ھ)، تحقيق الشّيخ

جمال عيتانى، دار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢ھ - ٢٠٠١م
٢٧٤ـ مُزِيلُ الخِفَا عن ألفاظ الشّفاء (على هامش الشّفا) للشُّمُنّى، العلامة أحمد بن محمد الحنفى (ت ٨٧٢ھ)، دار إحياء التّراث العربى، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤ھ - ٢٠٠٣م
٢٧٥ـ مَسَالِكُ الْحُنَفَاء إلى مشارع الصّلاة على المصطفى ﷺ - للقسطلانى، الحافظ أبى العباس أحمد بن محمد (ت ٩٢٣ھ)، تحقيق حسين محمد على شكرى، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٢٦ھ - ٢٠٠٥م
٢٧٦ـ المسامرة (شرح المسايرة فى العقائد المنجية فى الآخرة الجامعة لاصطلاحات السّلف و الماتريدية و الأشاعرة) - لابن أبى شريف، الإمام كمال الدّين محمد بن محمد الشّافعى المقدّسى (ت ٩٠٦ھ) تحقيق كمال الدّين قارى و عزّ الدين معميش، المكتبة العصريّة، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٥ھ - ٢٠٠٤م
٢٧٧ـ المسايرة فى العقيدة المنجية فى الآخرة، لابن الهمام، الإمام كمال الدّين محمد بن عبد الواحد الحنفى (ت ٨٦١ھ)، تحقيق كمال الدّين قارى و عزّ الدّين معميش، المكتبة العصرية، بيروت، الطّبعة الأولى ١٤٢٥ھ - ٢٠٠٤م
☆ المستخرج من الأحاديث المختارة ممّا لم يُخرجه البخارى ومسلم فى صحيحهما = المختارة
٢٧٨ـ المستَدرك على الصّحيحين - للحاكم، الإمام أبى عبدالله محمد بن عبدالله النّيسابورى (ت ٤٠٥ھ)، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٧ھ - ٢٠٠٦م
٢٧٩ـ المُسْند، للإمام أحمد بن حنبل (ت ٢٤١ھ)، المكتب الإسلامى، بيروت
٢٨٠ـ مُسْنَد ابن الجَعْد، للحافظ الثّبت أبى الحسن على الجوهرى (ت ٢٣٠ھ)، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤١٧ھ - ١٩٩٦م
٢٨١ـ مُسْنَد أبى يعلىٰ - للإمام أبى يعلى أحمد بن على الموصلى (ت ٣٠٧ھ)، تحقيق الشّيخ خليل مامون شيحا، دار المعرفة، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٦ھ -

۲۰۰۵م

۲۸۲۔ مُسْنَد إسحاق بن رَاهُويه۔ للإمام إسحاق بن إبراهيم الحنظلی المروزی (ت۲۳۸ھ)، تحقيق فهد مختارضرارالمفتی، دارالكتب العربی، بيروت، الطّبعة الأولیٰ۱۴۲۳ھ۔ ۲۰۰۲م

☆ مُسند البزّار= البحرالزّخّار

۲۸۳۔ مسْنَدُ الحُمَيْدِی، للإمام الحافظ عبدالله بن الزّبير (ت ۲۱۹ھ)، تحقيق الشّيخ حبيب الرحمٰن الأعظمی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۰۹ھ۔ ۱۹۸۸م

۲۸۴۔ مسند الرُّويانی، للإمام أبی بكر محمد بن هارون الرّازی، الطّبری (ت۳۰۷ھ)، دارالكتب العلمية، بيروت الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۷م

۲۸۵۔ مُسنَد عبدُ بن حُميد (المنتخب)، للإمام الحافظ أبی محمد عبد بن حُميد (ت۲۴۹ھ)، تحقيق السيّد صبيحی البدری السّامرائی ومحمود محمد خليل الصّعيدی، عالم الكتب، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸م

۲۸۶۔ المسند المستخرج على الصحيح الإمام مسلم۔ للأصبهانی، الحافظ أبی نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد (ت۴۳۰ھ)، تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل الشّافعی، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۱۷ھ۔ ۱۹۹۶م

۲۸۷۔ مِشْكَاةُ الْمَصَابِيْح۔ للتّبريزی، الشّيخ ولیّ الدّين أبی عبد الله محمد بن عبدالله الخطيب (ت۷۴۱ھ)، تحقيق الشّيخ جمال عيتانی، دارا لكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۳م

۲۸۸۔ مصباح الظّلام فی المستغيثين بخير الأنام وعليه الصّلاة والسّلام فی اليقظة والمنام۔ للمراكشی، الإمام أبی عبدالله محمد بن موسیٰ (ت۶۸۳ھ)، اعتنی به حسين محمد علی شكری، دارالكتب العلمية، بيروت

۲۸۹۔ المُصنّف لابن أبی شيبة، الإمام أبی بكر عبدالله بن محمد العبسی الكوفی

(٢٣٥ھ)، تحقیق محمد عوّامة، المجلس العلمی، دارقرطبة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٧ھ۔ ٢٠٠٦م

٢٩٠۔ المصنّف۔ للإمام عبد الرّزاق بن همام الصنعانی (٢١١ھ)، تحقیق أیمن نصر الدّین الأزهری، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠٠م

٢٩١۔ المَطالبُ العَالیة بزوائد المسانید الثّمانیّة۔ للعسقلانی، الحافظ شهاب الدّین أبی الفضل أحمد بن علی بن محمد ابن حجر الشّافعی (ت٨٠٢ھ)، تحقیق محمد حسن محمد حسن إسماعیل، دارالکتب العلمیة، بیروت الطّبعة الأولیٰ ١٤١٤ھ۔ ٢٠٠٣م

٢٩٢۔ مَطالِعُ المسّرات بجَلاءِ دلائل الخیرات۔ للفاسی، الإمام محمد المهدی بن أحمد بن علی بن یوسف، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابی وأولاده مصر، الطّبعة الثّانیّة ١٣٧٧ھ۔ ١٩٥٨م

٢٩٣۔ مَعَارِجُ النُّبوّة، فی مدارجِ الفتوة۔ للکاشفی، العلامة معین الهروی (من علماء قرن التّاسع)، نورانی کتب خانه، بشاور

٢٩٤۔ مَعَارِجُ النُّبوّة فی مدارج الفتوة، للکاشفی المذکور مترجم از پیرزاده العلّامة اقبال أحمد الفاروقی، مکتبة نبویّة، لاهور ١٩٧٨م

٢٩٥۔ مَعَالِمُ التّنزِیْل (علی هامش تفسیر الخازن)۔ للبغوی، أبی الحسین بن محمود بن الفراء (ت٥١٦ھ)، شرکه مکتبة ومطبعة مصطفی البابی الحلبی وأولاده بمصر، الطّبعة الثّانیّة ١٣٧٥ھ۔ ١٩٥٥م

٢٩٦۔ معَالمُ السُّنَن۔ للخطابی، الإمام محمد بن إبراهیم (ت٣٨٨ھ)، تعلیق عزّت عبید الدّعاس وعادل السیّد، دارالحدیث، حِمص، سوریة، الطّبعة الأولیٰ ١٣٩٣ھ۔ ١٩٧٣م

٢٩٧۔ المُعتَقد المُنتَقد۔ للبدایونی، العلامة فضل الرّسول القاری الحنفی (ت١٢٨٩ھ)، برکاتی پبلشرز، کراتشی، باکستان ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

٢٩٨۔ المُعْجَمُ الأَوْسَط۔ للطّبرانی، للإمام أبی القاسم سلیمان بن أحمد (ت٣٦٠ھ)،

تحقيق محمد حسن محمد حسن الشّافعى، دارالفكر، ودار الكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٠هـ - ١٩٩٩م
٢٩٩۔ اَلْمُعْجَمُ الصَّغِيْرُ۔ للطّبرانى، الإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت ٣٦٠هـ)، دار الكتب العلمية، بيروت، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م
٣٠٠۔ اَلْمُعْجَمُ الْكَبِيْر۔ للطّبرانى، الإمام أبى القاسم سليمان بن أحمد (ت ٣٦٠هـ)، تحقيق حمدى عبد المجيد السّلفى، دارإحياء التّراث العربى، بيروت، الطّبعة الثّانيّة ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م
٣٠١۔ مَعْرِفَةُ الصَّحابة۔ للأصبهانى، الإمام أبى نعيم أحمد بن عبدالله بن أحمد (ت ٤٣٠هـ)، تحقيق محمد حسن محمد حسن إسماعيل و سعد عبد الحميد السّعدنى، دارالكتب العلمية الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٢هـ
٣٠٢۔ مُفْرِدَاتُ أَلْفَاظِ القرآن۔ للأصبهانى، العلامة الرّاغب الحسين بن محمد (ت٤٢٥هـ)، تحقيق صفوان عدنان داوودى، دارالقلم، دمشق، الطّبعة الأولىٰ ١٤٢٤هـ - ٢٠٠٣م
٣٠٣۔ مَكْتُوْبَاتِ إِمَام ربّانى۔ للمجدّد الألف الثّانى، الشّيخ أحمد بن عبد الأحد الفاروقى السّرهندى الحنفى (ت ١٠٣٤هـ)، مكتبة أحمدية مجدّدية، كوئتة
٣٠٤۔ مكتوبات معصومية ـ لعروة الوثقى محمد معصوم بن المجدّد الألف الثّانى الشّيخ أحمد الفاروقى السّرهندى الحنفى (ت١٠٧٩هـ)، إدارة مجددية ناظم آباد، كراتشى ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م
٣٠٥۔ المقاصد الحسنة فى بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة۔ للسّخاوى، شمس الدّين محمد بن عبدالرّحمٰن الشّافعى (ت٩٠٢هـ)، صحّحه وعلّق حواشيه عبدالله محمد الصدّيق، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ١٤٠٧هـ - ١٩٨٧م
٣٠٦۔ مَقَالَات كَاظمى۔ للعلامة السّيّد أحمد سعيد الحنفى (ت١٤٠٦هـ)، المكتبة الضّيائية، راوالبندى ٢٠٠١م

٣٠٧۔ مقالاتُ الكوثری ، للعلامة محمد زاهد بن حسن الحنفی (ت ١٣٧١ ھ)، ایچ أیم سعید کمبنی، کراتشی الطبعة الأولیٰ ١٣٧٢ھ

٣٠٨۔ مَقَامِ رسول ﷺ۔ للفيضى، العلّامة أبی المُحسن محمد منظور أحمد الحنفی (ت ١٤٢٧ھ) سبزواری پبلشرز، كراتشی، الطّبعة السّادسة ١٤٢٠ھ۔١٩٩٩م

٣٠٩۔ المُنتقى۔ لابن الحارود، أبی محمد عبدالله بن على النّيسابورى (ت٣٠٧ ھ)، تحقيق سعد بن عبدالحميد بن محمد السّعدنى، دارالكتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٧ھ۔ ١٩٩٦م

٣١٠۔ الْمُوَطّا۔ للإمام مالك بن أنس (ت١٧٩ ھ) برواية يحى بن يحى المصمودى، دار إحياء التُّراث العربى، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨ ھ۔ ١٩٩٧م

٣١١۔ مُوَطّاء الإمام مَالِك رواية محمد بن حسن الشَّيْبَانى (ت ١٨٩ ھ)، تحقيق وتعليق عبدالوهّاب عبد اللطيف، المكتبة العلمية

٣١٢۔ موارد الظّمآن إلىٰ زوائد ابن حبّان۔ للهيثمى، الحافظ نورالدين على بن أبى بكر، (٨٠٧ھ)، تحقيق محمد عبدالرّزاق حمزه، دارالكتب العلمية، بيروت

٣١٣۔ مواعظ نعيمية، للنّعيمى، المفتى أحمد يارخان البدايونى الحنفى (ت ١٣٩١ھ)، ضياء القرآن ببلى كيشنز، لاهور

٣١٤۔ الْمَوَاهِب اللّدنية بالْمِنَحِ المحمّديّة، للقسطلانى، العلّامة أحمد بن محمد (ت٩٢٣ھ)، تعليق مأمون بن محىّ الدين الجنّان، دارالكتب العلميّة بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤١٦ھ۔ ١٩٩٦م

٣١٥۔ موسوعة السِّيَر۔ للصّلّابى، الدّكتور على بن محمد، دارابن كثير، دمشق، الطّبعة الثّانية١٤٢٩ھ۔ ٢٠٠٩م

٣١٦۔ مِيزَانُ الإعْتِدَال فى نقد الرّجال۔ للذّهبى، الإمام شمس الدين محمدبن أحمد(ت٧٤٨ھ) دارالفكر، بيروت، الطّبعة الأولیٰ ١٤٢٠ھ۔ ١٩٩٩م

٣١٧۔ الميزان الكبرىٰ الشّعرانيّة المدخلة لجميع أقوال الأئِمّة المجتهدين ومقلّديهم

فی الشّریعة المحمّدیّة۔ للشّعرانی، الإمام عبدالوهّاب بن أحمد بن علی المصری (ت٩٧٣ھ)، ضبطه وصحّحه الشّیخ عبدالوارث محمد علی، دارالکتب العلمیة، بیروت الطّبعة الأولیٰ ١٤١٨ھ۔ ١٩٩٨م

٣١٨۔ نُزهَة المَجالِس ومنتخب النّفائس۔ للصّفوری، عبد الرّحمن بن عبد السّلام الشّافعی (من علماء القرن التّاسع الهجری)، تحقیق صبری موسی فتح اللّٰه، دار الفجر التُّراث، القاهرة، الطّبعة الثّانیّة ١٤٢٥ھ۔ ٢٠٠٤م

٣١٩۔ نثر الدُّرر۔ مسمّی به مجموعه مغازی الرّسول وفتوح العجم والعِراق وفتوح الشّام والمصر (فارسی) مترجم العلّامة عبداللّٰه الهراتی، نورانی کتب خانه، بشاور

٣٢٠۔ نسیم الرّیاض فی شرح شِفَاءِ القاضی عیاض۔ للخفاجی، العلّامة شهاب الدّین أحمد بن محمد المصری (ت١٠٦٩ھ)، علّق علیه محمد عبدالقادر عطا، دار الکتب العلمیة، بیروت، الطّبعة الأولی ١٤٢١ھ۔ ٢٠٠١م

٣٢١۔ نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ۔ للسّیالوی، المفتی شوکت علی الحنفی، مکتبة أهل السُّنّة، فیصل آباد ٢٠٠٨م

٣٢٢۔ نوادر الأصول فی معرفة أحادیث الرّسول ﷺ، للحکیم التّرمذی، أبی عبدالله محمد بن علی (ت٢٨٥ھ)، تحقیق أحمد عبد الرحیم السّایح و السّیّد الجمیلی، دار الرّیان للتّراث، القاهرة، الطّبعة الأولی ١٤٠٨ھ۔ ١٩٨٨م

٣٢٣۔ نوادر الأصول فی معرفة أحادیث الرّسول ﷺ، للحکیم التّرمذی، أبی عبدالله محمد بن علی (ت٢٨٥ھ)، تحقیق توفیق محمود تکله، دار النّور، دمشق، الطّبعة الأولی ١٤٣١ھ۔ ٢٠١٠م

☆ نُور العرفان = تفیسر نُور العِرفان

٣٢٤۔ نُورُ الإیمان بزیارةِ آثارِ حبیب الرّحمٰن۔ للعلّامة عبد الحلیم الفرنگی المحلّی (ت١٢٨٥ھ)، مترجم: (المولانا إفتخار أحمد المصباحی)، مکتبة برکات المدینة، کراتشی، الطّبعة الرّابعة ١٤٢٨ھ۔ ٢٠٠٧م

۳۲۵۔ وَسِيلة الإسلام بـالنّبيّ عليه الصّلاة والسّلام۔ للقسطلانی، أبی العباس أحمد بن الخطيب (ت ۸۱۰ھ)، تعليق سليمان المحامی، دارالغرب الإسلامی، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۰٤ھ۔ ۱۹۸٤م

۳۲٦۔ وفاء الوفاء بأخبار دارالمصطفى۔ للسّمهودی، العلّامة نورالدّين علی بن أحمد (ت ۹۱۱ھ)، اعتنى به خالد عبدالغنی محفوظ، دارالکتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۲۷ھ۔ ۲۰۰٦م

۳۲۷۔ الهِدَاية شرح بِداية المُبتدیٔ۔ للمرغينانی، برهان الدّين أبی الحسن علی بن أبی بكر الحنفی (ت۵۹۳ھ)، تعليق محمد عدنان درويش، دارالأرقم، بيروت

۳۲۸۔ هِدَاية السّالك إلى المذاهب الأربعة فی المناسك۔ لابن جماعة، الإمام عزالدّين بن جماعة الكنانی (ت۷٦۷ھ)، تحقيق الدّكتور نورالدّين، دارالبشائرالإسلامية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۱٤ھ۔ ۱۹۹۳م

۳۲۹۔ یادیں مٹائی نہ جائیں، للعلّامة مشتاق أحمد النّظامی، جمعيّة إشاعة أهل السُّنّة (باكستان)، الواقع بجوار نور مسجد، ميتا در، كراتشی

۳۳۰۔ اليواقيت والجواهر فی بيان عقائد الأكابر۔ للشّعرانی، للإمام عبدالوهّاب بن أحمد بن علی بن أحمد (ت۹۷۳ھ)، مطبع الأزهرية المصريّة ۱۳۰۵ھ

۳۳۱۔ اليواقيت والجواهر فی بيان عقائد الأكابر۔ للشّعرانی، الإمام عبدالوهّاب بن أحمد بن علی بن أحمد (ت۹۷۳ھ)، ضبطه وصحّحه الشّيخ عبدالوارث محمد علی، دارالکتب العلمية، بيروت، الطّبعة الأولىٰ ۱٤۱۹ھ۔ ۱۹۹۱م